ربنا علیک توکلنا و الیک انبنا و الیک المصیر

۱۲۹۰ ہجری

بحسن توفیق یزدانی یہ مجموعہ مسائل اور ضروریات فقہی کا مسمی بہ



حسن المسائل

۱۲۹۰



ترجمہ اردو کنز الدقائق بفرمائش حضرت یار خالص صاحب تاجر دوبا بعد تصحیح تام و نظر ثانی

مطبع صدیقی بریلی میں باہتمام مولوی محمد منیر طبع ہوا

جلد دوم

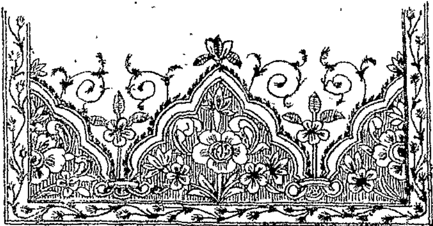
مضمون ابواب	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وکفی والصلوٰۃ والسلام علی رسوله وخیر خلقه محمد المصطفی وآله المجتبی وصحابه اخیار البهی

بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہی احقر العباد محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ برادران دینی کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب کنز الدقائق کو کہ فقہی مسائل مین ایک متن متین ہی اور اسکی اکثر روایتین مستند علماء دین ہین بطور تسہیل زبان فارسی مین ترجمہ کیا تھا اُس ترجمہ مین کئی خوبیان شاہ صاحب مغفور نے رکھی تہین اول یہہ کہ اکثر جگہہ فرعیات مین امام شافعی کے خلاف کو نقل فرمایا اور امام اعظم کے قول کا ماخذ حدیث شریف سی بیان کر دیا دوم یہہ کہ جو لفظ عبارت کنز مین خاص ایسا تہا کہ اسکی معنی علیحدہ لکہی جاتی اسکو صرف ترجمہ پر کفایت نکی بلکہ علیحدہ اسکی معانی تشریح کے ساتھہ لکہدی سوم یہہ کہ جو مسئلہ نہایت مختصر طور پر تہا کہ بدون مثال اسکی معنی سمجہہ مین نہ آتے تہی اسکی مثال بہی مندرج فرمائی غرضکہ یہہ ترجمہ شاہ صاحب کا گویا کنز کی ایک مختصر اور نہایت مفید شرح ہی اب چونکہ ہمتین اس ملک کے لوگونکی باسباب

چند در چند عربی اور فارسی سے ظاہر ہیں اور نیز زبان اردو میں فائدہ عوام کے حق میں وفور
اسلیے اس احقر نے اس کتاب کا ترجمہ زبان اردو میں مناسب جانا اور اصرار عزیز از جان
مولوی محمد منیر کا اسباب میں زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ بعون اللہ وحسن
توفیقہ عرصہ قلیل میں اسکا ترجمہ سلیس ومحاورہ اردو میں کیا اور نام اس ترجمہ کا احسن المسائل رکہا
اس ترجمہ میں میں نے التزام کیا ہے کہ حتی الوسع اردو کا محاورہ ہاتھ سے نہ جانے اور عبارت
فارسی شاہ صاحب مرحوم کا مطلب بھی چھوٹنے نپاوے مگر شاہ صاحب کا ترجمہ حائل المتن تھا اس
ترجمہ میں متن کنز کو لکھنا زائد جانکر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا اور عبارات شرح کو دو خط منحنی
اس شکل میں ( ) لکہدیا ہے دوسرے یہ کہ جسقدر عبارت فارسی شاہ صاحب نے لکہی تہی اوسی
پر میں نے کفایت کی ہاں جسقدر کچھہ مضمون زائد درکار تہا اوسکو خود اپنی طرف منسوب کرکے
یا تو داخل کتاب کر دیا ہے یا حاشیہ پر معانی الفاظ مشکلہ وحل اصطلاح فقہا کو لکہدیا ہے لیکن
فی الحقیقت میں کسیقدر توضیح نفس عبارت میں اپنی طرف سے کردی ہے کہ اسکے مسائل کے سمجھنے کی
اکثر حاجت رہتی ہے اور اقتضاء اسباب میں مناسب نہیں اور بعض جا کچھہ مثالیں جو شاہ
صاحب نے بخیال وضوح مسائل قلم انداز فرمادی تہیں میں نے بڑہا دی ہیں اور جن مسائل
کی سمجھہ میں ایک سی تہیں اور احکام مختلف اونکے دلائل بھی ہدایہ وشرح وقایہ اور دوسری
معتبر کتابوں سے حاشیہ پر لکہدی ہیں حاصل یہہ کہ میں نے اپنی دانست میں نفس کتاب
کی توضیح وتشریح میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور میرے لیے باقیات
صالحات میں سے کرے امید ناظرین با انصاف سے یہہ ہے کہ دعاء خیر سے یاد فرماویں اور اگر
اسمیں سہو وخطا کی غلطی یا اب بہی نظر سے گذرے تو اسکی اصلاح فرماویں والحمد للہ اولاً واخراً
وصلے اللہ علی کل عبد مصطفے والسلام علی من اتبع الہدی ۱۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

دیباچہ شاہ اہل اللہ صاحب

سپاس بے قیاس نثار بارگاہ رب العزت کے ہی جو عالم اور عالم والونکا پروردگار ہے
اور درود بیحد اس پیغمبر پر ہو کہ آدم اور بنی آدم سے بزرگ ہے اور اسکا نام پاک محمد مختار
ہی صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم بعد حمد و صلوۃ کے بندہ درگاہ کریم اہل اللہ
بن شیخ عبد الرحیم مغفرت کرے اللہ اسکو اور اسکے ماں باپ کو اور سلوک کرے اسپر اور انپر
یہہ کہتا ہی کہ عقائد اسلام کے درست کرنیکے بعد سب سے زیادہ ضروری سیکھنا علم
فقہ کا ہی اور اس باب مین سب کتابون اور متنون سے مشہور و معروف تر کنز الدقائق
مؤلفہ امام ہمام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی ہی مگر چونکہ اسکی عبارت مشکل
تھی اور مستند ہونکو مسائل کا سمجھنا اس سے دشوار تھا اسلئے اسکا ترجمہ زبان فارسی مین بعض فوائد
ضروری کے ساتھہ کیا جاتا ہی کہ طلبہ کو اسکا پڑھنا آسانی اور سہولیت سے میسر ہو توفیق
اللہ ہی سے ہی اور وہی رفیق ہر ایک امر مین ہے ؛

کتاب الطہارت

(اسمین پاک ہونیکے مسائل ہین فصل وضو کے بیان مین۔ جاننا چاہیئے کہ وضو نماز کے درست ہونیکی شرط ہے یعنی جبتک وضو نہوگا نماز جائز نہوگی اور نماز اسلام کے پانچ رکنو مین سے ایک رکن ہو اور اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی دین ہے اسلئے وضو کا جاننا ضروری ہوا وضو کے فرض (یعنے ایسی چیزین جنکے نہونے سے وضو درست نہین ہوتا) چھہ ہین اول) نمازی کو اپنا منہ (ایکبار) دہونا یعنی پیشانی کے بالون سے ٹھوڑی کے نیچے تک (طولین) اور دونو کانون کی لو تک (عرض مین دوم) دونو ہاتھونکا دونو کہنیون کے ساتھہ (ایکدفعہ دہونا سوم) دونو پانونکا دونو ٹخنون تک (ایکمرتبہ دہونا چہارم) چوتھائی سر اور داڑھی پر مسح کرنا (یعنے بہیگا ہاتھہ پھیرنا تنبیہ سر کے مسح مین مقدار فرض امام مالک کے نزدیک تمام سر ہی اور امام شافعی کے نزدیک مسح کا لفظ جسپر بول سکین گو دو ہی بال سر کے ہون مقدار فرض ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی کے نزدیک مقدار فرض چوتھائی سر ہی اسلئے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور یہہ مقدار چوتھائی سر کے قریب ہی اور اگر اس سے کمتر درست ہوتا تو آپ اپنی امت کیواسطے کبھی تو دو ایکدفعہ کرتے حالانکہ کمتر پر مسح ثابت نہین ہوا اور داڑھی کے مسح کو سر کے مسح پر قیاس کیا ہے

فائدہ شریعت مین فرض ایسے حکم کو کہتے ہین جو ایسے یقین سے ثابت ہو کہ اسمین شبہہ نہو ایسی فرض کا چھوڑنے والا فاسق ہوتا ہی اور انکار کرنیوالا کافر اور کبھی فرض ایسی بات کو کہتے ہین جسکے بدون عمل درست نہو اصطلاح کا فرض عمل کے رکن کی مانند ہوتا ہے اور سنتین وضو مین ایسی چیزین ہین اول یہہ معلوم کرنا چاہیئے کہ سنت دین اسلام مین

اس طریق جاری کو کہتے ہیں جسکا حکم آنحضرت صلعم نے کیا ہو بدون واجب کرنیکے
یا آپ نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نکیا ہو پس اسطرحکی چیزیں وضو میں بارہ ہیں (اول) دونو ہاتھونکا
پہونچوں تک ابتداء وضو میں دہونا دوسرے وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا یہ بھی سنت
حدیث سے دو سنتیں ہوئیں تیسری مسواک کرنا چوتھی کلی کرنا پانچویں ناک میں پانی دینا چھٹی
داڑھی اور انگلیوں میں خلال کرنا ساتویں ہر عضو کا تین بار دہونا آٹھویں وضو کا دل سے ارادہ
کرنا نویں سارے سر کا ایکبار مسح کرنا دسویں دونوں کانوں کا مسح کرنا سر کے مسح سے بچے ہوئے پانی سے
گیارہویں اس ترتیب کی رعایت رکھنی جو قرآن مجید میں مذکور ہے بارہویں اعضا کا لگاتار
دہونا (فائدہ) دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے درپے دہونا امام شافعی کے نزدیک فرض
ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کے نزدیک سنت ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ وضو کی آیت میں صرف
تین اعضا کے دہونے اور سر کے مسح کرنیکے اور کوئی بات مذکور نہیں اور کلام مجید پر اضافہ
حدیثوں سے کچھ بڑھا لینا درست نہیں اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ انما الاعمال
بالنیات یہاں مراد عملوں کا ثواب ہے نہ انکی درستی اور اگر درستی اعمال ہی مراد
ہوتی تو چاہیے تھا کہ بدن اور کپڑے اور مکانکو پاک کرنا اور برہنگی کو چھپانا اور قبلہ کی
طرف منہ کرنا بدون نیت کے درست نہوتا حالانکہ یہ چیزیں بدون نیت بھی درست ہیں
اور یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ عمل کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہیں ہوتا بخلاف
عمل کی صحت کے کہ وہ بدون نیت بھی ہو جاتی ہے اور حرف ف کہ فاغسلوا میں ہے
وہ اسواسطے ہے کہ نماز پر کھڑے ہونیکے ارادہ کے پیچھے سب اعضا کو دہونا چاہیے اس سے کچھ
معلوم نہیں ہوتا کہ بعض اعضا کو پہلے اور بعض کو پیچھے دہوویں اسیطرح لگاتار دہونا بھی
آیت سے نہیں نکلتا ایک زائد بات ہے اور نہ متواتر اور مشہور حدیثوں سے ثابت ہے اور

آنحضرت صلعم کا عمل فرمانا اوسکے مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور وضو کے مستحب
(یہہ ہین کہ اعضا کے دہونے مین) دہنی سی شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا (اور مستحب
اُس فعل کو کہتے ہین جسکو آنحضرت صلعم نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو) اور وضو کو
توڑتا ہی کسی ناپاک چیز کا مصلے کے بدن سی نکلنا (جاننا چاہیئے کہ جو چیز بدن سی نکلتی ہے
اُسکی دو قسمین ہین ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب سی نکلے وہ تو بلا خلاف تھوڑی ہو یا بہت
وضو کو توڑتی ہی دوسری وہ کہ اُن دونو مقامون کے سوا کسی اور جگہہ سی نکلے جیسی قے
اور خون اور پیپ تو قے مین بہت ہونا شرط ہی اور خون اور پیپ مین زخم کے مُنہ سی بہہ جانا
شرط ہی اس دوسری قسم مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم صاحب کی یہہ ہی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی نماز مین قے کرے یا اوسکے نکسیر بہے تو اوسکو چاہیے
کہ نماز پر سے ہٹے اور وضو کرکے پہر اپنی اوسی نماز کو پورا کرلے) اور مُنہ بہر کر قے کا ہونا
بھی وضو کو توڑتا ہی اگرچہ پت ہو یا جما ہوا خون یا کہانا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون لسیا
ہو جسپر تھوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑیگا (یعنے اگر تھوک ملنی سی خون زردی مائل
ہوگا تو وضو نہ توڑیگا اور اگر سرخ رہیگا تو توڑیگا کیونکہ خون غالب ہے) اور جی متلانا
(جو قے کا سبب ہوتا ہے) کئی بار کی قے کو جمع کردیتا ہے (یعنے اگر قے تہوڑی تہوڑی چند
بار ہووے تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر متلانا ایک ہی دفعہ ہو تو سب جدا جدا قے کو ایک جاننا چاہیے
ورنہ جدا جدا اور قے مین وضو توڑنیکے لئی بھر مُنہ ہونا شرط ہے) اور لیٹے ہوئی سونا
اور دونو سرین زمین پر ٹکا کر اور پانو دہنی طرف کو نکالکر سونا (بھی وضو کو توڑتا ہی حتی کہ اگر
کہڑا ہوا یا رکوع مین سو دیگا وضو نہ توڑیگا) اور بیہوشی اور دیوانہ پن اور مست ہونا (وضو کو ہر
حالمین توڑتا ہی مخصوص پائنتی ٹیکنے والے اور لیٹنے والے سے نہین) اور بالغ نمازی کا آواز

سے ہنسنا اگرچہ سلام پھیرنے کیوقت ہو (وضو کو توڑتا ہے) واضح ہو کہ آواز سے ہنسنے
کے باعث وضو کا جاتا رہنا مشروط ہو اسبات پر کہ نماز بالغ ہو نہ لڑکا اور نماز بھی
رکوع اور سجدہ والی ہو جنازہ کی نماز نہو اسواسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھلکھلانے سے ظاہر
قیاس کے خلاف ہے تو جسجگہہ نص میں آیا ہو اوسی پر موقوف رہیگی اسکے سوا میں اسکا حکم
لینگے اور روایت حدیث میں یوں وارد ہو کہ ایک ندبینا شخص نماز جماعت کی صف کے سامنے گر پڑا
لوگ اوسپر آواز سے ہنسے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے ہنسا ہو چاہیے کہ وضو
اور نماز کو پھر سے ادا کرے) اور مباشرت فاحشہ (بھی وضو کو توڑتی ہے یعنی مرد و عورت
بدون آڑ اور حجاب کے ایسی طرح ملیں کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سے ملجاوے) اور زخم
میں سے کیڑے کا نکلنا وضو کو نہیں توڑتا اور ذکر کو اور عورتکو ہاتھ لگانا (اسلیے کہ جب آنحضرت
صلعم سے کسی نے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ ذکر تجھہ میں سے ایک گوشت کا ٹکڑا ہے یعنی جیسے اور بدن کو
ہاتھ لگانے سے وضو نہیں جاتا ایسی ہی ذکر کے چھونے سے نہیں جاتا اور نیز ثابت ہوا ہے کہ
آنحضرت صلعم اپنی بعض ازواج طاہرات کا حالت وضو میں بوسہ لیتے تھے اور وضو نماز کے
لیے دوبارہ نکرتے تھے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے فصل غسل کے
بیان میں) غسل میں فرض منہ کا دہونا اندر سے اور ناک میں پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دہونا
اور بدنکو ملنا اور جسکی ختنہ نہوئی ہو اوسکو اوپر زائد چمڑے میں پانی کا ڈالنا فرض نہیں
اور غسل میں سنت یہہ ہے کہ اول اپنے دونوں ہاتھہ تین بار دہووے پھر اپنی شرمگاہ کو اور نجاست
ظاہری کو دہووے پھر وضو کرے (اور پاؤنکے دہونیکو بعد پر رکھے) پھر اپنے تمام بدن پر تین بار پانی
بہاوے (جاننا چاہیے کہ اگر غسل تختہ خواہ پتھر پر کرے تو ضرور نہیں کہ پاؤں کا دہونا پیچھے
رکھے اسواسطے کہ پاؤں پھر خراب نہونگے اور انکا اسکے بعد دہونا اسی مصلحت کے لیے ہے)

اور عورت کے بالونکی جڑ اگر تر ہوجاوے تو گندھی ہوئی بالونکا کھولنا ضرور نہین ہے اور غسل
فرض ہو اہی منی کے نکلنے پر جو کود کر نکلے اور اپنی جگہہ سے جدا ہونیکے وقت لذت کے ساتھ
جدا ہو (یعنے لذت اور شہوت اپنی جگہہ سے جدا ہونے کیوقت شرط ہی نہ ذکر سے باہر نکلنے
کیوقت) اور (نیز غسل فرض ہی) جبکہ ذکر کا سر پیشابگاہ یا مقام پاخانہ مین غائب ہوجاوے
(اور اس صورتمین) غسل فاعل اور مفعول دونوں پر واجب ہی (واضح ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام
پاخانہ مرد و عورت مین حرام و ناجائز ہی لیکن اگر ایسا امر ناشایستہ سے مرتکب ہوجاوین تو
غسل دونوں پر واجب ہوتا ہی) اور فرض ہے حیض کے موقوف ہونے پر (جو خون معمولی عورت
کا ہوتا ہی) اور نفاس کے بند ہونے پر (جو بچہ ہونیکے بعد خون ظاہر ہوتا ہی اور) واجب
نہین مذی کے نکلنے کیوقت (جو پتلا پانی ہوتا ہی اور عورت کے چھیڑنے کیوقت ذکر سے
تیزی کے بعد نکلتا ہی) اور نہ ودی کے نکلنے کیوقت (جو پیشاب کرنیکے بعد گاڑھا پیشاب
نکلتا ہی) اور نہ خواب مین صحبت کرنے سے بدون تری نکلنے کے۔ اور غسل کرنا جمعہ اور دونو
عیدکے لئے اور احرام باندھنے کیواسطے اور عرفہ کے روز سنت ہی اور واجب ہے غسل دینا مردہ
کو اور اس شخص کو جو حالت ناپاکی مین مسلمان ہوا ہو اور اگر ناپاک نہتا تو (صرف مسلمان
ہونیکے لئے غسل) مستحب ہی (جاننا چاہیئے کہ شریعت مین واجب ایسا حکم ہی جو ثابت
ہوا ہو ایسی دلیل سے جسمین شبہہ ہو اور اسکے ترک کرنیوالے کو فاسق شمار کرتے ہین اور اسکے
منکر کو کافر نہین جانتے) **پانی کے مسئلے** مینہ کے پانی اور چشمہ اور دریا کے
پانی سے وضو کیا جاوے اگرچہ کوئی پاک چیز اسکی تین صفتوں مین سے (جو رنگ اور بو
اور مزہ ہین) ایک کو بدلدے خواہ بہت دنون رہنے کے باعث بدبودار ہو جاوے مگر جو پانی
کہ پتون کے گرنے سے بدلگیا ہو یا اسمین کوئی چیز پکانے سے متغیر ہوا ہو یا کسی درخت

خواہ میوہ سے نکالا گیا ہو (جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی) یا دوسری چیز کے
اجزا پانی پر غالب ہو جاوین (جیسے ستو) تو (ایسے پانی سے) وضو نہین ہوگا اور نہ اوس
ٹھہرے ہوئے پانی سے جسمین ناپاکی ہو اور وہ دہ در دہ نہو اور وہ دہ در دہ ہونیکی صورت
مین وہ پانی ایسا ہی جیسا بہتا پانی (اور بہتے پانی کی تعریف یہہ ہی کہ تنکا بہا لیجاوے
(واضح ہو کہ اصل اس مسئلہ کی یہہ ہی کہ بڑے حوض اور بڑے چشمے سبکے نزدیک پاک ہین
اور سلف کے امامون نے انکے طول عرض مین سے ہر ایک کی مقدار کو دس گز اور گہراؤ
کو اسقدر کہ چلو بھرنے سے زمین نہ کھلجاوے ٹھہرایا ہی یعنی چارون طرف سے اوسکے کپڑے
کے گز سے جو چھ مٹھی یا چوبیس انگل کا ہوتا ہی دس گز ہو اور بعضون نے شاہی گز کو اختیار
کیا ہے جو سات مٹھی اور ایک کھڑی اونگلی کا ہوتا ہی پس جس صورتمین کہ پانی کا طول
زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم مگر پیمایش کے حساب سے اگر نسبت کیا
جاوے تو بکسر دہ در دہ ہو جاتا ہی تو بعض روایات مین ایسے پانی پر دہ در دہ کا حکم
لگایا ہے اور مخفی نرہے کہ امام مالک رح کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت ناپاک
نہین ہوتا جبتک اثر رنگ اور بو اور مزہ نجاست کا اوسمین ظاہر نہو اور امام شافعی کے
نزدیک پانی کا ناپاک نہونا قلتین کی مقدار پر مخصوص ہی جو تخمینا پانچ مشکین متوسط ہوتی
ہین اور امام اعظم رح نے دلیلون کا خلاف ملاحظہ فرماکر دہ در دہ اختیار کیا ہی جسمین
مذہبون سے زیادہ تر احتیاط ہی اور حدیثون اور آثار سبکی رو سے طاہر اور پاک ہی پس دہ
در دہ پانی سے وضو کیا جاوے بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اوسمین معلوم نہو
ے اور پانی مین اگر ایسا جانور مر جاوے جسمین خون جاری نہو جیسے مچھر اور مکھی اور بھڑ
اور بچھوا اور مچھلی اور مینڈک اور کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہین کرتا اور جو پانی کہ لوا

کے لئے استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اُس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا حکمی ناپاکی کے دور کرنے
مین خرچ کیا ہو (مثلاً بے وضو ہو جانے پر اُس سے وضو کیا ہو) اور یہہ پانی کسی جگہہ مین
(مثلاً زمین پر یا کسی برتن مین) ٹھہر جاوے تو وہ خود پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہین
(یعنی بدن یا کپڑا ایسے پانی مستعمل مین بھر جاوے تو اُسکا دھونا ضرور نہین البتہ
اُس سے وضو کرنا درست نہین اسلئے کہ وہ پاک کرنیوالا نہین لیکن اگر اُس مستعمل پانی
سے حقیقی نجاست کو دہو ڈالین تو پاک ہو جاویگی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنے
مین یہی شرط ہے کہ بہنے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی ہو اور یہہ سب باتین
مستعمل پانی مین موجود ہین گو کہ اس سے نجاست حکمی پاک نہین ہوتی) اور کنوئین کے مسئلہ
مین تین مذہب ہین ج ح ط (جیم علامت نجاست کی ہے اور حا علامت بحال خود
رہنے کی اور طا علامت طہارت کی اختصار کے لئے حروف کو رکھ لیا ہے اسکی تفصیل
یہہ ہے کہ اگر کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نرکھتا ہو کنوئین مین گر جاوے
یا ڈول نکالنے کو اُسمین غوطہ مارے تو امام اعظمؒ کے نزدیک کنوئین کا پانی ناپاک
ہو جاتا ہے اور آدمی بھی ناپاک رہتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کنوان
بحال خود پاک ہے اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک کنوان اور آدمی دونو
پاک ہین) اور جو چمڑا کہ دباغت دیا جاوے وہ پاک ہو جاتا ہے مگر سُور اور آدمی کا چمڑا
(پاک نہین ہوتا دباغت یہہ ہے کہ چمڑے کی رطوبت اور بدبو اور اُسکا سڑ جانا دوا سے خواہ
مٹی ملنے سے خواہ آفتاب مین سکھانے سے دور کر دیا جاوے ـ اور معلوم رہے کہ یہہ
حکم مرے ہوئے جانور کے چمڑے کا ہے ورنہ ذبح کئے ہوئے جانور کا چمڑا بدون دباغت کے
بھی پاک ہے) اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور ہڈیان پاک ہین (اسلئے

کہ اُنہیں جان نہین کیونکہ انکو بذات خود درد معلوم نہین ہوجاتا تو مرجانا باعث نجاست نہین ہونیکا۔ **کنوئین کے مسائل** کنوئین مین اگر ناپاکی گرپڑے تو اُسکا پانی کہینچا جاوے الا اونٹ یا بکری کی دو مینگنیان اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی نہ نکالا جاوے (اور تین مینگنیون مین اختلاف ہی) اور جو جانور کہائے جاتے ہین انکا پیشاب نجس ہے ہرگز پینا نچاہیئے (اور امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دوا کیواسطے اُسکا پینا جائز ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ناجائز) اور جو چیز باعث بیوضو ہوجانے کا نہو وہ ناپاک نہین (یعنے تہوڑی سی قی یا خون اور پیپ کہ بہی نہون اگر پانی مین گرجاوین یا کپڑا اور بدن انہین بہرجاوے تو ناپاک نہین ہوتا) اور چوہے کی مانند جانور کے مرجانے سے ۳۰ ڈول بیچ کی راس کے نکالنے چاہیین اور ۴۰ ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے جانور کے مرنے یا کسی جانور کے پہولجانے اور پہٹجانیسے (خواہ وہ چہوٹا ہو یا بڑا) تمام پانی کا کہینچنا چاہیئے اور اگر تمام پانی کا نکالنا نہو سکے (مثلاً کنوان چشمہ دار ہو کہ اُسکا پانی ٹوٹتا نہو) تو دو سو ڈول نکالے جاوین۔ اور چوہا اگر پہولجاوے یا پہٹ جاوے اور اوسکے گرنیکا وقت معلوم نہو تو کنوئین کو تین دن رات سے ناپاک کر دیتا ہے اور اگر پہولا نہو تو ایکدن رات سے (مترجم کہتا ہی کہ فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہی کہ جسوقت جانور کو کنوئین مین دیکہین اوسوقت سے ناپاک متصور ہوگا خواہ پہولا ہو یا نہو) اور پسینے کا حال مثل جوٹھے کی ہے اور آدمی اور گہوڑے اور اُن جانورون کا جوٹھا جنکا گوشت کہایا جاتا ہی پاک ہی اور کتے اور سؤر اور درندہ چوپایونکا جوٹھا مثلاً شیر اور چیتے اور بہیڑیے کا جوٹھا ناپاک ہی اور بلی اور گلیونمین پہرنے والی مرغی کا اور درندہ

پرندونکا (مثل بازا ور جرہ کی) اور گہر کے رہنے والے جانورونکا (جو ٹہا مثل چوہا اور
سانپ کی) مکروہ ہی (کہ طہارت مین نقصان رکہتا ہی مگر نقصان بہت نہین) اور گدہے
اور خچر کے جوٹھے (کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے) مین شک ہی (یعنے بعض دلیلین اسکی
پاکی کو چاہتی ہین اور بعض اسکی ناپاکی کو پس) اُس سے وضو کرکے تیمم بھی کرے اگر پاک پانی
میسر نہو اور (وضو اور تیمم مین سے) جسکو اول کرے درست ہی بخلاف اُس پانی کے جسمین
خرمات کئے ہون (اسمین علما کا اختلاف ہی بعض اُس سے وضو جائز کہتے ہین اور بعض ناجائز
اور یہہ اختلاف اُس صورتمین ہی کہ پانی پتلا اور بہتا ہوا ہو اور کہٹا اور نشہ آور اور گاڑہا نہو
ہو ورنہ سبکے نزدیک اُس سے وضو کرنا جائز نہین) *

باب تیمم کے بیانمین جس صورتمین کہ نمازی پانی سے ایک میل دور ہو یا مرض یا سردی
سے ضرر رکہتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور
رسی کے نرکہتا ہو تو (ایسی صورتمین) تیمم کرے (واضح ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز ہے
۲۴ انگل کے گز سے - اور تیمم کیصورت یہہ ہی کہ جنس زمین پر جو پاک ہو گو غبار نرکہتی ہو
نیت تیمم کرکے دو ضرب لگاوے اول ضرب کے بعد اپنے تمام منہ پر ہاتھ پھیرلے اور دوم
ضرب کے بعد دونوں ہاتھون پر کہنیون تک ہاتھ پھیراوے اگرچہ ناپاک ہو یا حیض والی
عورت ہو (یعنی انکو بھی دو ضربین چاہئین) اور اگر باوجود میسر ہونے جنس زمین کے غبار سے تیمم کرلے تب بھی درست
ہی (اور بدون نیت کے تیمم جائز نہین - مخفی نرہے کہ جنس زمین سے اُن چیزون سے مراد ہی جو نہ جلین نہ
گلین جیسے خاک اور ریت اور پتھر اور سرمہ اور انکی مثل ہین) پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہی
نہ وضو کرنا (اِسلئے کہ تیمم مین نیت شرط ہی نہ وضو مین اور کافر اپنے کفر کی جہت سے نیت
کا اہل نہین) اور تیمم کو اسلام سے مرتد ہونا نہین توڑتا (اسواسطے کہ تیمم کیوقت ایسا تہا

کہ اسکی نیت درست تھی) بلکہ جو چیز وضو کو توڑتی ہے اور نمازی کا قدرت پانا ایسی پانی پر جو اوسکی حاجت ضروری سی بچ رہے ابتداءً تیمم کرنے کو منع کرتا ہے اور پہلے اگر تیمم کیا ہو وہ اس قدرت سی جاتا رہتا ہی - اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت تک نماز نہ پڑھے اور تیمم کرنا وقت سی پہلے اور دو فرضون کے لئے اور نماز جنازہ اور عیدین کے جاتے رہنے کے خوف سے درست ہے اگرچہ بناہی کے طور پر ہو (یعنے نماز تو وضو سی شروع کی تھی الا نماز مین بےوضو ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ تیمم کرکے اسی نماز کو پورا کرلے) اور جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سے تیمم درست نہین (اسلئے کہ ان دونو نمازونکا بدلا موجود ہے کہ جمعہ کا بدلہ ظہر ہے اور وقت کی نماز کا بدلا اوسکی قضا اور جنازہ اور عیدین کی نمازونکا کچھ بدلہ نہین **فائدہ**

جاننا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہے یعنی ضرورت کیواسطے مشروع ہوا ہی پس وقت سی پہلے اور دو فرضون کیواسطے اوسکی کچھہ ضرورت نہین اسلئے انکے نزدیک تیمم وقت سی پہلے اور دو فرضون کیواسطے جائز نہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہی مگر اوسمین پانی کا نہونا یا نملنا شرط ہی پس شرط کے موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے مین ایک حکم رکھتی ہے خواہ وقت سی پہلے ہو یا نہین اور ارشاد آنحضرت صلعم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنیوالی ہی اگرچہ دس برس تک استعمال کرے ظاہر مین تائید اسی بات کو کرتی ہی جو امام اعظمؒ فرماتے ہین اور اگر نمازی اپنے خیمہ مین پانی بھول جاوے اور (اسیوجہ سے) تیمم کرکے نماز ادا کرے (اور نماز کے بعد یاد آوے کہ پانی تہا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور پانی کو مقدار ایک تیر کی تلاش کرے اگر بھید گمان ہو کہ پانی نزدیک ہے ورنہ تلاش نکرے اور اگر [illegible]

کے پاس پانی ہو تو اُس سے طلب کرے اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے اور اگر بدون دام اُسکے نہ دے اور اُسکے پاس دام ہوں تو تیمم نکرے ورنہ تیمم کرے (یعنے اگر وہ دام زیادہ مانگے یا نمازی کے پاس وہ اچھی دام نہوں تو تیمم جائز ہوگا) اور اگر نمازی کے اکثر اعضا (جنکو دہونا چاہئے) زخمی ہوں تو تیمم کرے اور اگر اکثر درست ہوں تو اونکو دہو دے اور دہوتے اور تیمم میں جمع نکرے (مثلاً اسطرح نکرے کہ مُنہ پر تیمم کرے اور ہاتھونکو دہولے یا ہاتھوں پر تیمم کرلے اور مُنہ کو دہولے) +

باب دو موزوں پر مسح کرنیکے بیان میں — مسح کرنا موزوں پر اگرچہ عورت ہو درست ہے مگر ناپاک کے لئے درست نہیں اور شرط مسح کرنے کی یہہ ہے کہ دونو موزونکو ایسی طرح پہنا ہو کہ حدث کیوقت وضو کامل ہو (گو موزہ پہننے کیوقت کامل نہو مثلاً ایک شخص نے پانو دہوکر موزے پہنے بعد اوسکے باقی وضو تمام کیا پہر بیوضو ہوا تو اسصورت میں یہہ شخص بیوضو ہونے کیوقت وضو کامل رکھتا تھا اگرچہ موزے پہننے کیوقت وضو ناقص تھا اب اسکو اُن موزوں پر مسح کرنا درست ہے) اور مدت مسح کی مقیم کیواسطے ایک رات اور مسافر کیواسطے تین رات حدث کے شروع سے ہے — اور صورت موزوں پر مسح کرنیکی یہہ ہے کہ بھیگے ہوئے ہاتھ کی تین انگلیاں موزوں کے اوپر کیجانب پانو کی انگلیوں پر رکہکر ایکبار پنڈلیوں تک کہینچے — اور بہت پھٹن مسح کی مانع ہے اور وہ بقدر پانو کے تین چہوٹی اونگلیونکے ہے اور اس سے کمتر پھٹن مانع نہیں (اور اگر ایک موزہ میں کئی جگہہ پھٹن ہو تو اوسکو ایکجا کیا جائیگا یعنی اگر سب ملکر مقدار تین اونگلیونکی ہوجاویگی تو مسح کی مانع ہوگی اور اس سے کمتر مانع نہوگی) اور دونو موزوں میں (اگر تھوڑی تھوڑی پھٹن ہوگی) تو ایکجا نکیجاویگی لیکن (اگر نجاست (دونو موزوں میں تھوڑی تھوڑی ہو تو وہ) جمع کیجاویگی (یعنے اگر دونو

موزونکی نجاست مقدار ایکدرم کے ہوجاویگی تو اوسپر بدون پاک کئے مسح درست نہوگا)
اسیطرح برہنگی کا حال ہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہ کو کھلی ہو تو اوسکو جمع کرکے
حساب کرنا چاہیئے اگر چوتھائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز نہوگی ورنہ نماز درست ہوگی)
اور جو چیز وضو کو توڑتی ہے وہ مسح کو توڑتی ہے اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور مدت مسح
کا پورا ہوجانا بھی توڑتا ہے بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سردی کے باعث پانوکے جاتے
رہنے کا خوف نہو (اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا) اور موزہ کو نکالنے اور مدت
مسح پورا ہوجانیکے بعد صرف دونوں پانو دہوڈالے (یعنے اگر وضو اسوقت موجود ہے تو
ساری وضو کا پھر سے کرنا ضرور نہین) اور بہت سی پانو کا موزہ سے باہر چلا آنا بھی نکلنا
ہے (یعنے موزہ کے نکالنے مین ساری پانو کا نکلنا معتبر نہین اگر اکثر حصہ نکل آویگا تب بھی
مسح جاتا رہیگا) اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور منوز ایکدن رات نہوا تھا کہ وہ مسافر ہوگیا
تو اسصورت مین وہ تین ورات مسح کرے اور اگر مسافر مسح کرتا تہا اور ایک رات کے بعد
مقیم ہوگیا تو وہ موزہ کو نکالکر پانو دہووے اور اگر ایکدن رات پورا نہوا تہا کہ مقیم ہوگیا
تو ایکدن رات کو پورا کرلے۔ اور مسح کرنا موزہ کے اوپر کے موزہ پر اور چمڑے کے
جرابون پر جنمین جوتے کی تشکل کا چمڑا لگا ہو یا ایسی سخت ہون کہ بغیر باندہے پنڈلی پر ٹھہر جاویں
درست ہے۔ اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقعہ اور دستانون پر درست نہین ہے اور
ٹوٹی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اسیطرحکی اور چیز پر (مثل فصد کی پٹی کے)
مسح کرنا دہونیکے حکم مین ہے یعنی اوسکے لئے کوئی وقت معین نہین اور غسل کے ساتھ
جمع ہوسکتا ہے (اسطرح کہ بعض اعضا کو دہووین اور بعض پر مسح کرین) اور یہ مسح پٹی کا
درست ہے اگرچہ پٹی کو بے وضو باندہا ہو۔ اور مسح تمام پٹی پر کرے خواہ اوسکے نیچے زخم ہو یا نہو

پس اگر (پٹی یا پھایا جسپر مسح کیا تہا) بباعث زخم کے اچھے ہو جانیکے گر پڑے تو مسح باطل ہو جاویگا اور بدون اچھا ہوئے گر پڑے تو مسح نجاویگا۔ اور موزہ کے مسح کرنے اور سر پر مسح کرنیمین نیت کی احتیاج نہین (یعنے مسح تیمم کیطرح نہین ہی کہ بدون نیت کے جائز نہووے)

باب حیض

باب حیض کے بیان مین۔ حیض اُس خون کو کہتے ہین جو ایسی عورت بالغہ کے رحم مین سے بہے جو مرض اور لڑکپن سے سلامت ہو (اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا لڑکپن مین نکلیگا اُسکو حیض نہ کہین گے بلکہ اُسکا نام استحاضہ ہی) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دن رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی۔ اور سفیدی خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہی اور حیض نماز اور روزہ کا مانع ہے مگر عورت روزہ کی قضا کرے نماز کی قضا نکرے (یعنے ان ایام کی نماز معاف ہے) اور اسحالتمین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قرآن کا پڑہنا اور اُسکو ہاتھ لگانا ممنوع ہی مگر غلاف کے ساتھ (ہاتھ لگانا منع نہین) اور بیوضو ہونا بھی ہاتھ لگانے کا مانع ہی (مگر قرآن پڑہنے کا مانع نہین) اور ناپاکی اور نفاس دونونکا مانع ہے (یعنے ناپاکی اور حیض اور نفاس کیحالت مین قرآن کا پڑہنا اور اسکو ہاتھ لگانا دونو ممنوع ہین اور بیوضو ہونے کیحالتمین چہونا ممنوع ہی اور پڑہنا جائز) اور عورت سے صحبت کیجاوے بدون غسل کے جس صورتمین کہ خون حیض اکثر مدت (یعنے دس روز) پر منقطع ہوا ہوا اور جس صورت مین کہ کمتر مدت کے بعد (یعنی تین روز سے لیکر نو روز تک کے بیچ مین) بند ہوا ہو تو صحبت نکیجاوے یہانتک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہونے پر کمتر وقت نماز کا گذر جاوے (یعنی

اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہے تو صحبت کرنی مرد کو درست ہی اگرچہ عورت نے غسل نکیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت مین بند ہوا ہے تو صحبت کرنی جائز نہین جبتک کہ غسل نکرلے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمین نہانا اور نماز کی نیت ہوسکے) اور پاک ہوجانا دو خون کے درمیان خون کی مدت مین حیض اور نفاس ہی ہے (یعنے اگر عورت مدت حیض و نفاس مین کچھہ دنونکو پاک ہوجاوے اور خون بند ہوجاوے تو اوسکو حکم پاک ہونے کا نہوگا بلکہ وہی حیض و نفاس ہوگا) اور کمتر مدت پاک رہنے کی پندرہ دن ہین اور زیادہ مدت کی کچھہ انتہا نہین مگر جس صورتین کہ خون ہمیشہ جاری رہے اور اس عورت کی کوئی عادت مقرر ہووے (یعنے پاک رہنے کے لئے زیادہ مدت کی کچھہ حد مقرر نہین حتی کہ بعض عورتین برسون تک پاک رہتی ہین لیکن اگر کسیکو خون استحاضہ جاری ہوجاوے اور پاک رہنے کے لئے اوسکی کچھہ عادت مقرر تھی تو ایسی صورتین اوسی عادت کی مدت کو پاک رہنے کی مدت کہین گے) اور خون استحاضہ مانند دوام کی نکسیر کے ہی نماز اور روزہ اور صحبت کا مانع نہین اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑھجاوے تو جسقدر اوسکی عادت قدیم سے بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر عورت کو پہلی ہی پہل استحاضہ ہوجاوے تو اوسکا حیض دس دن کا ہوگا اور نفاس ۴۰ دن کا۔ اور جو عورت استحاضہ رکھتی ہے اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہوتی ہو یا زخم کا خون نہ تھمتا ہو ایسے شخص ہر فرض کیوقت وضو نیا کرین اور اوس وضو سے نماز فرض اور نفل ادا کرین اور یہہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہی (یعنے دوسری نماز کیوقت آنے پر نہین جاتا جیسا کہ بعض علما کا قول ہی اور وضو کے بعد وہی عذر واقع ہونے سے جاوے) اور یہہ حکم اوس صورتین ہی کہ ان عذر والون پر کوئی فرض کا

وقت ایسا گذرے جسمین عذر مذکور انکو نہو (ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور انکا وضو حسب
مذکور ٹوٹ جاتا رہیگا) اور نفاس وہ خون ہے جو بچہ کے پیدا ہونیکے بعد آیا کرتا ہے اور
جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہے وہ استحاضہ ہوتا ہے۔ اور پیٹ جو گر پڑتا ہے اگر
اسمین بعض اعضا موجود ہوں تو اسکا حکم بچہ کا ہے (اوسکے بعد کا خون نفاس ہوگا
اور اگر محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ بچہ نہیں اور نہ اوسکے بعد کا خون نفاس ہے)
اور کمتر مدت نفاس کی کچھ نہیں (یہانتک کہ بعض عورتونکو ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوتا) اور
اسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز ہے (اور چالیس سے بھی اگر بڑھجاوے تو جسقدر بڑھیگا
وہ استحاضہ ہوگا۔ اور جڑوان بچونکے ہونے مین مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہے
(دوسرے بچہ سے نہیں ہوتی)*

باب نجاستون کے بیانمین۔ بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر بہتی چیز نجاست کی دور
کرنیوالی سے پاک ہوجاتا ہے مثلاً سرکہ اور گلاب سے (اگر دھو دین تو پاک ہوجاتا ہے) مگر
تیل سے پاک نہین ہوتا اور موزہ پر اگر نجاست گاڑہی لگی ہو تو خاک پر رگڑنے سے پاک
ہوجاتا ہے اور اگر گاڑہی نہو (مثلاً شراب یا پیشاب لگجاوے) تو (موزہ کو) دھونا چاہئے
۔ اور خشک منی رگڑنے سے پاک ہوتی ہے اور اگر خشک نہو بلکہ تر ہو تو دھوئی جاوے (واضح
ہو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک منی پاک ہے دھونے اور رگڑنے کی حاجت نہین ہے لیکن الا نظافت
کی لطافت کی جہت سے دھو ڈالنا مضائقہ نہین اور امام مالکؒ کے نزدیک ناپاک ہے بدون
دھونے کے صرف رگڑنے سے پاک نہین ہوتی اور امام اعظمؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہے مگر
اگر تر ہو تو دھونا چاہیے اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سے بھی پاک ہوجاتی ہے اور یہ مذہب
سب مذہبون سے بہتر ہے اسلئے کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتین کہ غسل کا باعث ہے اور

بیان نجاستون کے

پیشابگاہ سی نکلتی ہے آثار اور قیاس سی بہت بعید معلوم ہوتا ہی اور منی خشک کا رگڑنے
سی پاک نہونا بھی خلاف احادیث صحیحہ کے ہی جو رسول خدا صلعم سی ثابت ہوتی ہین چنانچہ
حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ مین منی کو آنحضرت صلعم کی کپڑی پرسی اگر تر ہوتی تھی تو دہو ڈالا
کرتی تہی اور خشک ہوتی تہی تو رگڑ ڈالا کرتی تھی اور آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ رض
کو ایسا ہی ارشاد فرمایا تہا) اور تلوار جیسی چیزین (مثلاً چہری اور خنجر اور آئینہ اسقدر)
پونچہنی سی پاک ہوجاتی ہین (کہ نجاست کا اثر دور ہوجاے) اور زمین خشک ہونے اور نجاست کے اثر
دور ہوجانی سی نماز کی لئی پاک ہوجاتی ہی مگر تیمم کرلئی پاک نہین ہوتی (اسلئی کہ تیمم مین مٹی کا پاک ہونا قران سی ثابت ہی
اور خشک ہونے سی زمین کی طہارت حدیثون سی ثابت ہی قران سی ثابت نہین اور ایک وجہ
یہہ بھی کہ خاک اپنی طبیعت سی پاک کرنیوالی چیز نہین تو ضرور ہوا کہ طہارت کی رعایت اوسمین
خوب طرحپر کرنی چاہیئے) اور مقدار ایک درم کی اور مقدار چوڑائی ہتھیلی کی بڑی نجاست
مین سی معاف ہی جیسی خون اور شراب اور مرغی کی بیٹ اور ایسی جانورون کا پیشاب جو
کہائی نہین جاتے اور لید اور گوبر (یعنے بڑی نجاست اگر جسم دار ہو تو وزن ایکدرم
کہ ساڑھے تین ماشی کا ہوتا ہی معاف ہی اور اگر پتلی ہو جیسی شراب اور پیشاب ہی تو ہتھیلی
کی چوڑائی کی برابر معاف ہی اور اگر ان دونو مقدارون سی بڑہکر ہو تو دہونا فرض ہے ورنہ
مستحب) اور چوتھائی کپڑی سی کم کا بہرنا ہلکی نجاست مین مثلاً ایسی جانورون کے پیشاب
مین جو کھائے جاتے ہین یا گھوڑی کے پیشاب اور ایسی پرندون کی بیٹ مین جو کھائے
نہین جاتے اور مچھلی کے خون اور خچر اور گدھے کے لعاب مین معاف ہی اور (نیز) آدمی کا پیشاب
کہ سوئی کے ناکے کی برابر چھینٹین پڑجاوین معاف ہی (یعنے ہلکی نجاست مین اگر چوتھائی
سے کم کپڑا بہرجاے تو معاف ہے اور چوتھائی بھری تو دہونا چاہیئے مگر چوتھائی مین ہلکا کا

اختلاف ہی بعضے کہتے ہیں کہ چہارم اسقدر کپڑے کا مراد ہی جس سے ستر عورت کم سے کم ہو
جاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو کپڑا بھرا ہوا ہو اسکی چوتھائی مراد ہی جیسے دامن اور آستین او
پردہ اور پیچھا اور کلی کہ ہر ایک جدا کپڑا ہے جو اُن میں بھرا ہو اسکی چوتھائی یعنی چارم
اور بعضے چوتھائی کو ایک بالشت لنبا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہیں اور اسکو سب سے
زیادہ مناسب جانتے ہیں) اور جو نجاست کہ سوجھتی ہی وہ اسقدر دہونے سے کہ اسکا جسم
جاتا رہے پاک ہو جاتی ہے مگر جسکا اثر دور ہونا مشکل ہو (مثلا رنگ اور بو نجاسکتی ہو) تو وہ
تین بار دہونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہو جاتی ہے اسیطرح وہ نجاست جو سوجھتی نہو
اور جس چیز کا نچوڑنا ممکن نہو (مثلا بوریا اور بچھونا اور پتھر تو ایسی چیزیں) تین بار دہو کر
خشک کرنے سے پاک ہوتی ہیں (یعنے ہر دفعہ دہو کر اتنا چھوڑ دے کہ اسمیں سے پانی ٹپکنا
موقوف ہو جاوے) اور مسنون ہی بعد پاخانہ پھرنے کے استنجا کسی پاک کرنیوالی چیز مثل پتھر
(اور اینٹ اور ڈھیلے وغیرہ کے کرنا) اور اسکے لیے کوئی شمار مسنون نہیں اور بعد استنجا
کے اس جگہہ کا دہونا مستحب ہی (جاننا چاہیے کہ استنجا میں طاق عدد امام شافعی کے نزدیک
مسنون ہی کہ تین یا پانچ یا سات ڈھیلے ہوں اور امام اعظم کے نزدیک پاک ہونا ضروری
ہے نہ شمار اور لفظ وتر (طاق) کہ بعض حدیثوں میں آیا ہی وہ ایک پر بھی بولا جاتا ہے اور یہہ جو
حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی ڈھیلے لے اسکو چاہیے طاق لے جسنے یہہ کیا اسنے اچھا کیا
اور جسنے نکیا تو اوسپر کچھ حرج نہیں یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طاق شمار مسنون
نہیں بلکہ مستحب ہی) اور مقام پاخانہ کا دہونا واجب ہی جس صورتمیں کہ نجاست مقام
پاخانہ سے بڑھجاوے اور بڑھتی میں وہی مقدار معتبر ہے جو پانی کی تابع ہی (یعنے مقدار
ایکدرم یا ہتھیلی کے عرض کی برابر) مقام پاخانہ سے زائد (ہو جاوے اسلیئے کہ اوس مقام کا

ہونا معاف ہی اور سکو لینی دہلوں غیرہ پڑ لگنا ممکن ہی مگر جب استمام سی زیادہ لگے درم کی برابر
بھر جاوے تو دہونا واجب ہی اور کمی کم صورت مین مستحب) مگر ہڈی اور لید اور کہانیکی چیز سی استنجا کرنا
ممنوع ہی اور دہنی ہاتھہ سی بھی بدون عذر کی نکرنا چاہئیے (بلکہ مخصوص اس کام کیواسطے
بایان ہاتھہ ہے واللہ اعلم)

کتاب الصلوٰۃ

(یعنے اسمین نماز کا ذکر ہے — جاننا چاہیئے کہ بعد ادا کرنے کلمۂ طیبہ کے سب سے
بڑا اسلام کے حکموںمین اور سب سے زیادہ ضروری شرع کے احکام مین نماز ہی جسکو لئے
اللہ تعالی فرماتا ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ اور فرمایا وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَ
اصْطَبِرْ عَلَيْهَا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص چھوڑ دیوے نماز کو جان
بوجھکر وہ کافر ہوا یہانتک کہ بعض علما نے نماز کے چھوڑنیوالیکو مار ڈالنا جائز رکھا ہے

باب نماز کے وقتوں کے بیان مین) فجر کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب کے نکلنے
تک ہی اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے اسوقت تک ہی کہ سایہ ہر چیز کا سوا
سایہ اصلی کے جو ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس چیز سے دونا ہو جاوے (جاننا چاہیئے
کہ امام شافعی کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہی اور اکثر حدیثیں اسکی تقویت
کرتی ہین اور امام اعظم کے نزدیک ایک روایت مین موافق امام شافعی کے ہی اور ظاہر
روایت مین دو مثل تک ہی اسوجہ سے کہ حدیثون مین حکم ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے کا ہی اور
عرب کی زمین مین دو مثل سے پیشتر ٹھنڈا کرنا متصور نہین تو جب شک واقع ہوا تو دوسرے
وقت کا آجانا یقیناً ثابت نہوا) اور عصر کا وقت دو مثل سے لیکر آفتاب کے غروب تک
ہی اور مغرب کا وقت آفتاب کے ڈوبنے سے شفق کے ڈوبنے تک ہی اور شفق وہ سپیدی ہی

(جو سرخی کے بعد پیدا ہوتی ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک شفق اُسی سرخی کا نام ہی جو
سپیدی کے پہلے ہوتی ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہی کہ نماز
عشا پڑھے ایسے وقت میں کہ آسمان کے کنارے سیاہ اور تاریک ہو جاویں اور
یہ صورت شفق سفید کے جانیکے پہلے متصور نہیں ہوتی) اور عشا اور وتر کا وقت
شفق کے جاتے رہنے کے بعد سے صبح صادق کے نمود ہونے تک ہی اور وتر کو
نماز عشا سے پہلے نہ پڑھنا چاہیئے اسلئے کہ ان دونوں میں ترتیب ضروری ہے
اگرچہ دونو کا وقت ایک ہی) اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نملے یعنی دونو
اسپر واجب نہیں ہوتے (مثلاً بعض زمین کے حصوں میں صبح صادق شفق کے
ڈوب ہوتی ہی ہو جاتی ہے تو ایسی جگہ کے رہنے والوں پر عشا اور وتر واجب نہیں)
مستحب ہی نماز فجر کو اور گرمیوں کی ظہر کو دیر کر پڑھنا اور عصر کو دیر سے پڑھنا بشرطیکہ آفتاب
کا رنگ زردی مائل نہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک تاخیر کرنا اور وتر کو آخر شب تک
دیر کرنا ایسے شخص کے لئے جسکو اٹھ جاگنے پر اعتماد ہو (فائدہ) امام شافعیؒ کے نزدیک
نمازوں میں جلدی کرنی مستحب ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہی کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہی
کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھو اور ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں) اور جاڑوں کی ظہر کو اور مغرب
کو اول وقت پڑھنا اور جن نمازوں کے شروع میں عین ہی (یعنی عصر اور عشا کو) ابر کے
دن جلد پڑھنا اور باقی کے دنمیں ان دونو کے سوا اور نمازوں کو دیر کر پڑھنا (یعنی فجر
اور ظہر اور مغرب کے لئے ابر و غبار میں تاخیر کرنی مستحب ہی) اور آفتاب کے نکلنے کیوقت
اور ٹھیک دوپہر میں (جب آفتاب سر پر ہو) اور اسکے ڈوبنے کیوقت نماز اور سجدہ تلاوت
اور نماز جنازہ ممنوع ہی مگر اسی روز کی عصر (عین غروب کیوقت پڑھنی درست ہی اور

بعد نماز فجر اور عصر کے نفل پڑہنی ممنوع ہی مگر نماز قضا اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ
اِن دونو وقتون مین درست ہی اور سوای دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہو جانے
پر نفل پڑہنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے خطبہ پڑہنے کی حالت مین جمعہ کے روز
نفل پڑہنا ممنوع ہے (اور شافعی کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبہ کیوقت درست
ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنے ساتھی کو
کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑہ رہا ہے تو تو حرکت لغو کرتا ہے پس جس صورت مین کہ
اچھی بات کے امر کرنے مین جو واجب ہی آپنے لغو کا حکم فرمایا ہو تو نفل کے باب
مین کیا تصور کرنا چاہیئے علاوہ اسکے نماز خطبہ سننے سے روکتی بھی ہی) اور دو
نمازونکا ایکوقت مین اکٹھا پڑہنا عذر کے ساتھہ ممنوع ہی (یعنی بوجہ سفر اور مینہ
کے دو نمازونکو ایک ساتھہ نہ پڑہی اور شافعی اور مالک کے نزدیک جمع کرنا درست
ہی اسلئے کہ حدیث شریف مین دو نمازونکا جمع کرنا وارد ہوا ہی اور دلیل امام اعظمؒ
کی یہہ ہی کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ قسم ہی اُس خدا کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین
کہ آنحضرت صلعم نے کبہی کوئی نماز بجز اوسکے وقت کے اور کسیوقت مین نہین
پڑھی مگر دو نمازین جمع کی ہین ظہر و عصر کو عرفات مین اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین
اور جو روایتین کہ دو نمازونکے جمع کرنے مین وارد ہوئی ہین وہ اکٹھا پڑہنا ظاہر
کی رو سے تھا نہ وقت کے اعتبار سے یعنی آپ نے آخر وقت ظہر مین نماز ظہر پڑہی اور
اول وقت عصر مین نماز عصر اور اسیطرح مغرب عشا مین کہ اول کو آخر وقت مین پڑہا اور
دوم اول وقت مین تو ظاہر کی رو سے اکٹھی ہو گئین اور حقیقت مین ہر ایک اپنے وقت
مین ہوئی واللہ اعلم*)

باب اذان کے بیان مین — اذان کہنا واسطے فرض نمازون کے بدون دوبار کہنے شہادتین کے اور بدون راگ کی آواز کے سنت ہی (اورامام شافعی کے نزدیک ترجیع مسنون ہی اور وہ اسطرح ہو کہ اول شہادتین یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہکے پہر دو دو بار بلند آواز سی کہی اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے ابی محذورہ کو اسطرح سکہلایا تہا اور امام اعظمؒ کے نزدیک ترجیع سنت نہین اسلئے کہ عبد اللہ بن زید وغیرہ کی روایت مین ترجیع نہین ہی اور ابی محذورہ کو سکہلانیکی وجہ یہہ تہی کہ شروع اسلام مین انہون نے شہادتین کے ظاہر کہنے سی شرم کرکے جو دو آہستہ ادا کئی تہے تب آنحضرت صلعم نے انکو ارشاد فرمایا کہ بلند آواز سے کہو پس انکا آہستہ کہنا اصل اذان مین داخل نہ تہا واللہ اعلم) اور موذن صبح کی اذان مین حی علے الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دوبار زیادہ کری اور تکبیر مثل اذان کی ہی اور اسکی حی علے الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ دوبار زیادہ کری اور اذان کے کلمات کو جدا جدا کہی (یعنے ہر کلمہ کے بعد کچھ وقفہ کرے) اور تکبیر کے کلمات جلد جلد کہی (بدون بیچ بیچ مین وقفہ کرنیکے) اور دونون مین قبلہ کیطرف منہ رکہی اور اذان و تکبیر کی درمیان مین کلام نکری اور جب حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہی تو اپنا منہ داہنے اور بائین پہرا دی اور اذان کے منارہ مین گہوم کر اذان کہی (تاکہ اسکی کہڑکیون مین سی لوگونکو آواز پہونچے) اور اپنی انگلیان کانون مین رکہہ لی (تاکہ آواز خوب اونچی نکلے) اور تثویب کری اور اذان اور تکبیر کے بیچ مین کچھ بیٹھ جاوے لیکن مغرب کی اذان کے بعد نہ ٹہہری (تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہی لازم نہ آوی) واضح ہو کہ تثویب اسکو کہتی ہین کہ اذان کے بعد لوگون کی تاکید کے لئی دوسری

آواز کہین تاکہ لوگ جلد چلے آوین جیسے الصلوٰۃ مثلا پکار کر کہا کرتے ہین اور در مختار
مین تثویب صرف اذان صبح مین لکھی ہی مگر عنایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہی کہ تثویب
نماز دونون مکروہ ہی کیونکہ حضرت مرتضی علیؓ سے مروی ہی کہ آپ نے کسی موذن کو نماز
عشا مین تثویب کہتے سنا تو فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکالدو اور اسیطرح مجاہد نے
حضرت ابن عمرؓ سے اسکا بدعت ہونا نقل کیا ہی) اور قضا نماز کے لئے اذان اور تکبیر
دونو کہے اور اسیطرح (بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے) تو سب سے پہلی کے لئے
اذان اور تکبیر دونو کہے اور باقی نمازون مین اذان کہنے کے لئے اوسکو اختیار ہے
(یعنی چاہی تو اذان اور تکبیر دونو کہے چاہی صرف تکبیر پر بس کرے) اور وقت
سے پہلے اذان نہ کہی جاوے اور اگر ایسا ہو جاوے تو وقت پر دوبارہ کہی جاوے
(اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ اذان اسلئے
ہی کہ لوگونکو وقت نماز ہو جانیکی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے مین یہہ مضمون نہین
رہتا) اور مکروہ ہے ناپاک آدمی کا اذان اور تکبیر کہنا اور بے وضو کا تکبیر کہنا اور عورت
اور بدکار شخص کا (جو فسق مین مشہور ہو) اور بیٹھے ہوئے مرد کا اور متوالے کا اذان
کہنا مکروہ ہی مگر غلام اور لڑکے اور حرامزادہ ہی اور اندہے اور گنوار کا اذان کہنا
مکروہ نہین اور مسافر کو اذان اور تکبیر دونو کا چھوڑ دینا مکروہ ہے اور جو شخص اپنے
گھر مین شہر کے اندر نماز پڑھے اوسکو دونون کا چھوڑ دینا مکروہ نہین اور اذان
اور تکبیر ان دونون کے لئے مستحب ہین عورتون کیواسطے مستحب نہین (یعنی اگر عورتین
جماعت کی نماز پڑہین اور اذان اور تکبیر نکہین تو مکروہ نہین)

باب نماز کی شرطون کے بیانمین (جاننا چاہیئے کہ شرط اسکو کہتے ہین جو کام ہی

بغیر جسکے نماز ہی نہین

خارج ہی اور وہ کام اوسپر موقوف ہو اسطرح کہ جبتک شرط نہولے وہ کام درست نہو۔ نمازکی شرطین چھہ ہین کہ نمازی کے بدن کا نجاست حکمی اور نجاست حقیقی سی پاک ہونا اور کپڑے اور نمازکی جگہہ طاہر ہونا اور برہنگی کو ڈہانکنا اور برہنگی مردکے لئی ناف کے نیچے سے لیکر گہٹنون کے نیچے تک ہی اور آزاد عورت کے لئی سوای چہرہ اور دونو ہتہیلیون اور دونو پانون کے تمام بدن برہنگی ہی سبکا ڈہانکنا واجب ہی۔ اور نماز مین عورت کی چوتہائی پنڈلی کا کہلا رہنا مانع نمازکی درستی کا ہی اسیطرح سرکے بال اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ کا حال ہی (کہ اگر انمین سی چوتہائی کسیکی کہلجاویگی نماز درست نہوگی) اور لونڈی برہنگی کے ڈہانکنے مین مثل مرد کے ہی (فرق اتنا ہی) کہ لونڈی کا پیٹ اور پیٹھہ بھی برہنگی مین داخل ہی (مرد کا نہین) اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا جسکا چوتہائی پاک ہی اور اوسنی نماز ننگے بدن پڑھ لی تو نماز درست نہوگی اور اگر چوتہائی سی کم پاک ہی تو نمازی کو اختیار ہی (چاہی ننگے بدن نماز پڑہی خواہ اس کپڑے کو پہنکر پڑہ لے) اور اگر کپڑا بالکل میسر نہو تو چاہیئے کہ نماز بیٹھکر پڑھے اور رکوع اور سجدہ اشارہ سی ادا کرے اور بیٹھکر اشارہ سی پڑہنا اس سی بہتر ہے کہ کہڑی ہوکر رکوع اور سجدہ کرکے پڑہی اور نمازکی شرط نیت ہی بے فصل (یعنی نماز کے ساتھہ ہی نیت کرنی چاہیئے) اور نیت مین ضروری یہہ ہی کہ اپنی دل سی یہہ بات جانے کہ کونسی نماز پڑہتا ہی (یعنی یہہ لازم نہین کہ زبان سی نیت کے الفاظ کہی) اور سنتون اور نفلون اور تراویح کے لئی مطلق نمازکی نیت کافی ہی اور فرضون کے لئی فرضون کا تعین کرنا مثلا عصر کے فرض (یا ظہر کے فرض کو دلمین جان لینا) ضروری ہی اور مقتدی امام کے پیچھی پڑہنے کی بھی نیت کرے۔ اور نماز جنازہ مین نمازکی نیت خدا کیواسطی اور دعا کی مردہ کے لئی کرے

اور نماز کی شرط قبلہ کیطرف منہ کرنا ہی تو جو شخص مکہ کا رہنے والا ہو اُسکو ٹہیک کعبہ کی عمارت کیطرف منہ کرنا فرض ہے اور جو کہ مکہ مین نرہتا ہو وہ اُسکی طرفکو منہ کرلے (یعنے اُسکو لئے ضرور نہین کہ ایسی طرح کہڑا ہو کہ خاص عمارت کعبہ کی سمت مین اُسکا منہ ہو بلکہ کعبہ کی سمت کو منہ کرلینا کافی ہے) اور جو شخص دشمن یا درندہ کا خوف رکہتا ہو وہ (جس طرفکو ہو سکے نماز پڑہلے) اور جس شخص کو قبلہ معلوم نہو وہ اٹکل کرلے اور اُسی طرفکو کہڑا ہو جاوے اور اگر اٹکل مین غلطی ہو جاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑہے اور اگر غلطی نماز مین معلوم ہو تو نماز ہی مین قبلہ کیطرفکو پہر جاوے اور اگر چند مقتدیون نے مختلف سمتین قبلہ کے لئے اٹکل کین اور امام کا حال کسیکو معلوم نہین (کہ اسکا منہ کسطرفکو ہے) تو اُنکے لئے کافی ہے (اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہوا اور اوسکے خلاف منہ کئے ہو تو اوسکی نماز درست نہو گی)

باب نماز کی صفت کے بیانمین (یعنے خود نماز اور اوسکے اندر کے احوال مین)

نماز کے فرض چھہ ہین اللہ اکبر کہکر نماز مین داخل ہونا اور کہڑا ہونا اور قرآن کا پڑہنا اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور آخر کو التحیات پڑہنے کی قدر بیٹہنا اور نماز مین سے اپنے فعل سے باہر آنا۔ اور نماز کے واجبات یہہ ہین سورۂ الحمد کا پڑہنا اور دوسری سورت (خواہ ایک آیت لمبی یا تین چہوٹی آیتون کا الحمد کے ساتہہ) ملانا اور پہلی دو رکعتونکو قرآن پڑہنے کے لئے معین کرنا اور جو فعل ایک رکعت مین مکرر ہین اُنمین ترتیب کا لحاظ رکہنا (جیسے سجدہ ہی کہ اگر دوسرے سجدہ کو چہوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے اُٹھہ کہڑا ہوا تو نماز فاسد نہو گی بلکہ ناقص ہو جاویگی مگر ترتیب غیر مکرر افعال مین مثلا رکوع اور قیام مین فرض ہی اور اوسکے چہوڑنے سے نماز نہین ہوتی) اور ارکان کو درستی

شکرنا (یعنے رکوع اور سجدہ مین اچھی طرح ٹھہرنا) اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور التحیات پڑھنا
اور لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ (آخر نماز مین) کہنا اور دعاء قنوت نماز وتر مین اور
دونو عیدونکی نماز مین تکبیرین کہنی اور آہستہ اور پکار کر پڑھنا جن نمازونمین کہ آہستہ
اور پکار کر پڑھا جاتا ہے اور نماز کی سنتین یہہ ہین کہ تکبیر تحریمہ کیلئے دونو ہاتھونکا اٹھانا اور
اپنی انگلیونکو کہلا رکہنا اور امام کو پکار کر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللہم آخر تک پڑھنا
اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور (آخر الحمد مین)
آمین کہنا اور ان سبکو پوشیدہ کہنا اور اپنے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھہ پر ناف کے نیچے رکھنا
اور رکوع مین جانے کو اور اس سے سر اٹھانیکو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار
سبحان ربی العظیم کہنا اور رکوع مین اپنے دونو گھٹنونکو دونو ہاتھونسے پکڑنا اور انکی
انگلیونکو کہلا رکہنا اور سجدہ کیلئے (اور اس سے اٹھنے کیواسطے) اللہ اکبر کہنا اور اسمین تین
بار سبحان ربی الاعلے کہنا اور دونو ہاتھون اور دونو گھٹنونکو سجدہ کیوقت زمین پر رکھنا
(اور التحیات مین) بائین پانو کو بچھانا اور داہنے کو کھڑا رکھنا اور رکوع اور سجدہ کے
درمیان مین کھڑا ہونا اور دونو سجدون کے بیچ مین بیٹھنا اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا
اور (اپنے لیے اور مومنین کیلئے) دعا مانگنا۔ اور نماز کے مستحبات یہہ ہین کہ سجدہ کی جگہہ کیطرف دیکھتے رہنا
اور جماہی کیوقت اپنا منہہ بند کرلینا اور اللہ اکبر کہنے کیوقت آستینون مین سے دونون
ہاتھونکو نکالنا اور جسقدر ہوسکے کھانسی کو ٹالنا اور جب تکبیر مین حی علے الفلاح کہا جاوے
اسوقت کھڑا ہونا (اور جب قد قامت الصلوۃ کہا جاوے اسوقت امام کو نماز کا شروع کرنا
فصل اور جب نماز مین آیا چاہے تو نمازی کو چاہیے کہ اللہ اکبر کہے اور دونو ہاتھہ اپنے
کانون کی برابر تک اٹھاوے۔ اور اگر نماز کے شروع مین (اللہ اکبر کی جگہہ) سبحان اللہ

فصل

یالاالہ الااللہ کہا یا فارسی مین کہا (کہ اللہ بزرگتر ست) توکافی ہست (ہوگی) اور یہی حال ہو اگر قرآن کو فارسی مین پڑھی اوسصورت مین کہ (عربی مین پڑہنی سی) عاجز ہو یا جانور ذبح کریگا بسم اللہ فارسی مین کہے۔ اوراگر شروع نماز مین اللہم اغفرلی کہیگا تو نماز درست نہوگی۔ پہر اپنی داہنی ہاتھہ کو بائین پر ناف کے نیچے رکہے (فائدہ مترجم کہتا ہی کہ یہہ صورت مردون کے لئی ہی اور عورت ہاتہونکو مونڈہون تک اُٹھاوی اور ہاتھہ سینہ پر رکہے) اور دعای استفتاح (یعنے سبحانک اللہم آخر تک آہستہ پڑہکر) اور قرآن پڑہنے کے لئی اعوذ باللہ بھی آہستہ کہی (یعنے اعوذ باللہ قرآن پڑہنے کے تابع ہے) اِس سے یہہ نکلا کہ مسبوق (یعنے جسکو ایکدو رکعت امام کے ساتھہ نملی ہو جو پیچہے آکے ملا ہو وہ) اعوذ پڑھے (اسواسطیکہ جو نماز اوسکو رہگئی ہی اوسمین قرارت قرآن کریگا) اور مقتدی اعوذ نہ پڑہی (جسنے امام کے ساتھہ نماز شروع کی ہی اسواسطیکہ اسکو قرآن پڑہنا نہین) اور عید کی تکبیرون کے پیچہے اعوذ پڑھے (اسلئی کہ پہلی رکعت مین قرآن پڑہنا تکبیرون کے بعد ہی) اور ہر رکعت مین آہستہ سی بسم اللہ کہی اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہی سورتون کے جدا کرنیکے لئی اُتری ہی نہ تو الحمد کا ٹکرا ہے نہ کسی اور سورت کا (اور اِس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہی وہ اوسکو الحمد کا جز فرماتے ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضؓ سی روایت ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مین نے نماز پڑھی آنحضرت صلعم کے پیچہے اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھی مگر مین نے انمین سی کسیکو نہ سُنا کہ بسم اللہ پڑہتے ہون بلکہ الحمد للہ سی شروع قرارت کیا کرتے تہے اور اِس جیسی روایتین بہت مروی ہین اگر بسم اللہ الحمد کا جز ہوتی تو پکار کے پڑہنے کی نماز ونمین الحمد کیطرح اُسکو بھی پکار کر پڑہتے اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ نماز بٹگئی ہے خدا تعالی اور بندہ مین جب بندہ

کیا ہی الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی (روایت
کیا اسکو مسلم نے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے
نہ بسم اللہ سے) پھر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتیں پڑھے اور امام اور مقتدی الحمد کے
بعد آہستہ سے آمین کہیں اور اللہ اکبر (دونوں کو) نہ مد کے کہیں (یعنے اللہ کے الف کو
کھینچیں اسلیے کہ مشابہ ہمزہ استفہام کے ہو جاویگا اور وہ درست نہیں اور نہ اکبر کی بے کو
بڑھاویں) اور اللہ اکبر کے بعد رکوع کرے اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں زانو پر رکھے اور
انگلیاں ہاتھوں کی کھلی رکھے اور پیٹھ کو برابر رکھے اور سر کو پیٹھ کے ساتھ ہموار رکھے
اور رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہکر سر اوٹھاوے اور امام سر اوٹھاتے ہوئے
سمع اللہ لمن حمدہ پر کفایت کرے اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا ربنا لک الحمد کہلیں
پھر اللہ اکبر کہے اور اپنے دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر منہ کو دونوں ہتھیلیوں
کے درمیان رکھے اور اٹھنے میں اسکا الٹا کرے (یعنے جب سجدہ سے سر اٹھاوے تو اول سر اٹھاوے پھر
دونوں ہاتھ پھر دونوں زانو اوٹھاوے) اور سجدہ میں ناک اور ماتھا دونوں زمین کو لگیں اور
انمیں سے ایک پر کفایت کرنا یا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور سجدہ میں اپنے دونوں
پہلو کو ظاہر رکھے (یعنے بازوؤں کو پہلو سے علیحدہ رکھے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے
دور رکھے اور اپنے دونوں پانوں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھے) اور سجدہ میں تین بار سبحان ربی
الاعلیٰ کہے اور عورت اونچی نہ ہو بلکہ پیٹ کو اپنے دونوں رانوں سے ملا ہوا رکھے پھر اللہ اکبر
کہتا ہوا اپنا سر اوٹھاوے اور آرام سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہکر دوسرا سجدہ آرام کے ساتھ
کرے اور کھڑے ہونے کے لئے اللہ اکبر کہے (اور) بدون کسی چیز کے سہارے اور بدون بیٹھنے
کے (دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو یعنی اٹھنے میں ہاتھ پر زور نہ دے اور دوسرے سجدہ کے بعد

جلسہ استراحت نکرے یعنی آرام کے لئے نہ بیٹھے) اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے
ہو اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت مین سبحانک اللّٰہم اور اعوذ نہ پڑھے اور ہاتھ
سوا تکبیر نقعس صمعج (یعنے آٹھہ جگہہ) کے اور جگہہ نہ اوٹھاوے (ف سے مراد افتتاح نماز یعنے
شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کیوقت ق قنوت وتر کیوقت ع عیدین کی تکبیرات مین
س استلام یعنی بوسہ لینے کیوقت حجر اسود کے ص صفا پر اللہ اکبر کہنے کیوقت م
مروہ پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ع عرفات مین ج جمرونکو پتھر مارتے مین۔ جاننا چاہئے
کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دونو ہاتھونکا اٹھانا ہر کھڑا ہونے اور رکوع کے لئے اللہ اکبر
کہنے کیوقت ہر رکعت مین مسنون ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شروع کی تکبیر ملی ہاتھ
اٹھانا ہے اوسکے سوا دوسری تکبیر مین بدلیل قول پیغمبر خدا صلعم کے کہ ہاتھ نہ اٹھائے
جاوین مگر آٹھہ جگہہ جو مذکور ہوئین روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عبداللہ
بن مسعودؓ ہاتھہ نہ اٹھاتے تھے مگر شروع نماز مین اللہ اکبر کیوقت روایت کیا اسکو ابوداؤد
ترمذی نے) پھر جب دوسری رکعت کے دونون سجدہ سے فارغ ہوا اپنا بایان پانو
بچھا کر اوسپر بیٹھے اور دہنی پانو کو کھڑا رکھے اور پانو کی انگلیان قبلہ کیطرف رکھے
اور اپنے دونو ہاتھہ دونو رانون پر رکھے اور ہاتھونکی انگلیان کھلی رکھے اور عورت
دونو پانو داہنی طرف کو نکالکر چوتڑون پر بیٹھے اور التحیات (وہ پڑھے جو عبداللہ
بن مسعودؓ سے مروی ہے واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی انگلی سے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تم
تک پڑھنے کیوقت التحیات مین بہت سی حدیثون مین مروی ہے اور اکثر علما کا عمل ہے
چنانچہ علماء حنفیہ نے بھی اسکو اختیار کیا ہے اور اس اشارہ کی کیفیت حدیث کی کتابون مین
چند طور پر ثابت ہوئی ہے اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظمؒ کے خلاف نہین یعنی اوسکے

ظاہر مذہب مین انگلیون کا کہولنا پایا جاتا ہی تو جو طور اشارہ کا اسکے خلاف نہین یہہ ہی کہ
شہادت کیوقت انگشت شہادت سی اشارہ کرے اور اور ونکو بند نکرے خواہ بند کرلے
اور بعد اشارہ کے کہولد ہو اور یہہ طور حدیث سی زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم)
اور بعد پہلی دو رکعتون کے اور رکعتو نمین بہ سورۂ الحمد پر کفایت کرے (سورت نملاوی)
اور آخر کا بیٹہنا مثل اول بیٹہنے کے ہی (اور شافعی کے نزدیک دوسرے قاعدہ مین جو ترون
پر بیٹہے جیسی عورتین بیٹہتی ہین اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ حضرت انس سے مروی
کہ رسول خدا صلعم نے نماز مین کتے کیطرح بیٹہنے اور جو ترون پر بیٹہنے سی منع فرمایا اس
روایت کو احمد نے بیان کیا ہی اور رفاعہ بن رافع سی منقول ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک
اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹہے نماز مین اپنے بائین پانون پر بیٹہہ اسکو بھی احمد نے روایت
کیا ہی اس سی معلوم ہوا کہ یہہ صورت دونو قعدون مین مسنون ہی واللہ اعلم) اور
التحیات پڑہے اور پیغمبر خدا صلعم پر درود بہیجے اور ایسی دعا مانگے جو مشابہ قرآن و حدیث
کے ہو نہ لوگونکے کلام سی اور (بعد دعا کے) امام کے ساتہہ سلام پہیرے مثل تحریمہ کے
(یعنی جسطرح تحریمہ اپنا امام کے ساتہہ کرے اسیطرح سلام بہی امام ہی کے ساتہہ پہیرے)
اور داہنے بائین سلام پہیرنے مین لوگونکی اور کرام کاتبین کی نیت کرلے (کہ انپر سلام کہتا
ہون) اور جس طرف امام ہو داہنی خواہ بائین اُس طرف اسکی بھی نیت کرے اور اگر ٹہیک سامنے
ہو تو اسکی نیت دونو طرف کرے اور امام اپنے دونون طرفکے سلام مین لوگونکی اور کرام کاتبین
کی نیت کرے - اور قرارت فجر کی نماز مین اور پہلی دو رکعتون مین مغرب کی اور عشا کی پکار کر
پڑہے گو قضا ہی پڑہتا ہو اور جمعہ اور دونو عیدون کی نماز مین (بھی پکار کر پڑہے) اور انکی
سوا اور نمازونمین قرارت آہستہ پڑہے جیسے دن کو نفل پڑہنے والا (کہ وہ بھی قرات آہستہ

سلام پہیرنے کا بیان

پڑھے) اور جو شخص ایسی نماز جس مین پکار کر پڑھنا چاہئے اکیلا پڑھے اسکو اختیار ہی (چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ پڑھے) جیسے رات کو نفلین پڑھنے والا (مختار ہی چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ) اور اگر عشا کی نماز مین پہلی دو رکعتون مین سورہ چھوڑ دے تو اسکو دو رکعتون پچھلی مین الحمد کے ساتھ پکار کر پڑھ لے اور اگر (پہلی دونو رکعتوںمین) الحمد نہ پڑہی ہو تو (الحمد کی) قضا (پچھلی دو رکعتون مین) نکرے (اسلئے کہ الحمد کو دو دفعہ پچھلی رکعتونمین پڑھنا پڑیگا) اور فرض ایک آیت کا پڑھنا ہے (اور امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور انکی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی کہ اس شخص کی نماز نہین جسنے سورہ فاتحہ نہ پڑہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول خداوندی ہی فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو جسقدر ہوسکے قرآن اور کلام الہی پر احاد حدیث سنی زیادتی کرنی درست نہین الاحدیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہی اسلیلئے الحمد کے پڑھنے کو واجب ٹھہرایا ہی اور آنحضرت صلعم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑھ جو کچھہ تیرے پاس ہی قرآن سے یعنی جو کچھہ تجھے یاد ہی یہہ حدیث بھی الحمد کے فرض نہونے پر دلالت کرتی ہی اسلئے کہ اس حدیث کے آخر مین وارد ہوا ہی کہ پھر تیری نماز تمام ہوئی) اور قرارت کی سنت سفر مین سورۂ الحمد اور ایک سورت ہی جونسی چاہی اور حضر مین (یعنے ٹھہری رہنے کیصورت مین) اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو انمین دراز مفصل سورتین (مسنون ہین) اور اگر عصر اور عشا ہو تو میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو تو چھوٹی مفصل سورتین (پڑھنی سنت ہین مخفی نرہے کہ سورہ حجرات سی آخر کلام مجید تک جتنی سورتین ہین انکو مفصل کہتے ہین انمین سی حجرات سے لیکر سورہ والسماء ذات البروج تک دراز مفصل کہلاتی ہین اور وہان سے لیکر لم یکن تک میانہ اور وہان سی سورہ ناس تک چھوٹی) اور نماز فجر مین صرف اول رکعت

کو دراز کیا جاوے (نہ اوسکے سوا اور کسی نماز مین یعنی صبح کی نماز مین اول رکعت کو دوسری
کی نسبت زیادہ بڑہانا چاہیئے اور نمازو نمین ایسا نکرنا چاہیئے بلکہ دونون رکعتین
مساوی پڑہین) اور کسی نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہین ہوئی (یعنے
ایسا نچاہیئے کہ کسی نماز کے لئے کوئی خاص سورت مقرر کرلین اور اوسکے سوا دوسری
سورت کبھی نہ پڑہین) اور مقتدی قرارت نکرے بلکہ چپکا سُننے جاوے اگرچہ امام
آیت رغبت یا آیت خوف کی پڑہے یا خطبہ پڑہنے والا خطبہ پڑہے یا آنحضرت
صلعم پر درود بہیجے (ان سب صورتو نمین چپکا سننا چاہیئے لیکن کہتے ہین کہ
جب خطیب پڑہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تو سننے والیکو چاہیئے
کہ آہستہ درود بہیجے) اور (امام اور خطیب سے) دور کا شخص اور پاس کا (انکے حکم مین)
برابر ہین (یعنے خواہ امام کا پڑہنا اور خطبہ پاس ہونیکی جہت سے سنتا ہو خواہ دور ہونے
کے سبب سے نہ سنتا ہو دونو حالتو نمین کچھہ نہ پڑہے اور چپ رہا جانا چاہیئے کہ امام شافعیؒ
کے نزدیک مقتدی پر قرأت الحمد کی واجب ہے بدلیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ اور اسبا مین بہت سی حدیثین وارد ہین اور دلیل امام
اعظمؒ کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا تو اس آیت
کی روسے مقتدی کو سننا اور چپ رہنا لازم ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین جسکا
امام ہو تو امام کی قرارت اسکی قرارت ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی سے الحمد کا پڑہنا
حکمًا ثابت ہے اور حضرت علی فرماتے ہین کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑہتا ہے وہ فطرت
سلیم کو چوکتا ہے یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق
نے اپنی کتابو نمین روایت کیا ہے اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ

امام کے پیچھے بہت پڑہ کر وہ مکار کرتے پایا ہے حضرت روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
باب امامت کے بیان میں — جماعت سنت موکدہ ہے — امامت کے لیے لائق تر وہ ہے جو سب میں زیادہ
عالم ہو اسکے بعد وہ جو قرآن سب سے اچھا پڑہتا ہو اسکے بعد جو زیادہ پرہیزگار ہو اسکے بعد جو سب میں
عمر زیادہ رکہتا ہو (اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کا اچھا پڑہنے والا عالم پر مقدم
ہے اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر رض کو حکم امامت کا
فرمایا اسلیے کہ آپ علم زیادہ رکہتے تھے قرآن کے قاری سب سے زیادہ نہ تھے کیونکہ صحابہ
میں قرآن مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت ابی بن کعب پڑہتے تھے اور یہ امر آنحضرت
صلعم کے آخر عہد مبارک میں ہوا تھا اور اسی سے لوگوں نے حضرت ابوبکر رض کی خلافت
کا استحقاق ثابت کیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں قرآن کے عمدہ پڑہنے
والے زیادہ علم والے ہوتے تھے اسی جہت سے آنحضرت صلعم نے زیادہ علم دار
کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سے قاری جاہل تر ہوتے ہیں علاوہ ازین
قراءت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہے اور علم پر نماز کے سب ارکان منحصر ہیں) اور بندہ
اور گنوار اور فاسق اور شتیلن (جو بڑی میں مشہور ہو) اور بدعتی (جو مذہب اہل سنت
وجماعت کے خلاف رکہتا ہو) اور اندہا اور حرامزادہ (جو اس عیب میں مشہور ہو گیا
ہو) ان سبکا امام ہونا مکروہ ہے اور نماز کو اتنا لمبا کرنا (جس سے لوگ گہبرا جاوین) اور
جماعت صرف عورتوں کی مکروہ ہے اور اگر (عورتین) جماعت کرین تو امام صف کے
اندر کہڑا ہو ننگوں کی جماعت کیطرح (کہ انکا امام بھی صف میں رہے آگے نہ بڑہے)
اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دہنی طرف کہڑا ہو اور دو (خواہ زیادہ ہوں) تو
اسکے پیچھے کہڑے ہوں — اور اول مرد صف باندہیں پہر دوسری صف میں لڑکے

(کھڑے ہون) اونکے پیچھے عورتین (صف کرین) اور اگر جس نمازمین رکوع اور سجدہ
ہوتا ہے مرد کی برابر ایک ہی جگہہ مین بدون آڑ کے عورت بالغ کھڑی ہو جاوے اور
نیت اسکی برابر کرے اور ادا بھی اوسکے ساتھہ کرے اور امام نے اُسعورت کے امام
ہونیکی نیت کرلی ہو تو اسصورتمین مرد کی نماز جاتی رہیگی (اور نماز جنازہ مین یہہ حکم نہین)
اوسمین دونو کی نماز ہوجاویگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورتمین نماز نہین جاتی
اور امام اعظمؒ کے قول کی وجہہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ عورتونکو پیچھے
کرو جہان کہ اللہ تعالی نے اونکو موخر کیا ہی اِس حکم کے مخاطب مرد ہین پس عورت
مذکورہ بالا مین جو مرد برابر عورت کی کھڑا ہوا ہی اوسنے فرض مقام کو چھوڑا ہی نہ عورت نے
اِسلیے مرد کی نماز جاتی رہی اور یہہ سب شرطین کہ مذکور ہوتی ہین اسیواسطے ہین کہ مرد عورت
کی نماز مین اتحاد اچھی طرح ہو جاوے) اور عورتین جماعتون مین حاضر نہو وین (یعنی خوف
فتنہ کی جہت سے) اور نا جائز ہی اقتدا کرنا مرد کو عورت یا لڑکے کے پیچھے اور پاک کو
عذر والیکا (مثلا جسکو سلسل بول ہو یا ریح نہ تھمتی ہو یا پیٹ چلتا ہو اچھے شخص کو ایسے
لوگونکے پیچھے نماز پڑہنا جائز نہے) اور پڑہی ہوئی کو ایسے کا اقتدا جو قدرت پڑہنی
کی نرکہتا ہو اور کپڑا پہنی ہوئی کو ننگے کا جو ستر نہ رکہتا ہو اور تندرست کو ایسے شخص کا
جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرتا ہو اور فرض پڑہنی والیکو نفل پڑہنی والیکا یا اُس شخص کا
کہ دوسرے فرض پڑہتا ہو (اسلیے کہ یہہ سب مقتدی اپنے امام کی نسبت عمدہ حال رکھتے
ہین پس امامت الٹی طرح ہو جاویگی) اور اقتدا وضو والیکا تیمم والیکے پیچھے اور دہونے والیکا مسح
کرنیوالیکی پیچھے اور کھڑا ہونے والیکا بیٹھنے والیکے پیچھے یا کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنیوالے کا اپنے
جیسے شخص کے پیچھے اور نفل پڑہنے والیکا فرض پڑہنے والیکے پیچھے نماز کو خراب نہین کرتا

(یعنے جائز ہے) اور اگر (مقتدی کو بعد نماز کے) معلوم ہو کہ امام بے وضو تھا تو (اپنی) نماز کو پھر سے پڑہ لے۔ اور اگر ایک ان پڑہ اور ایک پڑہا ہوا کسی ان پڑہ کے پیچھے نماز پڑہیں یا امام پڑہا ہوا پچھلی دو رکعتوں میں کسی ان پڑہ آدمی کو خلیفہ کردے تو سب کی نماز جاتی رہیگی (اسلئے کہ پڑہے ہوئے کے ہوتے ان پڑہ کی امامت جائز نہیں ہوتی اور یہی حال ہے اگر پڑہا شخص ان پڑہ کو پڑہے ہوؤں پر خلیفہ کردے اور پچھلی رکعتوں کی قید اسلئے لگادی کہ اس حکم میں مبالغہ ہوجاوے یعنی باوجودیکہ پچھلی رکعتوں میں قرارت نہیں اونمیں اگر خلیفہ کریگا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی دو رکعتوں میں کہ قرارت فرض ہے خلیفہ کریگا تو بطریق اولے نماز فاسد ہوجاویگی)

باب نماز میں بیوضو ہوجانیکے بیان میں۔ جس شخص کا وضو (نماز میں) ٹوٹجاوے وہ وضو کرے اور جسجگہہ سے نماز چھوڑی ہے وہاں سے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا خلیفہ کسیکو کردے اور یہی حال ہے اگر قرارت سے رکجاوے (یعنے اسکو بھی چاہیے کہ خلیفہ کردے تاکہ لوگونکو قرارت سے نماز پڑہادے اور اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کا خلاف ہے اونکے نزدیک جتنی پہلے پڑھی ہے وہ جاتی رہی نئے سر سے پڑھے اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ جس کسیکو آجاوے قے یا نکسیر تو چاہیئے کہ نماز سے ہٹے اور وضو کرے اور پھر اپنی نماز پر بنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑہ لی ہے اسمیں اور ملاکر پوری کردے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسیطرح کا مضمون حضرات ابوبکر اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے) اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سے مسجد کے باہر نکلجاوے یا دیوانہ ہوجاوے یا خواب میں انزال ہوجاوے یا بیہوش ہوجاوے تو ان صورتوں میں نماز از سر نو پڑہے (پہلے کی نماز کو پورا نکرے اسلئے کہ

جہ باتین بہت کثرت ہوا کرتی ہین انکو عادت کے موافق امور پر قیاس کرنا چاہیے) اور اگر التحیات
پڑھنے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کرکے سلام پھیرے (اسلئے کہ لفظ سلام واجب تھا
اُسکے ذمہ پر باقی ہے) اور اگر قصداً وضو توڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہوگئی (کیونکہ اپنے
فعل سے نماز کے باہر آنا فرض تھا وہ ادا ہوگیا) اور اگر نماز مین تیمم والا پانی دیکھ لے
یا مسح کرنیوالے کی مدت مسح پوری ہوجاوے یا موزہ کو تھوڑے سے عمل سے نکالدے (تو نماز
باطل ہوجاویگی اور تھوڑے عمل کی شرط اسلئے ہے کہ اگر عمل بہت ہوگا تو عمل ہی کے سبب نماز
باطل ہوجاویگی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نرہیگی) یا اَن پڑھ نماز مین کوئی سورت
سیکھ لے یا ننگے کو کپڑا ملجاوے یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو یا صاحب
ترتیب کو قضا نماز یاد آجاوے یا پڑھنے والا کسی اَن پڑھ کو نائب کردے یا صبح کی نماز
مین آفتاب نکل آوے یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت آجاوے یا زخم اچھا ہوکر پٹی گر پڑے
یا عذر والیکا عذر (مثل سلسل البول اور پیٹ چلنے کے) دور ہوجاوے تو (ان سب
صورتوں مین) نماز باطل ہوجاویگی — اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کا (اور مسبوق وہ
ہے جسکو امام کے ساتھ کچھ نماز نملی ہو) پس (مسبوق) جب امام کی نماز تمام کرچکے وہ ایسے
شخص کو اپنا نائب کرے جسکو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو (اسکو مدرک کہتے ہین) یہ
مدرک مقتدیونکے ساتھ سلام پھیرے (اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے) اور مسبوق اگر کوئی کام نماز کے خلاف کریگا
(مثلاً بے وضو ہو جاوے یا کھلکھلاوے یا اور ایسا ہی کام کرے) تو اُس (مسبوق) کی نماز
جاتی رہیگی نہ اور لوگونکی (اسلئے کہ جب اُسنے مدرک کو اپنا نائب کردیا تو امام مدرک ہوگا
نہ کہ مسبوق اب جو کام نماز کا مفسد مسبوق سے سرزد ہوگا اُس سے صرف مسبوق کی نماز
جاویگی نہ اور لوگونکی) جیسے اگر امام نے اپنی نماز تمام کرنیکے وقت قہقہہ کیا تو اُس صورتمین

بھی نماز مسبوق کی جاتی رہیگی (اسلئے کہ یہ فعل نماز کا مفسد امام کیطرف سے مسبوق کی نماز کے بیچ مین ہوا ہی گو امام کی نماز کے ختم کیوقت ہوا ہی) اور اگر امام مسجد مین سے نکلجاوے اور باتین کرنے لگے تو نماز نہین جاتیگی (یعنے ان دونو صورتون مین امام کی نماز تمام ہوگئی اسلئے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر ہوگیا کوئی رکن اوسکے ذمہ پر باقی نہین رہا اسلئے مسبوق کی نماز بھی فاسد نہوئی کیونکہ نماز کے بیچ مین کوئی مفسد پیش نہین ہوا بخلاف بات کرنیکے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہے امام کے حق مین بھی اور مدرک اور مسبوق کے حق مین بھی) اور اگر رکوع مین خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہو تو وضو کرکے پہلی نماز پر بنا کرے اور جس رکوع خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہو دے اوس کو دوبارہ کرے (اسلئے کہ اوس کا کچھہ اعتبار نہین اسیوجہ سے اوسکو دوبارہ ادا کرنا چاہیئے) اور اگر نمازی کو حالت رکوع خواہ سجدہ مین یاد آیا کہ ایک سجدہ رہگیا ہی اور اوس رہی ہوئی سجدہ کو ادا کیا تو جس رکوع و سجدہ مین وہ یاد آیا ہو اوسکو دوبارہ ادا کرے اور اگر مقتدی ایک ہی تو نائب ہونیکے لئے وہی متعین ہوجاتا ہی بدون نیت کے (یعنی اگر امام کے پیچھے صرف ایک ہی مقتدی ہو اور امام بیوضو ہوجاوے تو وہ مقتدی خود امام ہوجاتا بدون نیت کے اور بدون خلیفہ بنانیکے)

باب اُن چیزون کے بیان مین جو نماز کو فاسد کردیتی ہین اور جو نماز کے اندر مکروہ ہین (نماز کے اندر) بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگونکی باتون کے مشابہ ہو اور بآواز رونا اور آہ کرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد بیماری سے نماز کا مفسد ہی اور بہشت اور دوزخ کو یاد کرکے رونا مفسد نہین اور بدون عذر کے کھانسنا (یعنے بدون اس بات کے کہ گلے یا چہاتی مین بلغم اٹکا ہو یا اثر کہانسی کا ہو) اور چین چین کرنا اور چھینک کے جواب مین یرحمک اللہ کہنا اور اپنے امام کے سوا غیر کو پڑہنے مین لقمہ دینا اور

کسیکے جواب مین لا الہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اسکا جواب دینا اور شروع کرنا نما
عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے نہ خیر و ظہر کا (یہہ سب بھی مفسد نماز ہین یعنی ایکنما
کی ایک رکعت پڑہی پہر دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر پہلے
نماز کی نیت پہلے سرے سے کی تو فاسد نہوگی) اور نمازی کا پڑہنا قران دیکھکر اور کہانا
پینا (یہہ بھی مفسد نماز ہین) اور اگر کسی لکہی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکھا اور اسکو سمجھ لیا
یا اپنے دانتون کے درمیان کی چیز کہائی یا کوئی شخص اسکے سجدہ گاہ مین کو گذر گیا تو
ان باتون سے نماز نہین جاتی اگرچہ گذرنیوالے پر گناہ ہوتا ہے۔ اور مکروہات نماز کے
یہہ ہین نمازی کا اپنے بدن اور کپڑے سے کہیلنا اور ایکدفعہ سے زیادہ سجدہ کی جگہ کی کنکر
کو ہٹانا اور انگلیان چٹخانا اور ہاتھ کو کولہے پر رکہنا اور دائین بائین دیکہنا اور کتے
کیطرح چوتڑونپر بیٹھنا اور دونو ہاتھونکو سجدہ مین کہنیون تک بچھانا اور سلام کا جواب
ہاتھ کے اشارہ سے دینا اور بدون عذر پالتی مارکر بیٹھنا اور سر کے بالونکو گرہ دینا
اور کپڑے کو زمین پر گرنے سے بچانا اور اسکو بدون باندھی یا آنچل ہار سے لٹکا رکہنا اور
جماہی لینی اور آنکہین بند کرنی اور مسجد کی محراب مین کہڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب مین مکروہ
نہین اور صرف امام کا چبوترہ پر کہڑا ہونا اور اسکا الٹا یعنی امام نیچے ہو اور مقتدی
چبوترہ پر ہون اور ایسا کپڑا پہننا جسمین تصویرین ہون یا ایسی طرح کہڑا ہونا کہ سر کے اوپر
خواہ سامنے یا برابر مین تصویرین ہون لیکن اگر تصویر بہت چہوٹی ہو یا سر کٹی ہوئی ہو یا بے جان
چیز کی ہو مثلا درخت پہول وغیرہ کی تو مکروہ نہین اور آیتون اور تسبیح کو ہاتھ پر گننا
مکروہ نہین سانپ اور بچہو کا (تہوڑے سے عمل سے) مار ڈالنا اور ایسے شخص کی پشت
کیطرف نماز پڑہنا جو باتین کرتا ہو یا قرآن مجید کیطرف یا لٹکی ہوئی تلوار کیطرف نماز پڑہنی

(اور نے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکھتی ہی) یا شمع یا چراغ کیطرف اسکو نماز پڑھنی اور ایسی زمین پر نماز پڑھنی جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ سجدہ تصویرون پر نہو **فصل** پاخانہ پھرنے مین قبلہ کیطرف منہ کرنا اور پیٹھہ کرنا (مکانات مین) مکروہ ہو (پس جنگل مین بطریق اولے مکروہ ہوگا) اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور اوسکی چھت پر صحبت کرنی اور بول و براز کرنا مکروہ ہی نہ ایسے گھر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو (اور مکروہ نہین مسجد کو گچ اور سونے کے پانی سے منقش کرنا)

باب وتر اور نوافل کے بیان مین — وتر نماز واجب ہی (اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی کہ وتر حق واجب ہی ہر مسلمان پر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے) اور وتر تین رکعتین ہین ایک سلام کے ساتھہ اور دعاء قنوت تیسری رکعت مین رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑھے اور اول ہاتھہ اوٹھاکر اللہ اکبر کہلے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک وتر مین قنوت نہ پڑھے مگر نصف اخیر رمضان کے وتر مین اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے اور اونکے یہان قنوت رکوع کے بعد پڑھے نہ رکوع سے پہلے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم قنوت پڑھتے تھے وتر مین رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دارقطنی اور طبرانی اور ابونعیم اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی مین ہی کہ آنحضرت صلعم وتر تین رکعتین پڑھتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑھتے تھے) اور وتر کی تینون رکعتون مین الحمد اور ایک سورت پڑھے اور سوای وتر کے اور نماز مین قنوت نہ پڑھے (جیسے امام شافعیؒ کے تابعین فجر مین پڑھتے ہین) اور جو امام کہ وتر مین قنوت پڑھتا ہو مقتدی اوسکی متابعت کرین اور اگر فجر کی نماز مین امام قنوت پڑھے اوسکی متابعت نکرین (یعنی

امام اگر وتر مین قنوت پڑھے تو مقتدی بھی اوسکے ساتھ پڑھین اور اگر امام مذہب شافعی
اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے تو مقتدی چپ ہین کچھ نہ پڑھین اور دعا قنوت یہہ ہی
اللّٰہم انا نستعینک و نستغفرک و نؤمن بک و نتوکل علیک و نثنی علیک الخیر
و نشکرک ولا نکفرک و نخلع و نترک من یفجرک اللّٰہم ایاک نعبد ولک نصلی و نسجد
و الیک نسعی و نحفد و نرجو رحمتک و نخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق
اور حدیث مین یہہ دعا بھی آئی ہی (اللّٰہم اہدنی فیمن ہدیت و عافنی فیمن عافیت و تولنی
فیمن تولیت و بارک لی فیما اعطیت و قنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی
علیک انہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک
و نتوب الیک و صلی اللہ علی النبی) اور فجر کی نماز کے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا
کی نماز کے بعد دو رکعتین سنت ہین اور ظہر سی پہلے اور جمعہ کے پیشتر اور جمعہ کے بعد
چار رکعتین سنت ہین اور عصر اور عشا کے پیشتر اور عشا کے بعد چار رکعتین مستحب ہین اور مغرب کے بعد
چھہ مستحب ہین اور دن کی نفلون مین ایک سلام سی چار رکعتون سی زیادہ پڑھنی اور رات
کی نفلون مین آٹھہ سی زیادہ ایک سلام سی ادا کرنی مکروہ ہی اور دن اور رات مین چار چار
رکعتین ایک سلام سی ادا کرنی بہتر ہین اور دیر تک کھڑا رہنا اچھا ہی نسبت بہت سجدہ
کرنیکے (یعنے اسبات سی بہتر ہی کہ تھوڑا کھڑا ہو اور رکعتین بہت سی ادا کرے مگر یہہ حکم
نفل پڑہنے والے اور اکیلے پڑہنے والیکا ہے ورنہ جماعت مین اسقدر رکعت کا
زیادہ کرنا جس سی لوگ گھبرا جاوین مکروہ ہی) اور قرآن کا پڑھنا فرضون کی دو رکعتون
مین اور نفلون اور وترون کی سب رکعتون مین فرض ہے — اور نماز نفل شروع کرنے
سے لازم ہو جاتی ہے اگرچہ آفتاب کے غروب ہوتے اور طلوع ہونے کیوقت (کہ اوقات

ممنوع مین شروع کی) ہو (اور امام شافعیؒ کے نزدیک چونکہ نفل اصل مین لازم نہین
تو شروع کے بعد بھی لازم نہین یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کر دیگا تو اُسکی قضا
اُنکے نزدیک لازم نہوگی اور دلیل امام اعظمؒ کی قول خدا تعالیٰ کا ہی کہ لَا تُبْطِلُوا اَعْمَالَكُمْ
یعنی مت بیکار کرو اپنے عملونکو اور شروع کے بعد توڑ دینا بھی عمل کا باطل کرنا ہی
اور حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ سے منقول ہی کہ ہم روزہ سے تھی کہ ہمارے سامنے ایک کہانا آیا
جسکو ہمارا دل چاہتا تہا ہمنے اسکو کھا لیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُسکی قضا دوسرے
دن کر لینا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی مین یہہ
بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پھر ایسا کام مت کرنا) اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور
بعد پہلے قعدہ کے توڑ دی یا قعدہ اولی سے پیشتر فاسد کر دی یا چارون مین کچھہ
نہ پڑہا یا صرف دو اول رکعتونمین پڑہا یا صرف دو پچھلی رکعتونمین پڑہا یا دو رکعتونمین
اول کی اور ایک پچھلی مین قراءت کی یا ایک پہلی رکعت مین اور دو پچھلی رکعتونمین پڑہا تو ان
سب صورتونمین) دو رکعتین قضا کرے — اور اگر اول کی دو رکعتون مین سے ایک مین
اور پیچھے کی دو رکعتونمین سے بھی ایک مین قراءت کی یا ایک رکعت مین صرف پہلی دو مین
سے پڑہا یا پچھلی دو مین سے تو (ان صورتونمین) چارون رکعتین قضا پڑھے — اور ایک
نماز پڑھکے پھر اُسی جیسی دوسری نہ پڑہی جاوے (جاننا چاہیئے کہ سلف سے یہہ مضمون
اسیطرح چلا آتا ہی اور بعض علمانے اسکو حدیث خیال کیا ہی اور اُسکے معنی چند طور پر
بیان کئے ہین اول یہہ کہ جو فرض چار ہین اونکے بعد اور چار رکعتین اسطرح نہ پڑھے کہ
دو رکعتونمین قراءت ہو اور دو مین نہو جیسے فرض پڑہتے ہین اس قول کے بموجب یہہ
مضمون نفل کے کل رکعتونمین قراءت کے فرض ہونیکا بیان ہی اور اسی توجیہہ کو امام محمدؒ

ئے پسند فرمایا ہی دوسری یہہ کہ مسجد وہین جماعتون کے مکرر کرنیکو منع کیا ہی
یہہ کہ اگر نماز مین وسوسہ جاتے رہنیکا ہو وے تو اوسکے ازسر نو پڑھنی کو منع کیا
اور باوجود قدرت کھڑا ہونیکے نفل پڑہنے والا شروع سی بیٹھکر پڑہے اور کھڑا ہوکر شر
کی ہو تو بیٹھکر تمام کرلے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارہ سی
اور منہ اُسطرفکو کرے جدہر اُسکی سواری جاتی ہو اور اُترکر جتنی باقی ہو اُتنی پڑہے
اور اگر زمین پر پڑہتا ہو تو سواری پر اُسکو تمام کرنا درست نہین (یعنے اگر سواری
نماز اشارہ سی پڑھتا ہو اور اوسی حالین اوترا تو پہلی نماز پر بنا کر سکتا ہی اور اگر ز
پر پڑہتا تھا اور اوسی حالین سوار ہوا تو پہلی نماز پر بنا نکرے بلکہ نئے سر سی نماز پڑہے)

فصل تراویح کے بیانمین اور رمضان کے مہینے مین نماز عشا کے بعد ۲۰ رکعتین د
سلام سی وترون سی پیشتر مسنون ہین اور وتر کے بعد بھی آئی ہین اور سنت ہی اور انہین تم
اور قرآن پورا ایکبار سنتا اور چار رکعتون کے بعد بقدر چار رکعتون کے بیٹھنا اور
نماز وتر صرف رمضانمین جماعت سی پڑہے (غیر رمضان مین جماعت سی نہ پڑہے)

باب فرض نماز مین ملنے کے بیانمین — فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑھ چکا
کہ تکبیر ہوگئی تو دو رکعتین پوری کرکے امام کے ساتھ شامل ہو جاوے اور اگر تین پڑ
پر تکبیر ہوئی تو نماز کو پورا کرے اور امام کے ساتھہ نفل کا اقتدا کرے اور اگر فرض فجر
یا مغرب کی ایک رکعت پڑہنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز کو توڑکر شامل جماعت ہو جاوے
— اور جس مسجد مین اذان ہوگئی ہو اوسمین سی نکلنا مکروہ ہے جبتک کہ نماز نہ پڑھ لے
اگر اذان سی پیشتر نماز پڑھ چکا ہو تو نکلنا مکروہ نہین مگر ظہر اور عشا مین (کہ باوجود نماز
پڑھ چکنے کے مسجد سی نکلنا مکروہ ہے) جبکہ تکبیر شروع ہوگئی ہو — اور جو شخص کم اسباب کا

خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا تو فرض نملینگے تو اسکو چاہیئے کہ سنتونکو
ترک کرکے جماعت مین ملجاوے اور اگر فرضون کے نملنے کا خوف نہو تو سنتون کو
ترک نکرے — اور فجر کی سنتین قضا نکیجاوین مگر فرضون کے ساتھہ مین (یعنے اگر سنتین
صرف قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوئے ہون تو سنتونکو قضا نہ پڑھے ہان اگر سنت
و فرض دونو قضا ہوگئے ہون تو اسوقت قضا فرض کے ساتھہ مین سنتین بھی پڑھے)
اور ظہر کے پہلے کی چار رکعتین ظہر کی وقت مین بعد کی دو رکعت سنت سے پیشتر ادا
کیجاوین (یعنے اگر چار سنتین ظہر سے پہلے نملی ہون تو انکو فرضون کے بعد ہی
دو سنتون سے پیشتر ادا کرلے اگر وقت ظہر ہو) اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت
کے ساتھہ نہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملیگا (یعنے اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین ظہر کو
جماعت کے ساتھہ پڑہونگا اور اسکو ایک رکعت ہاتھہ آئی تو اسپر قسم کا کفارہ لازم
ہوگا) اور نماز فرض سے پہلے نفلین اسصورت مین پڑہے کہ وقت کی نماز کے جاتے رہنے
کا خوف نہو ورنہ نفل نہ پڑھے (فرضون پر کفایت کرنا چاہیئے بعض علما نے ان نفلون
سے مراد سنت لی ہے یعنی حکم سنتین پڑہنے کا اسوقت ہے کہ وقت کی نماز کے جانے کا
خوف نہو اور بعضون نے نفلین ہی مراد لی ہین یعنی جب کوئی مسجد مین آوے اور جماعت
مین دیر ہو تو نفلین پڑھے یہانتک کہ خوف اسبات کا نہو کہ وقتی نماز جماعت سے
نملیگی) اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکے کہڑا رہا یہانتک کہ امام نے سر اپنا رکوع
سے اٹھالیا تو مقتدی سے رکعت مذکور فوت ہوگئی (یعنے شرط رکعت کے ملنے کی یہہ ہے
کہ امام کے ساتھہ رکوع مین شامل ہوجاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھہ نملا تو ساری
رکعت نملی) اور اگر مقتدی نے (امام سے پہلے) رکوع کیا اور رکوع ہی مین امام نے اسکو

جا لیا تو درست ہی (اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو نماز اوسکی جاتی رہیگی گو اول صورت مین نماز نہین جاتی مگر تا ہم مقتدی کو نچاہئیے کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے)

باب قضا نمازون کے ادا کرنیکے بیان مین — ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی مین اور خود قضا نمازونمین واجب ہے اور ترتیب تین باتون سے) ساقط ہو جاتی ہی (اول وقت کی تنگی سے (جس مین گنجایش قضا نماز اور وقتی کی نہو) دوم (قضا نمازکے یاد نرہنے سے سوم قضا نمازونکا شمار پانچ سے زیادہ ہو جانے سے اور ترتیب نہین پھر آتی بہت سی قضا نمازونکے کم ہو جانے سے (یعنے اگر اوسکے ذمہ بہت سی نمازین تہین اور اوسنے اونمین سے ادا کین یہانتک کہ پانچ سے کم رہگئین تو اس سے صاحب ترتیب نہو جاویگا جبتک کہ سب ادا نکر چکے) پس اگر کوئی شخص فرض وقت پڑھے حالانکہ اوسکو یاد ہی کہ میرے ذمہ ایک نماز ہے گو وہ قضا نماز وتر ہی ہو تو اُس شخص کے فرض فاسد ہو وینگے مگر انکا فساد موقوف (ایک شرط پر) رہیگا (وہ یہہ ہی کہ ان فرضونکے بعد اگر قضا نماز کو ادا کریگا تو یہہ فرض فاسد ہو جاوینگے انکو بھی دوبارہ پڑھے اور اگر اُس قضا نماز کو ادا نکیا یہانتک کہ چھہ وقتی نمازین ادا کرلین تو سب نمازین صحیح ہو جاوینگی اِسلئے کہ کثرت کی حد مین داخل ہوگئین اور کثرت ترتیب کو دور کرتی ہے جیسے بھولنا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً اگر بھولے سے وقتی نماز پڑھ لے تو جائز ہو جاتی ہے اسیطرح اگر وقت تنگ ہو کہ قضا کو پڑھیگا تو وقتی نماز کا وقت نرہیگا تو اِسصورت مین بھی قضا کو ملتوی کر کے وقتی کو پڑھے اور ترتیب کے واجب ہونے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول

آنحضرت صلعم کا ہے کہ جو شخص کوئی نماز نہ پڑھے اور بھول جاوے اور اسوقت یاد
کرے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو پس اسکو چاہیئے کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اوسکو
پورا کرے پھر وہ نماز پڑھے جسکو بھول گیا تھا یعنی قضا کو پڑھے پھر اس نماز کو
دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی اس حدیث سے ترتیب کا لازم ہونا قضا
نماز اور وقتی نماز میں معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث کو امام دارقطنی اور بیہقی نے
روایت کیا ہے اور نیز جب آنحضرت صلعم سے کئی نمازیں فوت ہوگئیں تو آپ نے
اونکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اسیطرح ادا کرو جسطرح مجھے ادا کرتے
دیکھا اس حدیث سے قضا نماز میں ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہے واللہ اعلم ؛)

باب سہو (یعنی بھول کے سجدوں کے بیان میں) جو فعل کہ نماز میں واجب ہے
اوسکے چھوڑنے سے بعد سلام کے دو سجدے مع التحیات اور سلام کے واجب
ہوتے ہیں اگرچہ ترک واجب مکرر ہوجاوے (یعنے چند سہو کے لئے دو ہی سجدے کفایت
کرتے ہیں اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے
(یعنے اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب امام کی متابعت کے سجدہ سہو لازم
ہوجاتا ہے اور اگر مقتدی سے سہو ہوا امام سے نہوا تو مقتدی سے سجدہ سہو ساقط ہوجاتا
ہے) اور امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہے واجب نہیں اور سلام سے پہلے ہے نہ
بعد اوسکے اور دلیل امام اعظم کی ظاہر قول آنحضرت صلعم کا ہے کہ ہر سہو کیواسطے دو
سجدے ہیں بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے) پس اگر نمازی
پہلا قعدہ بھولکر اوٹھے مگر قعدہ سے نزدیک ہو تو بیٹھ جاوے اور قعدہ کرے اور اگر
قیام سے نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور (آخر میں قعدہ کے بھول کیواسطے) سجدہ کرے

فائدہ کہتے ہین کہ دوری اور نزدیکی قعدہ سے باعتبار نماز ہی کے نیچے کے حصے کے ہی یعنی اگر نیچے کا آدہا دہڑ سیدہا نہین ہوا تو قعدہ کے نزدیک ہی ورنہ قیام کے نزدیک) اور اگر قعدہ اخیر کو بھولکر اٹھہ کہڑا ہو تو جبتک پانچوین رکعت کا سجدہ نکرے بیٹھہ جاوے اور سجدہ سہو کرلے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کیا تو سجدہ سے سر اوٹھاتے ہی فرض باطل ہوگئے اور وہ نماز نفل ہوگئی اسصورت مین چاہیئے کہ پانچوین رکعت کے ساتھہ چھٹی ملا لیوے اور اگر قعدہ اخیرہ کرکے اٹھہ کہڑا ہو تو پہر بیٹھہ جاوے اور سلام پھیرے اور اگر (اسصورت مین بھی) پانچوین رکعت کے لئے سجدہ کرلیا تو فرض تو پورے ہوگئے مگر (اس پانچوین کے ساتھہ ایک رکعت چھٹی ملا دے تاکہ یہہ دونو رکعتین (کہ چار کے بعد ہوئین) نفل ہوجاوین اور سجدہ سہو کرے — اور اگر نماز نفل مین دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کرے تو اُن رکعتون پر اور دو رکعتین بنا نکرے (اسلئے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر مین ہونا چاہیئے نہ بیچ مین) اور اگر سہو والے نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے (اس خیال سے کہ اوسپر سجدہ باقی ہے) اسکا اقتدا کیا تو اگر یہہ سہو والا سجدہ سہو کریگا تو مقتدی کا اقتدا صحیح ہے ورنہ درست نہوگا (اسلئے کہ اقتدا بعد سلام کے یعنی نماز سے خارج ہونیکے بعد درست نہین اور سجدہ کرنے کیصورت مین صحت اقتدا کی یہہ وجہ ہے کہ اقتدا نماز کے اندر قائم ہوجاتا ہے) اور سجدہ سہو (اگر ذمہ ہو) ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کرنیکے پھیرا ہو — اور اگر مصلی شک کرے کہ کتنی رکعتین ادا کی ہین اور یہہ شک اول ہی دفعہ ہوا ہو تو نماز نئے سر سے پڑھے اور اگر شک اکثر پڑا کرتا ہو تو انکل (سے اپنے دلمین پیدا) کرے (کہ کتنی پڑہ چکا ہون) اور اگر (دلکی شہادت سے کسی طرف کو) ظن غالب نہو تو

کمتر رکعتین اختیار کرے (یعنے اگر شک تین اور چار مین تھا تو تین کو اختیار کر کے ایک رکعت اور پڑھے) ظہر کی نماز پڑھنے والیکو گمان ہوا کہ مین نماز پوری پڑھ چکا اور (اسی دہوکے مین) سلام پھیر دیا بعد اسکے جانا کہ دو رکعتین پڑھی ہین (چار نہین ہوئین) تو دو اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے (لیکن یہہ حکم جبتک ہے کہ اوسنے سلام کے بعد کوئی کام نماز کا مفسد نکیا ہو اور اگر امر خلاف نماز کے واقع ہوا تو نماز پھیر پڑہے)

باب بیمار کی نماز کے بیان مین — جس شخص کو نماز مین کھڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو (وہ شخص) نماز بیٹھکر رکوع اور سجدے کے ساتھہ پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ بھی مشکل ہو تو اشارہ سے پڑھے اور سجدہ کو رکوع کی نسبت زیادہ پست کرے اور کوئی چیز اوسکے منہ کے سامنے اسلئے نہ اٹھائیجاوے کہ اوسپر سجدہ کرے (مثلا تکیہ خواہ لکڑی سجدہ کے لئے نہ اٹھائیجاوے) اور اگر ایسا بھی ہو کہ سجدہ مین سر رکوع سے پست کرتا ہو تو جائز ہے اور اگر سر پست نکرتا ہو تو درست نہین ہے — اور اگر بیٹھا بھی نجاوے تو نماز چت لیٹکر یا کروٹ پر لیٹکر اشارہ سے پڑھے اور اگر یہہ بھی نہو سکے تو نماز ملتوی کیجاوے (یعنے بعد شفا کے قضا کرے) اور اشارہ عنو آنکھون اور ابرو اور بھووں سے نکرے (اور بعض علما کے نزدیک جسطرح ہو سکے ادا کرے اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور یہہ قول احتیاط کے قریب ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول خدا صلعم کا ہے کہ نماز پڑہ کھڑا ہوکر اور اگر نہو سکے تو بیٹھکر اور اگر نہو سکے تو چت لیٹکر اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اگر نہو سکے تو اللہ سبحانہ تعالے عذر مانی کیواسطے سزاوار تر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ آنکھہ اور دل اور ابرو کا لازم نہین واللہ اعلم) اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کھڑا ہونا دشوار نہو تو بیٹھکر اشارہ سے پڑھے

اور اگر عین نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اوسکو پورا کرے جسطور پر کہ ہو سکے (خواہ بیٹھکر خواہ کروٹ پر خواہ اشارہ وسے) اور اگر بیٹھکر نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑہتا تہا اور (نماز ہی مین) تندرست ہوگیا تو کہڑا ہوکر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع سجدہ اشارہ سے کرتا تہا (اور صحت پائی) تو (اسصورت مین) اِس نماز پر بنا نکرے (بلکہ کہڑا ہوکر نئے سر سے نماز پڑھے) اور نفل والے کو تکیہ کرنا کسی چیز (مثل دیوار اور لاٹھی) پر درست ہی بشرطیکہ تھک گیا ہو۔ اور اگر کشتی مین بدون عذر نماز بیٹھکر پڑہے تو درست ہی (اور عذر کشتی کا سر گہومنا اور قے کا آنا وغیرہ ہی) اور شروع نماز کیوقت قبلہ کیطرف کو مُنہ کر لینا لازم ہی اور بعد اوسکے جس طرف کو قبلہ پہیرے اُسی طرفکو نماز کے اندر مُنہ کر لے) اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے پانچ نمازوں کے وقت تک وہ نمازونکو قضا کرے اور اگر (پانچ نمازون سے) زیادہ ہو جاوین تو قضا کرنا لازم نہین +

بیان تلاوت قرآن کے سجدہ کرنیکے بیان مین

باب تلاوت قرآن کے سجدہ کرنیکے بیان مین سجدہ واجب ہوتا ہی ایک آیت کے پڑہنے پر چودہ آیات (سجدہ مین) سے (اور نزدیک شافعیؒ کے سجدۂ تلاوت سنت ہی اور دلیل امام اعظم کی یہہ حدیث ہی کہ سجدہ لازم ہی سننے والے اور پڑہنے والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ اِس حدیث کے واجب ہونیکو مقتضی ہین) اُن آیتون مین سے پہلی آیت سجدہ کی سورۂ حج مین ہی اور ایک آیت سورہ ص مین (اور نزدیک امام شافعیؒ کے سورۂ حج کی آخر آیت سجدہ ہی اور سورہ ص مین اوسکے نزدیک سجدہ نہین اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی کہ مصحف عثمانی مین کہ معتمد علیہ اصحاب مین ہی اِن آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہے **فائدہ** سجدہ کی آیتین اِن سورتون مین

سورۂ اعراف کے آخر مین سورۂ رعد مین سورۂ نحل مین سورۂ بنی اسرائیل مین سورۂ
مریم مین سورۂ حج مین اول کی آیت سورۂ فرقان مین سورۂ نمل مین سورۂ الم تنزیل
مین سورۂ حم سجدہ مین سورۂ ص مین سورۂ والنجم مین سورۂ اذا السماء
انشقت مین سورۂ اقرا مین) سجدہ واجب ہوتا ہے اُس شخص پر کہ آیت
سجدہ کو تلاوت کرے گو امام ہو اور اُس شخص پر جو اوسکو سنے اگرچہ نہ ارادہ سنا
ہو وہی یا مقتدی ہو اور واجب نہین ہوتا مقتدی کی تلاوت سے (یعنے اگر مقتدی
نے آیت سجدہ نماز مین پڑہی تو اوسپر یا امام پر سجدہ لازم نہوگا) اور اگر آیت سجدہ نمازی
نے اپنے سوا کسی اور سے سنی تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز مین سجدہ کرے تو بعد
نماز کے پہر سے سجدہ کرے نماز کو نہ دُہراوے۔ اور اگر امام سے آیت سجدہ سنی پہر اُسکا
اقتدا کیا پیشتر اسکے کہ امام سجدہ تلاوت کرے تو امام کے ساتہہ سجدہ کر لے اور اگر اقتدا
بعد سجدہ امام کے کیا تو اوسکو سجدہ نکرنا چاہیئے اور اگر اُس امام کا اقتدا نکرے
تو سجدۂ تلاوت خود کرلے۔ اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے
باہر قضا نکیا جاوے اور اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی اور سجدہ کر لیا پہر نماز مین
اُسی آیت کو دوبارہ پڑہا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول بار نہین کیا تھا
تو ایک سجدہ کفایت کرتا ہے جیسے وہ شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھے
نہ کہ دو مجلسون مین (یعنے اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑہا تو ایک سجدہ واجب
ہوگا اور اگر کئی مجلسون مین پڑہا تو ہر مجلس مین ایک سجدہ واجب ہوگا) اور کیفیت سجدہ
کی یہہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتہہ بدون ہاتھہ اوٹھانیکے اللہ اکبر کہکر سجدہ
کرے اور پہر اللہ اکبر کہکر سر اوٹھاوے التحیات اور سلام پہیرنا اسمین کچہہ نہین ہے۔ اور

تو اوسکے ترک ہی نماز ہنوگی سہ اور یہہ حکم قصر کا) جبتک (ہی کہ) مسافر اپنے شہر مین داخل ہو یا پندرہ روز کے ٹھہرنیکی کسی شہر مین یا گانو مین نیت کرے نہ مکہ اور منیٰ مین (یعنے پندرہ دن کی نیت اگر دو جگہہ مین کریگا تو اس سے مقیم نہوگا اور وہ مکہ اور منیٰ کا مثال کی طور پر ہے) اور اگر نیت ٹھہرنے کی پندرہ دن سے کم کرے خواہ کچھہ نیت نکرے اور برسون تک رہے تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کئے جاویگا یا نیت کرے پندرہ دن سکے ٹھہرنے کی کوئی لشکر کسی دار الحرب مین گو وہانکے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہون (یعنے لشکر اسلام غالب ہو) یا لشکر اسلام نے سرکشون کا محاصرہ دار الاسلام مین ایسی جگہہ کر رکھا ہو جو شہر نہو (تو ان صور تونمین بھی حکم سفر کا ہوگا نہ اقامت کا) بخلاف اہل خیمون کے (کہ جہان کہین گہاس اور پانی پاتے ہین اپنے مواشی کے ساتھہ وہان ہی خیمہ ڈالدیتے ہین اونکا وطن وہی خیمہ ٹھہر گیا ہے اور اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین مسافر متن کنز مین لفظا خبیہ جمع خبا کی ہے جسکے معنی خیمہ کے ہین) اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اوس نماز کے وقت مین یہہ اقتدا درست ہی اور (مقیم کی متابعت سے مسافر بھی) پوری نماز پڑھے اور اگر وقت نماز کا نہین (یعنے مقیم قضا پڑہتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑہنا چاہی) تو اقتدا درست نہین اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو دونو صورتونمین اقتدا درست ہے (خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑہتا ہو) لیکن جب مسافر امام اپنی دو رکعت پڑھ لے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتین کرلے **فائدہ** مقیم جو دو رکعتین اپنی پڑھے انکو ایسی طرح پڑھے کہ گویا امام کے پیچھے ہے یعنی انمین الحمد نہ پڑھے بلکہ الحمد کی مقدار تک کھڑا رہکر رکوع سجدہ کرے اور یہہ مسئلہ کار آمد ہے اکثر عوام اس سے

غافل ہین) اور وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے جاتا رہتا ہے سفر سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور اوسجگہہ سے سفر کرنے سے اور وطن اصلی مین چلے جانے سے باطل ہو جاتا ہے (جاننا چاہیئے کہ وطن اصلی اوسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بود و باش مقرر کرے اور وطن اقامت وہ ہے جہان پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑکر دوسرا وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہو جاتا ہے اور اوسجگہہ سے چندروز کے سفر کر جانے سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑکر اگر دوسرا وطن اقامت کرلے تب بھی باطل ہو جاتا ہے اور اگر اُس سے سفر کرے یا وطن اصلی کو چلا جائے تب بھی جاتا رہتا ہے) اور سفر کی قضا اور مقام کی قضا دو رکعتین اور چار رکعتین پڑہی جاوین (یعنے سفر کی قضا دو رکعت ہین اور حضر کی چار) اور سفر اور مقام مین معتبر وقت آخر نماز کا ہے (تو آخر وقت مین اگر نمازی مسافر ہوگا تو سفر کی پڑہنی پڑیگی اور اگر مقیم ہوگا تو اقامت کی) اور سفر (کی اجازت قصر وغیرہ مین) گناہگار دوسرے جیسا ہے (یعنے اگر بارادہ رہزنی یا سرکشی کے مثلا سفر اختیار کرے تو اُس سفر مین بھی اجازت قصر نماز اور افطار روزہ کی ہوتی ہے اسلیئے کہ نافرمانی اُس شخص کی دوسری باتین ہے جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر مین نافرمانی نہین وہ اپنی ذات سے مباح ہے) اور نیت اقامت اور سفر مین اصل کا اعتبار ہے تابع کا نہین یعنی عورت اور غلام اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہین (بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے)

باب نماز جمعہ کے بیان مین

نماز جمعہ کی ادا کی چھہ شرطین ہین اول شہر کا ہو اور شہر وہ جگہہ ہے جہان کوئی حاکم ہو (جس سے اہل اسلام کو تقویت ہو) اور قاضی

(کہ حدود و احکام شرعی کو جاری کرتا ہو) خواہ عیدگاہ کا ہونا (کہ شہر کے کنارہ پر ہوا کرتی ہے وہ بھی سب باتونمین شہر مین داخل ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شہر شرط نہین اور اونپر قول حضرت علیؓ کا حجت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق اور عید الفطر اور عید اضحے سوا شہر جامع کے اور جگہہ نہین روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبد الرزاق نے علاوہ ازین جب صحابہ اور تابعین نے ملک فتح کئے تو شہرون کے سوا اور جگہو نمین منبر بنائے نہ جمعہ مقرر فرمایا اور منیٰ شہر ہے عرفات شہر نہین — اور ایک شہر مین جمعہ چند جا ادا کیا جاوے دوسری شرط اداے جمعہ کی حاضر ہونا بادشاہ کا ہے یا اسکے نائب کا (جو قاضی ہی) اور اسمین امام شافعیؒ کا اختلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی ارشاد حضرت حسن بصریؒ کا ہی کہ آپنے فرمایا کہ چار چیزین جو بادشاہ کو سپرد ہین اُن سب مین سے جمعہ اور عید ہے) تیسری شرط وقت ظہر کا ہونا ہے پس اسکے نکلجانے سے جمعہ باطل ہوجاویگا — چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہے اور مسنون یہی ہے کہ امام دو خطبہ طہارت کے ساتھ کہڑا ہوکر پڑھے اور دونو کے بیچ مین کچھہ بیٹھے اور کفایت کرتا ہی ایکدفعہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا پانچوین شرط جماعت ہی اور وہ (امام کے سوا) تین آدمی ہین پس اگر سجدہ کرنے سے پیشتر (جماعت کے لوگ) بھاگجاوین تو جمعہ باطل ہوجاویگا — چھٹی شرط اذن عام ہی (یہانتک کہ جو کوئی چاہے آکر نماز مین مشغول ہوجاوے) اور جمعہ کے واجب ہونیکی شرطین یہہ ہین اول مقیم ہونا (کہ مسافر پر جمعہ واجب نہین) دوسرے مرد ہونا (کہ عورت پر نہین) تیسری تندرستی (کہ بیمار پر واجب نہین) چوتھی آزاد ہونا (کہ غلام پر جمعہ نہین) پانچوین آنکھو نکا سلامت ہونا (کہ اندھے پر واجب نہین) چھٹے پانو کا درست ہونا (کہ لنگڑے اور اپاہج پر

جمعہ نہین) اور جو شخص کہ جمعہ اوسپر واجب نہین اگر وہ جمعہ کو (اون شرائط کے ساتھ
جو گذر چکین ادا کرے تو یہہ جمعہ فرض وقت (یعنے ظہر) کے بدلہ مین ادا ہو جاویگا
— اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ مین امام ہو جاوین اور جمعہ اون لوگون
سے بھی ہو جاتا ہے (یعنے اگر ایسے ہی لوگ ہون اونکے سوا اور نہو اور جمعہ پڑہین
تو جائز ہوگا) اور جس شخص کو کوئی عذر نہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ سے پیشتر پڑہ لے
تو مکروہ ہی پہر اگر (نماز پڑہکر) جمعہ کے لئے جاوے تو ظہر کی نماز اوسکی باطل ہو جاویگی
— اور معذور اور قیدی کو نماز ظہر جماعت کے ساتھہ شہر مین پڑہنا مکروہ ہے اور جس
شخص کو کہ جمعہ کی نماز مین التحیات یا سجدہ سہو امام کے ساتھہ ملے تو وہ نماز جمعہ
تمام کرے اور جسوقت امام خطبہ کے لئے نکلے اوسوقت نہ کوئی نماز درست ہی نہ کلام
اور واجب ہی جمعہ کیواسطے چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھہ
جب امام منبر پر بیٹھے تو اوسکے سامنے اذان دیجاوے اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر
نماز کہی جاوے (واللہ اعلم) +

باب دونو عیدونکی نماز کے بیان مین — نماز عید کی اس شخص پر واجب ہے
جسپر جمعہ واجب ہی اور شرطین بھی وہی ہین جو جمعہ مین ہین سوا خطبہ کے (کہ عید
مین شرط نہین بلکہ سنت ہی) اور عید فطر مین مستحب ہے کہ کچھہ کہاوے اور غسل اور
مسواک کرے اور خوشبو لگاوے اور سب سے عمدہ اپنے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر دیکر
عیدگاہ کو چلے اسطرح کہ تکبیر پکار کر نہ کہے اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑہے
— اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچا ہونے سے لیکر اوسکے زوال تک ہے
اور نماز کی دو رکعتین پڑہے اور دعا شروع یعنی سبحانک اللہم زائد تکبیرون سے پہلے

پڑھے زائد تکبیریں ہر رکعت میں تین تین ہیں اور دونوں رکعتوں کی قرارت کو ملا دیوے
(یعنے اول رکعت میں تکبیریں قرارت سے پہلے کہو اور دوسری رکعت میں قرارت
کے بعد) اور زائد تکبیروں میں اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اوٹھا دے اور نماز کے
بعد دو خطبہ پڑھے اور خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام بیان کرے اور اگر کسی شخص
کو امام کے ساتھ نماز عید نملے تو قضا نہ پڑھے (اور مینہ وغیرہ) عذر کے باعث نماز
عید میں کل تک کی تاخیر کریں (یعنے اگر اول روز نہ پڑھ سکیں تو دوسرے دن
پڑھ لیں تیسرے روز پڑہنا جائز نہیں) اور یہی احکام نماز عید اضحے کے ہیں مگر (اتنا
فرق ہے کہ) اس عید میں کہانا بعد نماز کے کہا دے اور رستہ میں پکار کر تکبیر کہے اور
خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرے اور یہہ نماز تاخیر کیجا دے
تیسرے دن (یعنی بارہویں تاریخ) تک اور تعریف (یعنے عرفہ کرنا) کوئی (مشروع)
بات نہیں (اور تعریف اسکو کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن احرام باندہکر حاجیوں کیطرح
ننگے سر جنگل میں لبیک کہتے ہوئے کہڑے رہیں تو یہہ امر مشروع نہیں اسواسطے کہ یہہ
عبادت ایک خاص جگہہ میں مشروع ہے دوسری جگہہ اسپر قیاس نکرنا چاہیئے)
اور مسنون ہی عرفہ کے دن کی نماز فجر کے بعد سے آٹھہ نمازوں تک (ہر نماز کے بعد
ایکبار اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْد کہنا) بشرط
مقیم ہونے اور شہر میں ہونے اور نماز فرض اور جماعت مستحب کے (اور مستحب جماعت
سے غرض مردونکی جماعت مراد ہی عورتونکی جماعت کے بعد تکبیر واجب نہیں) اور
اقتدا کے سبب سے عورت اور مسافر پر بھی تکبیر واجب ہو جاتی ہے (جاننا چاہئے
کہ ایام تشریق کی تکبیریں واجب ہیں اور کنز میں جو مسنون کا لفظ ہے تو اس

جہت سے ہے کہ انکا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی مسئلہ مین اختلاف مذہب
اسپر دلالت رکہتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے
نزدیک آخر ایام تشریق یعنی تیرہوین تاریخ کے عصر تک واجب ہین کہ ۲۳
نمازین ہوتی ہین +)

باب سورج گہن (اور چاند گہن) کی نماز کے بیانمین — سورج گہن مین
امام جمعہ دو رکعتین مثل نفل کی (یعنے بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ
ایک ہی رکوع سی ہر رکعت مین) پڑہے اور قرارت پکار کر اور خطبہ نہ پڑہے پہر دعا مانگے
یہانتک کہ آفتاب کہلجاوے اور اگر امام جمعہ نہو یا لوگ جمع نہون تو اکیلے نماز پڑہین
مثل چاند گہن کی اور (اسیطرح اکیلے پڑہین) سخت اندہیری اور آندہی اور خوف
(مین مثل زلزلہ اور کڑک اور دشمن) کے +

باب مینہ کی طلب کے بیانمین — مینہ کی طلب مین نماز تو ہی مگر جماعت کے
ساتھہ نہین اور دعا مانگنا اور استغفار پڑہنا ہے نہ چادر کا لوٹنا اور اہل ذمہ کا موجود
ہونا بلکہ صرف تین روز نماز کے لئی نکلین (جاننا چاہیے کہ امام اعظم رح کے نزدیک
مینہ کی نماز مین جماعت مسنون نہین بلکہ مینہ کی طلب مین دعا مانگنا مینہ کے لئے اور
اپنے گناہون کی مغفرت چاہنی ہے اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑہین تو ہو سکتا ہے اور
صاحبین کے نزدیک دو رکعتین جماعت سے پڑہین جیسی عید کی نماز پڑہتے ہین اور
چادر کو لوٹ لین یعنی ایک مونڈہے کی دوسرے پر کرین اور نیچے کی اوپر اور
چاہیے کہ اہل ذمہ نماز کی جگہہ مین حاضر نہون اور اس کام کے واسطے تین دن نکلین
واللہ اعلم +

باب خوف (کے وقت) کی نماز کے بیان مین — جسوقت کہ دشمن خواہ درندہ سے خوف زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کرے ایک کو دشمن کے سامنے کہڑا کرے اور دوسرے کے ساتھہ (اگر مسافر ہو) تو ایک رکعت پڑہے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتین پڑہے پھر یہہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹکر امام کے پیچھے آوے اور امام باقی نماز ان لوگونکے ساتھہ پڑہکر سلام پہیرے (امام کے سلام کے) بعد یہہ گروہ دشمن کے مقابل جاوے اور پہلا گروہ آکر اپنی نماز بدون قرارت کے تمام کرے (اسلیئے کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھہ تھے اور سلام کے بعد یہہ لوگ) پھر دشمن کے سامنے جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے قرارت کے ساتھہ (اسلیئے کہ یہہ لوگ شروع نماز مین امام کے ساتھہ نہ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا ہے اُسکو قرارت پڑھنی چاہیئے اور جو پہلے سے شامل ہے اور بیچ مین کسیوجہ سے شامل نہین رہا اُسکو قرارت نہین چاہیئے اسلیئے قرارت پہلے گروہ پر نہوئی اور دوسرے پر ہوئی) اور نماز مغرب مین اول گروہ کو دو رکعت پڑہاوے اور دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص لڑنے لگیگا اُسکی نماز باطل ہو جاویگی — اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری مین اکیلے اکیلے اشارہ سے نماز جس طرفکو قادر ہون پڑہین اور خوف کی نماز بدون دشمن کے موجود ہونیکے جائز نہین ✽

باب جنازہ کے بیانمین (جنازہ جیم کے زبر سے بمعنی مردہ کے ہے اور جیم کے کسرہ سے اُس تختہ کو کہتے ہین جسپر مردہ کو رکھتے ہین) جب آدمی کی موت قریب ہو تو اُسکا منہہ قبلہ کیطرف دہنی کروٹ پر پہیرین اور اُسکو کلمہ شہادت سکہایا جاوے اور جب مر جاوے تو اُسکے دونو جبڑے باندہے جاوین اور دونو آنکہین بند

کیجاوین اور ایک تختہ کو طاق مرتبہ (یعنے ایک یا تین یا پانچ یا سات بار) بسا کر اسکو اوتارین اور اسکی برہنگی (ناف سے لیکر گھٹنون تک) ڈھانپ کر کپڑے اتارین اور وضو بغیر کلی اور ناک مین پانی دینے کے کراوین بعدہ اوسپر وہ پانی ڈالین جسمین بیر کے پتے خواہ اشنان جوش دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالین اور اوسکے سر اور داڑھی کے بالونکو گل خیرو سے دہووین اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دہووین کہ پانی بدن کے اس حصے پر پہنچ جاوے جو تختہ سے ملا ہو پہر داہنی کروٹ دیکر اوسیطرح نہلادین (کہ پانی نیچے تک پہنچ جاوے) پہر اوسکو سہارا دیکر بٹھلاوین اور اسکے پیٹ کو آہستگی اور نرمی سے سوتین اور جو کچہہ اسکے پیٹ مین سے نکلے اسکو دہو ڈالین اور پہر دوبارہ غسل نہ دین اور اسکے بدنکو کپڑے سے پونچہکر خشک کرین اور خوشبو مرکب اسکے سر اور داڑھی مین لگاوین اور سجدہ کی جگہون (یعنے پیشانی اور ناک اور ہتھیلیون اور گھٹنون اور تلوون) پر کافور ملین اور اوسکے بالونمین اور داڑھی مین کنگھی نکرین اور نہ بال اور ناخن کترین اور مرد کا کفن مسنون اندر کی چادر اور پیراہن (یعنے کفنی گردن سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک) اور لوٹ کی چادر ہے اور کفن کفایہ اندر اور لوٹ کی چادرین ہین اور مرد پر کفن کو اسکی بائین طرف سے لپیٹین پہر داہنی طرف سے اور اگر خوف کفن کے اڑنے اور کہلنے کا ہو تو گرہ دیدین اور کفن ضرورۃً جو کچہہ میسر ہو جاوے اور عورت کا کفن مسنون (پانچ کپڑے) ہین کفنی اور اندر کی چادر اور دامنی اور سینہ بند (جسکو اسکی چھاتیون پر لپیٹا جاتا ہے اور سینہ سے زانو کے نیچے تک ہوتا ہے) اور لوٹ کی چادر اور کفن کفایہ (اسکے لئے تین کپڑے ہین) دونو چادرین اور دامنی (جسکو اوڑھنی کہتے ہین) اور عورتکو اسطرح کفن پہنایا جاوے کہ اول کفنی پہناوین پہر سر کے بالونکو (دو لٹین کرکے

چھاتی پر رکھین اور دامنی پہنا دین کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے (پھر سینہ بند اور چادر ین لپیٹین) اور کفن کے کپڑونکو طاق مرتبہ پہنانے سی پیشتر بسالین +

فصل جنازہ کی نماز کے لئی بادشاہ لائق ترہے اور یہہ نماز فرض کفایہ ہی (یعنے اگر کچھہ لوگ ادا کرین تو سبکے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہین) اور جنازہ کی نماز کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہی (پس کافر پر نماز جائز نہین اسیطرح غسل سی پہلے نماز درست نہین) بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی امامت کے لئی قاضی ہے اگر وہ موجود ہون پھر محلہ کا امام پس مردہ کا ولی اور ولی کو جائز ہی کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑہانے کی اجازت دیدے پس اگر بادشاہ اور ولی کے سوا کوئی اور نماز پڑھ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہی اور ولی کے سوا دوسرا شخص پھر نہین پڑھ سکتا اور اگر بدون نماز کے دفن کردیا جاوے تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جبتک کہ اسکا بدن پھٹا نہو اور نماز جنازہ چار تکبیرین ہین اول تکبیر کے بعد سبحانک اللھم آخر تک پڑھکر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے اور تیسری بار اللہ اکبر کہے پھر دعا میت کیواسطے کرے پھر چوتھی تکبیر کہکر دونوطرف سلام پھیرے اور اگر امام پانچوین دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اوسکی پیروی نکرین (یعنے وہ پانچوین دفعہ اللہ اکبر نکہین) اور دعا میت کیواسطے یون کہی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاہِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ) اور لڑکے کے لئے استغفار نکہی بلکہ یہہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا - اور مسبوق (یعنے جس سی پہلے کوئی تکبیر ہو چکی ہو) انتظار امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہی اسکی

فصل

ساتھ مسبوق بھی تکبیر ملجاوے) نہ وہ شخص کہ موجود ہو (یعنے جو موجود ہو اور پہلی تکبیر امام کے ساتھ نہین کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار نکرے بلکہ خود تکبیر کہکر شریک ہو جاوے اور دوسری تکبیر امام کے ساتھ کہی اور مسبوق کو جو تکبیر رہگئی ہو نماز کے ہو چکنے کے بعد قضا کر لے) اور امام مرد و عورت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور اس نماز کو سوار ہو کر نہ پڑہین اور نہ مسجد کے اندر ادا کرین (اور امام شافعی کے نزدیک مسجد مین جائز ہی اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لئے بنی ہی نماز جنازہ کے لئے علاوہ اسکے احتمال مسجد کے آلودہ ہو جانیکا ہی اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین جنازہ کی نماز مسجد مین نہ پڑھتے تھے مگر جب کوئی خاص ضرورت اسکی مقتضی ہوتی تھی تو پڑھتے تھے واللہ اعلم)

اور جو بچہ کہ پیدا ہو کر آواز کرے (اور مر جاوے) اُسپر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہین پڑھنا چاہئے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی مان خواہ باپ کے ساتھہ قید مین اگر مر جاوے (تو اُسپر نماز نہ پڑہین گے اسلئے کہ مان باپ کی متابعت سے وہ بھی کافر گنا جاویگا) لیکن جس صورت مین کہ باپ خواہ مان مسلمان ہو جاوے (تو اُسکی متابعت مین بچہ کو مسلمان جانینگے اور اوسپر نماز پڑہین گے) یا وہ لڑکا خود مسلمان ہو جاوے (بشرطیکہ عاقل ہو) یا اوسکے ساتھ مین اُسکا باپ خواہ مان قید نہوئے ہون (تو ان صورتون مین بھی اوسکو دار الاسلام کی متابعت سے مسلمان تصور کرینگے اور نماز پڑہین گے) اور ولی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مردہ کو نہلا دے اور کفن دے اور دفن کر دے (مگر سنت کے طور پر یہہ امور نکرے بلکہ اوسپر پانی ڈالکر اور کپڑے مین لپیٹ کر گڈھے مین دبا دے) اور جنازہ کی چارپائی کے چارون پائے پکڑ کر جلد جلد لیجاوین مگر دوڑین نہین اور نہ پہلے جنازہ رکھنے سے بیٹھین اور نہ اُس سے آگے چلین۔ اور اوسکے سرہانے کو پہلے اپنے داہنے

کندھے پر رکھے پھر بائین پر پھر پائینتی کیطرف اول ہنے پر رکھے پھر بائین پر (یعنے
اگر اُٹھانیوالے بہت سے ہون تو ہر ایک کو چاہئیے کہ نوبت بنوبت اِسیطرح اُٹھاوین)
اور قبر کہود کر لحد بنائی جاوے اور قبلہ کیطرفسے گور مین اُتارا جاوے اور جو گور مین اُتارے
وہ کہے بِسۡمِ اللہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُولِ اللہِ اور گور مین رکہکر مُنہ قبلہ کیطرف کو کیا جاوے اور
کفن کے بند کہولدئے جاوین اور کچی اینٹین خواہ نل لحد کے اوپر رکہین پکی اینٹین اور
لکڑی نہ رکہین اور عورت کی قبر چہپائی جاوے نہ مرد کی پہر مٹی دیجاوے اور قبر کو اونٹ
کی کوہان کیصورت بناوین چوکہونٹی چبوترہ کی سکل نہ بناوین اور قبر کو چونہ گچ نہ بناوین
اور مردہ کو قبر سے نکالین مگر اُسصورتمین کہ زمین زبردستی سے چہینی ہوئی ہو ؂

باب شہید کے حکمونکے بیانمین — شہید وہ شخص ہے جسکو کافرون یا سرکشون
یا رہزنون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین اُسکی نعش ملے اور زخم کا نشان اوسپر
ہو یا اُسکو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہو اور مارنیوالے پر خونبہا لازم نہوا ہو
(یعنی دانستہ مارا ہو) تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوے اور نماز پڑہی جاوے بدون نہلانے
کے اور خون اور کپڑون کے ساتھ دفن کیا جاوے مگر جو کپڑے کفن کی جنس سے نہون
وہ اُتار لئے جاوین اور (اگر کپڑے کفن سے کم ہون) تو زیادہ کرکے کفن پورا
کردین اور اگر زیادہ ہون تو کفن سے زیادہ کو کم کرین اور اگر حالت ناپاکی مین مارا
گیا ہو یا لڑکپن مین یا دیر مین مرا ہو اسطرح کہ زخمی ہونیکے بعد کہا وے یا پیوے یا سووے
یا علاج کیا جاوے یا اوسپر ایکوقت نماز کا گذرے اور اوسکے ہوش بجا ہون یا لڑائی
کی جگہہ سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کرے یا شہر مین مارا جاوے اور یقینہ معلوم ہو
کہ وہ ہتہیار سے براہ ظلم مارا گیا ہے یا حد مارنے کے سبب سے مرگیا ہو یا دوسرے کے

مارڈالنے کی عوض میں مارا گیا ہو (تو ان سب صورتوں میں غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص باغی ہونے کی جہت سے خواہ رہزنی کے باعث مارا گیا ہو تو اسکو نہ غسل دینا چاہئے نہ نماز پڑھنی چاہیئے +

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان میں ۔ کعبے کے اندر اور اوپر نماز فرض اور نفل دونو درست ہیں ۔ اور جو شخص کہ کعبے کے اندر اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کیطرف کو کریگا تو جائز ہوگا لیکن اگر پیٹھ امام کے منہ کیطرف کریگا تو نماز درست ہوگی اور اگر گرد کعبہ کے حلقہ کریں تو درست ہے نماز اس شخص کی کہ کعبہ سے امام کی نسبت قریب تر ہو و لیکن بشرطیکہ وہ شخص امام کیطرف نہو (اس مسئلہ کیصورت یہ ہے کہ کعبہ کی چاروں طرف نماز کو کھڑے ہوئے تو جو شخص کہ اس طرف میں ہے جدہر امام ہے اُسکو نچاہیئے کہ کعبہ کی طرف کو اپنی امام سے نزدیک ہو جاوے اسلئے کہ امام سے آگے بڑھنا لازم آویگا اور جو شخص کہ اور تین طرف میں اُنکو جائز ہے کہ امام کی نسبت کعبہ سے نزدیک زیادہ ہو جاویں +)

کتاب الزکوۃ

اسمیں زکوۃ کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد سب رکنوں سے زیادہ اسکی تاکید ہے اسلئے کہ قرآن میں اکثر جگہہ زکوۃ کے دینے کو نماز کے برپا رکھنے کے ساتھہ بیان فرمایا ہے اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جب بعضی گروہ عرب کے زکوۃ کے دینے سے باز رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُنکے مرتد ہو جانے کا حکم فرماکر اُنپر جہاد کیا) زکوۃ شریعت میں مالک کرنا مال کا صرف اللہ تعالی کی رضامندی کیواسطے مفت بلاعوض ایسے مسلمان فقیر کو جو ہاشمی نہو نہ ہاشمی کا غلام ہو اس شرط سے کہ مالک کی منفعت ہر طرح اس مال سے علیحدہ ہو جاوے ۔ زکوۃ کے

واجب ہونے کی شرطین (یہہ ہین) اوّل عاقل ہونا دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا (پس باؤلے اور لڑکے اور کافر اور غلام پر واجب نہین) پنجم مالک ہونا ایسے مال کا جو نصاب کی مقدار ہو اور برس بہر اوسپر گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت اصلی سے بچا ہوا ہو اور بڑہنے والا ہو گو فرضاً ہی بڑہے (مثلاً سونا اور چاندی کہ اگرچہ بدون بڑہے ایک برس گذر جاوے لیکن یہہ دونو چیزین بڑہنے والی مال کے حکم مین ہین اسلیے کہ اگر تجارت کرتا تو انکی مالیت زیادہ ہو جاتی) اور شرط زکوٰۃ کے ادا کرنے کی نیت ہے خواہ دینے کیوقت ہو خواہ مقدار واجب کے علیحدہ کرنے کیوقت یا کل مال خیرات کر ڈالنا ہے ٭

باب چرنیوالے جانورون کی زکوٰۃ مین — چرنیوالے جانور وہ کہلاتے ہین کہ سال مین بہت دن چرنے پر گذارہ کرین (یعنے گو بعض اوقات گہر سے انکو گہاس کہلایا جاوے مگر اکثر چرنے پر کفایت کرتے ہون (**فصل** اونٹ کی زکوٰۃ کے ذکر مین) ۲۵ اونٹون مین ایک بنت مخاض ہے (اور وہ ایسا بوتہ ہے جو ایک برس کا ہو کر دوسرا سال اوسکو لگا ہو) اور اونٹ اگر ۲۵ سے کم ہون تو ہر پانچ اونٹ کی زکوٰۃ ایک بکری ہے اور ۳۶ اونٹونمین ایک بنت لبون (دینی چاہیے وہ ایسا بوتہ ہے کہ دو برس کا ہو کر تیسری مین پانو دہرا ہو) اور ۴۶ اونٹونکی زکوٰۃ حقّہ ہے (یعنے وہ بوتہ کہ چوتہی سال مین ہو) اور ۶۱ اونٹونمین ایک جذعہ ہے (جسکو پانچوان سال ہو) اور ۷۶ اونٹون مین نوّے تک دو بنت لبون ہین اور ۹۱ اونٹونمین ۱۲۰ تک دو حقّے ہین پہر ۱۲۰ سے آگے ہر پانچ اونٹ پیچہے ایک بکری ہے یہانتک کہ تعداد ۱۴۵ ہو جاوے اسقدر مین دو حقّے اور ایک بنت مخاض (مقدار زکوٰۃ) ہے اور ۱۵۰ اونٹونمین تین حقّے ہین پہر

ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے اور ۱۲۵ اونٹون پر تین حقے اور ایک بنت مخاض اور
۱۳۶ مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہے اور ۱۴۶ مین چار حقے ہین دو سو اونٹون
تک پھر دو سو کے بعد نیا حساب کرے اسطرح جیسا ڈیڑہ سو کے بعد کیا ہے (یعنے
پانچ پر ایک بکری اور ۲۵ پر بنت مخاض اور ۳۶ پر بنت لبون اور ۴۶ سے ۵۰ تک
ایک حقہ) اور بختی اونٹ مثل عرب کی اونٹون کے ہین (اونکی زکوۃ بھی اسیطرح ہونی
چاہیئے **فصل گاے کی زکوۃ مین**) ۳۰ گایونمین ایک بچہڑا خواہ بچہڑی یکسالہ
ہے اور ۴۰ مین دو برسکا بچہڑا خواہ بچہڑی ہو پھر ۴۰ سے اگر بڑہین تو انکی زکوۃ
اسی حساب کر لیا جاے (یعنے اگر ۴۱ ہون تو ایک دو برسکا بچہڑا اور اسکی قیمت کا
چالیسوان حصہ انکی زکوۃ ہوگی اسیطرح اگر ۴۰ سے دو زائد ہون تو دو چالیسوین حصے
یعنی بیسوان حصہ قیمت کا بڑہا لیا جاویگا) یہانتک کہ تعداد ۶۰ ہو پس ساٹھہ گایون
مین برس برس کے دو بچہڑے ہونگے اور ستر مین ایک برس روز کا اور ایک دو برس
کی اور اسی مین دو بچہڑیان دو دو برس کی ہونگی پس مقدار زکوۃ ہر دہائی پر بدلتی
جائیگی کہ ایک برس کے بچہڑے کی جگہہ دو برسکا ہو جاویگا (یعنے ہر دہائی پر دیکھنا
چاہیئے کہ اسمین کتنے ۳۰ ہین اور کتنے ۴۰ پس ۳۰ کے عوض ایک برسکا بچہڑا
لگالیوین اور ۴۰ کے عوض دو برسکا مثلا اگر تعداد ۹۰ ہو تو ۳۰ اسمین تین دفعہ پورے
ہین اسلیئے انکی زکوۃ تین بچہڑے یکسالہ ہو وینگے اور سو مین ۳۰ دو دفعہ اور ۴۰ ایک
دفعہ ہے تو اسکی زکوۃ دو ایکسالہ بچہڑی اور ایک دوسالہ بچہڑا ہوگا اور اسی پر قیاس)
اور بھینس مثل گاے کے ہے زکوۃ کے باب مین (**فصل بکری کی زکوۃ مین**) ۴۰
بکریونمین ایک بکری ہے اور ۱۲۱ بکریونمین دو بکریان ہین اور ۲۰۱ بکریونمین تین

بکریاں ہیں اور چار سو میں چار پھر ہر سینکڑے پیچھے ایک بکری ہی چاہیے — اور بھیڑ
مثل بکری کے ہے اور بکریوں کی زکوۃ میں ایک برس کا بکرا دو دانتا لینا چاہیے
جذع (جو ایک برس سے کم کا ہوتا ہے) نہ لینا چاہیے اور گھوڑوں اور گدھوں و خچروں
میں اور صرف بھیڑ بکری کے بچوں اور محض پوتوں اور نیز بچھڑوں اور کام کے
مواشی اور گھر پر کھانیوالوں میں کچھ زکوۃ واجب نہیں اور نہ اس مقدار میں جو معاف ہے
اور نہ اس میں کہ بعد زکوۃ کے واجب ہونیکے ہلاک ہو گئے ہوں (یعنے اگر فقط بچے
ہی ہوں بڑے مواشی نہوں تو انمیں زکوۃ نہیں اسیطرح جو جانور کھیتی وغیرہ میں
کام میں لگے ہوں یا انکو گھر سے گھاس دانہ دینا پڑتا ہو چرنے پر بسر نکرتے ہوں
ان پر بھی زکوۃ نہیں ایسا ہی دو نصابوں کے بیچ میں جو عدد معاف ہیں جیسے
۳۰ اور ۴۰ گایوں کے بیچ میں مثلاً ۳۵ ہوں تو ۳۰ کی زکوۃ ہے پانچ کی کچھ
نہیں اور یہی حال ہے جبکہ مال بعد زکوۃ واجب ہونیکے جاتا رہے کہ مال کے جاتے
رہنے سے زکوۃ واجب بھی جاتی رہتی ہے) اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوۃ میں لازم
آوے اور اس عمر کا جانور زکوۃ کے گلہ میں نپایا جاوے تو زکوۃ دینے والے کو چاہیے کہ
(تین باتوں میں سے ایک کرے) یا اس جانور سے زائد عمر کا دیوے اور زکوۃ لینے والے سے
اوپر اون پھیر لیوے یا اس سے کم عمر کا مع اوپر اون زکوۃ لینے والے کے حوالہ کرے یا قیمت
اس جانور کی جو لازم ہوا ہے دیدے (مخفی نرہے کہ مقدار واجب کی قیمت دینے میں
امام شافعی خلاف کرتے ہیں اور ان کے اوپر قول حضرت معاذ بن جبلؓ کا حجت ہے جو
آنحضرت صلعم کیطرف سے یمن والوں سے زکوۃ لیتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم گیہوں
اور جو کے بدلے میں کپڑا دیدو کہ تمپر بھی آسان ہو اور مدینہ منورہ میں اصحابؓ کے کار آمد ہو

[illegible] زکوۃ میں [illegible] سکے دینی ہوگی ۱۲

روایت کیا اسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم نے زکوۃ کے اونٹون
مین ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوۃ مین کیون لیا ہی لوگون
نے عرض کیا کہ بعوض دو اونٹونکی عرض مین آئی ہی آپ نے فرمایا کہ خیر اس روایت سے بھی
مقدار واجب کا بدل لینا ثابت ہوتا ہی واللہ اعلم اور زکوۃ مین میانہ جانور لینا چاہئے
(نہ سب سے اچھا ہو اور نہ سب سے برا) اور جو کچھ جنس نصاب سے سال کے بیچ مین حاصل ہو
وہ نصاب مین ملا لیا جاوے (یعنے اگر سال کے بیچ مین اونٹ خواہ گائین یا بکریان
حاصل ہوئین تو بھی اسی جنس مین ملا لیجاوینگی کہ گویا برس روز انپر پورا ہوگیا) اور اگر
باغی خراج اور دہ یکی اور زکوۃ لے لیوین تو دوسری بار نہ لینی چاہیئے اور اگر مالک
اپنے مال کی زکوۃ کتنی برسون کی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سے ادا کردے تو جائز ہے ❖

باب مال نقد کی زکوۃ کے بیان مین — چاندی اگر وزن مین دو سو درم ہو اور
سونا ۲۰ دینار تو ان مین چالیسوان حصہ زکوۃ واجب ہوتی ہی خواہ انکی ڈلیان خواہ زیور
خواہ برتن (خواہ روپیہ اشرفی) پھر ہر پانچوین حصہ مین درم اور دینار کی تعداد سے اسی
حساب سے ہی (یعنے دو سو پر جب ۴۰ درم وزن بڑھیگا اور ۲۰ دینار سونے پر جب چار
دینار زائد ہونگے تو انکا بھی چالیسوان حصہ دینا پڑیگا) اور زکوۃ کے ادا کرنے اور واجب
ہونے مین درم اور دینار کا وزن معتبر ہے (یعنے اگر چاندی یا سونے کے برتن کی
قیمت مال کی نسبت زیادہ ہو تو اسکا اعتبار نہین بلکہ وزن کا اعتبار ہے) اور درمون
مین وزن سبعہ معتبر ہے یعنی دس درم چاندی کے سات مثقال سونے کی برابر ہونے
چاہئین — اور جسمین چاندی غالب ہو وہ چاندی ہے نہ اسکا الٹا (یعنے اگر برتن
یا روپیہ تانبے کا ملا ہوا ہو تو جسمین چاندی زیادہ ہوگی وہ ایسا ہی جیسا خالص چاندی

کا اور جسمین تانبا زیادہ ہو وہ بزی تانبی کے حکم مین ہوگا) اور واجب ہو زکوۃ اسباب تجارت مین جسکی قیمت مقدار نصاب چاندی خواہ سونے کو پونہچ جاوے (یعنے اگر کپڑا خواہ لکڑی یا پتہر یا گہوڑا یا گدہا تجارت کیواسطے لیا تو اگر اُسکی قیمت دوسو درم چاندی خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہوگی تو اُسکا چالیسوان حصہ زکوۃ دینی پڑیگی) اور سال کے بیچ مین مقدار مال کا نصاب سے کم ہو جانا زکوۃ کے واجب ہونے کو منع نہین بشرطیکہ مال کے دونو سرون پر پوری نصاب ہو۔ اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے مین ملالیجاوے اور سونے کو چاندی مین قیمت کے اعتبار سے ملالیا جاوے نہ وزن کے اعتبار سے یعنی اگر سو درم چاندی کے اور دش دینار سونے کے ہون جنکی قیمت سو درم ہو تو دوسو درم کی زکوۃ کہ پانچ درم ہوئے دیدے اور وزن کے اعتبار سے نہ ملاوے مثلاً اگر مثال مذکور مین دش دینار سو درم کے نہون بلکہ نوّے درم کے ہون تو اس صورت مین گو وزن کے اعتبار سے آدہی نصاب چاندی کی اور آدہی سونے کی ہے مگر زکوۃ لازم نہوگی ٭

باب زکوۃ لینے والیکے بیانمین (جسکو عاشر کہتے ہین) عاشر وہ شخص ہے جسکو بادشاہ سوداگرون سے زکوۃ لینے کیواسطے مقرر کرے۔ پس اگر کوئی شخص سوداگرون مین سے کہے کہ میرے مال پر ابہی برس دن نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہے یا مین نے خود ایک فقیر کو دیدی ہے یا دوسرے عاشر کو جو اُسکے سوا ہے اسی سالمین ہواہے اور ان باتون پر قسم کہاوے تو اسکی بات مان لیجاویگی (یعنے زکوۃ اُس سے نلیوین) مگر چرنیوالونکی زکوۃ مین اوسکا قول آپ دیدینے کا نمانینگے (یعنے اگر وہ کہے کہ مین نے خود ایک فقیر کو زکوۃ اُن چرنیوالے جانورونکی دیدی ہے تو باوجود اُسکی قسم کہانے

کے تمانین گے اور دوسری دفعہ اُس سے زکوۃ لینگے) اور جس باب مین مسلمان کا
قول مانا جاوے اوسمین جزیہ دینیوالے کا قول بھی مانا جاویگا کافر حربی کا لیکن ام ولد
کے باب مین کافر حربی کا قول بہی مانا جاتا ہے (یعنے اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام
مین سوداگری کو آوے اور اپنی لونڈی کو کہے کہ یہہ میری حرم ہی سوداگری کی نہین
تو اوسکے قول کو مان لینگے) اور عاشر کو چاہیے کہ مسلمانون سے چالیسوان حصہ زکوۃ
لے اور ذمی سے (یعنے جو کافر جزیہ یعنی ٹیکس دیکر دارالاسلام مین رہتا ہو اُس سے) بیسوان
حصہ زکوۃ لیوے اور حربی سے دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حربی بھی مسلمانون
سے لیتے ہون (یعنے اگر کافر دارالحرب مین مسلمان سوداگرون سے راہداری لیتے ہون
تو عاشر بھی کافر سوداگرون سے لیوے ورنہ نلیوے) اور بدون دارالحرب سے دوبارہ
آنے کے ایک برسمین دوبار زکوۃ نہ لیجاوے (یعنے اگر حربی ایک برسمین دوبار دارالحرب
سے دارالاسلام مین آمد و رفت کرے تو اُس سے دوبارہ بھی لیوین) اور شراب کی دہکی
لیجاوے نہ سُور کی (اسلئے کہ شراب مثلی چیزون مین سے ہی یعنی ایسی چیز ہے کہ اوسکے تلف
کرنے سے ویسی ہی دینی پڑتی تو اوسکی قیمت خود شراب ہوگی اور سُور قیمت والی
چیزون مین سے ہے کہ اوسکے تلف سے قیمت دینی پڑتی ہے تو اُسکی قیمت اُسکی ذات کا حکم
رکہتی ہے اور اِن دونو چیزون کی ذات کا لینا ممنوع ہے) اور نہ اُس چیز کی زکوۃ
لین جو اُسکے گہر مین ہو اور نہ اُس مال کی لیوین جو کسی نے اُسکو تجارت کے لئے دیا ہو اور
نہ مال مضاربت کی اور نہ اُس مال کی جو اوسکے غلام نے پیدا کیا ہو جسکو اوسنے تجارت
کی اجازت دے رکہی ہو (یعنے اگر کوئی سوداگر ایسا گذرے جسکے گہر مین مال تجارت اتنا ہو
کہ اوسپر زکوۃ واجب ہو تو اوسیقدر مال کی زکوۃ لین جو موجود ہی اور جو اوسکے گہر مین ہے

انکی نہ لیوین ایسا ہی حال زکوۃ مال بضاعت اور مال مضاربت اور غلام کی کمائی کا ہی کہ اوسکو بھی نہ لینا چاہیئے) اور دہ یکی دوبارہ لیجاوے اگر خارجیون نے راہداری لے لی ہو (یعنے اگر باغیون نے ملک بادشاہ پر غالب ہو کر حربی سوداگرون سے راہداری لے لی ہو تو اُن سے دوبارہ لیجاوے)

باب رکاز (یعنے زمین کی چیزین مثل کان اور خزانہ مدفون) کی زکوۃ کے

ذکر مین — کان اگر نقد کی ہو (یعنے سونے اور چاندی کی) خواہ لوہے جیسی چیز کی ہو (مثل تانبے اور سیسے کی تو اسطرحکی کان) اگر زمین خراجی اور دہ یکی والی مین پائی جاوے تو اوسمین سے پانچوان حصہ لیا جاوے اور اگر یہ کان پانیوالے کے گھر مین یا اوسکی ملک کی زمین مین نکلے تو کچھہ لیا جاوے اور ایسا ہی پانچوان حصہ خزانہ مدفون کا لیا جاوے اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملینگے اور پارہ مین سے بھی پانچوان حصہ لیا جاوے — اور جو دفینہ اور کان کہ دارالحرب مین نکلے خواہ فیروزہ اور موتی اور عنبر دارالاسلام مین نکلے اوسمین سے پانچوان حصہ نہ لیوین

باب عشر (یعنے محصول زمین مین سے دہ یکی کے لینے) کے بیان مین

دہ یکی واجب ہے زمین عشری کے شہد مین سے اور اُس زمین کے پیداوار سے جسکو مینہ کا خواہ رود کا پانی پہنچا ہو اور اوسمین کچھہ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنے کی نہین (یعنے ایسی چیزین خواہ تھوڑی ہون خواہ بہت ٹھہرتی ہون یا نہین سب مین سے دہ یکی لیوین) لیکن لکڑی اور نرکل اور گھاس (اگر پیدا ہوا ہو) مین دہ یکی نہین — اور بیسوان حصہ لیا جاوے اگر زمین کو چرسا اور بڑے ڈول سے پانی دیا ہو — اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ کیا جاوے (یعنے دہ یکی اور بیسوان حصہ کل پیداوار سے

لیا جاوے یہ نہ کیا جاوے کہ بیلون اور کارکنون کا خرچ مجرا دیکر باقی کی دہ یکی ادہا پانچوان
حصہ لیا جاوے تغلبی شخص کی زمین عشری کے پیداوار مین گو وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اُس سے
کسی مسلمان یا جزیہ دینے والے نے خریدلی ہو (اور تغلبی ایک فرقہ نصارا مین کا ہی جو
جزیہ کے عوض دو چند دہ یکے دیتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک
مین اسیطرح ٹھہر گیا ہی) اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی ذمی مول لیوے
تو خراج لیا جاویگا اور اگر زمین عشری مذکور کو اُس ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان
حق شفعہ کی جہت سے لیوے یا وہ ذمی اُس زمین کو بیع فاسد کی جہت سے پھر بائع کو
پہیر دے جو مسلمان تھا تو اِس صورت مین دہ یکے لیجاویگی۔ اور اگر کوئی مسلمان اپنے گہر کو
باغ بنالے تو اُسکا مقدار واجب پانی کے ساتہہ بدلتا رہتا ہے (یعنے اگر پانی عشر
والا دیا تو اُس باغکی پیداوار سے دہ یکی لیجاویگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا
پڑیگا) بخلاف جزیہ دینے والے یعنی ذمی کے (کہ وہ اگر اپنے گہر کو باغیچہ کر دیگا تو اُسپر
دونو صورتونمین خراج ہی دینا پڑیگا) اور ذمی کے گہر کی زمین آزاد ہی (یعنے اُسپر
کچہہ واجب نہین) مانند چشمہ قیر اور نفط کے زمین عشری مین (کہ اُوسپر بھی کچہہ واجب
نہین) اور اگر یہہ دونو چشمے زمین خراج مین ہو دین تو اونپر خراج واجب ہوتا ہے
(واضح ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوؤن اور دریاؤن کا ہے کہ کسیکے تابع حکم نہین
اور خراج کا پانی اُن نہرونکا پانی ہے جنکو عجم کے بادشاہون نے کہدوایا ہی اور اُن
چشمون کا جو زمین خراجی مین ہون اور قیر اور نفط نون کے کسرہ سے گوندہی
طرحکی چیز ہی کہ آگ کے شعلے لے اوٹھتی ہے جیسے رال وغیرہ)

باب مال زکوۃ کے مصرف کے بیان مین۔ زکوٰۃ جسکو دیجاوے وہ فقیر ہی

اور مسکین فقیر سے بھی خستہ حال ہے (اسلئے کہ مشہور یہی ہے کہ فقیر وہ ہی جو مالک نصاب
نہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس ایک رات دن کی غذا نہو) اور جو شخص بادشاہ کیطرف سے
مال زکوٰۃ کی تحصیل کا عامل ہو اور مکاتب (یعنے وہ غلام اور لونڈی کہ اوسکے مالک
نے ایک مقدار معین مال پر اسکو آزاد کیا ہو) اور قرضدار اور شکستہ حال غازی یعنی
سے (جو گہوڑا اور ہتہیار نرکہتا ہو) اور مسافر (کہ مال اپنے پاس نرکہتا ہو گو وطن میں
مالدار ہو) پس مال زکوٰۃ خواہ ان سبکو دیا جاوے خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوٰۃ
ذمی کو نہ دیجاوے اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقوں کا اسکو دینا جائز ہے۔ اور مال
زکوٰۃ سے مسجد بناوے اور نہ مردہ کو کفن دیوے نہ مردہ کا قرض ادا کرے نہ آزاد کرنے
کے لئے غلام خریدے اور نہ اپنی اصل (یعنی ماں باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہ کو
دیوے) اور نہ اپنی فرع (یعنے بیٹا بیٹی اور اونکی اولاد) کو دیوے نہ عورت اپنے
خاوند کو دیوے نہ خاوند اپنی بیبی کو نہ اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کو
اور نہ اس غلام کو جسکا کچھہ حصہ آزاد ہوگیا ہو اور ایسے شخص کو بھی نہ دیوے جو کہ مالک
نصاب کے مالک ہونے سے اور نہ اوسکے لڑکے اور غلام کو دیوے اور بنی ہاشم کی
قوم کو اور اونکے آزاد کئے ہوؤنکو بھی نہ دیوے (جاننا چاہیئے کہ بعض روایتوں
کے بموجب بنی ہاشم کے فقراکو زکوٰۃ نہیں دیسکتے اور بعض روایتوں میں یہہ ہے کہ
چونکہ ذوی القربیٰ کا حصہ ان لوگوں سے موقوف ہوگیا ہی تو ناچار زکوٰۃ کا مال
اونکو دینا جائز ہے واللہ اعلم) اور اگر زکوٰۃ اٹکل سے دیدی پھر معلوم ہوا کہ
جسکو دی وہ توانگر تہا یا ہاشمی تہا یا کافر تہا یا اُس خود کا باپ یا بیٹا تہا تو جائز
ہے اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ شخص اُسکا غلام یا مکاتب تہا تو جائز نہیں (دوبارہ

زکوٰۃ دے) اور مکروہ ہی زکوٰۃ کا اسقدر دینا کہ فقیر تو انگر ہو جاوے مگر اتنا دینا مستحب ہے
(کہ اس دن کے سوال کی اسکو حاجت نرہے) اور مکروہ ہے مال زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے
شہر مین لیجانا بشرطیکہ دوسرے شہر مین کوئی اسکا رشتہ دار نہین نہ اول شہر کی نسبت وہان
زیادہ محتاج (اور اگر دوسرے شہر مین اپنے رشتہ دارون کو لیجا دے یا اول شہر کی نسبت
دوسرے مین زیادہ محتاج کیلئے دینے کے لیجاوے تو بلا کراہت درست ہے)
اور جس شخص کے پاس ایکدن کی غذا ہو اسکو سوال کرنا نچاہیئے ❊

باب صدقہ فطر کے بیان مین (یعنے اس صدقہ کے بیانمین جسکا دینا بعد رمضان
کے روزون کے واجب ہوتا ہی) صدقہ فطر واجب ہے اس شخص پر جو آزاد اور مسلمان
صاحب نصاب ہو اور وہ نصاب اسکے گہر اور کپڑون اور اسباب اور گہوڑے اور ہتہیار
اور غلامون سے علاوہ ہو اور صدقہ فطر خود اپنی طرف سے اور اپنے لڑکے کیطرف سے جو مالدار
نہو اور اپنی خدمت کے غلامون کیطرف سے اور مدبر اور ام ولد کیطرف سے دیوے (اور
اگرچہ غنی ہو تو اسکی طرف سے اوسکے ذمہ واجب نہین) نہ اپنی بیبی کیطرف سے اور نہ اپنے
مکاتب کیطرف سے اور نہ ایسے ایک غلام یا چند غلامون کیطرف سے جو مشترک ہون دو
شخصون مین اور اگر کسی غلام کو جاکر بیچدیا ہی تو اسکا صدقہ ملتوی رہیگا (یعنے اگر خریدار
نے واپس کر دیا اور اس شخص کی ملک مین آگیا تب تو اسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار کی
ملک مین جاویگا تو اوسپر لازم آویگا) اور (مقدار صدقہ) واجب (کی) آدہا صاع گیہون
خواہ اوسکا آٹا یا ستو یا خشک انگور (یعنے کشمش ہے) یا ایک صاع چھوہارے یا جو (کا
ہے) اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے (اور رطل تخمینا شاہجہانی وزن کے آدہ سیر
کے برابر ہے) اور وقت (صدقہ کے) واجب ہونیکا عید کے دن کی صبح ہے پس جو شخص کہ

صبح سے پہلے مر جاوے یا صبح کے بعد مسلمان ہوا پیدا ہوا ہو اوسپر صدقہ فطر واجب نہوگا اور اگر صدقہ عید کی صبح سے پہلے خواہ پیچھے ادا کرے تو درست ہے ✽

کتاب الصوم

اسمین روزہ کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ روزہ اسلام کے پانچون رکنون مین سے چوتھا رکن ہے اور قدیم سے فرض ہوا ہے کہ پہلی امتون پر بھی فرض تہا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ یعنی تمپر روزہ کو فرض کیا گیا جیسے اُن لوگون پر فرض کیا گیا جو تم سے پیشتر تہے) روزہ اسکو کہتے ہین کہ جو شخص روزہ کا اہل ہے (یعنے مرد مسلمان اور عورت پاک حیض و نفاس سے) وہ نیت کے ساتھہ کہانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سے آفتاب ڈوبنے تک چھوڑ دے — اور رمضان کا روزہ جو فرض ہے اور نذر معین کا روزہ جو واجب ہے (مثلاً کہے کہ اس جمعرات کا روزہ رکہونگا) اور نفل کا روزہ ان (تینون روزون) کے لئے اگر نیت مع تعیین رات سے لیکر دوپہر تک کرلے خواہ مطلق نیت کرلے (یعنے فرض اور واجب اور نفل کو معین نکرے) خواہ نفل ہی کی نیت کر کر درست ہونگے اور ان تینون قسمون کے سوا اور روزے (جو ہے مثلاً قضاء رمضان اور کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسے یون کہے کہ خدا کیواسطے روزہ رکہونگا تو ایسے روزے) درست نہین ہوتے جبتک کہ نیت رات سے نکرے اور تعیین روزہ کی نکرے اور رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے ۳۰ دن ہو جانے سے ثابت ہوجاتا ہے اور شک کے روز (یعنے تیسوین تاریخ شعبان کی اگر انتیسوین کو ابر و غبار مین چاند معلوم نہوا ہو) روزہ نفل کی نیت کے سوا نرکہا جاوے (جاننا چاہیئے کہ روزہ

شک ورزہ و امام شافعیؒ کے نزدیک ممنوع ہی اسلئی کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی شک
کے روز روزہ رکھیگا وہ میری نافرمانی کریگا اور برہان مین مذکور ہی کہ اُس دن کا روزہ
امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک نفل کی نیت سی روزہ رکھنا
جائز ہے اور فرض رمضان کی نیت سی ناجائز اور اس نیت سی بھی جائز نہین کہ اگر رمضان
ہے تو روزہ رکھونگا اور اگر نہین ہی تو روزہ نہ رکھونگا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ حدیثون
مین رمضان کے مہینے سے پیشتر روزہ رکھنے سی ممانعت آئی ہی اور بعضی حدیثون مین
شروع ماہ شعبان اور اوسکے آخر دن کا روزہ رکھنے کے لئی حکم آیا ہی جو امام احمدؒ کے
لئی دلیل ہی ان دونو حدیثونکی رعایت کرنے سی روزہ نفل جائز ہوگا اور فرض رمضان
کی نیت سی جائز نہوگا اور ہدایہ مین ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ شک کے
روز روزہ نہ رکھا جاوی مگر نفل کی نیت سی اور یہہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف یعنی
اسکی اسناد حضرتؐ تک پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو اسی مذہب کے موافق ہی اور احتیاط زیادہ
اسمین ہی کہ قاضی اور مفتی اور خواص شک کے روز نفل کی نیت سی روزہ رکھین اور
عوام کو افطار کا حکم کرین) اور جو کوئی چاند رمضان کا خواہ عید کا دیکھے اور اسکی
گواہی نمانی جاوی تو اوسکو چاہئی کہ روزہ رکھی پس اگر افطار کرے تو صرف ایک روزہ
قضا رکھے (یعنی کفارہ اوسپر لازم نہین اور روزہ رمضان مین اوسپر بسبب چاند دیکھنے
کے لازم ہے اور عید مین بسبب مسلمانونکی پیروی کے) اور آسمان مین ابر و غبار کی
جہت سی ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا عورت ہو رمضان کے لئی مقبول ہوگی اور
شوال کے لئی دو مردون خواہ ایکمرد اور دو عورتونکی گواہی لیجاویگی اور اگر آسمان
مین ابر و غبار نہو تو بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا رمضان اور شوال دونون مین

[illegible]

(اور بڑی جماعت کے لئے ۵ آدمی مقرر کئے گئے ہین) اور عید اضحے مانند عید فطر کی ہے (یعنے چاند کے دیکھنے مین اور گواہی کے قبول ہونے مین دونو کا ایک حکم ہے) اور مطلعو کا مختلف ہونا معتبر نہین (یہانتک کہ اگر تمام جہان مین ایک ہی جگہہ چاند دیکھین تو پورب سے پچھم تک اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونے کا حکم ہوگا اور بعضے علما کے نزدیک اختلاف اطراف کے مطلعون کا معتبر ہے اِس روایت کے بموجب ہر ولایت مین اوسیکے مطلع کا حکم معتبر ہوگا)

باب اُن چیزونکے بیان مین جنسے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جنسے نہین ہوتا۔ اگر روزہ دار کہاوے یا پیوے یا صحبت کرے (مگر یہہ باتین) بھولکر (ہو جاوین) یا خواب مین نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل ملے یا سینگی سے خون نکلوا وے یا سرمہ لگاوے یا بوسہ لے اور اُس سے انزال نہو یا اُسکے گلے مین غبار یا مکھی چلی جاوے اور اُسکو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنے دانتون مین لگی ہوئی چیز کو کہا جاوے یا قے کرے اور وہ ہٹ کر اوسکے حلق مین خود چلی جاوے تو اُسکا روزہ نہ ٹوٹیگا۔ اور اگر قے خود نکلجاوے یا جان بوجھکر قے کرے یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا (یعنے جو چیز کہانے کی نہو) نگلجاوے تو اِن صورتون مین صرف روزہ کی قضا کرے (یعنے کفارہ لازم نہوگا) اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کہاوے یا دوا پیوے (اور یہہ باتین) جان بوجھکر (ہون) تو (روزہ کی) قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے (یعنے ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹھہ مسکینونکو کہانا کہلاوے یا دو مہینے برابر روزے رکھے) اور کفارہ لازم نہوگا اگر شرمگاہ کے سوا (اور کسی عضو) مین صحبت کرنے سے انزال ہوگا اور ایسا ہی حال ہے رمضان کے سوا اور روزہ کے توڑنے کا۔ اور اگر حقنہ کرادے یا ناک مین

دوا ڈالے ہی یا کان مین یا زخم پیٹ یا زخم کہوپڑی کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا
سے کرے اور وہ دوا اسکے پیٹ یا دماغ مین پونہچ جاوے تو ان صورتون مین روزہ
ٹوٹ جاتا ہے اور اگر سوراخ ذکر مین کوئی دوا ڈالے تو روزہ نجاویگا اور مکروہ ہے
بدون عذر کے کسی چیز کا چکہنا اور چابنا اسیطرح علک کا چابنا (جو ایک قسم کا گوند ہے
اور عذر یہ ہے کہ لڑکے کے لئے چابنے کہ بدون اسکے چارہ نہو یا کسی درد کے لئے
چباوے کہ اسکے چبانے سے آرام ہو) اور سرمہ لگانا اور موچھونپر تیل ملنا اور مسواک
کرنی اور بوسہ لینا اس شرط سے کہ خوف (صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہو جانیکا) نہو مکروہ
نہین (ورنہ مکروہ ہے) اور امام شافعیؒ کے نزدیک دن ڈہلے سے غروب آفتاب تک مسواک
کرنی مکروہ ہے اور اسپر حجت ارشاد آنحضرت صلعم کا ہے کہ فرمایا اگر مین اپنی امت پر مشقت
سمجہتا تو مسواک کا حکم ہر نماز کے وقت کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان مین بہی
مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لئے مسنون ہے اور ابراہیم نے عاصم سے پوچہا کہ آیا روزہ دار
تر مسواک کرے انہون نے کہا البتہ اسلئے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بڑہکر
نہین یعنی کلی ہر وضو مین کرتے ہین اور تری منہ مین پونہچتی ہے پہر مسواک کی تری تو
تو اس سے کم ہی ہے ابراہیم نے پوچہا کہ دن کے شروع مین مسواک کرے یا آخر
مین عاصم نے کہا کہ دونو وقتو نمین ابراہیم نے پوچہا کہ یہہ بات تم کس شخص سے روایت
کرتے ہو انہون نے کہا کہ مین انس سے روایت کرتا ہون اور وہ نبی صلعم سے راوی ہین
روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے) فصل جو شخص بیمار ہی کے بڑہجانیکا خوف رکہتا
ہو اسکو روزہ کا افطار کرنا درست ہے اور (جائز ہے افطار کرنا) مسافر کو (بہی) اور مسافر
اگر روزہ رکہے تو مستحب ہے بشرطیکہ اسکو ضرر نکرے (یعنے مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی

سفر میں ہو تو باوجود افطار کے مباح ہونے کے روزہ رکھنا مستحب ہے اور اگر مشقت ہو
تو افطار کرنا مستحب ہے) اور بیمار اور مسافر اگر حالت بیماری یا سفر مین مر جاوین تو اون پر
روزہ کی قضا نہین (یعنے بیمار اگر صحت نپاوے اور مسافر نہ ٹھہرے تو اوسپر لازم نہین کہ
اپنے وارثون کو وصیت کرے کہ میرے ان روزونکا فدیہ دیدینا) اور اگر وہ دونو
اپنے وارثونکو وصیت کر جاوین تو انکا وارث ہر روزہ کے عوض مین صدقہ دیوے
مثل صدقہ عید فطر کے (اور بدون وصیت کے لازم نہین اور میت کیطرف سے روزہ اور
نماز درست نہین) اور اگر وہ دونو روزہ رکھنے پر قادر ہو جاوین تو قضا رکھ لین
بدون شرط پے درپے رکھنے کے (یعنے رمضان کے روزونکی قضا مین یہ شرط
نہین کہ سب ایک ساتھ ہون اگر جدا جدا رکھیگا تب بھی جائز ہے) پس اگر اسیطرح
دوسرا رمضان آجاوے اور انکے ذمہ قضا کے روزے باقی ہون تو ادنکو چاہیئے کہ
رمضان حال کے روزے اول رکھین اور قضا رمضان کے پیچھے اور صورت حاملہ اور
دودھ پلانیوالی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہے بشرطیکہ دونو کو بچے کا خوف ہو یا
حاملہ کو اپنی جان کا خوف ہو اور جائز ہے افطار نہایت بوڑھے شخص کو (جو ناطاقتی
کے باعث روزہ نرکھہ سکے اور آیندہ کو بھی توقع نرکھتا ہے) اور فقیر اسطرحکا بوڑھا اپنے
روزہ کے (عوض) مین فدیہ دیوے (یعنے پیٹ والی عورت اور دودھ پلانیوالی
کو فدیہ دینا لازم نہین) اور جائز ہے نفل روزہ والے کو افطار کرنا (عذر کے سبب تو
سب روایتون مین اور) بدون عذر کے ایک روایت مین اور اس روزہ کی قضا اگر
(اسلئے کہ نفل کو شروع کرکے اگر توڑ ڈالیگا تو اوسکی قضا لازم ہو جاویگی) اور اگر رمضان
کے دنون مین کوئی لڑکا بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اوس روز امساک کرے

(یعنی افطار کرنیوالی چیزون سے کچھہ نکرے) اور کوئی روزہ اُس دن کی عوض
قضا رکھے۔ اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کرکے چلے پہر اپنے شہر کو پہر آوے اور
روزہ کیوقت مین نیت روزہ کی کرلے (یعنی دوپہر ڈہلنے سے پہلے نیت کرلے) تو اُسکا
روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی عارض ہوجاوے تو بیہوشی کے (ایام) کے
روزے قضا کرے مگر جس رات مین بیہوشی ہوئی ہو اُسکے دن کے روزہ کی قضا نکرے (یعنی
اگر چند روز رمضان کے مہینے مین بیہوش رہا تو سب روزونکی قضا کرے اسلئے کہ نیت روزہ
کی نہین پائی گئی مگر اُس روزہ کی قضا نکرے جسکی رات مین بیہوش ہوا ہو اسلئے کہ ظاہر یہی ہے
کہ اُس رات مین نیت اُس روزہ کی کی ہوگی) اور قضا کرے روزہ کو بسبب ایسے جنون کے
جو مدت تک کا نہو (یعنے مہینے مین کبھی ہوگیا ہوا ور کبھی نہوا ہو) اور اگر تمام مہینے جنون
رہا ہو تو اوسپر قضا نہوگی اسلئے کہ ماہ رمضان مین اوسکو موجود ہونا میسر نہوا جو کہ شرط
روزہ کے واجب ہونے کی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ یعنی پس جو کہ حاضر ہووے تم مین سے مہینے مین وہ اُسکے روزے رکھے اور بہی
قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیزون سے بدون نیت کے باز رہے (یعنی اگر کوئی
کچھہ نیت نکرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکھنے کی رمضان کے روزونمین تو
وہ شخص اُن روزونکی قضا رکھے اسلئے کہ روزہ بدون نیت کے جائز نہین ہوتا) اور اگر
دن کو رمضان مین مسافر اپنے شہر مین پہنچ جاوے یا حیض والی عورت پاک ہو خواہ
رات کے گمان سے سحر کہائے حالانکہ صبح ہوگئی ہو یا رات ہوجانیکے گمان پر افطار
کرلے حالانکہ آفتاب موجود ہو ایسے لوگ دنکو افطار کی چیزون سے باز رہین اور اُس دن
کی عوض قضا رکہین اور کفارہ ندین اور یہی حکم ہے بہولکر کہا نیکے بعد جان بوجھکر کہانیکا

(یعنے اگر کسی نے بہولکر کہا لیا اور نادانی سے یہہ سمجہا کہ میرا روزہ جاتا رہا پہر دانستہ کہایا تو اوسکو روزہ قضا) رکہنا پڑیگا کفارہ لازم نہوگا - اسیطرح اگر سوتی ہوئی اور دیوانی عورت سے صحبت کیجاوے تو ان دونوپر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا **فصل** اور جو شخص کہ قربانی کے دن (یعنے عید اضحی کے روزہ رکہنے کی منت مانے تو وہ اس روز افطار کرے اور اوسکے عوض دوسرا روزہ رکہے اور اگر اس منت سے قسم مراد لے تو قسم کا کفارہ بہی دیوے (اسلیے کہ اس دن کا روزہ رکہنا جائز نہین اسلیے افطار کرکے قضا رکہے اور قسم کی نیت مین قسم کا کفارہ بہی لازم آتا ہے اور یہی حکم اور دنون کے روزہ کی نذر کا ہے جنمین روزہ رکہنا منع ہے جیسے ایام تشریق اور عید فطر کا روزہ) اور اگر نذر کرے کہ اس برس کے روزے رکہونگا تو چاہیئے کہ جن دنونمین روزہ ممنوع ہے یعنی دو عیدون کے دن اور تین دن تشریق کے ان پانچون روزونمین افطار کرے اور اونکے عوض اور دن رکہے اور قضا ان روزونکی لازم نہین جس صورتمین کہ ان دنونمین روزہ شروع کرکے افطار کرلیا ہو (یعنے جسطرح اور روزونمین ہے کہ نفل مین شروع کرکے افطار کرنے سے قضا لازم آتی ہے قضا ان روزونکی لازم نہین ہوتی)

باب اعتکاف کے بیانمین - مسجد مین روزہ اور نیت اعتکاف کے ساتہہ ٹہیرنا (اعتکاف کہلاتا ہے اور وہ) مسنون ہے اور کمتر مدت نفل اعتکاف کی ایکساعت ہے اور عورت اپنی گہر کی مسجد مین اعتکاف کرے - اور اعتکاف والا بدون حاجت شرعیہ یا طبیعت کی حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے (حاجت شرعی) جیسے نماز جمعہ اور (نماز جنازہ اور بیمار پرسی ہے اور حاجت طبیعی مثل) بول و براز (کے ہے) پس اگر بدون عذر کے ایکساعت کو باہر نکلیگا اعتکاف جاتا رہیگا اور جائز ہے اعتکاف والے کو کہانا اور پینا

اور سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجد مین کہ اعتکاف کیا ہوا اور مکروہ ہی بیچنے کی
چیز کو مسجد مین لانا (بلکہ صرف زبانی معاملہ داد و ستد کا کرے) اور مکروہ ہی اوسکو چپ
رہنا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتین کرنی۔ اور حرام ہی اوسکو صحبت کرنا اور اوسکی
لوازم (مثل بوسہ لینے اور گلے چمٹانے کے) اور صحبت کرنے سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہی
اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو اون روزونکی راتین بھی اوسپر لازم ہو جاتی
ہین اور دو روز کی اگر نذر کرے تو دو راتین لازم ہونگی ۔

کتاب الحج

اسمین حج کا بیان ہے (جاننا چاہیے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچون رکنون
مین سے پانچوان رکن ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی اللہ کیواسطے ہے لوگونپر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت ہو اوس
راہ کی) خاص طور پر زیارت کرنا خانہ کعبہ کا حج کے مہینونمین حج کہلاتا ہی اور وہ عمر بھر مین
ایکبار بقدر پائی جانے شرطون کے فرض ہے اور شرطین اوسکی یہہ ہین اول آزاد ہونا
دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم تندرستی مرض سے پنجم قادر ہونا راہ کے خرچ
اور سواری پر جو زائد ہو اوسکے مکان اور ضروری چیزون سے ششم قادر ہونا خرچ آنے
جانے اور گہر والون کے اخراجات پر ہفتم راستے کا مامون ہونا آٹھوین شرط عورت
کے لئے ہی کہ محرم (یعنی باپ یا بیٹا) یا خاوند ساتھہ ہو بشرطیکہ اوسکے اور کعبہ کے
درمیانمین فاصلہ سفر شرعی (یا اوس سے بڑہکر) ہو (اور اگر کعبہ سے ایکدو منزل پر رہتی ہو
تو محرم کا ہونا شرط نہین) پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندہے اور بعد احرام کے
وہ لڑکا بالغ ہو جاوے یا غلام آزاد کیا جاوے اور پھر یہہ دونو باقی افعال حج کے

بجالاوین توانکے ذمہ سی حج فرض (یعنی حج اسلام) ادا نہوگا (اسلئے کہ احرام بالغ ہونے اور آزاد ہونے سے پیشتر باندہا تھا) اور میقات یعنی وہ جگہین جہان سے احرام باندہتے ہین اور بدون احرام کے گذرنا جائز نہین پانچ ہین اول ذوالحلیفہ دوم ذات عرق سوم جحفہ چہارم قرن المنازل پنجم یلملم (انہین سی ہر ایک جگہہ ان لوگون کیواسطے جو وہان رہتے ہین اور جو اونپر کو گذرتے ہین احرام باندہنی کا مقام ہی اور جائز ہی ان جگہون سی پیشتر احرام کا باندہنا مگر ان سی آگے بڑہکر باندہنا جائز نہین اور جو لوگ ان جگہون کے اندر رہتے ہین انکے لئے احرام باندہنی کی جگہہ حل ہے (یعنی حرم کے سوا) اور مکہ کے رہنے والونکی میقات (اگر حج کیواسطے (احرام باندہین تو) حرم ہی اور عمرہ کے لئے (باندہین تو) حل ہے ٭

باب احرام باندہنے کے بیان مین (حج کے اعمال مین احرام مثل تحریمہ کے ہی افعال نماز مین) اور جب تو احرام باندہنا چاہے تو وضو کر اور نہانا مستحب ہی اور (وضو خواہ نہانیکے بعد) ایک تہہ اور چادر کہ دونون نئی ہون یا دہولی ہوئی پہن اور خوشبو لگا اور دو رکعتین پڑہکر یون کہہ کہ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اور نماز کے بعد نیت حج سے تلبیہ کہہ (یعنی یہہ الفاظ زبان پر لا) لَبَّیْکَ اَللّٰہُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اور ان الفاظ مین چاہے تو اور بڑہا دی مگر کم نکر جب تو نیت حج سی تلبیہ کہہ چکے تو اب تو احرام باندہ چکا تو اب بری باتون اور گناہون اور لڑائی جہگڑے اور شکار کے مارنے اور اوسکی طرف اشارہ کرنے اور اوسکو بتلانے اور کرتہ اور پاجامہ اور پگڑی اور ٹوپی اور قبا اور موزے پہننے سے پرہیز کر لیکن اگر جوتیان میسر نہون تو موزون کو ٹخنے کے نیچے سے کاٹکر

پہن لے اور ورس اور زعفران اور کسم کا رنگ مت پہن گر یہہ رنگین کپڑا اگر دہویا ہوا ہو
کہ بو نہ آتی ہو (تو اُسکا مضائقہ نہین) اور سر اور چہرہ کے ڈہانپنے اور اونکو گل خیرو وغیرہ
سے دہونے اور خوشبو لگانے اور اپنے سر کے بال مُنڈانے اور کترانے اور ناخن دور
کرانے سے بھی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام مین جانے اور مکان کے خواہ کجاوہ کے
سایہ مین ٹھہرنے اور ہمیانی کمر مین باندہنے سے (پرہیز کرنا) ضرور نہین۔ اور جب تو
نماز پڑہے یا اونچی جگہہ پر چڑہے یا پستی مین اوترے یا سوار ہو یا کسی سے ملے اور سحر کیوقت
مین تلبیہ کثرت سی پکار کے کہتا رہ۔ اور جسوقت کہ مین داخل ہو تو اول مسجد حرام مین
جا اور خانہ کعبہ کو دیکہکر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زبان پر لا اور پہر حجر اسود کے سامنے
جا کر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اوسکو بوسہ دے (خواہ ہاتھہ لگا کر ہاتھہ کو بوسہ دے)
بدون دوسرے شخص کو تکلیف دینے کے اور خانہ کعبہ کے گرد اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے
نکالکر بائین کندہے پر ڈالکر حطیم کو شامل کر کے سات بار پہر (اور حطیم ایک دیوار کا ٹکڑا ہی
کعبہ کے ایک کنارہ کو) اور پہرنا کر دکعبہ کے اپنی دہنی طرف سی شروع کر اوسجگہہ سی جو
دروازہ کعبہ کے پاس ہے اور اول کے تین پہیرو نمین رمل کر (یعنے مونڈہے ہلاتا ہوا
جہپٹ کر چل) اور جب حجر اسود کے پاس کو گذرے تو اگر ہو سکے تو بوسہ دے (یا ہاتھہ لگاوے)
اور ختم گردش کو حجر اسود کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین خواہ جس جگہہ مسجد مین ہو سکے ادا کر (اور یہہ) طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا (ہے یعنی
اسکو طواف قدوم کہتے ہین) اور یہہ طواف مکہ کے رہنے والونکے سوا کے لئے سنت ہی
(کیونکہ یہہ طواف اول آنے کیواسطے ہی اور اہل مکہ تو وہان ہی رہتے ہین دوسری جگہہ سے
نہین آتے) پہر مسجد مین سی نکلکر صفا کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ کیطرف کو منہہ کر کے تکبیر اور

تہلیل کہہ اور آنحضرت صلعم پر درود بہیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد مانگ پہر وہان
سے اوترکر مروہ کیطرف چل اور سبز میلون کے درمیانمین دوڑ اور مروہ پر پہونچکر جو کچہہ
صفا پر کیا تہا وہی افعال بجا لا اسیطرح ان دونوکے درمیانمین سات پہیرے کر کہ پہیرے
پہیرون کا صفا سے اور ساتوان پہیرا تمام مروہ پر ہو بعد اسکے مکہ مین احرام باندہکر
اور جب تیرا دل چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کر پہر ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو (امام کو چاہیے کہ
خطبہ پڑہے اور اسمین افعال حج کے بیان کرتے اور آٹہوین تاریخ منی کو جا اور نوین
کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا وہان امام خطبہ پڑہے اور افعال حج کے لوگون کو
تعلیم کرے پہر دوپہر ڈہلے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑہ بشرطیکہ
امام اور احرام ہو (یعنے اگر احرام نہ باندہے یا اکیلا ہو تو اسصورت مین ایک وقت مین دو
نمازونکو ساتہہ نہ پڑہنا چاہیئے) پہر موقف کیطرف چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹہہر
اور عرفات کا میدان سب ٹہہرنے کی جگہہ ہے سوا میدان عرنہ کے اور وہان تحمید
اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا رہ پہر دن چہپے کے بعد مزدلفہ
کیطرف چل اور کوہ قزح کے پاس اوتر اور جماعت کے ساتہہ مغرب اور عشا کی نماز ایک
اذان اور ایک تکبیر سے پڑہ اور نماز مغرب کو راہ مین پڑہنا درست نہین پہر نماز فجر کی اندہیرے
مین پڑہکر تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا ہوا توقف کر اور مزدلفہ میدان
محسر کے سوا سب جگہہ ٹہہرنے کی ہے پہر روشنی ہو جانیکے بعد منی کو چل اور وہان پہونچکر
جمرہ عقبہ کو پست نالے کے بیچ مین کہڑا ہو کر سات کنکرین ایسی مار جنکو انگلی سے مار سکین اور
ہر پتہری کے ساتہہ اللہ اکبر کہہ اور لبیک کہنا اول ہی کنکری کے مارنے سے موقوف
پہر قربانی کر پہر سر کے بال منڈا یا کترا اور منڈانا مستحب ہے ان کامون کے بعد تجہپر سب احرام

کی ممنوع چیزین ہوا عورت سے صحبت کرنیکے جائز ہوجاوینگے پہر اسی تاریخ دسوین کو یا
گیارہوین خواہ بارہوین کو مکہ مین آ اور طواف رکن کے (جسکو طواف زیارت بھی کہتے ہین)
سات پہیرے بدون رمل اور صفا مروہ دوڑنیکے بجالا اگر یہہ دونو باتین طواف قدوم
مین کر لی ہون اور اگر نکی ہون تو طواف رکن مین کیجاوین اس طواف کے بعد تجکو عورت سے
صحبت کرنا درست ہوجاویگا اور مکروہ ہے اس طواف کو ذبح کے دنون (یعنے دسوین
گیارہوین بارہوین تاریخ) سے پیچھے ڈالنا۔ پہر (طواف رکن کرنیکے بعد) منی کو جا اور
قربانی کے دوسرے دن (یعنے گیارہوین کو) دوپہر ڈہلے سے پیچھے تینون جمرون کو
سات سات کنکرین مار اور شروع اس جمرہ سے کر جو مسجد خیف کے قریب ہے پہر جو اسکے
قریب ہے پہر جمرہ عقبہ کو مار اور جس کنکر مارنے کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اوس کے
بعد کچہہ توقف کر (یعنے جمرہ اول اور دوسرے کو کنکر مارنیکے بعد توقف کر اور جمرہ عقبہ
کو مارنیکے بعد توقف مت کر) پہر گیارہوین کو اسیطرح کر اور بارہوین کو بھی ایسا ہی کر اگر منی
مین ٹھہرا ہو اور اگر تیرہوین تاریخ کو کنکر مارے تو زوال سے پہلے کنکر مارنا درست ہے اور اول
اور دوم جمرہ کو کنکرین پیادہ ہوکر مارنی چاہئین اور تیسرے کو سوار ہوکر بھی مارنا درست ہے
اور مکروہ ہے کہ اپنا اسباب سامان مکہ کو روانہ کر دے اور خود کنکرین مارنے کو منی مین
ٹھہرا رہے۔ پہر محصب مین پہونچ (اور محصب ایک پتھریلی زمین مکہ کے کنارہ پہ ہے وہان رات کو
رہنا سنت ہے) پہر (محصب سے مسجد حرام مین داخل ہوکر) طواف رخصت کے سات پہیرے
پہرا اور یہہ طواف سوا اہل مکہ کے اور ونپر واجب ہے (اسکو طواف صدر بھی کہتے ہین اور
مکہ والون پر اسلئے نہین کہ وہ اپنے وطن کو رخصت نہین ہوتے) پہر (طواف رخصت کے
بعد) زمزم کا پانی پی اور ملتزم سے لپٹ (اور یہہ جگہ حجر اسود سے لیکر دروازہ کعبہ تک ہے)

اور خانہ کعبہ کے پردون کو پکڑ اور دیوار سے لپٹ (کر) اور دعا مانگ کر گریہ زاری کرتا
علیحدہ ہوا **فصل** اور جو شخص کہ مین نجا وے اور عرفات مین ٹھہرے اوسکے ذمہ سے طواف
قدوم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفہ کے روز زوال کے بعد سے دسوین کی صبح تک ایک ساعت
بھی توقف کریگا تو اوسکا حج پورا ہو جاویگا گو نہ جانے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی
کیحالت مین توقف کرے اور اگر اوسکی طرف سے بیہوشی کی جہت سے اسکا رفیق احرام باندہ لے
تو جائز ہے (یعنے اسکا حج ہو جاویگا) اور (حج کے تمام افعال مین) عورت کا حکم مثل مرد
کے ہے اتنا فرق ہے کہ عورت اپنا منہ کہولے مگر سر کہولے اور لبیک بلند آواز سے کہے
اور نہ طواف مین مونڈہے ہلا دے اور نہ سبز میلون کے درمیان دوڑے اور نہ سر منڈاوے
بلکہ بال تھوڑے سے کتر ڈالے اور سیا ہوا کپڑا پہنے (مترجم کہتا ہے کہ عورت مرد مین ایک
فرق یہ بھی ہے کہ عورت کو باعث عذر حیض کے طواف رکن مین تاخیر کرنی درست ہے)
اور جو شخص کہ نفل کی بدنہ یعنی قربانی کے گلے مین خواہ نذر کی بدنہ کے خواہ شکار کے
عوض کے بدنہ کے گلے مین خواہ اور اسکی مانند (مثل تمتع کے بدنہ کے) کلادہ باندہے
اور اوسکو حج کے ارادہ سے اپنے ساتھ لیکر کعبہ طرف متوجہ ہو تو اوسکا احرام
بندھ گیا (یعنی بدون تلبیہ کے اس عمل سے محرم ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف
ہے اور دلیل اونپر ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپنے فرمایا جو کوئی کلادہ
باندہے بدنہ کو تو وہ محرم ہو گیا) پس اگر بدنہ کو اول روانہ کرے بعد اوسکے خود روانہ
ہو تو محرم نہوگا جبتک کہ راہ مین اوس سے نملے مگر بدنہ تمتع مین (کہ بدون ملنے کے محرم
ہو جاتا ہے) پھر اگر اس بدنہ پر جھول ڈالی یا اوسکی کوہان مین زخم لگا دیا یا بکری کے
گلے مین کلادہ باندہا تو محرم نہوگا اور بدنہ شریعت مین اونٹ اور گائے کا مشہور ہے

(بکری کا نہین)

باب قران کے بیان مین (جاننا چاہیئے کہ حج کے افعال تین قسم ہین قران اور تمتع اور افراد - قران ایک احرام سے حج اور عمرہ کے ادا کرنیکو کہتے ہین اور تمتع ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرہ کرنے کو کہتے ہین اور افراد اکیلا حج بدون عمرہ کے کرنیکو کہتے ہین - ان تینون قسمون مین سے) افضل قران ہی (اسلئے کہ اوسمین دو عمل ادا کرنے ہوتے ہین اور احرام بہت دنون تک رہتا ہی جسمین سب کامون کی نسبت زیادہ مشقت ہوتی ہی) قران کے بعد تمتع ہی (اسلئے کہ اوسمین بھی دو عمل ادا ہوتے ہین لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہو جاتا ہی اسلئے اسمین محنت کم ہوتی ہے بنسبت قران کے) اور تمتع کے بعد افراد ہی (کہ اوسمین صرف حج کا ادا کرنا ہی نہ عمرہ کا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے آلِ محمد احرام باندہو حج اور عمرہ کا ایکساتھ اِس حدیث کو طحاوی نے بیان کیا ہی اور امام شافعی کے نزدیک قران کی نسبت تمتع بہتر ہے واللہ اعلم) اور قران کیصورت یہہ ہی کہ میقات (یعنے احرام باندہنی کی جگہہ سے) حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندہی اور بعدہ دعا پڑہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ پہر مکہ مین داخل ہو کر طواف اور سعی عمرہ کی کرے پہر بموجب بیان گذشتہ بالا کے حج ادا کرے - پس اگر حج اور عمرہ کے لئے دو طواف کریگا اور دو ہی سعی کریگا یعنی صفا اور مروہ مین دو بار دوڑیگا تو جائز ہوگا مگر بُرا کریگا (یعنے اسطرح کرنا مکروہ ہی) اور جب قربانی کے روز جمرہ عقبہ کو کنکرین مار چکے تو ایک بکری یا اونٹ یا بدنہ کا ساتوان حصہ ذبح کرے (اسلئے کہ یہہ ذبح واجب ہی) اور جو شخص ذبح کرنے سے عاجز ہو وہ دس روزے رکہے اسطرح کہ تین تو ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ کو

رکہے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکہ ہی مین ٹھہرا رہے۔
اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نرکہیگا تو ذبح کرنیکے سوا اور کچھہ نہین ہو سکتا۔ اور
اگر قران والا مکہ مین نجاوے (کہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرے) اور عرفات مین توقف کرے
(یعنے حج کے ارکان شروع کردے) تو اوسپر عمرہ کے چھوڑنے کا دم دینا لازم ہوگا
اور عمرہ کی قضا کرے (آئندہ) ✣

باب تمتع کے بیان مین۔ اوسکی صورت یہہ ہی کہ میقات پر عمرہ کا احرام باندھے
پہر طواف عمرہ کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈاوے یا کتراوے اور احرام کہولکر حلال
ہو جاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پہیرے مین لبیک کہنا موقوف کردے پہر آٹھوین
تاریخ ذیحجہ کی احرام حج کا حرم سے باندہے اور حج کرے اور ذبح کرے پس اگر ذبح سے عاجز ہو تو اوسکا
حکم گذر چکا (کہ دس دن روزے رکہے) اور اگر تین روزے ماہ شوال مین رکہے (یعنے
حج کے مہینون مین سے کوئی سے تین دن رکہے) اور روزون کے بعد عمرہ کرے تو
(یہہ روزے) تمتع (کے تین روزون) کے عوض کافی نہونگے لیکن اگر عمرہ کا احرام
باندہکر طواف عمرہ سے پیشتر (تین روزے) رکہیگا تو (البتہ تمتع کے روزونکے عوض مین)
کافی ہونگے۔ پس اگر تمتع کرنیوالا قربانی اپنے ساتھہ لیجانا چاہے (کہ یہہ دوسری قسم
تمتع کی ہے) تو وہ احرام باندہ کر قربانی کو ہانکتا چلے اور اوسکے گلے مین توشہ دان
یا جوتی ڈالدے مگر اوسکے کوہان مین زخم نکرے اور عمرہ کرنیکے بعد (احرام کی قید مین
لگی رہے) حلال نہو جاوے اور آٹھوین تاریخ کو حج کے لئے احرام باندہے اور (آٹھوین سے
پہلے باندہنا مستحب ہی) پہر جب دسوین کو بال منڈا چکے اوسوقت دونو احرامون (یعنے
عمرہ اور حج سے) حلال ہو جاوے۔ اور مکہ اور اوسکے قریب کے باشندونکو تمتع اور قران

درست نہین پس اگر تمتع کرنیوالا اپنے شہر کو عمرہ کے بعد لوٹ آوے اور قربانی کو روانہ نکیا تو اُسکا تمتع باطل ہو جاویگا اور اگر قربانی روانہ کر چکا تہا (اور عمرہ کے بعد اپنے شہر کو واپس آیا) تو تمتع باطل نہوگا۔ اور جو شخص عمرہ کے طواف مین کمتر پہیری (یعنے تین پہیرے یا اوسے کم) حج کے مہینونکے پیشتر کرلے اور حج کے مہینونمین اُس طواف کے باقی پہیرے پورے کرے اور حج ادا کرے تو تمتع اوسکا باقی رہیگا اور اسکے عکس کیصورت (یعنے حج کے مہینونمین زیادہ پہیرے کرے بلکہ کمتر کرے تو وہ) تمتع والا نرہیگا اور حج کے مہینے ماہ شوال اور ذیقعدہ اور دس روز ذیحجہ کے ہین اور حج کے لئے ان مہینون سے پیشتر احرام باندہنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اگر کسی کوفہ کے رہنے والے نے حج کے مہینونمین عمرہ کیا اور مکہ ہین خواہ بصرہ مین ٹہر گیا (یعنے اپنے وطن کو واپس نگیا) اور حج کیا تو اوسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کر دیا اور مکہ خواہ بصرہ مین ٹہرا اور عمرہ فاسد کو قضا کرکے حج کیا تو (اسصورتمین) تمتع والا نرہیگا مگر ایک صورت ہے کہ اپنے وطن کو واپس جاوے (اور پہر آوے اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینونمین قضا کرکے حج ادا کرے اسصورتمین البتہ اُسکا تمتع درست ہوگا) اور انمین سے جون سے کو فاسد کروے چاہیئے کہ اُسکے افعال کرتا رہے اور ذبح لازم نہوگا (اسلئے کہ حج خواہ عمرہ کے فاسد کردینے سے تمتع والا نرہا) اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہ قربانی تمتع کے دم کے عوض نہوگی (اسلئے کہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہے) اور اگر عورت احرام باندہنے کیوقت حائض ہو گئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا کرے اور اگر طواف رخصت کرنے کیوقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑ دے اور اپنے وطن کو چلی جاوے (یعنے اُس طواف کے چہوڑنے سے اوسپر کچھ لازم نہوگا) جیسے وہ شخص کہ مکہ

مین رہنا اختیار کرلے (یعنے حج کے بعد اگر کوئی شخص مکہ کی اقامت اختیار کرے تو
اسپر بھی طواف رخصت لازم نہین رہتا ۞

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصورون کے بیان مین (ذبح کرنا) ایک بکری
کا واجب (ہوتا ہے) اگر محرم (اپنے) ایک عضو (کامل) پر خوشبو لگا دے اور اگر (ایک
عضو سے) کم کو لگا دے تو صدقہ دے اور اگر اپنے سر کو مہندی سے رنگین کرے یا زیتون کا
تیل ملے یا کپڑا سیا ہوا پہنے یا دن بہر سر کو چہپا دے تو (ان صورتون مین) بکری
ذبح کرے اور (ایک روز سے) کم (اگر سر کو) چہپا دے تو صدقہ دے اور اگر چوتہائی سر
کے خواہ داڑہی کے بال منڈا دے تو دم دے اور (چوتہائی سے کم مین صدقہ دے مثل
مونڈنے والے کی (یعنے اگر محرم کسیکے بال مونڈے تو اوسپر صدقہ واجب ہوتا ہے)
اور اگر گردن کے بال خواہ دونون بغلون کے یا ایک کے یا پچھنے لگانے کی جگہہ
کے منڈا دے تو (ان سب صورتون مین) دم دے اور مونچہہ منڈانے مین حکم ایک مرد عادل کا
(کہ جو کچہہ وہ کہے صدقہ دینا اسلے) اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی مونچہین مونڈے یا
ناخن کترے تو کچہہ کہانا دے اور اگر دونو ہاتھ پانو کے ناخن ایک مجلس مین کاٹے یا ایک
ہاتھہ خواہ ایک پانو کے کاٹے تو دم دے اور (اگر اس سے) کم کترا دے تو صدقہ
دے اور یہی حال ہے اگر پانچ ناخن متفرق (دونو ہاتھہ پانو مین سے) لے ڈالے
اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچہہ واجب نہین ہوتا اور اگر کسی عذر کی جہت سے
(مثلاً بیماری کے باعث) خوشبو لگا دے یا سیا ہوا کپڑا پہنے یا سر منڈا دے تو
بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چہہ مسکینونکو دے یا تین روزے رکہے (اور بدون
عذر کے ان چیزونکے مرتکب ہونیسے ذبح کرنیکے سوا اور کوئی چیز درست نہین)

فصل اور کچھ واجب نہیں ہوتا ان صورتین کہ محرم کسی عورت کی شرمگاہ کیطرف شہوت سی دیکھے اور منی نکل پڑے اور اگر بوسہ دے خواہ شہوت سی اسکو چھو دے یا اپنے حج کو فاسد کر دے اسطرح کہ عرفات مین ٹھہرنے سی پیشتر صحبت کر بیٹھے تو دم دے اور اعمال حج کے کیئے چلا جاوے اور اوسکی قضا کرے آیندہ سال اور مرد و عورت (جنھون نے ہم بستری کی ہو) قضا کرنے مین (حج کے بہہ ضرور نہین کہ جدا جدا ہون اور اگر عرفات پر ٹھہرنیکے بعد صحبت کی ہو تو بدنہ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا — اور اگر صحبت کرے (حج مین) بعد سر منڈانیکے یا عمرہ مین طواف کے اکثر پھیرون (یعنے چار یا زیادہ) سے پیشتر تو دم دے اور عمرہ اس صحبت سی فاسد ہو جاویگا اسکے اعمال بجا لاوے اور اوسکو قضا کرے اور اگر (عمرہ مین) طواف کے اکثر پھیرون کے بعد صحبت کریگا تو عمرہ فاسد نہوگا (مگر اسصورتین دم دینا لازم ہوگا) اور بھولکر صحبت کرنی مثل جان بوجھکر صحبت کرنیکے ہے اور بکری ذبح کرے جسصورتین کہ طواف رکن بیوضو کرے اور بدنہ ذبح کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی مین کرے اور اس طواف کو (اسصورتین) دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم کو یا طواف رخصت کو بیوضو کرے تو صدقہ دے اور بکری دے اگر طواف رکن مین کے کمتر پھیرے چھوڑ دے اور اگر زیادہ (پھیر دلکو اس طواف کے) چھوڑ دیگا تو محرم ہی بنا رہیگا (چاہیے کہ اسکو دوبارہ کرے بدون نئے احرام کے) اور بکری دے اگر طواف رخصت کے اکثر پھیرے ترک کرے یا اسکو حالت ناپاکی مین کرے اور اگر اس طواف مین سی کمتر پھیرے یعنی تین یا دو یا ایک) ترک کرے تو صدقہ دے اور بکری دے اگر طواف رکن بیوضو کرے اور طواف رخصت با وضو ایام تشریق کے آخر تین (یعنے تیرہوین تاریخ) کرے اور اگر طواف رکن کو

حالت جنابت مین کرے تو دو دم (واجب ہوتے) ہین — اور بکری ذبح کرے اگر عمرہ کا طواف اور سعی بیوضو کرے لیکن اس عمرہ اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم نہین اور بکری ہو اگر سعی چھوڑدی یا عرفات پرسی امام سی پیشتر چلاآوی یا مزدلفہ مین رہنا چھوڑدی یا سب دنونکی کنکرین مارنیکو خواہ ایکدن کی کنکرین مارنیکو ترک کرے یا بال بارہوین تاریخ کے بعد منڈاوی یا طواف رکن کو بارہوین کے بعد کری یا سرکو حرم کے باہر حل مین مُنڈاوی — اور اگر قران کرنیوالا ذبح سے پیشتر سر کے بال منڈاوی تو دو دم دینے لازم ہونگے **فصل** اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے یا ایسی شخص کو شکار بتلاوی جو اوسکو مار ڈالے تو اوسپر جزا واجب ہوتی ہے اور (جزا شکار کی) وہ قیمت ہی جو دو مرد عادل اوسکے مار ڈالنے کی جگہہ مین یا اوسکی قریب ٹھہراوین (اور امام شافعیؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین اُس شکار کی صورت کا جانور واجب ہوتا ہی اور دلیل اونپر یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی کہ مثل شکار پر تم مین سے دو صاحب عدل حکم کرین اگر صورت کا مثل اس سے مراد لیا جاوی تو دو شخصون کے حکم کی کیا حاجت ہی صورت کے یکسان ہونے کو تو ہر کس اور ناکس پہچانتا ہی پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض مال مین یکسان ہونا ہی اور وہ قیمت ہی صورت نہین) پس اس قیمت سی ہدی خرید کرکے ذبح کری اگر قیمت مین ہدی کی گنجایش ہو اور اگر اتنی قیمت نہو تو اُس سی جو اور گیہون خرید کر مساکین پر صدقہ کری مثل صدقہ فطر کے (یعنے ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گیہون دے) یا ہر مسکین کے صدقہ کی عوض مین ایک روزہ رکھے (یعنے حساب کرے کہ یہہ اناج کتنی مساکین کو تقسیم ہوگا اوسیقدر روزہ رکھ لے اور) اگر حساب مین مسکینون

کو دیکر نصف صاع سی کم بچرہے تو اُسکو خیرات کردی یا اُسکے عوض ایک دن
روزہ رکہے - اور اگر شکار کو زخمی کرے یا اُسکا عضو کاٹ ڈالے یا بال اُکہاڑ ڈالے
(ان افعال سے) جسقدر نقصان شکار کی قیمت مین ہوجاوی اسقدر دام لیکر صدقہ
کردی - اور اگر شکار کے شہپر اُکہاڑ ڈالے یا اُسکے ہاتھ پانو کاٹ ڈالے یا اوسکا
دودہ دُوہے یا اُسکا انڈا توڑے یا اوسمین سے مُردہ بچہ نکلے تو (ان سب صورتون
مین ہر ایک کی پوری) قیمت واجب ہوگی - اور کوے اور چیل اور بہیڑیے اور سانپ
اور بچہو اور چوہے اور باؤلے کُتے اور مچہر اور چیونٹی اور پِسّو اور کِلنی اور کچہوے کے
مار ڈالنے سے کچہہ لازم نہین ہوتا اور جُون اور ٹِیڑی کے مار ڈالنے مین جو چاہے
صدقہ دے (مثلاً ایک مُٹہی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز دیدے - اور درندے
مار ڈالنے مین ایک بکری سے زیادہ قیمت نکیجاویگی (یعنے اگرچہ قیمت درندہ کی زائد ہو
مگر بکری سے زیادہ واجب نہین ہوتی) اور اگر درندہ مُحرم پر حملہ کرے تو اوسکے مار ڈالنے
سے کچہہ واجب نہین ہوتا) بخلاف لے اختیار کے (یعنے اگر مُحرم بہوک سے مجبور ہوکر شکار
کو کہانیکے لئے مارے تو اوسپر جزا لازم آتی ہے) اور محرم کو ذبح کرنا بکری اور گاے اور
اونٹ اور مرغی اور گہر کی پلی بطخ کا جائز ہے اور اگر پاموز کبوتر کو یا پلے ہوئے ہرن کو
ذبح کرے تو جزا لازم ہوتی ہے - اور اگر محرم کسی شکار کو ذبح کرے تو وہ حرام ہوجاتا
اور تاوان دے اگر اوسکو کہالے (یعنے ذبح کئے ہوئے کو کہالے تو قیمت اسکی مساکین پر
صدقہ کرے) اور اگر اُس جانور کو دوسرا محرم کہالے تو اُسپر کچہہ (تاوان) واجب نہین
- اور محرم کو اُس شکار کا گوشت حلال ہے جسکو حلال شخص نے مارکر ذبح کیا ہو بشرطیکہ
محرم نے اُسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنیکا کیا ہو - اور مردِ حلال اگر حرم کے

شکار کو ذبح کرے تو واجب ہے کہ اسکی قیمت خیرات کرے یہ نہ روزہ رکھنا (یعنے روزہ
رکھنے جیسا شکار مارنے مین رکھا تھا) اور جو شخص کہ حرم مین شکار ساتھ لادے تو اسکو
چھوڑ دینا چاہیئے پس اگر اوسکو بیچ ڈالے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس کرانا
چاہیئے اور اگر شکار مر جاوے تو اس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی - اور اگر کوئی شخص احرام
باندہے اور اوسکے گہر مین یا اوسکے ساتھ پنجرے مین شکار ہو تو اوسپر لازم نہین کہ اس
شکار کو چھوڑ دیوے - اگر کوئی حلال شخص (زید مثلاً) شکار پکڑ کر احرام باندہ لے تو جو کوئی اس شکار
چھوڑ دیوے وہ ڈانڈ بھرے (اسلیئے کہ احرام کی حالت کے سوا مین شکار ممنوع نہ تھا جو
پکڑنیوالا نقصان اوٹھاوے تو اوسکے چھوڑنیوالے پر تاوان لازم ہوگا) اور اگر کوئی
محرم (عمرو مثلاً) اس شکار کو پکڑ لے تو چھوڑنیوالا تاوان نہ دے (اسلیئے کہ پکڑنا شکار کا حالت احرام
مین ممنوع ہے تو اوسکے چھوڑنیوالے پر تاوان نہوگا) پہر اگر کسی دوسرے محرم (بکر) نے اسکو
مار ڈالا تو دونو محرم تاوان دین (اول تو شکار پکڑنے کی جہت سے اور دوسرا اوسکے
مار ڈالنے کے سبب سے) اور جسنے (عمرو نے) شکار پکڑا تہا وہ اپنا تاوان مارنیوالے (بکر) سے بہر لے
(اسلیئے کہ اگر وہ نمارتا تو شاید پکڑنیوالا (عمرو) اس شکار کو خود چھوڑ دیتا تو اوسکے
ذمہ کچھ بھی واجب نہوتا اب جو تاوان دینا پڑا تو اوسکے مار ڈالنے کی جہت سے دینا پڑا)
پس اگر محرم حرم کا گہاس کاٹے یا ایسا درخت جو کسیکی ملک نہو اور وہ ان چیزون مین سے
ہو جنکو لوگ بویا کرتے ہین تو اسکی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گہاس اور درخت خشک
ہو تو اوسمین کچھ تاوان نہین - اور حرام ہے حرم کی گہاس کا چرانا اور کاٹنا سوا اذخر
کے (اور وہ ایک گہاس خوشبودار ہے اسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطے درست ہے)
اور جو قصور ایسے ہین کہ اونکے باعث تنہا حج کرنیوالے پر ایک دم لازم آتا ہے تو اونکی

جہت سی قران والے پر دو دم لازم آتے ہین ایک حج کیواسطے اور ایک عمرہ کے لیے
مگر ایکصورت مین کہ قران والا احرام باندہنے کی جگہہ سی بدون احرام کے آگے بڑہجاوے
تو اسصورتمین تنہا حج کرنیوالے اور قران والے پر دونون پر ایکدم سی زیادہ لازم نہین
اور اگر دو محرم ملکر ایک شکار مارین تو جزا دو دینی پڑینگی اور اگر دو حلال ملکر حرم کا شکار
مارین تو ایک جزا سے زیادہ لازم نہوگی (اسلئے کہ یہہ جزا حرم محترم کی تعظیم کے لئے ہے
بدوہ ایک ہی ہے اور پہلی جزا احرام مین امر ممنوع کرنیکی جہت سی ہوا ور وہ دو شخصون سے
سرزد ہوا ہے) اور اگر محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو یہہ خرید و فروخت باطل ہے اور اگر کوئی
شخص حرم مین سے ہرنی پکڑ لاوے اور اوسکے بچہ پیدا ہوا اور دونو مرجاوین تو اونکو دونو
کا تاوان دینا چاہئیے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان دیچکے اوسکے بعد وہ بچہ جنے اور دونو
مرجاوین تو بچہ کا تاوان ندے*

باب میقات پرسی بدون احرام کے آگے بڑہنے کے بیانمین — جو شخص
بدون احرام کے میقات سی گذرجاوے اور پہر میقات کو احرام باندہکر لبیک کہتا ہوا لوٹ
آوے یا بدون احرام آگے بڑہ گیا تہا پہر عمرہ کا احرام باندہ لیا اور عمرہ کو فاسد کرکے
اسکو قضا کیا (اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پرسی باندہا) تو (جو) ذبح کرنا (اوسکے
ذمہ میقات پرسے بدون احرام نکلجانیکے باعث لازم ہوا تہا وہ) ساقط ہوجاویگا۔
اور اگر کوفہ کا کوئی رہنے والا (یا کسی اور شہر کا) بنی عامر کے باغمین کسی اپنے کام کو جاوے
(اور یہہ باغ حرم کے اور میقاتون کے اندر واقع ہے) تو اُس شخص کو مکہ مین بدون
احرام داخل ہونا جائز ہے اور (حج کیواسطے) اُس شخص کی میقات وہی باغ ہے۔
اور جو کوئی مکہ مین بدون احرام کے داخل ہو پہر اُسی سالمین اپنے ذمہ پر کے حج اسلام

کرادا کرے تو یہہ حج عوض اوس حج کے جو اوسکے ذمہ پر مکہ مین بسبب احرام ہونے سے ہوا تہا جائز ہوگا اور اگر سال بدلگیا ہو (یعنی حج اسلام دوسرے برس کرے) تو (اسکی عوض) جائز نہوگا (غرضکہ جو کوئی مکہ مین بدون احرام چلا آتا ہو اوسپر حج لازم ہوجاتا ہی اور اگر اُسی سال مین حج اسلام اداکرے تو دوسرے حج کی ضرورت نہین ایک ہی دونوں کے عوض ہوجائیگا +

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیان مین ـ ایک مکہ کے رہنے والے نے عمرہ کے طواف کا ایک پہیرا کیا پہر حج کا احرام باندہ لیا تو حج کو ترک کرڈالے اور اُسپر حج اور عمرہ دونوں کی قضا اور دم لازم ہوگا واسطے ترک کرنے حج کے پہر اگر حج اور عمرہ کے افعال پورے کردے تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا (کہ اُسنے ہوکر دونوں کو اکٹہا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پہر قربانی کے دن (یعنے دسوین تاریخ) دوسرے حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج مین اوسنے بال مُنڈا دئے ہین تو اُسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ مُنڈائے ہون تو حج دوم بھی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑیگا گو بال کترا دے یا نہ کترا دے (یعنے دوسرے احرام مین کہ پہلے احرام کے بعد باندہی بال کترانے سے دم ساقط نہوگا اور کترانے سے مراد دور کرنا بالون کا ہی خواہ مُنڈانے سے ہو یا کترانے سے آور) جو شخص سوائے بال مُنڈانیکے اپنے عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہوجاوے پہر احرام دوسرے عمرہ کا باندہ لے تو اوسپر دم لازم آویگا (اسلئے کہ اوسنے دو احراموں کو جمع کر دیا) اور جس شخص نے احرام حج کا باندہا پہر عمرہ کا احرام کر لیا پہر عرفات مین ٹھہرا تو اوسنے عمرہ کو ترک کیا اور اگر صرف عرفات کیطرف کو چلے تو (جب تک وہان توقف نکریگا عمرہ) کا ترک کرنا متحقق

نہوگا - پہر اگر حج کا طواف کرکے عمرہ کا احرام باندہ لے اور اونکے افعال بجا لاوی
تو ذبح کرنا اوسپر واجب ہی اور مستحب ہی کہ اُس عمرہ کو ترک کر ہی - اور اگر قربانی کے روز
عمرہ کا احرام باندہی تو عمرہ لازم ہوجاتا ہی مگر اوسوقت اوسکا ترک کرنا لازم ہی اور
اُس عمرہ کی قضا معہ دم کے لازم ہی اگر اسوقت عمرہ کو چہوڑا اور حج اور عمرہ کے افعال
دونوکئی تو جائز ہوجاویگا اور دم دینا پڑیگا اور جس شخص سے حج فوت ہوجاوے پہر وہ
عمرہ یا حج کا احرام کرلے تو دونو کو اُسوقت ترک کرے (اور عمرہ کی قضا مین تو صرف
عمرہ کرے اور حج کی قضا مین حج اور عمرہ دونو کرے ⁂)

باب حج اور عمرہ سے رُکجانیکے بیان مین - جو شخص کہ دشمن یا مرض کی جہت سے
حج خواہ عمرہ سے رُک گیا ہو اوسکو چاہیئے کہ ایک بکری روانہ کرے اور اگر قران
والا ہو تو دو دَم روانہ کرے یعہ دَم اسکی طرف سے ذبح کیا جاوے اوسکے بعد وہ
احرام کہولدے اور اس دَم کا ذبح ہونا حرم مین چاہیئے یہہ نہین کہ قربانی کے
روز ذبح ہوے - اور جو کوئی کہ حج سے رُک کر حلال ہوجاوے تو اوسپر قضا ایک حج اور
ایک عُمرہ کی ہی اور اگر عمرہ سے رُکا ہی تو ایک عمرہ کی قضا ہے اور قران والے پر ایک
حج اور دو عمرہ کی قضا ہے - پہر اگر ہَدی کے روانہ کرنیکے بعد رُکاوٹ جاتی رہی
اور وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہی اور حج ادا کرسکتا ہی تو حج کو چلا جاوے ورنہ نجاوے
(ہدی رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرہ کی قضا کر دے) اور جب عرفات مین ٹھہر
چکا تو پہر روکا جانا معتبر نہین (اسلئے کہ اوسکا حج پورا ہوگیا اور جو رکن سب مین
عمدہ تہا وہ تو ادا ہوگیا باقی رہا طواف رکن اور طواف رخصت اور سر منڈانا تو ان
اعمال کو دیر سے ادا کرلیگا) اور جو شخص دو رکنون سے روکا جاوے (یعنے عرفات پر

ٹھہرنے اور طواف رکن کرنے سے) وہ اگرچہ مکہ معظمہ مین ہی ہو روکا ہوا کہلائیگا ورنہ روکا ہوا نہوگا ✤

باب حج کے نکلنے کے بیان مین ۔ جس شخص کا حج عرفات پر نہ ٹھہرنیکے باعث فوت ہوجاوے تو اوسکو چاہیئے کہ عمرہ کرکے حلال ہوجاوے اور اوسپر سال آئندہ مین حج بدون ذبح لازم ہوگا (یعنے حج کی قضا مین دم دینا واجب نہوگا) اور عمرہ فوت ہونے کی چیز نہین اور عمرہ یہہ ہی کہ احرام کے بعد طواف اور سعی کرے (اور سر منڈاوے یا بال کترا وے) اور یہہ تمام سال مین جائز ہے مگر عرفہ کے روز اور قربانی کے دن اور ایام تشریق مین مکروہ ہے اور عمرہ سنت موکدہ ہی (واللہ اعلم ✤)

باب دوسرے کیطرف سے حج کرنیکے بیان مین ۔ عبادت مالی مین (جیسے زکوٰۃ یا صدقہ فطر کے دینے مین) نیابت (دونو صورتون مین) ہو سکتی ہی آدمی خود قادر ہو یا نہو اور عبادت بدنی مین (مثل نماز اور روزہ کے) کسی صورتمین نیابت نہین (چل سکتی) اور جو عبادت کہ مرکب ہو مالی اور بدنی سے (جیسا حج اور عمرہ ہی) اوسمین نیابت جب چل سکتی ہی کہ نائب کرنیوالا عاجز ہو (اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہین) اور حج کرانیکے لئے یہہ شرط ہی کہ (جسکی طرف سے حج ہووے) ہمیشہ کو اپنے مرنے تک عاجز ہو اور یہہ شرط حج فرض کے لئے ہی نہ نفل کے لئے (یعنے نفل حج مین دوسرا شخص اگر قادر بھی ہو تو باوجود قدرت کے نائب کر دینا جائز ہے) اور جو شخص دو آدمیون کیطرف سے احرام باندہے وہ جتنا خرچ ہوا اون دونوکو ہٹا دے (اسلئے کہ حج ہر ایک کی طرف سے جدا جدا چاہیئے تہا وہ ثابت نہین ہوا) اور رکجانے کا دم بھیجنے والیکے ذمہ ہو اور قران اور قصور کا دم نائب کے ذمہ پس اگر نائب حج کے راستہ مین مرجاوے تو جسکی طرف سے حج کو گیا تہا اوسکو ترکہ مین سے جسقدر رہا ہو

تنہا ئی میں لیکر حج اوسکی طرف سے اُسی جگہہ سے کرایا جاوے جہان وہ رہتا تھا (نہ اوس جگہہ سے جہان نائب مرا ہے) اور جو شخص حج کے لئے اپنے مان باپ دونو کیطرف سے احرام باندھے پھر اسکے بعد اُنمین سے ایک کے لئے معین کردے تو جائز ہوگا ✦

باب ہدی کے بیان مین (جو حرم مین ذبح کے لئے بھیجی جاوے) کم سے کم ہدی بکری ہے (کہ اوس سے کمتر درست نہین) اور ہدی اونٹ اور گاے اور بکری سے ہو سکتی ہے اور جو جانور قربانی کے لئے درست ہین وہ ہدی مین جائز ہین اور بکری ہر قسم مین درست ہے مگر جو طوافِ فرض (یعنے طوافِ رکن) ناپاکی مین کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھہرنیکے صحبت کی (توان صورتون مین بکری جائز نہین بدنہ لازم آتا ہے جو اونٹ اور گاے کا ہوتا ہے) اور ہدی نفل اور تمتع اور قران کا کہانا درست ہے (یعنے اگر صاحب ہدی چاہے تو اوس مین سے کہا وے) اور تمتع اور قران کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص ہے صرف (اُنہی روز ذبح کرے اور اُنکے سوا اور دم جب چاہے ذبح کرے) اور تمام اقسام ہدی کا ذبح کرنا حرم مین مخصوص ہے فقیر حرم پر مخصوص نہین (بلکہ غیر حرم کے فقیر و نکو بہی اُنکا دینا درست ہے) اور واجب نہین ہدی کا عرفات کو لیجانا اور ہدی کی جہول اور نکیل کو صدقہ کر دے اور قصائی کی مزدوری اُسمین سے نہ دے اور بدون سخت ضرورت کے اوسپر سوار نہو اور نہ اوسکا دودہ نکالے اور اوسکے تہنون پر ٹھنڈا پانی چہڑکدے (کہ دودہ نہ ٹپکے کنز مین جو نَقَاخ کا لفظ ہے دونون کے پیش اور قاف اور خاے معجمہ سے آب سرد کے معنون مین ہے) پس اگر ہدی واجب مرجاوے یا عیبدار ہو (یعنے اوسمین ایسا عیب ہو جاوے جو ہدی مین درست نہین) تو اوسکی جگہہ دوسری ہدی قائم کرے اور عیبدار اُسکی خود کی رہیگی (اوسکو جو چاہے کرے) اور اگر ہدی نفل کی ہو

اور صیبدار ہو جاوی تو اوسکو ذبح کر دیو اور اوسکے خون سوا اوسکے سم بہر دے اور ایک چھاپہ خون کا اُسکی گردن کیطرف لگا دیوے (جس سے معلوم ہو کہ ہدی ہو اور اوسکو کوئی غنی نہ کہا دیوے۔ اور) گلادہ صرف نفل کے بدنہ اور قران اور تمتع کے بدنہ کے گلے مین باندھا جاوے (یعنے اُنکے سوا اور دم مثل جزا کیے اور قصور کے دم کے گلے مین کلاوہ نہ باندہین) اور اگر لوگ ایسا کی گواہی دین کہ حاجی عرفات مین عرفہ سے ایک روز پہلے ٹھہرے ہین تو اونکی گواہی قبول کیجاویگی (یعنے دوسرے روز پہر عرفات پر ٹھہرنا چاہیئے) اور (اگر یہہ گواہی دین کہ) عرفہ سے (ایک روز بعد (ٹھہرے ہین تو) قبول نکیجاویگی (اور مراد گواہی سے ماہ ذوالحجہ کے چاند دیکھنے کی گواہی ہے اسطرح کہ عرفات پر ٹھہرنا عرفہ کے روز سے ایکدن پہلے یا پیچھے لازم آوے حاصل یہہ ہے کہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کی خطا کا تدارک ممکن ہے تب تو گواہی قبول کیجاویگی ورنہ مقبول نہوگی) اور اگر کوئی شخص اول جمرہ کو کنکرین مارنی گیارہوین تاریخ ترک کرے تو (اوسکی قضا مین چاہی) سب کو بترتیب کنکرین مارے خواہ صرف اول کو مارے (اور یہی حال ہے بارہوین اور تیرہوین تاریخ کا بخلاف روز اول کے یعنی دسوین کے کہ اوسمین سوای جمرہ عقبہ کے اور جمرات کو کنکرین نہین مارتے) اور جو شخص اپنے اوپر حج کو پیادہ واجب کرلے مثلاً نذر وغیرہ سے تو اوسکو چاہیئے کہ سوار نہو جبتک کہ طواف رکن نکرلے (اسلیئے کہ یہہ طواف فرض ہے اور حج کے ارکان اوسپر تمام ہوجاتے ہین بعد اس طواف کے اوسکو اختیار ہے چاہے سوار ہو یا پیادہ رہے) اور جو شخص کہ محرم لونڈی خریدے (اور اُس سے صحبت چاہے تو) چاہیئے کہ اسکو حلال کرلے پہر صحبت کرے (یعنے لونڈی کے احرام مین یہہ نچاہیئے کہ اُس سے صحبت

کری اور اپنی صحبت سے اسکو حلال کرے بلکہ پہلے اسکو حلال کرلے پہر صحبت کری
واللہ اعلم بالصواب ؈

کتاب النکاح

اسمین نکاح کا بیان ہی جاننا چاہیئے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتو نمین سے ہی مثل کہانے
اور پینے اور لباس اور رہنے کے مکان کے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ نکاح کرنا
میری سنت سے ہی جو شخص کہ میری سنت سے منہ پہیرے وہ میری امت مین سے (اور میرے
طریق پر) نہین) نکاح ایک معاملہ ہی کہ عورت سے فائدہ لینے کے لئے قصداً ہوا کرتا ہی
(یعنی اس معاملہ مین قصد اصلی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے ورنہ لونڈی کے خریدنے
مین بھی صحبت حلال ہو جاتی ہے مگر قصد اولی سے نہین ہوتی بلکہ اول ملک اس لونڈی
کی خود کی ہوتی ہے اسکی نسبت مین صحبت حلال ہو جاتی ہے) اور نکاح سنت ہی اور
جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو تو اس صورت مین نکاح واجب ہی (تاکہ زنا مین مبتلا ہونے سے
محفوظ رہی) اور نکاح (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے ہو جاتا ہی (مگر شرط
ہے کہ ایجاب اور قبول ایسے الفاظ سے ہون جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہون
(خواہ) دونو (زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہون) یا ایک (مثلاً مرد کہے کہ مین نے
تجہہ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ مین نے قبول کیا یہان دونو ماضی ہین یا عورت کہے
مجہہ سے بیاہ کرلے اور مرد کہے کہ مین نے تجہہ سے بیاہ کرلیا اسمین ایک لفظ ماضی ہے)
اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور ان لفظون سے درست ہوتا ہی جو اوسیوقت چیز
کے مالک کردینے کے لئے بنائے گئے ہین مثلاً ہبہ کے لفظ سے درست ہو جاویگا لیکن
اجارہ کے لفظ سے درست نہوگا اسلئے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے نہین بنا

بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو بنا ہی آور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہین
اسلئے کہ وصیت اوسیوقت چیز کی ملکیت کے لئے نہین ہے بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے
کو کہتی ہے) اور (شرط یہہ ہو کہ ایجاب قبول) دو آزاد مردون خواہ ایک آزاد مرد اور
دو آزاد عورتون کے سامنے ہوا ور وہ دونو عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اگرچہ
گناہگار ہون یا گالی دینے کے بدلے مین انکو مار شرعی پڑی ہو یا دونو اندہے ہون
یا دونو خاوند بیبی کی اولاد ہون۔ اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی ذمی عورت سے دو ذمیون
کے سامنے نکاح کرے (یعنے گواہ نکاح کے دو ذمی ہون) تو (یہہ نکاح) درست ہے
اور جس شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری صغیر لڑکی کا نکاح کر دو اور ایک مرد
کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تہا تو نکاح درست ہوگا اور اگر وہ موجود نہوگا تو
(نکاح) درست نہوگا (اسلئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑہنے والا
مانا جاویگا اور وہ مرد اجنبی اور ایک جسکو نکاح کر دینے کو کہا تہا دونو گواہ ٹہہرینگے
اور اگر باپ موجود نہوگا تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہیگا اور یہہ درست نہین)

فصل ان عورتون کے بیانمین جنسے نکاح کرنا حرام ہے — حرام ہے نکاح کرنا
مان سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہون (یعنے نانی ہو یا دادی یا نواسی ہو یا پوتی
ایکمرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی) اور (حرام ہے نکاح کرنا) اپنی بہن اور بہانجی اور بہتیجی اور
پہوپہی اور خالہ اور ساس اور اپنی بیبی کی لڑکی سے بشرطیکہ بیبی سے صحبت کر چکا ہو
(اور اگر صحبت نکی ہو تو نکاح اوسکی لڑکی سے درست ہے) اور اپنے باپ کی بیبی سے
اور اپنی بہو سے اگرچہ باپ اور بیٹا دور کا ہو (یعنے دادا ہو یا پوتا انکی بیبی سے
نکاح کرنا حرام ہے) اور یہہ سب رشتے دودہ کے ناتے سے بھی حرام ہین (جیسے

اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی
اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا (ناجائز ہے) اور درست ہے کتابیہ عورت (یعنے
یہودی خواہ نصرانی سے) نکاح کرنا اور صابیہ عورت سے (نکاح کرنا صابی ایک
فرقہ نصاریٰ کا ہے جو زبور پڑھتے ہیں اور بعضے ستارونکی تعظیم کرتے ہیں لیکن
انکی تعظیم عبادت کے طور پر نہیں کرتے تاکہ مشرک ہو جاویں) اور (درست ہے)
احرام والی عورت سے (نکاح کرنا) اگرچہ مرد بھی مُحرِم ہو اور دوسرے کی لونڈی
سے (نکاح کرنا) گو (وہ لونڈی) اہل کتاب (میں سے) ہو اور (درست ہی لونڈی
(کے نکاح) پر آزاد عورت سی نکاح کرنا نہ اسکا عکس (یعنے یہہ جائز نہیں کہ آزاد
عورت اگر نکاح مین ہو تو اوسپر لونڈی سی نکاح کرے) گو (یہہ لونڈی کا نکاح اُس
عورت آزاد کی عدت کے دنو نمین ہو (تاہم جائز نہوگا) اور نکاح کرنا صرف چار عورتو
آزاد کا خواہ چار لونڈیون کا درست ہے (یعنے چار عورتون کے سوا نکاح مین
جمع کرنا درست نہین خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈیان) اور غلام کو صرف دو عورتون
سے نکاح کرنا درست ہی (خواہ آزاد ہون یا لونڈیان) اور نکاح اوس عورت کا جسکو
زنا سے پیٹ ہو درست ہی نہ دوسری طرحکا پیٹ (یعنے جس عورت کا حمل زنا سے نہو
اُسکا نکاح درست نہین) اور جائز ہی نکاح اُسعورت کا جس سے صحبت ملک کی باعث
یا زنا کے طور کی ہو (یعنے بعد صحبت کے نکاح اُس سے درست ہی) اور (درست ہے
نکاح) اُس عورت کا جو حرام عورت کے ساتھ عقد مین آئی ہو (اسطرح کہ ایک عقد مین
دو عورتون سے نکاح کیا کہ ایک اُن دونو مین سے اوسپر حرام ہی تو دوسری کا نکاح
درست ہوگا) اور مہر جسقدر ٹھہرا یا ہو تمام وکمال اُس حلال عورت کا ہوگا (اُس حرام

عورت کو بیچہ نہ لیگا) اور باطل ہے نکاح متعہ اور میعادی (متعہ کیلئوت یہہ ہو کہ کسی
عورت سی کہے کہ مجہسی اسقدر روپیہ لیکر اتنے دنون کام کاؤن اور
یہہ معاملہ شروع اسلام مین مشروع تہا پہر منسوخ ہوگیا اور میعادی نکاح کیصورت
یہہ ہو کہ کسی عورت سی نکاح کی ساتہہ دن کے ساتہہ نکاح کرے اور کہے کہ مین نے
ایک مہینے کیلئے تجہہ سی نکاح کیا ہو اس نکاح کا حال ہی متعہ کا سا ہی) اور جائز
ہے مرد کو صحبت کرنی ایسی عورت سی جو یہہ دعوی کرتی ہو کہ تونے مجہسی نکاح کیا
ہے اور گواہونکی روسی اوسپر حکم نکاح کا کر دیا جاوے حالانکہ (واقع مین) نکاح نہوا
ہو (جیسے ایکعورت نے قاضی کے سامنے دعوی کیا کہ اس مرد نے مجہسی نکاح کیا
ہے اور اس دعوی پر گواہ گذرانے اور قاضی نے گواہی مانکر دونو مین حکم نکاح کا
کر دیا تو اسصورتمین اُس مرد کو اُس عورت سی صحبت کرنی جائز ہے گو واقع مین نکاح نہین
ہوا تہا اور گواہون نے جہوٹی گواہی دی ہتی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف
ہو وہ کہتے ہین کہ چونکہ حقیقت مین نکاح نہ تہا اسلئے صحبت درست نہین اور دلیل امام
اعظمؒ کی یہہ ہو کہ اگر پہلے نکاح نہ تہا تو اب ہوگیا یعنی قاضی کے حکم نے گویا نیا عقد
کر دیا لیکن یہہ عورت کا حلال ہو جانا اس امر پر مشروط ہو کہ کوئی اور سبب مانع نکاح کا
اُس مرد و عورت مین نہو مثلاً ایکدوسرے کے محرم نہون اور دودہ کا رشتہ نہو اور
روایت صحیح ہو کہ یہہ مقدمہ حضرت علیؓ کی خلافت مین واقع ہوا تہا کہ ایک شخص نے
ایکعورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جہوٹے گواہ گذرانے حضرت علی نے اُن
دونو مین نکاح کا حکم کر دیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچہہ چارہ نہین تو میرا
نکاح اس مرد سی کر دو اسلئے کہ واقع مین نکاح نہین ہوا آپنے فرمایا کہ انہین گواہون

نے تیرا نکاح کر دیا یعنی حاجت دوسرے نکاح کی نہین ۞

باب بیان مین ولیون اور کفوؤن (یعنے ہمسرن) کے جو عورت کہ آزاد اور عاقل اور بالغ ہو اوسکا نکاح بدون اجازت اوسکے ولی کے جائز ہے (اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہو کہ اونکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہین ہوتا اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ آیات قرآنی مین معاملات کی نسبت عورتون کیطرف بہت جگہہ ہی چنانچہ اس آیت مین فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ اور اس آیت مین فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مالک عقد کی ہوتی ہے) اور باکرہ عورت یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہین پونہچتا کہ زبردستی سی اوسکا نکاح کر دے (اس مسئلہ مین بھی امام شافعی رح کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم کی قول رسول اللہ صلعم کا ہی کہ کنواری سے اوسکے خود کی بابمین اجازت طلب کیجاوے اور اسکا چپ رہنا اجازت ہی اور اسکے موافق بہت سی قصون مین ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دار قطنی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی) پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چپ ہو رہی یا ہنس پڑی یا روئی کہ ولی نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ نکاح کو سنکر چپ ہو رہی تو یہہ اذن مین داخل ہے لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگے جو ولی نہو تو زبان سے اجازت دینی ضرور ہے جیسے اوس عورت کی اجازت جو کنواری نہو (یعنے اوسکا چپ رہنا یا ہنس دینا اجازت مین کافی نہین زبان سے کہنا معتبر ہے) اور جس عورت کی بکارت کودنے سی خواہ حیض سے خواہ زخم سے خواہ بہت دنون ٹہرنے سی خواہ زنا سے جاتی رہی ہو تو وہ (زبردستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنے مین مثل) کنواری (کے) ہے اور اگر عورت اور شوہر

چُپ رہنے مین مختلف ہون تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور ولی کو اختیار ہے چھوٹے
لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا (خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور ہے۔ اور ولی عصبہ
ہوتا ہے وراثت کی ترتیب پر (یعنے جو شخص ارث مین مقدم ہے وہ ولی نکاح ہونے
مین بھی مقدم ہے) اور اُن دونو کو بعد بالغ ہونیکے اختیار عقد کے توڑنے کا ہے
بشرطیکہ نکاح باپ دادہ کے سوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم (بھی واسطے
اِس عقد کے توڑنے کے) شرط ہے (یعنے نابالغ کو چاہیئے کہ بعد بالغ ہونیکے قاضی
کے یہان رجوع کرے تاکہ وہ اُس نکاح کو توڑ دے) اور صغیرہ کا اختیار جاتا
رہتا ہے جس صورت مین کہ حال نکاح کا اوسنے اپنے کنوارے پن مین جانا اور بعد
بالغ ہونیکے چپ ہو رہی اور صغیر کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سے نہین
جاتا جبتک راضی نہو جاوے گو رضامندی حال کی دلالت سے معلوم ہوتی ہو۔ اور اگر
اُن دونو مین سے نکاح کے ٹوٹنے سے پیشتر کوئی مرجاویگا تو دوسرا اوسکے ترکہ کی
وراثت پاویگا اور غلام اور نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونے کا حق نہین اور نہ مرد
کافر مسلمان عورت کا ولی ہوسکے۔ اور جس صورت مین کہ عورت کے کوئی عصبہ نہو تو
ولایت ماں کو ہے پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی (جنکا باپ ایک ہو) بہن کو پھر اخیافی (جنکی ماں ایک ہو) بھائی یا بہن کو
پھر ذوی الارحام کو (مثلاً نواسہ کو یا بھانجہ کو) اور اگر یہ بھی نہون تو حاکم کو حق
ولایت ہے (یعنے بادشاہ یا قاضی کو۔ اور) اگر ولی قریب موجود نہو بلکہ اتنے فاصلہ پر ہو
کہ وہان تک جانے مین نماز قصر سے پڑھی جاوے تو دور کے ولی کو اختیار نکاح کردینے
کا ہے اور اسکا نکاح کیا ہوا قریب تر کے ولی کے آنے سے جاتا نرہیگا (بلکہ بدستور
صحیح رہیگا) اور دیوانی عورت کا ولی اوسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہین ہوتا ÷ ÷ ÷

فصل جو عورت غیر کفو سے نکاح کرلے تو ولی خاوند بی بی کو جدا کردے
تھوڑے سے ولیون کا راضی ہونا ایسا ہی جیسا سبکا راضی ہونا اور اوسکے خاوند
سے مہر کا لینا یا اور ایسی طرح کی بات کرنی (مثلاً اوسکے جہیز کا سامان کردینا) رضا مندی
ہے چپ ہورہنا رضامندی نہین۔ اور ہمسری اور برابری نکاح مین نسب کی راہ سے
معتبر ہوتی ہے پس قریشی آپسمین ایکدوسرے کے کفو اور برابر ہین اور عرب کے لوگ سوای
قریش کے سب آپسمین کفو ہین اور (برابری کا اعتبار) آزادی اور مسلمان ہونے مین
(بھی چاہیئے) اور جسکا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اوس شخص کے ہے جسکی
پشت ہا پشت ایسی ہی ہون (یعنے جو شخص باپ اور دادے سے مسلمان اور آزاد ہے
وہ ایسے شخص کا کفو ہے جسکی بہت پشتین آزاد مسلمان ہون) اور (برابری کا اعتبار)
پرہیزگاری اور بدکاری اور توانگری اور پیشہ وری کی راہ سے (بھی چاہیئے جیسے
لوہار اور بڑہئی اور جولاہا اور گندہی اور چمار اور جاروب کش کہ انمین سے ہر ایک اپنے
ہم پیشہ کی برابر ہین) اور اگر عورت اپنے نکاح مین مہر مثل سے گہٹا دے تو ولی کو اختیار
ہے کہ نکاح کو توڑ دے یا مہر کو کامل کردے اور اگر کوئی شخص اپنے بچہ کا نکاح غیر کفو
سے کردے یا مہر بہت سا گہٹا کر باندھے تو نکاح درست ہی مگر سوا باپ اور دادے
کے اور کسیکو یہہ امر جائز نہین فصل چچا کے بیٹے کو اختیار ہی کہ اپنے چچا کی دختر
کا نکاح اپنے آپ سے کرلے اور (اگر عورت نے کسیکو) وکیل (اپنے نکاح کرنے
کا کیا ہو تو اوس) کو بھی اختیار ہے (کہ اوس) وکیل کرنے والیکو اپنے نکاح مین لے آوے
(اسلئے کہ یہہ دونو اگر اپنے سوا کسی دوسرے سے اون عورتون کا نکاح کردین تو جائز
ہوتا ہی اگر خود اپنی ذات سے کرلینگے تب بھی درست ہوگا) اور اگر غلام یا لونڈی بدون

اجازت آقا کے اپنا نکاح کرے تو یہہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسے
فضولی کا نکاح (کہ وہ بھی طرفین کی اجازت پر موقوف رہتاہے اگر وہ اجازت دین
تو درست ہو جاتا ہے ورنہ باطل نکاح مین فضولی اوسکو کہتے ہین کہ مرد وعورت کی اجازت
کے بدون خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالا بالا نکاح کر دے) اور نسبت عقد غائب
شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتا (یعنے اگر ایک طرف سے ایجاب ہوا اور دوسری
جانب وہان موجود نہین تو یہ ایجاب اُسکی حاضری پر موقوف نہ رہیگا بلکہ اوسکے آنے کے بعد
نئے سر سے ایجاب کرنا چاہیئے پہلا ایجاب جو ہوا تھا بیکار گیا) اور اگر کسی شخص نے
دوسرے کو وکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایک عورت سے کر دے اور وہ دو عورتون سے اُسکا
عقد کر دے تو وہ شخص اوسکے حکم کا خلاف کرنے والا ہوگا (یعنے اُسکا عقد کرنا اُسی
اجازت پر موقوف رہیگا) اور اگر لونڈی سے اوسکا عقد کر دیگا تو (پہلی ہی اجازت
سے) جائز ہوگا ؛

باب مہر کے بیان مین — نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہی اور مہر کم سے کم دس
درم ہے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز کہ کسی کارآمد شے کی قیمت ہوسکے خواہ
تھوڑی ہو یا بہت وہ مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ
صلعم کا ہے کہ مہر دس درم سے کمتر نہین روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی ایسا ہی ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے)
پس اگر مہر دس درم ٹھہرایا یا اُس سے کم تو صحبت کرنے سے خواہ میان بیبی مین سے
ایک کے مرجانے سے دس درم واجب ہو جاتے ہین اور قبل صحبت کے طلاق دینے
سے مہر مذکور آدھا رہجاتا ہی — اور اگر مہر معین نکیا ہو یا یہہ کہا ہو کہ مہر نہ دیگا تو (ان

صور تو نہین) عورت کو مہر مثل (یعنے اُس جیسی عورت کا مہر) بشرط صحبت یا مرجانے
خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاوند اوسکو چھوڑ دیوے تو جوڑا ملیگا اور اُسمین
تین کپڑے ہین پیراہن اور دامنی اور چادر اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھہری ہو
یا مہر پر بڑہائی گئی ہو اوسکو نصف نکرین (یعنے اگر صحبت سے پیشتر طلاق دین تو اصل
مہر کا نصف دلا دین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اوسکو نصف نکرین) اور جائز ہے عورت کا
اپنے مہر کو گھٹا دینا (یعنے اگر مہر زیادہ بندہا ہو اور عورت کہے کہ مین اسقدر کم
کئے دیتی ہون تو جائز ہے) اور عورت سے خلوت کرنی [مبتدا ۱۲] بدون مرض کے (کہ خود
مریض ہو نہ عورت) اور بدون حیض اور بدون اپنے اور اوسکے احرام کے اور بدون
روزہ فرض کے صحبت کرنیکے [خبر ۱۲] حکم مین ہے اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا خصیہ نکالا ہوا ہو
(کہ ان سبکا عورت کے ساتھ علیحدہ ہونا اسی طرح کہ بقدر شرعی صحبت کے کرنیکا
موجود نہو خلوت صحیحہ ہوتی ہے) اور عورت کو ان سب صور تو نمین (بعد طلاق
کے یا خاوند کے مرنیکے احتیاطاً) عدت واجب ہے (اگرچہ واقع مین صحبت کا ہونا
ان شخصون سے محال ہے) اور مستحب ہے جوڑا دینا سواے مفوضہ کے ہر ایک طلاق والی
عورت کو (خواہ اُس سے صحبت کی ہو یا نہین اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کے طلاق
دی ہو تو اوسکو جوڑا دینا واجب ہے اور مفوضہ وہ عورت ہے جسکا نکاح بدون ذکر
مہر کے ہوا ہو) اور نکاح شغار مین مہر مثل واجب ہے (اور شغار اُس نکاح کو کہتے
ہین کہ ایک شخص اپنی لڑکی خواہ بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اِس شرط سے کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی خواہ بہن
کا اول شخص سے بیاہ دے اور سواے اِس شرط کے اور مہر کچھ نہ ٹھہرے پس اس صورت مین یہ شرط لغو ہوگی اور مہر مثل
لازم آویگا) اور اگر نکاح اِس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد منکوحہ کی خدمت بجا لاویگا او س کو قرآن

پڑہا دیگا تو ان دونو صورتون مین بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے (نہ خدمت اور قرآن کا پڑہانا) ان اگر شوہر غلام ہو (اور شرط خدمت کرے) تو البتہ (اسصورتین) عورتکو (بجای مہر مثل کے) شوہر سے خدمت لینی لازم ہوگی اور اگر کسی عورت کا مہر ہزار تہا اور خاوند سے ہزار مہر کی بابت لیکر اوسکو ہبہ کردی پہر اُس عورت کو صحبت سے پہلے طلاق ہوگئی تو خاوند آدہا مہر یعنی پانسو عورت سے اور لے (اسواسطیکہ ہزار جو مہر کے واجب تہی وہ اوسنے دیدی تہی مگر پہلے صحبت کے طلاق دیدینی سے اوسکے ذمہ صرف پانسو ہی لازم ہوئے تہے اسلیئے پانسو عورت سے ہٹا لیوے اور وہ جو ہزار لیچکا ہے وہ ہبہ کے تہے مہر سے اُنکو کچہہ علاقہ نہین) پہر اگر ایسی صورت ہوکہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور ہزار خاوند کو ہبہ کرے یا جو اسباب کہ مہر مین تہا اوسکو قبضہ کرنے سے پہلے یا پیچہے خاوند کو ہبہ کردے اور پہر صحبت سے پہلے طلاق دیجاوے تو اس صورتین خاوند اُس سے کچہہ نہ پہیرے (اسلیئے کہ اسصورتین عورت کے پاس کچہہ زائد نہین پہونچا ہے کہ خاوند اُس سے واپس کرے اور صورت مہر کے اسباب کو قبضہ سے پہلے ہبہ کرنیکی یہہ ہے کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے ادا کرنے کو ٹہرائی تہی عورت نے وہ چیز مول لیکر خاوند کو ہبہ کردی) اور اگر کسی عورت سے اِس شرط سے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے وطن سے باہر نہ لیجاویگا یا اوسپر دوسرا نکاح نکریگا اور ہزار مہر کے ٹہرائے یا یہہ شرط کی کہ اگر اوسکو اوسکے وطن مین رکہونگا تو ہزار دونگا اور وطن سے باہر لیجاونگا تو دو ہزار دونگا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اوسکے وطن ہی مین رہا تب تو اُسکو ہزار دینے پڑینگے اور اگر (شرط) پوری نکی (اور اوسکے وطن مین اوسکے ساتہ نہ ٹہرا) تو اوسکو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر دو عورت کا نکاح مین دو غلامون سے ایک کو

کہا (معین نکیا کہ کونسا ہی اور اُن دونو غلاموں کی قیمت مختلف ہی) تو (اسصورتمین)
مہر مثل (کو) حکم کیا جاویگا (یعنے مہر مثل جس غلام کی قیمت کے موافق ہوگا وہی
غلام مہر مین رہیگا) اور اگر نکاح کیا کسی گہوڑے یا گدھی کی عوض (یعنے گہوڑا اور گدہا
معین نکیا) تو بیچ کی جنس ویسی واجب ہوگی (یعنے نہ بہت اچھا نہ بہت بڑا دینا پڑیگا)
خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی اور اگر مہر ایک تہان کپڑے کا مقرر کیا یا شراب
یا سؤر (کو ٹھہرایا) یا کہا کہ اس سرکہ پر (نکاح کرتا ہون) اور وہ شراب تہی یا (کہا کہ)
اِس غلام خاص پر اور وہ آزاد تہا تو (ان سب صورتونمین) مہر مثل واجب ہی۔ اور
اگر دو غلامون معین کو مہر ٹھہرایا اور (اُنمین سے) ایک آزاد نکلا تو مہر (صرف وہی
غلام (باقیماندہ) ہوگا اور نکاح فاسد مین مہر مثل صرف صحبت سے واجب ہوتا ہے
اور وہ بھی (جسقدر خاوند بیبی نے) مقرر (کیا تہا اُس) مقدار سے زائد دینا نچاہیے
اور نکاح فاسد سے بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے (یعنے ولد الزنا نہ کہلاویگا) اور عدت
بھی (عورت پر لازم ہوتی ہے) اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہے
جب دونو (عورتین) عمر (مین) اور خوبصورتی (مین) اور مال اور شہر اور زمانہ اور عقل
اور دینداری اور کنواری ہونے مین برابر ہون اور اگر (اسطرحکی عورت یعنے ہمصر ہون باپ کی قوم مین
نپائی جاوے تو اجنبی عورت کا (جو اُسکی برابر اِن چیزون مین ہو مہر معتبر ہوگا) اور اگر
عورت کا ولی (خاوند کیطرف سے) مہر کا ضامن ہوجاوے تو درست ہی اور عورت کو
(اسصورتمین) اختیار ہی چاہے مہر کا مطالبہ اپنے ولی (ذمہ دار) سے کرے خواہ خاوند سے
(مانگے) اور عورتکو پہنچتا ہی کہ اپنی مہر کے لینے کیواسطے مرد کو صحبت کرنے سے اور دوسرے
شہر مین لیجانے سے روکے گو (اول اُس سے) صحبت کر چکا ہو اور اگر عورت و مرد مہر کی

مقدار مختلف بیان کرین تو مہر مثل کو حکم کیا جاویگا (جسکے بیان سی مہر مثل ملتا ہوگا
وہی معتبر ہوگا) اوراگر پہلے صحبت سی طلاق دیدی ہو (اور مہر مین اختلاف واقع ہو) تو
(اس صورتین) جوڑی کو حکم کیا جاویگا اوراگر اصل مہر مین تکرار ہو (کہ ایک کہی کہ مہر کچہہ
ٹھہرا ہے اور دوسرا کہے کہ کچہہ نہین ٹھہرا) تو مہر مثل واجب ہوتا ہی گو دونو خاوند بیبی
مرجاوین اوراگر (خاوند بیبی کے) وارث (بعد اُن دونوکے مرجانیکے) مقدار مہر مین
اختلاف کرین تو مرد کے وارثون کا قول معتبر ہوگا (عورت کے وارثونکا نہوگا) اور جو
شخص اپنی بیبی کو کچہہ بہیجے پہر وہ عورت دعوی کرے کہ وہ چیز ہدیہ تہی اور مرد کہی
کہ وہ مہر مین تہی تو (اس صورتین) قول مرد کا معتبر ہوگا اُن چیزونمین جو کہانے کی
جنس سی نہون (یعنی کہانے کی چیزونکو مہر مین سے تصور نکرینگے گو مرد بیان کرے
کہ مین نے مہر کی نیت سے بہیجی تہی اسلئے کہ ظاہر حال سے وہ جہوٹا معلوم ہوتا ہے)
اوراگر کوئی جزیہ دینے والا مرد جزیہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مُردار
جانور کے عوض مین خواہ بدون مہر کے اور یہہ امر اونکے یہان جائز ہو پہر اُس سے
صحبت کیجاوی یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوی یا خاوند مرجاوے تو اس عورت کا مہر
کچہہ نملیگا اور یہی حال حربی عورتون کا ہے کفرستان مین (کہ ان صورتونمین اونکو مہر
نملیگا یعنی اگر وہ عورتین قاضی کے یہان نالش کرینگی تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم
ندیگا) اوراگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سی معین شراب کے عوض یا معین سُور کے
عوض مین نکاح کرے پہر وہ دونو مسلمان ہوجاوین یا ایک (اُنمین سے مسلمان ہوجاوے)
تو عورت کو وہی شراب اور سُور ملینگے اوراگر شراب اور سُور کو معین نکرے تو شراب
کی قیمت ملیگی اور سُور کی صورتین مہر مثل دلایا جاویگا +

باب غلام کے نکاح کے بیانمین ۔ غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور خاوندی اولاد والی لونڈی کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین پس اگر کوئی غلام آقا کی اجازت سے نکاح کرے تو مہر مین بیچڈالا جاویگا اور مدبر اور مکاتب (یعنے جو آقا کے مرنیکے بعد یا کسیقدر مال پر آزاد ہو تو یہہ دونو مہر مین بیچی نجاوینگی (بلکہ) کماکر مہر ادا کرینگے ۔ اور (اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اوسنے غلام سے کہا کہ اُس عورت کو طلاق رجعی دیدے تو (یہہ) لفظ اجازت (نکاح کی متصور) ہوگا (اسلئے کہ طلاق رجعی وہی ہے جسمین پہر عورت سے رجوع کرنا درست ہو) اور (اگر اوسنے یہہ کہا کہ اُس عورت کو) طلاق دیدے یا الگ کردے (تو ان الفاظ سے نکاح کی) اجازت نہوگی ۔ اور اجازت نکاح فاسد کو بھی شامل ہے (یعنے آقا نے اگر اجازت دی اور غلام نے نکاح فاسد کیا تو یہہ نکاح بھی آقا کی اجازت سے شمار ہوگا) اور اگر مالک نے اپنے کسی غلام کا نکاح کسی عورت سے کر دیا اور اُس غلام کو تجارت کی اجازت دی تھی تو یہہ نکاح جائز ہوگا اور عورت اپنے مہر کے باب مین اور قرضخواہونکی شریک ہوگی (یعنے غلام پر اگر لوگونکا تجارت مین قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی منجملہ اُن قرضون کے متصور ہوگا) اور جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کردے تو اوسکے ذمہ یہہ لازم نہین کہ اوسکے لئے کوئی جگہہ بھی علیحدہ سونے کی مقرر کردے بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت کرے اور خاوند کو جب موقع ملے اُس سے ہم بستر ہو اور آقا کو اپنے غلام اور لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہے (یعنے اونکا دل چاہے یا نچاہے آقا کو اختیار ہے کہ نکاح کر دے) اور آقا اگر اپنی لونڈی کو شوہر کی صحبت سے پہلے مار ڈالے تو اُسکا مہر ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر آزاد عورت اپنے آپ کو صحبت سے پہلے

مار ڈالے تو اُسکا مہر بجا دیگا (اوسکے وارث تو نکو مہر کا دعوی پہنچتا ہے) اور عزل کے باب مین اجازت آقا کی چاہیے (لونڈی کا قول معتبر نہین عزل اوسکو کہتے ہین صحبت کیوقت انزال سے پیشتر ذکر نکال لے تاکہ نطفہ باہر گر ہو اور حمل نرہی اور یہہ حرکت کراہت کے ساتھہ درست ہی) اور اگر کوئی لونڈی یا مکاتبہ (نکاح کے بعد) آزاد ہو جاوے تو اُنکو (نکاحکے باقی رکھنے اور توڑ دینے کا) اختیار دیا جائیگا اگرچہ اونکا شوہر آزاد ہو (اسمین امام شافعی کا خلاف ہی اور جس صورتمین کہ انکا شوہر غلام ہو تو اُنکو بالاتفاق اختیار ہے) اور اگر لونڈی بدون اجازت (آقاکے) نکاح کرے اور پہر آزاد کیجاوی تو اُسکا نکاح (کہ موقوف تہا اب) بدون اختیار کے جاری ہو جائیگا پہر اگر اوسکا شوہر (اوسکے آزاد ہونے سی پیشتر (اُس سے) صحبت کری تب تو مہر آقا کو ملیگا اور اگر بعد آزاد ہونے کے صحبت کرے تو مہر لونڈی کا ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے بیٹی کی لونڈی سے صحبت کری اور اُس سی بچہ پیدا ہوا اور وہ اُسکا دعوی کرے (کہ میرا ہے) تو اُس بچہ کا نسب باپ سی ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اُسکی حرم ہو جاویگی اور اوسکی قیمت (اپنے بیٹے لونڈی کے مالک کو) دینی پڑیگی صحبت کا تاوان اور بچہ کی قیمت دینی ہوگی اور اگر باپ نہو (اور دادا یہی بات کرے) تو دادی کا حکم بھی باپ ہی کا سا ہے اور اگر بیٹا اپنی لونڈی کا نکاح باپ سی کر دی اور اُس سے اولاد ہو تو وہ لونڈی باپ کی حرم نہو گی (بلکہ اُسکی منکوحہ ہی) اور (اس صورتمین) باپ پر اُسکی قیمت نہ واجب ہو گی بلکہ مہر واجب ہوگا اور اوسکی اولاد آزاد ہو گی (اسلیے کہ لونڈی کی اولاد کا مالک اُسکا آقا ہوا کرتا ہی اور اس صورت مین آقا اولاد کا حقیقی بھائی ہی اسی جہت سی وہ بہائی پر آزاد ہو گی) جو آزاد عورت کہ (غلام کے نکاح

مین ہو وہ اگر اپنے شوہر کے آقا سے کہے کہ اسکو میری طرف سے ہزار روپیہ کے عوض آزاد کر دو
اور وہ ویسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہو جاویگا (اسلئے کہ اس کلام سے گویا اس عورت
نے شوہر کو اپنے واسطے خرید لیا اور وہ اسکی مالک ہو جاتی ہے اور پھر وہ آزاد ہوتا ہے اور عورت کو اپنے شوہر کا
مالک ہونا نکاح کا مفسد ہے) اور اگر ہزار کے عوض نہ کہے تو (البتہ) نکاح فاسد نہوگا
(اسلئے کہ عورت شوہر کی مالک نہیں ہوئی) اور اسصورت مین غلام کی ولا آقا کو پہنچیگی (نہ
اس عورت کو کیونکہ آزاد کرنیوالا وہی ہے اور پہلی صورت مین ولا عورت کو پہنچیگی کہ وہ
آزاد کرنیوالی ہے اور آقا صرف وکیل ہے ولا اس مال کو کہتے ہین کہ مرنے کے بعد
اگر میت کا کوئی وارث قرابت دار نہو تو اسکے آزاد کرنیوالے کو وہ ترکہ پہونچے)

باب کافر کے نکاح کے بیان مین ۔ اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدون گواہون کے
نکاح کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کافر کی عدت مین تھی اور یہہ امر
انکے دین مین درست ہو تو اب اگر وہ دونون مسلمان ہو جاوینگے تو انکا وہی پہلا
نکاح قائم رکھا جاویگا لیکن اگر عورت اس مرد کی محرم ہوگی (مثلاً بہن یا بیٹی وغیرہ)
تو (اسصورت مین) ان دونو کو جدا کر دیا جاویگا (اگرچہ انکے دین مین درست ہو) اور
جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہو گئی ہون (یعنے دین اسلام سے پھر گئے ہون) وہ
کسی سے نکاح نکرین (یعنے نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے اسلئے کہ مرتد کا نکاح
جائز نہین) اور لڑکا ماں باپ مین سے دین مین بہتر کا تابع ہوتا ہے (یعنی اگر شوہر
مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب مین سے تو انکی اولاد کو مسلمان تصور کرینگے) اور آتش
پرست بنسبت یہودیون اور نصرانیون کے برا ہے (اس سے یہہ نکلا کہ جو اولاد اہل کتاب
مرد اور آتش پرست عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی) اور اگر میان بیبی مین ایک

مسلمان ہو جاوے تو دوسرے کو مسلمان ہونے کو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہو جاوے
تو بہتر ہے (نکاح باقی رہیگا) ورنہ دونو کو جدا کر دیا جاوے اور (اگر مرد (مسلمان
ہونے سے انکار کریگا تو اُس) کا انکار طلاق متصور ہوگا لیکن عورت کا انکار طلاق نہوگا
(بلکہ صرف جدا ہونا ہوگا) اور اگر دونو مین سے ایک دارالحرب مین مسلمان ہو تو عورت نکاح
سے جدا نہوگی جبتک کہ تین بار حیض سے نہولے اور اگر کتاب والی عورت کا شوہر
مسلمان ہو جاوے تو دونو کا نکاح باقی رہیگا (اسلئے کہ مسلمان کو کتابی عورت کا
نکاح جائز ہے) اور دو ملکون کا علیحدہ ہونا جدائی کا سبب ہے نہ قید مین آنا (یعنے
اگر مرد و عورت مین سے ایک مسلمان ہو کر کفرستان سے دارالاسلام مین چلا آوے
تو جدائی ہو جاویگی اور اگر کسیکو اُنہین سے قید کر کے اُسی ملک مین رکہین تو جدائی نہوگی
جبتک کہ اوسکو دارالاسلام مین نلاوین) اور جو عورت کہ دارالحرب سے ہجرت کر کے
دارالاسلام کو چلی آوے اور اُسکو حمل نہو وہ بیدون عدت مین بیٹھنے کے نکاح کر لے (حاملہ
جو عبارت کنز مین ہے اوسکے معنی جو عورت حاملہ نہو) اور دونو مین سے کسیکا مرتد ہو جانا
اوسیوقت نکاح کا توڑنا ہے پس جس عورت سے صحبت کی ہو اُسکا تمام مہر لازم ہوگا اور
جس سے صحبت نکی ہو اُسکو نصف مہر دینا پڑیگا (یعنے جس صورتمین کہ مرد مرتد ہو جاوے اور
اگر عورت مرتد ہو تو اوسکو مہر نملیگا) اور مسلمان ہونے سے انکار کر دینا مرتد ہونیکے حکم مین
ہے (یعنے جب دونو مین سے ایک مسلمان ہو جاوے اور دوسرے کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے
اور وہ انکار کرے اور اس انکار سے دونو مین جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے
اور نہونے مین اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہے جو اوپر مذکور ہوا) اور اگر دونو
اکٹھے مرتد ہو جاوین اور ساتھہ ہی مسلمان ہون تو عورت و مرد مین جدائی نہوگی لیکن اگر

آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہو جاویگی*

باب عورتوں کی نوبت کے بیان میں۔ نوبت کے باب میں کنواری اور بیاہی برابر ہی اور نئی اور پرانی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی باری لونڈی کی نسبت دونی ہے (اگر ایک روز منکوحہ لونڈی کی باری کا ہو تو دو روز آزاد منکوحہ کے مقرر کرے۔ اور مرد کو اختیار ہی کہ جس بیبی کے ساتھہ چاہی سفر کرے (اوسمین باری کی رعایت نہین مگر) قرعہ ڈالنا مستحب ہی (جسکے نام قرعہ نکلے اسیکو ساتھہ لیجاوے) اور عورت کو اختیار ہی کہ اگر اپنی باری دوسری عورت کو بخشدے اور پھر اُس سے لیلے (واللہ اعلم)

کتاب الرضاع

اِسمین دودہ پینے کا بیان ہی۔ دودہ پینا اسکو کہتے ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص وقت مین کسی عورت کی چھاتی سے دودہ پیوے اور اوسکے باعث اگرچہ ۳۰ مہینے کے اندر کم ہی پیا ہو وہ رشتے حرام ہو جاتے ہین جو قرابت نسب سے تھے مگر دودہ کی بھن کی ماں اور اوسکے بیٹے کی بہن (کہ نسبت مین حرام تھی اور دودہ مین حرام نہین ہین اِسلئے کہ نسبی بہن کی ماں یا اپنی حقیقی ماں ہوگی یا باپ کی بیبی ہوگی جو دونو حرام ہین اور نسبی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اُس زوجہ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت کر چکا ہی اور یہہ دونو بھی حرام ہین بخلاف دودہ کے کہ اوسمین یہہ رشتے حلال ہین واضح ہو کہ امام شافعی کے نزدیک دودہ پینے سے حُرمت کی شرط یہہ ہی کہ پانچ بار دودہ پیوے اور امام اعظم کے نزدیک ایکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہی اور انکی دلیل قول اللہ تعالی کا ہی کہ اسمین مطلق

بابُ نوبت
مسئلہ نوبت زوجات
شادی کی اول بیاہی بیوی برابر
اسکی وارثوں کو
باری کا دینا
کتاب الرضاع
مسئلہ حرمت رضاعی
دودہ کی بہن کی ماں
اور بیٹے کی بہن
مسئلہ دودہ پلانا

دودھ پلانا ارشاد ہوا یا پانچ بار کی قید نہیں اور قول آنحضرت صلعم کا ہی کہ دودھ پینے
سے وہ رشتے حرام ہین جو نسب سے ہین اسمین کچھ شرط گنتی اور تھوڑا اور بہت کی نہین اور
اسیطرح حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی اور نیز امام شافعی کے نزدیک
دودھ پینے کی مدت دو برس ہی یعنی اسیکے اندر پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور
امام اعظمؒ کے نزدیک ۳۰ مہینے ہین اور انکی دلیل یہہ آیت ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ
ثَلَاثُونَ شَهْرًا ظاہرا اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ حمل اور دودھ چھوڑانیکی ہر ایک کی
مدت ۳۰ مہینے ہین لیکن چونکہ حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہین ہوتی تو دودھ چھڑانے
کو ۳۰ مہینے قائم رکھا اور اگر یہہ بھی مان لیا جاوے کہ مدت اس آیت مین ذکر ہی وہ
دونو چیزونکے مجموعہ کے لئے ہی تو جس صورتمین کہ حمل کی کمتر مدت چھہ مہینے اختیار کیگئی
ہی تو دو برس بھی کمتر مدت دودھ کی ہوگی) اور دودھ پلانیوالیکا وہ خاوند جس سے
اوسکے دودھ پیدا ہوا ہی وہ شیرخوار بچہ کا باپ ہوگا اور اوسکا بیٹا اوس بچہ کا بھائی
اور اوسکی بیٹی بچہ کی بہن اور اوسکا بھائی بچہ کا چچا اور اوسکی بہن اوسکی پھوپھی ہوگی
- اور اپنے بھائی کی دودھ کی بہن اور نسبی بہن حلال ہوسکتی ہین (دودھ کیصورت
تو ظاہر ہے مگر نسب کیصورت یہہ ہی کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو بیبیون سے ہون اور
اون بیبیونمین سے ایک کے ایک لڑکی بھی ہو دوسرے خاوند سے تو یہہ لڑکی دوسری بیبی کے
لڑکے کو حلال ہوگی اسلئے کہ ان دونومین کوئی قرابت نہین مگر اوسی بیبی کے لڑکے کو
حلال نہین اسلئے کہ وہ اخیافی بہن اوسکی ہے) اور دو شیرخوار جنہون نے ایک چھاتی
سے دودھ پیا ہو انمین حلت نہین (یعنے ان دونوںکا نکاح نہین ہوسکتا اسلئے کہ وہ
دونو بہن بھائی ہین) اور نہ کوئی دودھ پینے والی اپنے دودھ پلانے والی کے لڑکے

یا پوتے کو حلال ہو سکتی ہے (جاننا چاہیے کہ یہ مسئلہ پہلی عبارت سے بھی سمجھ مین آتا
ہے لیکن مصنف نے تاکید اور تصریح کے لئے جو اس باب مین مناسب ہے اسکو دوبارہ بیان
کیا اور دودھ کے مسائل کی جامع یہ بیت مشہور ہے ؎ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند
وز جانب شیرخوار زوجان و فروع * یعنی دودھ پینے والیکے اصول مثل باپ دادا کے
اور انکی اولاد یعنی شیرخوار کے بھائی اور چچا یہ لوگ دودھ پلانیوالی اور اوسکی بیٹی پوتی
پر حرام نہین ہوتے) اور جو دودھ کہ بچہ کو کھانے مین ملاکر دیا جاوے خواہ دودھ غالب ہو
یا کھانا وہ حرام نہین کرتا (اسلئے کہ حکم کھانیکا ہے نہ دودھ کا) ہان اگر دودھ کو پانی مین
یا دوا مین یا بکری کے دودھ مین یا دوسری عورت کے دودھ مین ملاکر دیا تو ان
صورتون مین اگر دودھ غالب ہوگا تب تو حرمت ہوگی (اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی تو
وہی کہلاویگی اور حرمت اوس سے متعلق نہوگی مگر دو عورتون کے دودھ کیصورتمین ایک
کی حرمت ضرور ہوگی جسکا کہ دودھ غالب ہوگا) اور کنواری عورت کے اگر دودھ اوترآوے
اور مری ہوئی عورت کا دودھ دونو حرام کرنیوالے ہین لیکن اگر دودھ کا حقنہ بچہ کو کیا
جاوے (یعنے پاخانہ کی راہ سے دودھ اندر پونہچایا جاوے) یا مرد کے دودھ اوترآوے
یا بکری کا دودھ دو بچے پیوین تو (ان صورتونمین حرمت) نہوگی اور اگر کوئی عورت اپنی
دودھ پیتی سوت کو دودھ پلاوے تو یہ دونو مرد پر حرام ہو جاتی ہین (اسلئے کہ ان
بیٹی کا نکاح مین رکھنا حرام ہے اور اسصورتمین بڑی کو مہر ملیگا اگر اس سے شوہر نے صحبت
کی ہو اور چھوٹی کو نصف مہر دیوے اور یہ آدھا مہر بڑی سے لیوے اگر اوسنے جان بوجھکر
نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچھ نہ لے اور) جن گواہی سے مال ثابت ہوتا ہے اوسی سے دودھ کا
پینا بھی ثابت ہوتا ہے (یعنے دو مردون خواہ ایکمرد دو عورتون کی گواہی سے دودھ

کا پیتا ثابت ہو جاتا ہے ؎

کتاب الطلاق

اِسمین عورت کو چھوڑ دینے کا بیان ہو (واضح ہو کہ سب مباح چیزون مین سے زیادہ بُری طلاق ہے اِسلئے کہ اوسمین نکاح کا دور کرنا ہی جو سُنت یا واجب ہی لیکن جب بعد نکاح کے ناموافقت ہو تو جدائی کے سوا کوئی علاج نہین اِسواسطے شریعت نے اُسکو درست کیا ہے) جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اوسکے دور کرنے کو طلاق کہتے ہین (پہر طلاق کی تین قسمین ہین ایک یہہ کہ) عورت کو ایسے طُہر مین جسمین صحبت نکی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اس (طرحکی طلاق کو) احسن کہتے ہین (دوسرے یہہ کہ) تین طہرون مین تین طلاق دے اسکو حسن اور سُنی کہتے ہین (یعنے انکا ثابت ہونا سنت سے ثابت ہوا تیسرے یہہ کہ) تین طلاقین ایک طہر مین یا ایک لفظ مین دے (مثلاً یہہ کہے کہ مین نے تجکو تین طلاقین دین) اسکو بدعی کہتے ہین (یعنے منسوب بدعت کیطرف ہی) اور جس عورت سے صحبت نہوئی ہو اُسکو طلاق سُنی حالت حیض مین بھی ہو سکتی ہے (یعنے اُسکے حق مین حیض حکم طہر کا رکھتا ہے طلاق کے بابمین) اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اوسکی طلاق کو مہینون پر منقسم کرنا چاہیے (یعنے اگر ایسی عورت کو طلاق سُنی دیکا دے تو ہر طہر کی عوض مین ایک مہینا ہوگا) اور صحبت کے بعد اُنکو طلاق دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کرلی ہو اُسکو حالت حیض مین طلاق دینی بدعت ہی پس (ایسی طلاق کے بعد) عورت سے رجعت کرلے اور دوسرے طہر مین اُسکو طلاق دے — اگر اپنی صحبت کی ہوئی سے کہا کہ تجکو تین طلاق ہین بطور سنت کے تو ہر طہر مین ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نیت کرلے کہ تینون طلاقین اُسی ساعت مین پڑ جاوین یا

ہر نشہ میں ایک ایک پڑے تو واقع ہے اور طلاق ایسے شوہر کی پڑا کرتی ہے جو عاقل اور بالغ ہو گو اُس سے کسی نے زبردستی طلاق دلوائی ہو اور مست کی طلاق اور گونگے کی طلاق اشارہ سے اور غلام کی (بھی) واقع ہوتی ہے مگر لڑکے کی اور دیوانہ کی اور سوتے ہوئے شخص کی اور آقا کی طلاق جو اپنے غلام کی منکوحہ کو دے نہیں پڑتی اور طلاق (کی گنتی) کا اعتبار عورتوں سے ہے اور وہ آزاد عورت کے حق میں تین ہیں (گو شوہر آزاد ہو یا غلام) اور لونڈی کے حق میں دو ہیں (اگرچہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو)

باب صریح طلاق کے بیان میں (صریح طلاق کے یہ الفاظ ہیں کہ) تو طلاق والی ہے یا طلاق دی ہوئی ہے یا میں نے تجھکو طلاق دی اور ان (الفاظ) سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اگرچہ نیت زیادہ کی کرے یا بائن کرنے کی یا کچھ نیت نکرے اور اگر (یہ الفاظ) کہے انت الطلاق و انت طالق الطلاق و انت طالق طلاقاً تو (ان لفظوں سے) ایک طلاق رجعی پڑیگی بشرطیکہ نیت کچھ نہو یا نیت ایک طلاق کی خواہ دو کی کرے لیکن اگر نیت تین طلاقوں کی کریگا تو تین پڑ جاوینگی اور اگر طلاق کو تمام عورت کیطرف منسوب کیا یا ایسی چیز کیطرف جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے مثلاً گردن اور گلا اور روح اور بدن اور جسم اور شرمگاہ اور سر اور چہرہ یا اوسکے حصہ غیر معین کیطرف منسوب کیا جیسے آدھا اور تہائی ہے تو ان صورتوں میں طلاق پڑ جاویگی (اور) اگر ہاتھ اور پانو اور انگلی اور مقام پاخانہ کیطرف نسبت کیا (مثلاً کہا کہ تیری انگلی پر طلاق ہے) تو (طلاق) نہ پڑیگی (اسلیئے کہ ان اعضا سے تمام بدنکو تعبیر نہیں کرتے) اور (اگر کہے کہ آدھی طلاق ہے) یا تہائی طلاق (ہے تو) پوری طلاق ہوگی اور دو طلاق کے تین نصف کہے تو تین طلاقیں ہونگی اور (اگر یوں کہے کہ) ایک طلاق سے لیکر دو تک یا

(کہے کہ ہو بیچ) ایک طلاق سے دو تک درمیان میں (ہے تو) ایک طلاق پڑیگی اور
(ایک سے) تین تک (خواہ ایک سے تین تک کے درمیان کہنے سے) دو طلاقیں ہوتی
ہیں اور (اگر کہے) ایک در دو (تو) ایک طلاق ہوگی اگر کچھ نیت نکرے یا نیت ضرب کی
کرے اور اگر (ان لفظوں سے) ایک اور دو مراد لے تو (ایسے ہی تین) تین پڑیگی (جاننا
چاہیئے کہ ضرب کے معنی فقہا کے نزدیک یہہ ہیں کہ مضروب کے اجزا بقدر مضروب فیہ
کے زیادہ ہو جاویں پس ایک کی ضرب تین میں یہہ ہے کہ ایک کے تین جز ہو گئے یہہ معنی نہیں کہ
ایک کو تین بار حساب کریں جیسا حساب میں ہوتا ہے) اور دو در دو (کہنے میں) دو طلاقیں ہونگی
گو ضرب کی نیت کرے۔ اور (اگر یوں کہے کہ) یہاں سے شام تک یا (طلاق ہے تو اس سے)
ایک طلاق رجعی ہوگی اور (اگر کہے کہ) مکہ کے پاس یا مکہ کے اندر (یا گہر کے اندر طلاق ہے تو تجھے
طلاق) اسیوقت پڑ جاتی ہے اور (اگر یوں کہے کہ) جب تو مکہ میں داخل ہو تجھے طلاق (طلاق ہے
تو) یہہ الفاظ معلق یعنی مشروط کرنیکے ہیں (جب عورت مکہ میں داخل ہوگی اسوقت طلاق
پڑیگی اور مخفی نرہے کہ شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لئے ہے ورنہ ہر ایک شہر اور گانو کا یہی حکم
ہے **فصل**) جس صورت میں کہ کہے کہ تو طالق (یعنے طلاق والی) ہے کل کو یا کل میں تو اوسپر
طلاق صبح ہونے پر پڑیگی اور اگر (شوہر ان لفظوں سے) نیت عصر کے وقت کی کرے
تو صرف دوسرے لفظ میں جائز ہوگی (یعنے اگر کہا کہ کل میں طالق ہے) اور (اگر کہا کہ تو طالق
ہے) آجکل یا کل آج (تو ایسے الفاظ میں اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہے (دوسرے کا اعتبار
نہیں پس جو لفظ زبان سے اول کہا ہے اوسمیں طلاق پڑیگی) اور (اگر کہے) تو طالق ہے
پیشتر اس سے کہ میں تجہہ سے نکاح کروں یا تو کل طالق تھی حالانکہ اس سے نکاح آج کیا ہے
تو یہہ طلاق لغو ہے (اسلئے کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کے کچھہ معنی نہیں) اور اگر

اُس سے نکاح کرلے پس جو کہ جیسا کہ تو طلاق دیتا اُسوقت پڑجاتی (اسلئے کہ گذری ہوئی رات میں طلاق پڑ نہین سکتی تو ضرور ہوا کہ جسوقت طلاق دیتا ہی اسوقت پڑی) اور (اگر یون کہی کہ) تو طلاق ہے جسوقت مین کہ نہین تجکو طلاق دون اور (یہہ کہکر) چپ ہو رہا تو طلاق پڑجاوگی (اسلئے کہ جب چپکا ہوا تو ایک وقت ایسا ثابت ہوا کہ اُسمین طلاق نہ دی حالانکہ وہ وقت طلاق دیدینے کے قابل تہا پس اوسوقت مین طلاق پڑجاویگی) اور (اگر یہہ کہا کہ) تو طلاق ہے اگر مین تجکو طلاق نہ دون تو (یہہ طلاق) نہین پڑتی جبتک کہ ایک اُن دونو مین سے نہ مر جاوے۔ اور (اگر یون کہے کہ) تو طلاق ہے اُسوقت مین کہ مین طلاق نہ دون تو طلاق ہے تو اس سے پہلے لفظ سے طلاق پڑجاویگی۔ اور (اگر کہے کہ) تو طلاق ہی جس روز کہ مین تجہہ سے نکاح کرون اور نکاح اُس رات کو کیا تو طلاق پڑجاویگی (اسلئے کہ مراد مرد کی روز سے مطلق وقت تہا دن مراد نہ تہا) بخلاف اس (صورت) کے (کہ اپنی عورت سے کہے) کہ تیرا اختیار تیرے ہاتہہ مین ہی جس روز ایسا معاملہ ہو (اور اس اختیار دینے سے اُسکی نیت طلاق کی ہو پہر دن معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور (اگر کہے کہ مین) تجہہ سے طلاق والا ہون (تو یہہ لفظ) لغو ہی اگرچہ طلاق کی نیت کرلے (اسلئے کہ طلاق مرد کیطرف سے عورت کو ہوا کرتی ہی نہ مرد کو عورت کیطرف سے) اور اگر یہہ کہی کہ مین تجہہ سے جدا ہون یا حرام ہون تو عورت جدا ہوجاتی ہے۔ اور (اگر یہہ کہے کہ) تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہین یا (تو طلاق والی ہے) میرے مرنیکے ساتہہ خواہ اپنے مرنیکے ساتہہ (تو یہہ الفاظ) لغو ہین (انسے طلاق نہین ہوتی) اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جزو کا مالک ہوجاوے یا عورت اپنے شوہر کے کل خواہ جزو کی مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہی پہر اگر شوہر اپنی منکوحہ (لونڈی) کو خریدکر طلاق دیگا تو نہ پڑیگی (اسلئے کہ خرید نیکے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہہ ہی نہ رہی اگر یون کہی کہ)

جب ہی تیرا آقا تجھے آزاد کرے تب ہی تجکو دو طلاق ہین پس آقا نے اُسے آزاد کر دیا
شوہر کو اُس سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے (اسلئے کہ طلاق آزادی کے ساتھ پڑی
تو دو طلاق سے وہ بائن نہوگی لونڈی رہتی تو بائن ہو جاتی) اور اگر لونڈی کا آزاد ہو
اور دو طلاقین کل کے آنے پر مشروط کر دیجا وین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا اختیار
نہ ہوگا اور (اُس عورت کی) عدت تین حیض ہونگے (اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ شوہر نے اپنی
منکوحہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو تجکو دو طلاقین ہین اور اُس لونڈی کے آقا
نے کہا کہ جب کل ہو تو تو آزاد ہے پس جسوقت دوسرا دن ہوگا وہ عورت دو طلاق سے
بائن ہو جاویگی اور رجعت کے قابل نہ رہیگی اسلئے کہ طلاقون کے پڑنے کیوقت وہ لونڈی تھی
مگر عدت اُسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کیوقت مین بلاشبہ آزاد ہے اور آزاد کی عدت تین
حیض ہین اور فرق اول مسئلہ اور دوسرے مین یہ ہے کہ اول مین لونڈی کے آزاد ہونیکے
بعد طلاق پڑتی ہے کیونکہ عرف مین اُس عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے اور دوسری مین آزادی
سے پہلے پڑتی ہے) اور (اگر کہے کہ) تو طالق ہے اتنی اور اشارہ تین انگلیون سے کرے تو
تین طلاقین پڑینگی (اور اگر کہے کہ) تو طالق ہے بائن یا بتّہ یا سب سے فاحش تر طلاق یا
شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا پہاڑ جیسی یا مثل ہزار کے یا
گھر بھر کر یا طلاق سخت (یا لمبی چوڑی تو ان سب الفاظ سے) ایک طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ
تین کی نیت نکرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑینگی) فصل صحبت سے پہلے طلاق
دینے کے بیان مین۔ جو عورت غیر مدخولہ (ہو یعنی شوہر نے اُس سے صحبت نکی ہو) اُسکو
اگر شوہر تین طلاقین اکہٹی دیدے تو تینون پڑ جاوینگی (اور اگر جدا جدا کر کے دیوے) تو
عورت پہلے ہی طلاق سے نکاح سے بائن ہو جاویگی اور اگر طلاق کہہ چکا اور پھر شمار

ذکر کرنے پایا تھا کہ عورت مر گئی تو دو طلاق لغو ہوئی (اسلئے کہ شوہر نے کلام پورا نکیا تھا تو گویا کچھ منہ سے نکالا ہی نتھا) اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ایک اور ایک یا ایک سے پہلے ایک یا ایک جسکے بعد ایک ہو تو (ان صورتوں میں) ایک ہی پڑیگی اسلئے کہ عورت غیر مدخولہ تھی ایک سے بائن ہو گئی دوسری کا محل نرہی) اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے جسکے پہلے ایک ہو یا ایک سے جسکے ساتھ ایک ہو تو ان سب مین دو طلاقین واقع ہوتی ہین (اسلئے کہ دونو ایک ساتھ پڑین آگے پیچھے نہ پڑین اور اگر آگے پیچھے تھین تو بولنے سے پیشتر صرف خیال و تصور مین تھین اسلئے ایکبارگی پڑین) اور (اگر یون کہے کہ) جب تو داخل ہو تو تو طالق ہی ایک اور ایک پس وہ داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر شرط کو پیچھے بولے (یعنی یون کہے کہ تو طالق ہے ایک اور ایک جب داخل ہو) تو دو پڑینگی *

باب کنایہ کے لفظون سے طلاق دینے کے بیانمین - کنایات سے عورت کو طلاق نہین پڑتی مگر نیت سے یا قرینہ کے باعث اگر (شوہر نے) کہی کہ تو عدت مین بیٹھ اور اپنی رحم کو صاف کر اور انت واحدۃ تو (ان صورتون مین) ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان (الفاظ کے سوا (اگر دوسری کنایات بولیگا تو) ایک طلاق بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کری اور جائز ہی تین طلاقون کی نیت کرنی کنایات مین (اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے کیونکہ انکی نزدیک کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہے اور دلیل امام اعظم کی یہ ہی کہ طلاق بائن دینی کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی ملک مین اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا بلکہ صریح طلاق مین بھی قیاس یہی ہی لیکن نص کی ضرورت سے صریح مین حکم رجعت کا کیا گیا ہے اور روایت کیا ہے عبدالرزاق نے کہ کنایات سے طلاق بائنہ کا واقع ہونا اکثر صحابہ

(حاشیہ:) باب کنایات
تو عدت مین بیٹھ
عدت کو شمار کر
نیت سے
سلہ یعنی تو طلاق ہے
ایک طلاق واحد

کا قول ہے سوا حضرت ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے اور امام محمدؒ نے اپنی کتاب الآثار مین
اسیطرح کہاہی) اور (الفاظ) کنایات (کے) یہہ ہین (کہ تو) بائن اور بتہ اور بتلہ (یعنے
جدا ہے) حرام (ہے) خالی (ہے) پاک ہی تیری ڈور تیرے مونڈہی پر ہے اپنے میکے مین
جا (یا) مین نے تجھے تیرے میکے کو دیا تجھے مین نے جدا کیا مین تجھہ سے الگ ہوا تو جانے
تیرا کام تو آزاد ہی اختیار کر گہونگہٹ نکال چادر مین چھپ جا دور ہو باہر نکل چلی جا
اُٹھہ کہڑی ہو شوہر تلاش کر اگر شوہر نے تین بار کہاکہ تو حیض شمار کر اور اول سی نیت
طلاق کی کی اور دو بار حیض کی شمار سے (عدت) مراد لی تو اُسکا قول مانا جاویگا اور اگر آن
دو پیچھلے حیضون کے شمار کرنے سے کچھہ نیت نکی تو تین طلاقین ہونگی اور اگر کہاکہ تو
میری بیوی نہین یا مین تیرا خاوند نہین اور طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑجاویگی — اور
طلاق صریح طلاق صریح اور بائن دونو سی ملتی ہے اور بائن صرف صریح سی ملتی ہی نہ بائن
سے مگر جس صورت مین کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو (تو اُس صورت مین بائن سی بھی ملجاتی
ہے اول مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہاکہ مین نے تجکو طلاق دی
یا طلاق کنایہ سی دی پہر اس طلاق کی عدت مین دوسری طلاق صریح دی تو یہہ دوسری
طلاق بھی پہلی طلاق سی ملجاویگی اور اُسپر دو طلاقین واقع ہونگی اسیطرح اگر پہلی طلاق
صریح دی اور پہر بائن دی تو وہ صریح سے ملجاویگی لیکن اگر پہلے بائن دی اور دوبارہ پہر
بائن دی تو یہہ اول کے ساتھہ نملیگی اسلئے کہ جب طلاق اول سی عورت جدا ہو چکی تو پہر
کی محل نرہی ہان اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اُسکا پڑنا شرط کے موجود
ہونے پر ہوگا اس سے پہلے نہوگا اسلئے دوسری بھی اُس اثنا مین پڑ سکتی ہے) *
باب عورت کو طلاق کے سپرد کرنیکے بیان مین — اگر شوہر اپنی بیبی سے کہی کہ اختیار کر اور

اسی سے نیت طلاق کی کری اور وہ عورت اُسی مجلس مین اپنی آپ کو اختیار کرلے تو ایک طلاق
یعنے بائن ہوجاویگی اور (اسصورت مین اگر شوہر تین طلاق کی نیت کریگا تو درست) نہوگی مگر
اگر وہ عورت وہان سے اُٹھ جاوے یا اور کام کرنے لگے تو اُسکا اختیار جاتا رہیگا۔ اور
اسمین (یعنے اختیار کے ثابت ہونے مین) یہ شرط ہے کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا دونو
مین سے ایک کے کلام مین پایا جاوے (مثلاً یا مرد کہے کہ اختیار کر اپنے نفس کو خواہ طلاق کو
یا عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر دونو کے کلام مین
سے کسی مین نپایا جاویگا تو اختیار کا ثبوت درست نہوگا اور اگر شوہر نے عورت سے
کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جواب دیا کہ مین اپنی ذات کو اختیار کرتی ہون یا مین نے
اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اگر عورت سے تین بار کہے کہ اختیار کر اختیار کر اختیار
کر اور عورت جواب دے کہ مین نے اول کو یا دوم کو یا پچھلی کو اختیار کیا یا ایک اختیار کو
اختیار کیا تو تین طلاق بغیر نیت کے پڑجاوینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنی ذات
کو طلاق دیلی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اسصورت مین ایک طلاق سے بائن
ہوجاویگی (اور اگر شوہر عورت سے کہے کہ) تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے ایک طلاق کے باب مین یا
یہ کہ ایک طلاق اختیار کرلے اور (اسکے جواب مین) عورت اپنی ذات کو اختیار کرلے تو
ایک طلاق رجعی پڑیگی (اسلئے کہ شوہر کے کلام مین صریح لفظ طلاق کا موجود ہے اور صریح طلاق
مین حکم رجعت کا ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ) تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور تین طلاق دینے کی
نیت کی اور عورت نے جواب دیا کہ مین نے اپنی ذات کو ایک دفعہ سے اختیار کیا تو تین طلاق
پڑینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک
طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی۔ اور اگر شوہر کہے کہ تیرا

معاملہ تیرے اختیار ہے آج اور پرسون تو اس قول مین رات داخل نہو گی (یعنے اختیار دن کو
رہیگا رات کو نہوگا) اور اگر عورت اختیار آج کا نمانے تو اسکو پرسون کا اختیار باطل ہوجائیگا
اور پرسون کا اختیار اُسکو رہیگا اور اگر اختیار مین شوہر نے قید آج اور کل کی لگائی تو آج کی
رات بہی شامل رہیگی اور اگر اس روز کے اختیار کو عورت نمانیگی تو اوسکی کل کو بہی اوسکو
اختیار نرہیگا (اسلیے کہ اختیار کے وقت مین کوئی زمانہ اختیار رہنے کا نہین) اور
اگر اختیار دئے جانیکے بعد عورت نے ایکدن کی دیر کی اور کہڑی نہوئی یا کہڑی تھی
بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگالیا یا تکیہ لگائے تھی بیٹھ گئی یا اپنے باپ کو مشورہ کے لئے
بلالیا یا گواہون کو گواہ کرنے کو طلب کیا یا سواری پر تھی سواری کو روک لیا تو (ان سب
صورتون مین) اُسکا اختیار باقی رہیگا اور اگر سواری کو چلایا تو اختیار نرہیگا اور کشتی کا چلنا
گہر کا سا ہے (یعنے کشتی اگرچہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہے سواری کیطرح نہین کہ چلنے
سے اختیار جاتا رہتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے لے اور اُس سے کچھ نیت
نکی یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دیلی تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر تین طلاق
لی ہونگی اور شوہر نے تین کی نیت کی ہوگی تو تینون پڑجاوینگی اور اگر عورت کہے کہ مین نے
اپنی ذات کو جدا کیا تو طلاق پڑجاویگی لیکن اگر کہے کہ مین نے اختیار کیا تو نہ پڑیگی اور (اور
اختیار دیکر پھر) مرد رجوع کرنے کا مالک نہین ہوتا اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا ہے
(یعنے بعد اُس مجلس کے ہوچکنے کے اُسکو اختیار طلاق کا نہین رہتا) ہان اگر شوہر
(اختیار دینے مین) یہہ بھی کہدے کہ جب تو چاہے ایسا کر (تو اس صورت مین عورت اُس مجلس کے
بعد بھی اپنے آپکو طلاق دے سکتی ہے) اور اگر شوہر کسی آدمی سے کہے کہ میری منکوحہ کو طلاق
دیدے تو یہہ اجازت فقط اُس مجلس پر منحصر نرہیگی (اُس مرد کا جب دل چاہے طلاق دیدے)

لیکن اگر شوہر یون کہے کہ تو چاہی تو طلاق دیدی ہو (اسصورت مین بعد اس مجلس کے گذر جانے
کے اختیار نہ ہیگا) اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہی کہ اپنی ذات کو تین طلاقین دیلے اور
عورت نے ایک طلاق دیلی تو یہہ طلاق پڑجاویگی اور اسکے الٹے مین (یعنے مرد کہے کہ
ایک طلاق دیلے اور عورت تین طلاقین دیدے تو) واقع نہوگی اور اگر مرد کہی کہ تین طلاقین
دیلے اگر چاہی اور عورت ایک دیدے اور مرد کہی کہ ایک دیدے اگر چاہی اور عورت تین
دیلے اسصورت مین کچھہ واقع نہوگی (ایک نہ تین) اور اگر شوہر نے اسکو طلاق بائن یا رجعی
کے دینے کو کہا اور عورت نے اسکی اجازت کے برعکس کیا (تو اسصورت مین) وہی پڑیگی جسکی
اجازت شوہر نے دی تہی (اور اگر شوہر نے کہا کہ) تو طالق ہی اگر چاہے اور عورت نے
کہا کہ مین نے چاہا اگر تو چاہے پہر شوہر نے کہا کہ مین نے چاہا اور اس کلمہ سے طلاق
کی نیت کی یا یہہ کہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا بشرطیکہ ایسا ہوا اور ایک امر معدوم کا نام
لیدیا تو دونو صورتون مین یہہ قول باطل ہو جائیگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے
کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق پڑجاویگی اور اگر عورت سی کہا کہ تو طالق ہی جب چاہی یا جب کبہی
چاہے اور عورت اسکو رد کرے تو رد نہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر (اس لفظ سی مرف)
ایک طلاق اپنے آپکو دے سکتی ہے اور (اگر شوہر نے کہا کہ) جتنی بار کہ تو چاہی طلاق ہے
تو عورت کو اختیار ہی کہ تین طلاقین علیحدہ علیحدہ دیلے اور ایک ساتھہ تینون نہین دے سکتی اور
اگر اس اختیار کی رو سے بعد نئے شوہر کے پہر طلاق دیدے تو واقع نہوگی (یعنے دوسرا
نکاح کرکے اگر پہر شوہر اول کے پاس اتفاقاً آوے تو اسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہین رہتا)
اور اگر کہا کہ تو طالق ہے جہان اور جسجگہہ چاہی تو طلاق نہوگی بجز اسکے کہ اوسی مجلس مین
چاہے اور اگر کہا کہ جسطرح چاہی اور عورت نے طلاق دیلی تو رجعی پڑیگی اور اگر عورت نے طلاق

بائن چاہی یا تین طلاقین اور شوہر کی نیت بہی تہی تو وہی پڑجاویگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طلاق ہے جتنی چاہی اور جو چاہی تو عورت جو چاہی اُسی مجلس مین طلاق دیلے اگر عورت اِس اختیار کو رد کر دی تو رد ہو جاتا ہی- اور اگر شوہر کہی کہ اپنی ذات کو تین مین سی جتنی چاہی طلاق دیلی تو عورت کو تین سی کم کا اختیار ہوگا (یعنی ایک یا دو کے دینی کا)

باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنیکے بیان مین - طلاق کا مشروط کرنا اُس صورت مین درست ہی کہ شرط بلک نکاح مین واقع ہو یا خود ملک نکاح سی وابستہ ہو مثلاً (شوہر) اپنی منکوحہ سی کہی کہ اگر تو میری پاس آویگی تو طلاق ہی (تو یہہ شرط لگانا ملک نکاح مین ہے) اور (اگر) اجنبی سی کہی کہ اگر مین تجہہ سی نکاح کرون تو تو طلاق ہی (تو یہہ شرط ملک نکاح کے ہونے پر ہوئی ہے) تو ایسی صورتون مین شرط کے بعد طلاق پڑجاتی ہے (یعنے نکاح یا پاس آنیکے بعد اوپر کی مثالون مین طلاق ہو جاویگی) اور اگر اجنبی عورت سی کہا کہ اگر تو میری پاس آویگی تو تو طلاق والی ہی پہر اُس سی نکاح کیا اور وہ آئی تو طلاق نہوگی (اسلئے کہ شرط نہ تو نکاح مین تہی نہ خود نکاح کو شرط کیا تہا) اور الفاظ شرط کے یہہ ہین اگر جو جو کچہہ ہر چیز جتنی بار جب جب کبہی ان الفاظ مین اگر شرط پائی جاویگی تو قسم تمام ہو جاویگی (یعنی حکم مشروط کرنیکا ختم ہو جاویگا) مگر لفظ کلما بمعنے (جتنی بار) مین حکم شرط کا تمام نہوگا) اِسلئے کہ وہ فعلون کے عام ہونیکو چاہتا ہی جیسی لفظ کل (جسکے معنی ہر چیز ہین) اسمون کے عام ہونیکو چاہتا ہی پس اگر شوہر کہے کہ جتنی بار مین کسی عورت سی نکاح کرون تو تو طالق ہی تو ہر بار کے نکاح کرنے سی طلاق ہوگی (گو ایک ہی عورت) دوسرے شوہر کے بعد (اس سی دوبارہ نکاح کری) اور ملک نکاح کے جاتے رہنے سی شرط باطل نہین ہوتی پس اگر شرط ملک مین پائی جاوی تو عورت طالق ہوجائیگی

اور حکم شرط کا پورا ہجاویگا اور اگر شرط بلا نکاح مین پائی جاویگی تو عورت کو طلاق
نہوگی مگر حکم شرط کا اسصورتمین بھی تمام ہوجاویگا (مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گہرمین جاوے
تو تجہے طلاق ہے تو اگر وہ عورت نکاح کیجا لتمین جاویگی تو طلاق بھی پڑیگی اور شرط بھی جاتی
رہیگی اور اگر نکاح رہنے کے بعد عورت گہرمین جاویگی تو طلاق بھی نہ پڑیگی اور شرط بھی
بیکار ہوجاویگی یعنی آیندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت پہر گہرمین جاویگی تو پہلی شرط کی رو
سے اسکو طلاق نہ پڑیگی) اور اگر شرط کے واقع ہونے مین عورت مرد اختلاف کرین تو
مرد کی بات معتبر ہوگی مگر جس صورتمین کہ عورت گواہ (اپنے دعوی کے) پیش کرے (تو
اسکا قول معتبر ہوگا) اور جو امور ایسے ہین کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتے
ہین انمین عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسیکے باب مین مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب
تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طالق ہے یا یہہ کہا کہ اگر تو مجہہ سے محبت رکہتی ہے تو تو
اور فلانی عورت طالق ہے پس عورت نے کہا کہ مین حیض سے ہوئی یا مین تجہہ سے محبت رکہتی ہون
تو (اسصورتمین) صرف وہی عورت طالق ہوگی (دوسری پر صرف اوسکے کہنے سے طلاق نہ پڑیگی
اور (جس صورتمین کہ طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو) بمجرد خون دیکہنے کے طلاق نہ پڑیگی پس
اگر خون تین دن تک رہیگا تو طلاق اوسیوقت سے پڑیگی جب سے خون دیکہا ہوگا اور اگر یہہ کہا
ہوگا کہ اگر تجکو ایک حیض آوے تو طلاق ہے تو اسصورتمین) طلاق اوسوقت پڑیگی جب وہ حیض
سے پاک ہوگی (اسلیئے کہ ایک حیض سے حیض کامل مراد ہوتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے
لڑکا پیدا ہو تو تو ایک طلاق سے طالق ہے اور اگر تیرے لڑکی ہو تو دو طلاقون سے پس
اُس عورت کے لڑکا اور لڑکی توام ہوئے اور یہہ معلوم نہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی
کے حکم کی رو سے تو اوسپر ایک طلاق پڑیگی اور احتیاط کی رو سے دو پڑینگی اور عدت بہی اسکی

گذر جاویگی اسلئے کہ اول بچہ ہونے سے تو اوسکو طلاق پڑگئی اور دوسرے کے ہونے پر عدت
پوری ہوگئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک ہوتی ہے) اور ملک نکاح دو
شرطون مین سے پچھلے کے لئے شرط ہے (مثلاً اگر کہے کہ اگر تو زید اور عمر سے کلام کریگی
تو تو طالق ہے بعد اُسکے اُس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کردیا اور اسصورت
نے زید سے کلام کیا پھر شوہر اول نے اُس سے نکاح کرلیا پھر اوسنے عمرو سے کلام کیا تو
طلاق پڑجاویگی اور اگر زید سے کلام کرنیکے وقت تو نکاح مین ہو اور عمرو سے کلام کرنے
کے وقت منکوحہ نہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور اگر تین طلاق تو نکو ایک شرط پر موقوف کیا اور
پھر تین طلاقین اوسیوقت دیدین تو پہلی شرط اُس سے باطل ہوجاویگی - اور اگر تین
طلاق تو نکو یا لونڈی کے آزاد ہونیکو صحبت پر مشروط کیا تو صحبت کیوقت زیادہ ٹھہرنے
سے اجرت زنا کی دینی نہ پڑیگی اور طلاق رجعی کیصورت مین اس زیادہ ٹھہرنے سے رجعت
ثابت نہوگی ہان اگر اپنے ذکر کو نکالکر دوبارہ پھر داخل کریگا (اور رجعی کیصورت مین رجعت
ثابت ہوگی اور اول صورت مین زنا کی اجرت دینی پڑیگی اسلئے کہ صحبت کرنے مین ایک ہی
حال پر زیادہ توقف کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہین کہ اُس سے اُجرت یا رجعت درست
ہو) اور اگر شوہر کہے کہ اگر فلانی عورت سے مین تیرے اوپر نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے
پھر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر اسعورت سے نکاح کیا تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی (اسلئے کہ شرط
نہین پائی گئی کیونکہ طلاق بائن کے بعد حکم نکاح کا باقی نہین رہتا گو کہ عورت عدت
مین ہو) اور اگر مرد نے کہا کہ تجھکو طلاق ہے انشاء اللہ اور کلمہ انشاء اللہ ملاکر کہا تو طلاق
نہ پڑیگی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہنے سے پہلے مرجاوے - اور اگر شوہر کہے کہ تجھکو اگر
کم تین طلاقین ہین تو دو پڑینگی اور ایک کم دو کہیگا تو ایک پڑیگی اور اگر کہے کہ تین کم

تین طلاقین ہین تو تین پڑینگی (اسلئیکہ ایک یا دو کا نکالنا تین مین سی ہو سکتا ہی مگر تین کو تین مین سی نکالنا ناممکن ہی اسواسطی استثنا لغو ہوگیا اور تین طلاقین پڑگئین ٭

باب بیمار کے طلاق دینی کے بیانمین ۔ اگر شوہر اپنی مرض مین منکوحہ کو طلاق رجعی یا بائن دیوے اور وہ اوسکی عدت مین مرجاوے تو وارث ہوگی اور اگر بعد عدت کے مرے تو وارث نہوگی ۔ اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سی دیوے یا عورت مال دیکر طلاق ملے لیوے یا شوہر کے اختیار دینی کی جہت سی وہ اپنی ذات کو اختیار کرلے تو وارث نہوگی ۔ اور جس صورتمین کہ عورت شوہر سی کہی کہ مجکو طلاق رجعی دیدے اور شوہر اوسکو تین طلاقین دیوے تو وارث ہوگی ۔ اور اگر شوہر اپنی مرض مین عورت کی اجازت سی اسکو بائن کردے یا حالت صحت مین اوسکے بائن کردینے اور عدت ہوچکنے پر مرد و عورت ایکدوسری کو سچا کہہ چکے ہون پہر شوہر عورت کے قرض کا اپنے ذمہ اقرار کرے یا اوسکو کسیقدر مال کے دینی کی وصیت کرے تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت اور ترکہ مین سی جو کم ہوگا وہ ملیگا (یعنے جو کچھہ اوسنے اقرار کیا ہو یا وصیت کی ہو اگر وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہین تو ترکہ مین کا حصہ ملیگا) اور جو شخص دوسرے کو لڑنے کے لئے بلاوے یا قصاص مین مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جانیکو پیش ہوا اور اس صورتمین اپنی منکوحہ کو بائن کردے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اوسی صورت مین مارا جاوے یا مرجاوے اور اگر گھر گیا ہو یا لڑائی کی صف مین ہو اور اپنی بیبی کو بائن کردے تو اسصورتمین مرجانے سی وہ عورت وارث نہوگی (اسلئیکہ اسمین مرجانا یقینی نہین اور پہلی دو صورتون مین مرنا یقینی ہی) اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا (مثلاً کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو بائن ہی)

بالسیوقت سکے آنے پر شروط کیا (مثلاً کہا کہ ماہ رمضان آوے تو تو بائن ہے) اور
شرط کا وجود اور مشروط کرنا دونو مرض ہی مین ہون یا مشروط کیا ایسا اپنے کام پر اور بیچ
مرض مین مشروط کرنا اور اُس کام کا کرنا پایا گیا خواہ شرط کا ہونا بھی مرض مین پایا گیا اور
مشروط پہلے کیا تہا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اوسکو خواہ نخواہ کرنا پڑے
(مثلاً کہہ یا کہ اگر تو کہانا کہیگی یا پیویگی تو بائن ہوجاویگی اور) اسمین خواہ دونو باتین مرض
مین ہون خواہ صرف شرط کا وجود مرض مین ہو تو ان سب صورتونمین وارث ہوگی اور
اسکے سوا اور صورتونمین وارث نہوگی - اور اگر اپنی بیبی کو مرض مین بائن کردیا پہر اچہا
ہوگیا اور اوسکے بعد مرگیا یا بائن کرچکا تہا اور وہ عورت مرتد ہوگئی اور پہر مسلمان ہوگئی
اوسکے بعد شوہر مرا تو ان صورتونمین وارث نہوگی - اور اگر عورت شوہر کے لڑکے سے
ہم بستر ہوگئی یا شوہر سے لعان کیا یا شوہر نے بحالت مرض اُس سے ایلا کیا تو وارث ہوگی
اور اگر ایلا بحالت صحت کیا تہا اور ایلا کے باعث حالت مرض مین بائن ہوگئی تو وارث
نہوگی (اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی کہ جس صورتمین شوہر کا طلاق دینا اسوجہ سے معلوم ہوتا ہو
کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہی تو اُسصورتمین عورت وارث ہوگی اور اگر وہ وارث
کرنے سے گریز نہین کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی)

باب رجعت (یعنے طلاق کے بعد عورت سے شوہر کے رجوع کرنیکے بیان مین - رجعت
اِس بات کو کہتے ہین کہ جو نکاح مرد و عورت مین قائم تہا اوسکو عدت کے دنون مین جون
کا تون بنا رکہین اور یہہ رجعت اُنصورتمین درست ہی کہ عورت کو تین طلاقین نہوئی ہون اگرچہ
عورت رجعت پر راضی نہو اور صورت اوسکی یہہ ہی کہ شوہر (طلاق کے بعد عدت مین اوسکو
کہہ ہی کہ مین نے تجہہ سے رجعت کی یا (اور ویسے کہدے کہ) مین نے اپنی منکوحہ سے رجعت

کی اور (ایک یہہ ہو کہ) جن افعال سے حرمت دامادی ثابت ہو (وہ فعل بیوی کے ساتھ کرے مثلاً شہوت سے ہاتہہ لگا دے یا بوسہ لے یا اوسکی شرمگاہ کو دیکھے غرض کہ رجعت قول سے بھی ہوتی ہے اور فعل سے بھی) اور مستحب ہے کہ رجعت کے لئے گواہ کر دے (اور اگر شوہر نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سے کہا کہ میں نے عدت) میں تجہہ سے رجعت کر لی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی (کہ ٹھیک ہے) تو رجعت درست ہے اور اگر تصدیق نکی تو درست نہوگی جیسے اس صورت میں کہ شوہر اوس سے کہے کہ میں نے تجہہ سے رجعت کی اور وہ جواب دے کہ میری عدت ہو چکی (تو رجعت درست نہوگی) اور اگر لونڈی کا شوہر عدت کے بعد اوس سے کہے کہ میں نے عدت میں تجہہ سے رجعت کر لی تہی اور اس بات کی تصدیق اوسکے آقا نے کی مگر لونڈی نے اوسکو جہٹلایا یا لونڈی نے (شوہر کے رجوع کرنیکے وقت) کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اوسکے آقا اور شوہر نے یہہ بات نمانی تو (ان صورتوں میں) لونڈی کا قول معتبر ہے (یعنے رجعت درست نہیں) اور حکم رجعت کا اوسوقت جاتا رہتا ہے جبکہ عورت حیض اخیر سے پاک ہو جاتی ہے پہر اگر دس روز پر پاک ہوئی تو بفور پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا گو غسل نکیا ہو اور اگر دس روز سے کم میں پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا یہہ کہ پاک ہونیکے بعد ایکوقت نماز کا گذر جاوے (یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمیں عورت نہا کر نیت نماز کی کرے) یا وہ تیمم کرکے نماز پڑہ لے (جس صورت میں کہ پانی پر قادر نہو) اور اگر عورت نے غسل کیا اور ایک عضو سے کم کو دہونا بہولگئی تو حق رجعت نرہیگا اور اگر عضو کامل کا دہونا بہولگئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا (اسلئے کہ ابہی پورا غسل نہیں کیا اور) اگر شوہر اپنی عورت حاملہ یا بچہ والیکو ایک طلاق دے اور کہے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی

(یعنی ایک طلاق سے یہہ بائن ہوگئی) تو وہ (اس صورتین عورت سی) رجعت کرسکتا ہے (اسلئے کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ دار ہونا شوہر کو جھوٹا کرتا ہی) اور اگر (عورت سے) خلوت کری اور کہے کہ مین نے صحبت نہین کی بعد اوسکے ایک طلاق دی (تو رجعت نکرے اسلئے کہ ممکن ہی کہ خلوت مین صحبت نکی ہو تو ایک ہی طلاق سی بائن ہو جاویگی) پس اگر اسی صورتین رجعت کی اور رجعت کے بعد اُس عورت کے دو برس سی کم مین بچہ پیدا ہوا تو وہ رجعت درست ہوگی (اسلئے کہ جب دو برس سی کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تہا اور شوہر کا یہہ کہنا کہ مین نے صحبت نہین کی غلط تہا اور عورت ایک طلاق سی بائن نہین ہوئی تہی اسلئے اوسکی رجعت درست ہوئی) اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہر اوسکے بچہ پیدا ہوا تو یہہ دوسرا بچہ رجعت کا باعث ہوگا (اُس طلاق سی جو اول بچہ ہونے پر اسکو ہوئی تہی) اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جتنی بار تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہر اوسکے تین بچے علحدہ علحدہ حمل سی ہوئے تو دوسرا اور تیسرا بچہ پہلی دو طلاقون سی رجعت کے سبب ہونگے (اسلئے کہ پہلے بچہ کی ہونے پر شرط کے بموجب اُسپر طلاق ہوئی اور حمل دوسری بچہ کا اُس سی رجعت کا سبب ہوا پہر دوسریکے پیدا ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسریکا حمل اُس سی رجعت کا باعث ہوا پہر تیسری کے پیدا ہونے پر طلاق گاڑہی پڑگئی اب رجعت نہین ہوسکتی) اور جس عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناؤ سنگار کری (تاکہ شاید اوسکا شوہر اُس سے رجوع کرلے) اور مستحب یہہ ہی کہ شوہر بدون اطلاع اوسکے پاس نجاوے اور جبتک اُس سی رجعت نکرلے تبتک اوسکے ساتہہ سفر نکرے اور طلاق رجعی سی صحبت کرنا حرام نہین ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہی اور جو عورت کہ بائن ہوگئی ہو وہ شوہر سی

نکاح عدت مین اور بعد عدت کے کرسکتی ہی مگر جو تین طلاقون سی بائن ہوئی ہو بشرطیکہ
آزاد ہو اور دو سی بائن ہوئی ہو اوسصورت مین کہ لونڈی ہو دو شوہر سی نکاح نہین کرسکتی
جبتک کہ وہ دوسری شوہر سے نکاح صحیح نکرلے اور وہ دوسرا اوس سی صحبت نکرچکے اگرچہ
وہ مرد قریب بالغ ہونیکے ہو اور پہر وہ دوسرا اوسکو طلاق دیوے اور اسکی عدت پوری
ہوجاوے (تواب البتہ شوہر اول سی نکاح کرسکتی ہے) نہ صحبت کرنا مالک کے باعث) یعنی
اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دیوے اور بعد عدت کے اُسکا مالک اُس سی صحبت کرے
تو اس صحبت سی یہہ عورت اپنی شوہر کو حلال نہوگی بلکہ صحبت کے لئی نکاح صحیح شرط ہی
اور مکروہ ہی حلال کرنے کی شرط سی نکاح کرنا (یعنے اسطرح کہ بعد نکاح کے طلاق دیدونگا
ہرچند (دوسری شوہر کے طلاق دیدینی سی) شوہر اول پر وہ عورت حلال ہوجاتی ہے
(گو نکاح حلالہ کرنیکی شرط سی کیا ہو تاہم ایسی شرط سی نکاح کرنا مکروہ ہی) اور دوسرا شوہر
پہلے شوہر کی طلاق کا حکم دور کردیتا ہی بشرطیکہ طلاقین تین سی کم ہون (یعنے جب عورت
دوسری شوہر سی نکاح کرے اور اوسکی طلاق کے بعد پہر اول شوہر کے نکاح مین آوے
تو شوہر اول تین طلاقونکا مالک ہوجاویگا) اور اگر تین طلاقون والی عورت خبر دے کہ
شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی عدتین ہوچکین اور زمانہ اتنا ہو کہ اوسمین دونون
عدتین ہوسکتی ہون تو شوہر اول کو اختیار ہی کہ اوسکی بات مان لے اگر ظن غالب اوسکو ہو
کہ یہہ سچ کہتی ہے (یعنے اُس سی اسصورت مین نکاح کرسکتا ہی) ❊

بیان ایلا

باب ایلا کے بیانمین

(ایلا کے معنی لغت مین قسم کے ہین اور شریعت کی اصطلاح
مین یہہ ہین) شوہر کا قسم کہانا اپنی منکوحہ سی چار مہینی یا اُس سی زیادہ صحبت نکرنے
پر ایلا کہلاتا ہی مثلاً یون کہے کہ خدا کی قسم مین تجہہ سی چار مہینے صحبت نکرونگا یا کہے

کہ بخدا مین تجھ سے صحبت نکرونگا پس اگر (قسم مدت معین کی کی اور) مدت چار ماہ مین صحبت
کی تو کفارہ دیوے اپنی قسم کا اور ایلا جاتا رہیگا اور اگر صحبت نکریگا تو عورت نکاح سے جدا
ہو جاویگی اور قسم باقی رہیگی (یعنے کفارہ لازم نہوگا) اگر چار مہینے کے لئے قسم کہائی تھی
اور اگر ہمیشہ کے لئے کہائی ہو تو قسم باقی رہتی ہے (یعنے جب شوہر نے یون کہا کہ بخدا
تجھ سے صحبت نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت نکی اور وہ عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور
پہر شوہر نے اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہے یعنی اگر چار مہینے کے اندر
صحبت کریگا تو کفارہ لازم آویگا) پہر اگر اُس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا اور
وہ دونو دفعہ مدت چار چار مہینے کی بدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دو اور طلاقون سے
بائن ہوجاویگی پہر اگر بعد دوسرے شوہر کے نکاح کے اُس سے نکاح کیا تو طلاق نہوگی
اور اگر اُس سے صحبت کرے تو کفارہ دے قسم کے باقی رہنے کی جہت سے (صورت مسئلہ
کی یہہ ہے کہ اپنی بیبی سے ایلا کرے اور چار مہینے کی مدت مین اُس سے صحبت نکرے تو وہ بائن
ہوجاویگی اور اگر دوبارہ اُس سے نکاح کرے اور چار مہینے اُس سے ہم بستر نہو تو پہر ایک طلاق
سے بائن ہوجاویگی اسیطرح اگر تیسری دفعہ نکاح کرکے چار مہینے قربت نکرے تو پہر ایک
طلاق سے بائن ہوجاویگی اب چونکہ طلاقین تین ہوگئین بدون نکاح دوسرے شوہر کے
حلال نہوگی پس اگر بعد نکاح وطلاق شوہر ثانی کے پہر اُس عورت سے نکاح کرے تو ایلا
کا حکم نرہیگا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اُس سے صحبت نکریگا تو بائن نہوگی اور اگر صحبت
کریگا تو کفارہ دینا پڑیگا) اور چار مہینے سے کم مدت مین ایلا معتبر نہین (یعنی اگر ترک
صحبت کی قسم چار مہینے سے کم پر کہا دیگا اور اُس مدت مین صحبت نکریگا تو طلاق نہ پڑیگی
لیکن اگر صحبت کریگا تو کفارہ لازم ہوگا) اور اگر شوہر نے کہا کہ بخدا دو مہینے یہہ اور دو

مہینے اسکے بعد تجہہ سے صحبت نکرونگا تو یہہ ایلا ہوگیا (اسلیئے کہ چار مہینے ہوئے اگرچہ
اونکو دو دفعہ مین بیان کیا) اور اگر (پہلے یون کہا کہ واللہ تجہہ سے دو مہینے صحبت نکرونگا
پہر) ایک روز ٹہر گیا اور اوسکے بعد کہا کہ بخدا تجہہ سے پہلے دو مہینون کے بعد دو مہینے
اور صحبت نکرونگا یا یون کہی کہ تجہہ سی ایکدن کم برس روز صحبت نکرونگا یا یہہ قسم بصرہ
مین کہا دی کہ مین کوفہ مین نجاؤنگا اور اوسکی منکوحہ کوفہ مین ہو تو ان صورتون مین ایلا نہین
ہوتا۔ اور اگر شوہر نے صحبت کو حج یا روزہ یا صدقہ یا آزاد کرنے یا طلاق پر شرط
کیا (مثلا یون کہا کہ اگر مین صحبت کرون تو مجہپر حج یا روزہ یا صدقہ لازم ہی) یا رجعی
طلاق والی سے ایلا کرے تو (ان سب صورتون مین) ایلا کرنیوالا ہوگا لیکن اگر طلاق
بائن والی عورت یا اجنبی عورت سی ایلا کریگا تو درست نہوگا اور لونڈی منکوحہ کی ایلا کی
مدت دو مہینے ہین اور اگر ایلا کرنیوالا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اوسکی شرمگاہ
کے بند ہونے یا اوسکے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سی اوس سے
صحبت نکرسکے تو ایلا سی رجوع کرنا یون ہوسکتا ہی کہ اپنی زبان سی کہدے کہ مین نے
اپنی منکوحہ سی رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت مین صحبت پر قادر ہو جاوی تو رجوع
کرنا صرف صحبت ہی (یعنی چار مہینے کے اندر اگر یہہ موانع برطرف ہون تو زبانی رجوع کا
اعتبار نہین بلکہ صحبت کرنی چاہیئے) اگر (شوہر نے اپنی منکوحہ سی) کہا کہ تو مجہپر حرام ہے
اور اس سی عورت کے حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچہہ نکی تو (اس جملہ سی)
ایلا ہو جاویگا اور (اگر اس سے) ظہار کی نیت کریگا تو ظہار ہوگا اور (اگر جہوٹ کی
نیت کریگا تو جہوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کریگا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقون کی
نیت کریگا تو تین پڑینگی اور قول مفتیٰ بہ یہہ ہی کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ سی کہی کہ

تو بھیر حرام ہو اور حرام او سکے نزدیک طلاق کے معنی مین ہو لیکن اوسنے طلاق کی
نیت نکی ہو تو طلاق پڑجاویگی اور عرف کی روسے طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھہرایا جاویگا
(یعنے اگر او سکے علم مین حرام کے معنی طلاق کے ہونگے تو طلاق ہوجاویگی گو اوسنے
اِن لفظوں سے طلاق کی نیت نکی ہووے)*

باب خُلع کے بیان مین (خلع اسکو کہتے ہین کہ عورت اپنے شوہر کو کچھہ مال دیکر طلاق لیوے)
- خلع نکاح سے جدا ہونیکا نام ہو اور خلع کے لفظ سے اور مال کے عوض طلاق کے لفظ
سے طلاق بائن پڑتی ہے اور عورت پر جسقدر مال ٹہرایا ہو لازم ہو جاتا ہو اور مکروہ ہی
شوہر کو طلاق کی عوض مین کچھہ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقت مرد کیطرف سے ہو اور اگر
عورت کیطرف سے ہو تو مکروہ نہین اور جو چیز مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہو وہ خلع کا عوض
ہو سکتی ہے پس اگر عورت سے شراب یا سُوَر یا مردار پر خلع کیا یا اوسکو طلاق دی تو
خلع کیصورت مین طلاق بائن پڑیگی اور طلاق کیصورت مین رجعی مگر مفت پڑیگی (عورت کو کچھہ دینا
نہ آویگا) جیسا (اسصورت مین) کہ عورت کہے کہ مجھہ سے خلع کرلے اور جو کچھہ میرے قبضہ
مین ہو لیلے اور او سکے قبضہ مین کچھہ نہو (تو اس صورت مین اگر شوہر خلع کرلیگا تو طلاق
مفت بدون عوض کے پڑیگی) اور اگر عورت اتنا اور بڑہا دے کہ میرے قبضہ مین جو مال
اور درم ہین لیلے تو (اس صورت مین عورت یا) اپنا مہر واپس کرے یا تین درم شوہر کو دے
- اور اگر شوہر عورت سے خلع کرے ایک بھاگے ہوئے غلام پر جو عورت کی ملک مین
ہو اور وہ عورت شرط کرلے کہ مین اوسکی ضامن نہین تو وہ اس شرط سے بری نہو جائیگی
- اگر عورت نے کہا کہ مجکو تین طلاقین ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اوسکو
ایک طلاق دی تو اُسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہوجاویگی اور اگر عورت

کہے کہ تین طلاقین مجکو ہزار پر دیدے اور وہ ایک دیوے تو اسصورتمین طلاق رجعی مفت پڑیگی (اسواسطی کہ اول صورت مین لفظ بدلے کا تہا اور بدلہ کیصورتمین عوض معوض پر بٹجاتا ہی اور دوسری صورتمین لفظ پر بمعنی شرط ہی اسمین نہین منقسم ہوتا) اگر شوہر نے منکوحہ سی کہا کہ تو اپنی نفس کو تین طلاقین ہزار کے بدلے یا ہزار پر دیلے اور اوسنی ایک طلاق دی تو کچہہ نہ پڑیگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالق ہی ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کرلیا تو ہزار اوسپر لازم ہونگے اور بائن ہوجاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سی کہا کہ تو طالق ہی اور تجہپر ہزار ہین یا غلام سی کہا کہ تو آزاد ہی اور تجہپر ہزار ہین تو طلاق اور آزادی مفت ہوجاویگی (کچہہ دینا نہ پڑیگا) اور اختیار کی شرط خلع مین عورتکو کرلینی درست ہی مرد کو جائز نہین اگر شوہر اپنی بیبی سی کہی کہ مین نے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہی مگر تو نے نہین مانا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کرلیا تہا تو شوہر کا قول سچا جانا جاویگا بخلاف بیچنی کے (کہ اگر بیچنے والا کہی کہ مین نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تہی اور تو نے منظور نکی اور مشتری کہی کہ مین نے منظور کرلی تہی تو اسصورتمین لینیوالیکا قول مانا جاویگا) اور خلع کرنا اور حقوق سی بری الذمہ کرنا اُن حقون کو دور کردیتا ہی جو مرد و عورتکو ایک دوسری پر نکاح کے باعث ہون یہانتک کہ اگر مال کے عوضمین شوہر اپنی منکوحہ سی خلع کری یا بری الذمہ ہونیکا معاملہ کری تو شوہر کو وہی مال ملیگا جو اس معاملہ مین ٹھہرا ہوا اور حقوق زوجیت ایکدوسریکے ذمہ باقی نرہینگے مثلا دعوی مہر کہ لے لیا ہو یا نہ لیا ہو صحبت سی پہلے ہو یا بعد ہو کسیکو اونمین سی ایکدوسری پر نہین پہونچتا - اور اگر چہوٹی لڑکی کا باپ شوہر سی خلع کری اور اسکی عوض صغیرہ کا مال ٹھہرا وی تو اُس مال کے بدلہ مین خلع درست نہوگا اور طلاق پڑجاویگی (یعنے صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آویگا) اور ولی ہزار کے بدلہ

مین اگر خلع کرے اِس شرط پر کہ مین ضامن ہون تو طلاق پڑجاویگی اور ہزار روپے اُسی کے ذمہ رہینگے (واللہ اعلم) *

باب ظہار کے بیانمین (جو ایک طرحکی طلاق ہے) ظہار یہہ ہی کہ اپنی منکوحہ کو شوہر ایسی عورت سی تشبیہ دے جو اوسپر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً اپنی مان اور بہن اور بیٹی سی تشبیہ دے بخلاف سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہوگا اِسلئے کہ سالی کی حرمت ہمیشہ کو نہین بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہی) اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہے کہ تو مجھپر مثل میری مان کی پشت کے ہی تو اِن لفظون کے بعد اُسکو عورت سے صحبت کرنا اور ایسی باتین جو صحبت کے سامان ہون (مثل بوس و کنار کے) حرام ہو جاتے ہین جبتک کفارہ نہ دیلے اور اگر کفارہ سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو صرف اپنی پروردگار سے استغفار کرے (یعنے دوسرا کفارہ لازم نہین ہوتا) اور (یہہ جو قرآن مجید مین لفظ ثم یعودون لما قالوا آیا ہی یعنے پھر پھرتے ہین اپنے قول سے اِس) پہرنے سے مراد عورت سے صحبت کرنیکا قصد ہی (نہ خود صحبت کرنا کہ صحبت کفارہ دینے سے پہلے درست ہو) اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ (اِن تینون اعضا کا حکم مثل پشت کے ہی (حرمت کے لازم ہونے مین) اور مرد کی بہن اور پھوپھی اور مان دودہ کی راہ سے مثل حقیقی مان کے ہی (یعنے انکے ساتھ مشابہت دینے سے بھی حرمت ثابت ہوگی) اور عورت کو یہہ کہنا کہ تیرا سر اور تیری شرمگاہ اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا آدھا سر اور تیری تہائی ایسا ہی جیسا (یہہ کہا کہ) تو ایسی ہے (یعنے ان اعضا کو تشبیہ دینے سے محرمات کے اعضا سے حرمت ثابت ہوگی) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کی ہے اور (اس جملہ سے) نیت اُسکی خدمت اور سلوک کی کی یا ظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر کچھ نیت نکی ہو تو

یہہ قول لغو ہی اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر حرام ہی مثل میری مان کے اور ظہار یا طلاق
کی نیت کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر مثل میری ماں کی پشت کے حرام
ہے اور اس سے طلاق یا ایلا کی نیت کی تو ظہار ہوگا (یہہ دونو چیزین نہونگی) اور ظہار صرف
اپنی منکوحہ ہی سے ہوا کرتا ہے (یعنے اگر الفاظ ظہار کے اپنی لونڈی یا اُم ولد سے
کہیگا تو ظہار نہوگا) پس اگر ایکعورت سے بدون اوسکی اجازت کے نکاح کیا اور اُس سے
ظہار کیا اور ظہار کے بعد اُسعورت نے نکاح کو جائز کہا تو ظہار باطل ہوجاویگا
(اسلئے کہ نکاح کی اجازت سے پیشتر وہ عورت اُسکی منکوحہ نتہی) اگر اپنی سب عورتون کو
کہے کہ تم مجہپر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو سب سے ظہار ہوا اور کفارہ ہر ایک کیواسطے
جدا جدا دیوے اور ظہار کا کفارہ یہہ ہی کہ ایک بردہ آزاد کرے اور آزاد کرنا ایسے بردہ کا جو
اندہا ہو یا دونو ہاتھہ کٹے ہون یا ہاتھون کے دونو انگوٹھے کٹے ہون یا دونو پانون کٹے
ہون یا دیوانہ ہو یا مدبر اور ام ولد ہو یا ایسا مکاتب ہو جو کچہہ مال دیچکا ہو اسباب مین
جائز نہین ہان اگر مکاتب نے کچہہ نہ دیا ہو اور اوسکو کفارہ مین ازاد کردے تو جائز ہے
(اسلئے کہ وہ بردہ کامل ہے) یا یہہ کہ کفارہ کی نیت سے اپنے کسی رشتہ دار قریب کو خریدکر
کرے یا کفارہ مین آدہا غلام اپنا پہلے ازاد کردے اور آدہا پہر آزاد کرے یہہ سب صورتین
درست ہین اور اگر کفارہ مین آدہا غلام مشترک آزاد کردے اور آدہے کی قیمت کا دوسرے
مالک کیواسطے ذمہ کرلے یا آدہا بردہ کفارہ مین آزاد کرے اور جس عورت سے ظہار کیا تہا
پہر اُس سے صحبت کرلے اور بعد صحبت کے آدہا آزاد کرے تو یہہ صورتین درست نہونگی
(اسلئے کہ آزادی پوری بردہ کی صحبت سے پہلے نہوئی اور پوری بردہ کا ازاد کرنا صحبت
سے پیشتر بموجب نص قرانی کے شرط ہے) پس اگر بردہ آزاد کرنے کو نملے تو دو مہینے

پے در پے روزہ رکہے اسطرح کہ اِن دونو مہینو نمین رمضان اور ایسی دن واقع نہون جنمین روزہ رکہنا ممنوع ہے (یعنے دو روز عید کے اور تین روز بعد عید اضحیٰ کے اُن دو نو مہینو نمین نہ پڑین) پہر اگر اُن دو نو مہینو نکے اندر عورت مذکورہ سے رات کو یا بہولکر دن کو صحبت کریگا یا ایکدن بھی افطار کریگا تو نئے سر سے پہر روزے رکہنے پڑینگے (اسلئے کہ اِن روزو نمین پے در پے ہونا اور صحبت سے پیشتر رکہنا شرط ہی) اور اگر شوہر خود غلام ہو تو اوسکو سوای روزہ رکہنے کے دوسری چیز جائز نہین اگرچہ اُسکی طرف سے اُسکا آقا بردہ آزاد کردے یا کہانا کہلاوے (اسلئے کہ غلام خود تو مالک نہین تاکہ کہانا کہلاوے یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا اور کہانا کہلانا اوسکی طرف سے معتبر نہین پہر اگر روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو ساٹھہ مسکینو نکو کہانا کہلاوے جیسا صدقہ فطر مین مذکور ہوا یا کہانے کی قیمت دے (پس اگر اپنی طرف سے دوسرے) شخص کو اجازت دی کہ ظہار کے کفارہ مین کہانا کہلادے اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو درست ہی (اور) کفارونکی سب اقسام مین کہانیکا مباح کردینا درست ہی (یعنے ظہار کی اور روزہ کی قضا اور قسم اور احرام کے شکار کے کفارو نمین اور نیز شیخ فانی کو روزہ کے فدیہ ادا کرنے مین کہانیکا مباح کرنا جائز ہے) مگر صدقات مین (مثل زکوۃ اور صدقہ فطر اور عشر زمین مین) مباح کرنا کافی نہین (بلکہ تملیک شرط ہے اور مباح کرنا اسطرح ہی کہ کہانا لاکر فقیرونکو اوسکے کہانے کی اجازت دیدے اور تملیک یہہ ہی کہ وہ کہانا فقیرون کو دیڈالے اور اُنکی ملک کردے چاہین کہائین چاہین دوسری کو دیڈالین) اور کہانا کہلانے مین یہہ شرط ہی کہ ہر فقیر کو پیٹ بہر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک شام کا کہانا دے (یعنے دو وقت کہلاوے خواہ ایکدن مین ہو یا دو دن مین) اور اگر

ایک فقیر کو دو مہینے تک کہلا دے تو درست ہے (لیکن اگر ایک فقیر کو آج حصے) ایک دن نہیں (دیدے تو) جائز نہوگا مگر خاص اسی دن کے (ایک آدمی کے) کہلانے میں شمار ہوگا اور اگر کہانا کہلانیکے درمیان میں عورت سے صحبت کرے تو کہانا نئے سرے سے کہلاوے (جیسا روزہ میں تہا) اور اگر دو ظہار دن کے کفارہ میں ساٹھ فقیرون کو ایک ایک صاع گیہون حوالہ کرے تو ایک ظہار کا کفارہ جائز ہوگا (دوسرے کا ادا دینا چاہئے اور) اگر ایک کفارہ افطار کا تہا اور ایک ظہار کا اور کہانا مثل مذکورہ بالا دیا یا دو ظہار مین دو بردے آزاد کئے اور معین نکیا (کہ کونسا کس ظہار مین آزاد کرتا ہون) تو ان (صورتون مین) دونو کفارہ کی طرف سے جائز ہوگا اور ایسا ہی جیسا ہے دو ظہارون کے عوض مین روزے رکہے اور کہانا کہلانا (یعنے معین نکرے کہ کسکی عوض روزے رکہتا ہون اور کسکی عوض کہانا کہلاتا ہون تو دونو ظہار کا کفارہ ہو جاویگا) اور اگر دونون ظہارون کے کفارہ مین ایک بردہ آزاد کرے یا دو مہینے کے روزے رکہے تو ایک ظہار کا کفارہ ہوگا (دونو کا نہوگا) اور اگر ایک کفارہ ظہار کا ہو اور ایک قتل کا اور وہ شخص ایک کفارہ بلا تعین ادا کر دے تو کسیکی طرف سے جائز نہوگا (غرضکہ دونو کفارے اگر ایک جنس کے ہونگے تو جائز ہے کہ کفارہ دینے والا بعد کفارہ دینے کے انمین سے ایک کی نیت کرلے اور اگر دو جنس کے کفارے ہون تو انمین بعد کفارہ دینے کے اگر معین کریگا تو کافی نہوگا واللہ اعلم) ؎

لعان کا بیان
کے بیچ

باب لعان کے بیان مین (جس سے مرد و عورت مین جدائی ہوجاتی ہے لغت مین اسکے معنی آپسمین لعنت کرنیکے ہین اور شریعت مین) لعان چند گواہیان مرد و عورت کی ہین جو تاکید اور قسم اور لعنت خدا کے ساتھ بیان کرین اور (مہر

لعان) مرد کے حق مین گالی دینے کی سزا کا قائم مقام ہے اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے پس اگر شوہر اور عورت لیاقت گواہی کی رکھتی ہون (یعنی آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اور) مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت کرے اور وہ عورت ایسی ہو کہ اوسپر تہمت زنا کرنے والیکو سزا ملتی ہو (یعنے پارسا منکوحہ ہو) یا وہ شوہر اُس عورت کے بچہ کو کہے کہ یہہ میرا نہین اور عورت اُس شوہر کو زنا کی تہمت کی سزا دلوانا چاہے تو اس صورت مین لعان واجب ہی پس اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اوسکو قید کیا جاوے یہانتک کہ خواہ لعان کرے یا اپنے آپکو جھوٹا کہے اور گالی کی سزا سر پر لیے پھر جب شوہر لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہی اور اگر وہ انکار کرے تو قید کیجاوے یہانتک کہ لعان کرے یا شوہر کی تہمت کو سچا کرے (اور زنا کی سزا کو پہونچے) پھر اگر شوہر مین لیاقت گواہی کی نہو تو اوسکو گالی کی سزا ملیگی اور اگر شوہر مین تو لیاقت گواہی کی ہو مگر عورت ایسی نہو جسکی تہمت لگانے والی کو سزا گالی کی دیجاوے (یعنے پارسا نہو) تو شوہر پر نہ سزا واجب ہی نہ لعان) اور صورت لعان کی وہ ہی جو کلام مجید مین ارشاد ہوئی ہے (یعنے قاضی شوہر سے شروع کرے اور وہ چار مرتبہ اسطرح گواہی دے کہ مین خدا کے نام سے گواہی دیتا ہون کہ مین نے جو نسبت زنا کی اس عورت پر کی ہے اُسمین مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر اس باب مین مین جھوٹا ہون تو خدا تعالی کی لعنت مجھپر ہو بعد اسکے عورت چار بار گواہی دے کہ مین خدا کے نام سے گواہی دیتی ہون کہ یہہ مرد جو مجھکو زنا لگاتا ہی اُسمین جھوٹا ہی اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر یہہ مرد میرے ذمہ زنا لگانے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب ہو) پس جب اسطرح سے لعان کر چکین تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علحدہ ہو جاوین اور اگر

مرد نے تہمت اسطرح کی ہو کہ عورت کے بچہ کو کہا ہو کہ میرا نہین تو حاکم اُس بچہ کا نسب اُس مرد سے دور کرے اور اوسکو اُس عورت کیطرف لگا دے اور اگر مرد اپنے آپ کو جھوٹا کہے کہ مین نے جھوٹ کہا تہا تو اوسکو گالی کی سزا دیجا وے اور ہوسکتا ہے کہ مرد اُس عورت سے (بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے) نکاح کرلے اور اسیطرح اگر اپنی بیبی کے سوا کسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اُسکی سزا مرد کو ملے یا عورت زنا کرے اور اُسکو زنا کی سزا ملے تو اِن صورتونمین مرد کو اختیار ہے کہ اُس عورت سے نکاح کرلے۔ اور شوہر اگر گونگا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی منکوحہ کو کرے یا کوئی شخص اپنی بیبی کے حمل کو کہے کہ میرا نہین تو اِن صورتونمین لعان واجب نہین (اسلئے کہ پوری تہمت کلام کے ساتھ مین ہے اور وہ گونگے سے نا ممکن ہے اور حمل کے انکار کرنے مین بھی پوری تہمت نہین اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ بچہ پیٹ مین نہو ویسے ہی پیٹ پہول گیا ہو یا کوئی مرض ہو) اور اگر شوہر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب ہے (اسلئے کہ اِسصورتمین صریح نسبت زنا کی کی ہے) اور قاضی کو چاہیئے کہ اِس اسیطرح حمل کو اوسکے باپ سے جدا نکرے (اسلئے کہ بچہ ہونے سے پیشتر حمل کے ہونے اور نہونے ہی مین شبہہ باقی ہے۔ اور) اگر لوگ اوسکو مبارکبادی لڑکے کی دیوین اور اُسوقت وہ کہے کہ بچہ میرا نہین یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنے کیوقت ایسا کہے تو یہہ نسب کو دور کرنا اپنے اوپر سے درست ہے اور اِن وقتون کے بعد اگر کہیگا تو جائز نہوگا اور لعان دونو صورتونمین کرے (یعنی خواہ تہنیت کیوقت لڑکے کو اپنا نہ بتاوے خواہ تہنیت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے کیوقت خواہ پیچھے) اور اگر جڑوان بچون مین سے اول کو اپنا نہ کہے اور دوسرے کو اپنا بتاوے تو گالی کی سزا

اُسکو دیجا دی اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسریکا انکار تو لعان کری اور نسب تو
بچونکا دونو صورتونمین اُسی سے ہوگا +

باب عِنِّین یعنی نامرد کے بیانمین (جو عورت سی صحبت نکر سکے - عنین اُسکو
کہتے ہین جس سی عورتون سی صحبت نہو سکے یا کنواریونکی صحبت پر قادر نہو اور رنڈیونکی
صحبت پر قادر ہو) اگر عورت اپنی شوہر کو مجبوب یعنی ذکر کٹا ہوا دیکھے تو قاضی اُن
دونو کو اُسیوقت جدا کر دے اور جس صورتمین کہ نامرد اور خصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال
ٹھہرے اگر اس برسمین وہ صحبت کرے تو بہتر ورنہ اگر عورت اُس سے جدا ہونا چاہی
تو قاضی جدا کر دے - پس اگر شوہر کہے کہ مین نے صحبت کی ہے اور عورت انکار کرے اور
دوسری عورتین کہین کہ وہ عورت باکرہ ہے تو اُس عورت کو جدا ہو جانیکا اختیار دیا
جاویگا اور اگر وہ کہین کہ یہہ عورت مرد رسیدہ ہی تو شوہر کا قول الشرط قسم کہا نیکے
سچا جانا جاویگا اور اگر عورت شوہر کو پسند کر لے تو اوسکے بعد جدا ہونے مین اُسکا
حق باطل ہو جاویگا اور اگر مرد و عورت مین کسی کسیکو دوسرے کے عیب کے باعث
اختیار نہ دیا جاوے (یعنے جس صورتمین کہ ایک کو جذام یا جنون یا برص وغیرہ ہو جاوے
تو دوسریکو جدا ہو جانیکا اختیار نہین - اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی کہ
اونکے نزدیک پانچ مرضونمین عورت مختار ہوتی ہے تین جو اوپر مذکور ہوئی چوتھا
رَتْق ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے مُنہ پر گوشت اُبہر آوی جو صحبت کا مانع ہو پانچوان
قَرْن ہے کہ اوسجگہہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظمؒ کی قول عطا نخعی اور
عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ کا ہی اسوجہ سے کہ جن
معاملات مین رضامندی کامل شرط ہی اونمین یہہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی

کی تقویت مین کوئی عیب خلل کرتا ہے تو اُس معاملہ کو واپس کر دیتے ہین اور نکاح کا لازم ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہین اسلئے کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم ہو جاتا ہے +)

باب عدت کے بیانمین ۔ عدت اُس انتظار کو کہتے ہین کہ عورتکو (طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کرنا) لازم ہے ۔ عدت آزاد عورت کی طلاق کے لئے اور بعد صحبت کے نکاح کے ٹوٹنے کے لئے تین حیض ہین جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اوسکی عدت تین مہینے ہین اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے دس روز ہین اور لونڈی کی عدت اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا (یعنے طلاق اور نکاح ٹوٹنے مین ڈیڑھ مہینا اور خاوند کے مرنے مین دو مہینے پانچ روز) اور حاملہ عورت کی عدت بچہ کا جننا ہے اور فار کی منکوحہ کی عدت وہ ہے جو دونون وقتون مین سے زیادہ تر دور ہو (فار اُس مرد کو کہتے ہین کہ اپنی بیبی کو مرض کیحالت مین طلاق دے اور اُسی مرض مین مر جاوے تو ایسی عورت کی عدت چار مہینے دس روز اور تین حیضون کی مدت مین سے جو زیادہ ہو وہی ہو گی) اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین آزاد ہو جاوے اوسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہے اور (اگر طلاق بائن (کی عدت مین یا) خاوند کے مرنے کی عدت مین (آزاد ہووے تو) حکم آزاد کا سا نہوگا (لونڈی کی عدت کریگی) اور جس عورت کو تین مہینے عدت کے بعد حیض پھر آنے لگے تو اُسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی (نہ مہینون کے اعتبار سے) اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اُس سے شبہہ مین صحبت ہوئی ہو اُسکی عدت اور اُم ولد کی عدت باعتبار حیض کے ہے شوہر کے مرنے وغیرہ کے لئے ۔ اور شوہر اگر چھوٹا ...

اور اوسکی زوجہ اوسکے مرنیکے وقت حاملہ ہو جاوے تو اوسکی عدت بچہ کا جننا ہے
اور اگر اوسکے مرنیکے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روز کی ہوگی اور ان
دونو صورتون مین نسب اوس بچہ کا اوس شوہر خورد سال سے نہ لگایا جاویگا اور جس
حیض مین عورت کو طلاق دیگئی ہو اوسکا اعتبار نکیا جاوے (یعنی اگر طلاق حیض کیحالت
مین دی ہو تو اوس حیض کو عدت مین شمار نکرین بلکہ تین حیض اوسکے سوا شمار
کرین) اور جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اوس سے شبہہ سے صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عورت
دوسری عدت کرے اور یہہ دونو عدتین ایکدوسرے مین آجاوینگی اور جو حیض صحبت
کے بعد عورت کو ہوگا وہ دونو عدتونمین شمار ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت
پوری ہوچکے تو دوسری کو تمام کرے (یعنی مرد نے عدت والی عورت سے شبہہ کے
ساتھہ صحبت کی تو اوسصورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو حیض اب آویگا وہ دونو
عدتونمین شمار ہوگا اور یہی معنی ہین دونو عدتون کے ایکدوسرے مین آجانیکے اور
جب پہلی عدت پوری ہوچکے تو دوسری عدت تمام کرے) اور شروع عدت کا طلاق
کے پڑنے اور مرنے کے بعد سے ہے اور نکاح فاسد مین جدائی کے بعد سے یا اوس
وقت سے کہ شوہر نے قصد اوس سے صحبت کے ترک کا کیا - اور اگر عورت نے دعوی کیا
کہ میری عدت گذر گئی (یعنے اب رجعت درست نہین) اور شوہر نے اوسکا قول نمانا تو
قاضی کے یہان معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سے بیان کرے - اور اگر شوہر
نے اپنی عدت والی عورت سے نکاح کیا اور اوسکو صحبت سے پیشتر طلاق دیدی تو اس
نکاح کا مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آدہا اور نئے سرے سے عدت عورت پر لازم ہوگی
اور اگر کوئی ذمی اپنی ذمیہ منکوحہ کو طلاق دے تو وہ عدت نکرے (یعنے اسصورت مین کہ

اونکے مذہب مین عدت واجب نہو **فصل** جس عورت کو طلاق بائن ملی ہو یا شوہر مرگیا ہو وہ سوگ کرے یعنی زیب و زینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑدے اور مرض کے عذر سے تیل و سرمہ درست ہے اور مہدی لگانا اور سرخ و زرد کپڑا پہننا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہو اور اگر آزادی کے سبب عدت مین ہو یا نکاح فاسد کی عدت مین جیسے بدون گواہون کے نکاح ہوا ہو تو ایسی عدت مین سوگ نکرے اور عدت والی عورت سے صراحتہً پیام نکاح کا ندیا جاوے اور اشارۃً پیام دینا صحیح ہے اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اوسکو اپنے گہر سے نکلنا نچاہیے اور جو موت کی عدت مین ہو وہ دنکو اور شب کو بعض راتین نکلے اور یہہ دونو عدت اُسی گہر مین بیٹہین جسمین عدت اُنپر واجب ہوئی ہو (یعنے طلاق یا موت جس گہر مین ہوئی ہو اوسمین عدت چاہیے) لیکن اگر اوسمین سے کوئی نکالدے یا وہ گہر گر جاوے تو دوسرے مکان مین رہین جو عورت کہ سفر مین بائن ہو یا شوہر مر جاوے اور اوسمین اور اُسکے شہر مین فاصلہ تین روز سے کم ہو تو اپنے شہر کو واپس آوے اور اگر تین دن کی مدت ہو تو خواہ اپنے شہر کو چلی آوے یا جدہر جاتی ہے اسطرف چلی جاوے دونو صورتون مین اوسکے ساتھہ محرم ہو یا نہین اور اگر کسی شہر مین ایسا اتفاق ہو تو اوسی جگہہ عدت کرے اور بعد عدت کے وہان سے محرم کے ساتھہ نکلے ❊

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیان مین — اگر کوئی مرد کہے کہ فلانی عورت سے اگر نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پہر اُس سے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تہا پورے چہہ مہینے کے بعد اُس عورت کے بچہ ہوا تو اوسکا نسب اُس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا آویگا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت

ہوگا اگرچہ دو برس کے بعد جنی بشرطیکہ عدت کے ہوچکنے کا اقرار نکرتی ہو اور اس
بچہ کا ہونا رجعت کے حکم مین ہوگا دو برس سی زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دو برس
سی کم مین ہوا ہوگا تو رجعت نہوگی (اسلئی کہ حمل دو برس سی زیادہ نہین ٹھہرتا پس اول
صورت مین معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت مین ہوا اسلئی باعث رجعت ہوگیا اور
دو برس سی کم کیصورت مین بچہ شک ہی کہ شاید بچہ حمل نکاح کے دنونکا ہو تو اسیواسطی
موجب رجعت نہوا) اور اگر عورت طلاق بائن کی عدت مین ہو تو دو برس سی کم مین اگر بچہ
ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا (اسلئی کہ طلاق بائن مین احتمال رجعت کا نہین
ہان اگر شوہر بچہ کا دعوی کری (تو ثابت ہوگا اور یہہ مان لیا جاویگا کہ شبہہ سی صحبت
کی ہوگی) اور جو عورت بالغ ہونیکے قریب ہو اور وہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کی ہو
اوسکے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم مین ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر پوری نو مہینے
یا زیادہ مین ہوگا تو ثابت نہوگا اور جو عورت موت شوہر کی عدت مین ہو اوسکی بچہ
کا نسب دو برس سی کم مین ثابت ہوگا۔ اور جو عورت کہ اپنی عدت ہوچکنے کا اقرار کرتی
ہو اوسکے بچہ کا نسب وقت اقرار سی چھہ مہینے سی کمتر مین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت
نہوگا۔ اور جو عورت عدت مین ہو اور اوسکے بچہ ہونے کو لوگ نمانین تو اوسکا نسب
کئی طرح ثابت ہوسکتا ہی ایک یہہ کہ دو مرد یا ایکمرد اور دو عورتین گواہی اوس بچہ کے
ہونے کی دین یا یہہ کہ حمل ظاہر ہو یا یہہ کہ شوہر اوس بچہ کو کہے کہ میرا ہی یا اگر شوہر
مرجاوی تو اوسکی وارث اوسکی تصدیق کرین۔ اور عورت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت
اس شوہر سی مقصود متعین ہی کہ اوسکے بچہ چھہ مہینے خواہ زیادہ مین وقت نکاح سے
پیدا ہوا اگرچہ شوہر چپ رہی (کچھہ اقرار یا انکار نکری) اور اگر انکار کری تو ایکصورت

یا گواہی سے ثابت ہوگا جو بیان کریں کہ اُس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے پھر اگر بچہ پیدا
ہونیکے بعد عورت مرد مین اختلاف ہو عورت کہے کہ تو نے مجھ سے چھ مہینے ہوئی
کہ نکاح کیا ہی اور شوہر دعوی کرے کہ چھ مہینے سے کم ہوئے ہین تو اس صورت مین
عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہ بچہ اُس مرد کا ٹھیریگا۔ اور اگر شوہر طلاق کو مشروط
بچہ ہونے پر کردے اور ایکعورت اوسکے بچہ ہونے پر گواہی دے تو طلاق نہوگی اور
اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کر لیا ہو تو بدون کسی کی گواہی کے عورت پر طلاق
پڑجاویگی اور مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس ہین اور کم سے کم چھ مہینے (اور
امام شافعیؒ کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی
قول حضرت عایشہؓ کا ہی کہ بچہ پیٹ مین دو برس سے زیادہ نہین رہتا) پس اگر کسی
لونڈی سے نکاح کرکے اُسکو طلاق دی پھر اوسکو خرید لیا اور وقت خرید سے چھ
مہینے کے اندر اوسکے بچہ ہوا تو وہ بچہ (اُسیکے سر پڑیگا اور) اوسیکا (لڑکا) ہوگا
(اور چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنیگی تو بدون دعوی کے اُسکا نہ ٹھیریگا) اور
اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہی تو وہ میرا ہی
اور گواہی دی ایکعورت بچہ ہونیکی تو وہ لونڈی اُس مرد کی ام ولد ہوجاویگی
(یعنے نسب اُس بچہ کا بدون دعوی کے ثابت ہوجاویگا لیکن یہہ اُسصورت مین ہی
کہ بچہ اُس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چھ مہینے سے کم مین ہو دی) اور جو شخص
کسی لڑکے کو کہے کہ یہہ میرا بیٹا ہی اور مرجاوی پس اُس لڑکے کی ماں کہے کہ مین
اوسکی بیبی ہوں اور یہہ اُسکا بیٹا ہی تو یہہ دو تو اُس مردہ کے وارث ہونگے پھر
اگر اُس عورت کی آزادی معلوم نہو اور وارث مُردہ کا (یعنے وہ لڑکا) کہے کہ تو

مسیر ہو یا کہ ام ولد ہو (نکاحی بیبی نہین) تو اُس عورت کو میراث نملیگی ✤

باب بچہ کے گود لینے (یعنے پرورش) کے بیان مین — سب سے زیادہ مستحق (اور بہتر) بچہ
کے رکہنے کے لئے اُسکی مان ہے باپ سے جدا ہونیکے پیشتر اور بعد جدائی کے بہی اور بعد
مان کے نانی ہے اُسکے بعد دادی اُسکے پیچہے بہن حقیقی اوسکے بعد بہن اخیافی اُسکے
بعد بہن علاتی پہر خالہ اسیطرح (یعنے حقیقی سب سے مقدم اوسکے بعد اخیافی اوسکے بعد علاتی)
پہر پہپہیان اسیطور پر — اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلے (یعنی اُسکا شوہر
بچہ سے قرابت قریب نرکہتا ہو) تو اُس عورت کا حق گود لینے کا جاتا رہیگا اور اگر وہ
عورت اُس شوہر سے جدا ہو جاوے تو حق مذکور پہر پہٹ آویگا بعد ان مذکورین کے گود لینے
کے مستحق عصبات ہین ارث کی ترتیب پر اور مان اور نانی دادی لڑکے کی پرورش کی مستحق
ہین جسوقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے بے پروا ہو جاوے (یعنی کہانا پینا کپڑا
پہننا استنجا کرنا خود بدون کسیکی مدد کے کرسکے) اور اسکا اندازہ لڑکے کے حق مین سات
برسکا ہے (کہ اس عمر کا لڑکا یہہ باتین اپنے آپ کرلیا کرتا ہے) اور لڑکی کی مستحق اُسوقت
تک ہین کہ وہ حائضہ ہو اور مان اور جدہ کے سوا اور ونکو اُسوقت تک حق ہے کہ لڑکی
مشتہاۃ ہو (یعنے مردونکی خواہش کے لائق) ہو جاوے اور لونڈی کو (اپنی اولاد کے بابمین)
اور ام ولد کو (اپنے بچون کے بابمین) حق گود لینے کا نہین جبتک کہ آزاد نہو جاوین
(اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کیطرح انکو حق گود مین لینے کا ہوگا) اور عورت ذمی
اپنے مسلمان بچہ کے رکہنے کی اُسوقت تک مستحق ہے کہ وہ دین کو نہ سمجہے (اور بعد دین کی سمجہ
آنیکے اُس بچہ کا مستحق اُسکا باپ مسلمان ہوگا) اور بچہ کا اسبابمین اختیار نہین (یعنے
اُسکو اختیار نہین کہ چاہے مان کے ساتہہ رہے چاہے باپ کے ساتہہ اسلئے کہ اُسکو عقل

نہین اور غالب یہی ہو کہ اوسکے نزدیک جو بہتر ہوگا اور اوسکو ارام ملیگا وہی صدیقہ اختیار کرہو لیکن یہ اور تربیت کی مصلحت کے خلاف ہی اسلئے کہ تربیت مین دہمکی اور گوشمالی ضروری ہے) اور جس عورت کو طلاق دیگئی ہو وہ اپنے بچہ کو لیکر کہین سفر نکرے ہان (اگر) اپنے وطن کو جہان اُسکا نکاح ہوا تہا لیجاوے (تو مضائقہ نہین ہے)

باب نفقہ کے بیان مین (نفقہ کہانا وغیرہ دینے کو کہتے ہین) عورت کا کہانا اور کپڑا شوہر پر موافق حیثیت دونوکے واجب ہو (یعنے کہانے اور پوشاک مین دونوکے حال کی رعایت مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے (کرنی چاہیئے) اگرچہ عورت اپنا مہر لینے کیواسطے صحبت شوہر کو نکرنے دیتی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو (یعنے خاوند کے گہر سے نکلجاوے اور اسکی بات نمانے) اُسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہین اور نہ اُس عورت کا جو کم سن قابل صحبت کے نہو اور نہ اُسکا جو قرضدار ہونے کی جہت سے قید ہو اور نہ اُسکا جو زبردستی (شوہر سے) چہین گئی ہو اور نہ اُسکا جو حج کو شوہر کے سوا کسی اور کے ساتھہ چلی گئی ہو اور نہ اُسکا جو بیماری کے سبب شوہر کے حوالہ نہوئی ہو۔ اور اگر شوہر توانگر ہو تو عورت کے خادم کا نفقہ بھی اُسکے ذمہ پر ہوگا اور اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو تو عورت کو اُس سے جدا نکیا جاوے بلکہ اُسکو اجازت دیجاوے کہ شوہر کے نام قرض لے (یعنے قاضی حکم کردے کہ اپنے شوہر پر قرض لیکر کہاوے) اور اگر شوہر کو توانگری عارض ہوجاوے تو توانگری کے نفقہ کو پورا کرے گو نفقہ مفلسی کا حکم ہوچکا ہو (یعنی اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا ہو کہ مفلسون کا سا نفقہ عورت کو دیدے اور بعد اسکے وہ توانگر ہوجاوے تو اُسکو توانگری کا نفقہ پورا دینا پڑیگا) اور جو مدت گذر چکی ہو اُسکا نفقہ بدون قاضی کے حکم کے یا رضامندی شوہر کے واجب نہین ہوتا اور شوہر اور عورت مین سے اگر ایک مرجاوے

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جاتا رہتا ہی اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دے چکا ہو
اگر شوہر مر جاوے تو عورت سے وہ واپس نلیا جاویگا - اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا
نفقہ نہ دے تو اوسکے نفقہ مین بیچڈالا جاویگا - اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جگہہ دینے سے واجب
ہوتا ہی (یعنے اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور اوسکے شوہر کو جگہہ علیحدہ رہنے کی دی
ہوگی تو اوسکا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا) اور شوہر پر (عورت کیلیے
ایک مکان رہنے کو دینا واجب ہی جو شوہر کے گہروالون اور عورت کے گہروالون سے
خالی ہو اور جائز ہے عورت کے گہروالون کو اوس عورت کیطرف دیکہنا اور اوس سے
باتین کرنی (جیسے اونکا دل چاہی) اور جو شخص کہ غائب ہو اوسکے لڑکے اور مان باپ اور
منکوحہ کا نفقہ اوسکے اوس مالمین مقرر کیا جاوے جو دوسرے شخص کے پاس ہو اور وہ اقرار
کرے (کہ یہہ فلانے کا مال ہی) اور (یہہ بہی اقرار کرے کہ) یہہ عورت اوسکی منکوحہ
ہے اور منکوحہ سے ضمانت لیجاوے (کہ اگر اوسکی منکوحہ نہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑیگا) اور
واجب ہی نفقہ اوس عورت کے لئے جو طلاق کی عدت مین ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والی کو
اور نہ ایسی جدائی کی عدت والیکو جو عورت کیطرف سے ہوئی ہو (مثلا عورت کے مرتد ہونے
کے باعث جدائی ہوئی ہو تو اوسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہوگا - اور) اگر عورت کو تین طلاقین
بائن ملین اور اوسکے بعد وہ مرتد ہوگئی تو جو نفقہ عدت کا اوسکے لئے لازم ہوتا وہ ساقط
ہوجاویگا اور اگر عورت مذکور شوہر کے پسر کو اپنی ہم بستری پر قادر کرلے تو نفقہ مذکور
ساقط نہوگا - اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنے بچے محتاج کا - اور مان پر زبردستی
نکیجاوے کہ بچے کو دودہ پلاوے بلکہ باپ کسی دودہ پلانیوالی کو نوکر رکہہ لے کہ مان کے
پاس اوسکو دودہ پلاوے اور اگر اوسکی مان منکوحہ ہو یا عدت مین تو اوسکو اجرت دودہ

پلانے کی نسبے اور بعد عدت کے ماں کو دودہ پلانے پر اجرت لینی کا زیادہ استحقاق
ہے بشرطیکہ زیادہ اجرت نمانگے - اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنی ماں باپ اور اجداد
جدات کا اگر وہ محتاج ہوں - اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہیں رہتا مگر
منکوحہ ہونے سی یا باپ بیٹا ہونے سی (یعنے اگر دو شخصوں کے دین میں اختلاف ہو تو ایک
کا نفقہ دوسرے پر نہیں واجب ہوتا لیکن دو صورتوں میں اول یہہ کہ منکوحہ اہل کتاب میں
سی ہو دوم یہہ کہ ماں باپ کافر ہوں یا بیٹا اور پوتا کافر ہوں کہ ان صورتوں میں باوجود
دین کے مختلف ہونیکے نفقہ لازم ہی) اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دی یا فرزند اپنے
ماں باپ کو نفقہ دی تو اس نفقہ میں کوئی اور شریک نہوگا اور جو رشتہ دار محرم کہ محتاج اور
کمانے سی عاجز ہو اُسکا نفقہ وارثوں پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ توانگر ہوں (مثلا ایک شخص نفقہ
اورا پاہج ہے اور اوسکے ایک بھائی اور ایک بہن ہی تو اُسکا نفقہ بھائی پر دو حصہ وراثت
پر ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دو نو غنی ہوں) اور باپ کو اپنی نفقہ کے لئے اپنے بیٹے کا
اسباب بیچنا درست ہی مگر زمین اُسکی فروخت کرنی درست نہیں اور اگر کسی شخص نے اپنی امانت
دوسرے کے پاس رکہی اور اُس دوسرے نے اُسکی بدون اجازت کے اُسکو اوسکے ماں باپ کے
نفقہ میں اُٹھا ڈالا تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا اور اگر ماں باپ کے پاس کچہہ مال بیٹے کا ہو اور وہ
خرچ کر ڈالیں تو انپر کچہہ تاوان نہیں پس اگر ماں باپ یا بیٹے یا قریب کے لئے قاضی نے
حکم نفقہ کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اُنکو نہ پہنچا تو نفقہ ایام گذشتہ کا ساقط
ہو جائیگا ہاں اگر قاضی اُنکو حکم قرض لینے کا کر دی اور وہ قرض لے لیویں تو ساقط نہوگا
(اُس شخص کے ذمہ لازم رہیگا) اور واجب ہی نفقہ غلام کا آقا پر اور اگر وہ انکار کری نفقہ
دینی سی تو غلام کا نفقہ اُسکی کمائی میں سے (یعنی جو کچہہ غلام کما دے اُسمیں سے کہا دے)

اور اگر کوئی پیشہ اُسکو نہ آتا ہو تو اوسکے فروخت کر دینے کا حکم دیا جائیگا (تاکہ ہلاک نہو)

کتاب العتاق

اِسمین ازاد کرنیکے مسئلے ہین (جاننا چاہیئے کہ آزاد کرنا ایک عمل مستحب ہی کہ حدیثونمین اُسکے فضائل بہت واقع ہین اُنمین سی یہہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جو کوئی آزاد کری مسلمان بردہ کو اللہ تعالی اوسکے ہر عضو کے بدلہ مین آزاد کرنیوالیکے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سی آزاد کرے) آزادی ایک ایسی قوت شرعی ہے جو غلام مین بعد آقا کی ملک دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت ہوتی ہے ۔ اور وہ درست ہوتی ہی جسوقت آزاد و عاقل اور بالغ اپنے غلام لونڈی کو یہہ کہی کہ تو آزاد ہی یا ایسا لفظ کہی جس سی تمام بدن بیان کیا جاتا ہی (مثلا کہی کہ تیری گردن یا تیرا سر یا روح آزاد ہے) یا تو عتیق ہی یا مُعتَق ہے یا مُحرّر ہے یا مین نے تجکو آزاد کیا اِن الفاظ سی آزاد ہو جائیگا نیت کرے یا نکرے (اسواسطی کہ یہہ کلمات صریح آزاد کرنیکے ہین انمین نیت کی کچھ حاجت نہین) اور (اگر آقا یہہ کہے کہ) میری ملک تجپر نہین خواہ (یون کہے کہ) میری بندگی تجپر نہین یا (یہہ کہ) مجکو تجپر اختیار نہین (تو انمین) اگر نیت آزادی کی کریگا تو غلام آزاد ہو جاویگا) اور اگر یہہ کہی کہ یہہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہی یا یہہ لونڈی میری ماں ہے یا کہے کہ یہہ میرا مولی ہے یا یون پکارے کہ اے میرے مولی یا او آزاد یا او عتیق تو اِن الفاظ سی آزاد ہوگا لیکن اگر یون کہے کہ او بیٹے یا او بھائی یا مجکو تجپر خلیہ نہین یا الفاظ طلاق کہے یا یون کہے کہ تو مثل آزاد کے ہی تو آزاد نہوگا اور آزاد ہوتا ہے اِن الفاظ سے تو نہین ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہی خدا کی رضا کے لئے یا شیطان کی رضا کے لئے یا بت کے لئے اور آزاد ہو جاتا ہی قریب رشتہ دار (جو ذی رحم) محرم (ہو)

مالک ہونیکے سبب سی اگرچہ مالک لڑکا یا دیوانہ ہو (یعنے قریب بمجرد مالک ہونیکے آزاد ہو جاتا ہے) اور اگر کوئی زبردستی سی آزاد کرا دی یا حالت نشہ مین آزاد کری تب بھی آزاد ہو جائیگا
اور اگر آزادی کو مالک ہونے یا کسی اور شرط پر مشروط کریگا تو درست ہوگا (مثلا یون کہی کہ اگر مین
مالک ہون اس بندہ کا تو یہہ آزاد ہی یا فلان شخص آوی تو میرا غلام آزاد ہی) اور اگر حاملہ لونڈی
کو آزاد کرے تو وہ اور اسکا بچہ دونو آزاد ہو جائینگے مترجم کہتا ہی کہ یہہ صورت اسوقت
ہے کہ بعد آزادی کے چھہ مہینی سی کمتر مین بچہ پیدا ہوا اور اگر بعد ۶ مہینے کے پیدا ہوگا تو بچہ
بالاصالت آزاد نہوگا بلکہ مان کی تبعیت سی آزاد ہوگا) اور اگر حمل کو آزاد کریگا تو صرف بچہ
آزاد ہوگا اسکی مان آزاد نہوگی۔ اور بچہ ملک اور آزادی اور غلام ہونے مین اور مدبّر
اور مکاتب اور امّ ولد ہونے مین مان کا تابع ہوتا ہی (پس اگر لونڈی ام ولد ہوگی اور
اوسکے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر سی ہوگا تو وہ بھی ام ولد کے حکم مین ہوگا یعنی بعد آقا
کے مرنیکے مان کے ساتھہ مین آزاد ہو جاویگا) اور جو بچہ کہ لونڈی کے آقا سے
ہو وہ آزاد ہے ❊

باب اس غلام کے بیان مین جسکا کچھہ حصہ آزاد ہو جاوے۔ جو شخص کہ اپنی غلام کا کچھہ
حصّہ آزاد کر دی تو وہ سب آزاد نہین ہوتا (بلکہ اوسیقدر آزاد ہوتا ہی جو مالک نے آزاد
کیا ہی) اور جو مقدار کہ آزاد نہین ہوئی اوسکے لئی آقا کو روپیہ کما دی اور اوسکا حکم مثل
مکاتب کے ہی (یعنے مالک کو اختیار ہی چاہی باقی کو آزاد کر دی یا باقی کی قیمت اوسکی
کمائی سی لیوی اتنا فرق ہی کہ اگر یہہ غلام کمانے سی عاجز ہو جاوی تو جسقدر آزاد ہو گیا ہی
وہ پہر سی غلام نہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کیصورت مین پہر غلام ہو جاتا ہی)
اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھی اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسری شریک کو اختیار

[illegible] پاہی اپنا حصہ بھی آزاد کر دیوے یا غلام سے آستسعا کرالے اور استسعا تین والا (یعنے [illegible] حصہ دیگا) دونو شریکونکو پونہچیگا (یا یہہ کرے کہ) جسنے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہی اُس سے [illegible] بشرطیکہ وہ روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کرنیوالا پہرواپس غلام [illegible] سے لیوی اور استسعا تین کولا مت آزاد کرنیوالے کو پونہچیگی (دوسری شریک کو [illegible]) اور اگر دونو شریک ایکدوسریکے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دین (یعنے [illegible] کہے کہ دوسرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہی) تو وہ غلام دونو مالکون کو [illegible] حصہ [illegible] روپیہ کماوے (اور آزاد ہو جاوے) اور اگر دونو شریکو نمین سے ایک تو کسی شخص کے [illegible] روز مین آزاد ہونے کو مشروط کر ہی اور دوسرا اُسکے برعکس مشروط کرے [illegible] اور معلوم نہو (کہ دونو شرطونمین سے کونسی ہوئی) تو غلام نصف آزاد ہو جاویگا اور اپنی آدہی قیمت دونو شریکو نکو کما دیگا (مثلا ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آویگا تو میرا غلام آزاد ہی اور دوسری شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوے تو میرا غلام آزاد ہی اور کل کے روز مین معلوم نہوا کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام مذکور نصف آزاد ہو جاویگا اور نصف اپنی قیمت دونو کو کما دیگا) اور اگر دو شخصونے اسی طرح قسم کہائی اپنے غلام کے علیحدہ علیحدہ آزاد ہونیکی تو دونو غلامون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا (مراد قسم سے یہان یہی مشروط کرنا ہی مثلا ایک شخص نے کہا کہ اگر زید کل آوے تو میرا غلام آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ نہ آوے تو آزاد ہے تو اگر آنا نہ آنا متحقق نہوگا تو کوئی آزاد نہوگا اور فرق دونو مسئلون مین یہہ ہی کہ پہلے مسئلہ مین غلام مشترک تہا اور اس مسئلہ مین دونو کے غلام الگ الگ تہے) اور اگر باپ دوسرے شریک کے ساتہہ مین اپنے بیٹے کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہو جاویگا اور اسکو شریک ثانی کو کچہہ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہی کہ یا اُسکو آزاد کر دیوے یا اپنے

حصہ کی قیمت کمالے - اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پھر باقی نصف
کو اُس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو اختیار ہے کہ دو یا باپ سے اپنے حصہ کا تاوان
لیلے خواہ بیٹے سے کمالے - اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف کسی کے پاس سے مول
لیا جو کل کا مالک تھا تو اسصورت مین باپ اُس بائع کو تاوان ندیگا (بلکہ بائع یا باقی کو آزاد
کر دے یا اوسکی قیمت اُس بیٹے سے کمالے) ایک غلام مین تین آدمی کی شرکت ہے
ایک نے اُسکو مدبر کر دیا اور دوسرے نے آزاد کر دیا تو تیسرا (یعنی تیسرا شخص) اپنے
حصہ کا تاوان مدبر کرنیوالے سے لیوے اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت
غلام مدبر کی لے اوسقدر نہ لے جتنی کہ اوسنے تیسرے کو دی ہے (اسلئے کہ وہ تو پورے
غلام کی تہائی تھی اور مدبر کا دام پورے کی دو تہائی کہتے ہین تو چونکہ مدبر اوسنے کیا ہے
تو اسلیئے مدبر ہی کی تہائی بھی لینی چاہیئے) اور اگر ایک شریک نے دوسرے سے کہا
کہ یہہ لونڈی تیری ام ولد ہے اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایکروز منکر کی خدمت کرے
اور ایک روز بیٹھی رہے (یعنی مدعی کی خدمت نکرے) اور ام ولد کی کچھہ قیمت نہین تو
اگر ان دونون مین سے کوئی اپنا حصہ آزاد کریگا تو دوسرے کو کچھہ تاوان دینا نہ پڑیگا
- ایک شخص کے تین غلام ہین دو کو اُنمین سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اسکے
بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہین تہا وہ چلا آیا پھر اوسنے وہی کہا (کہ تم مین سے ایک
آزاد ہے) اور اپنی نیت کا حال بدون بیان کئے مر گیا تو اسصورت مین جو غلام دونو دفعہ
مین وہان موجود رہا اُسکی تین چوتھائی آزاد ہونگی اور جو ایک دفعہ رہا (یعنی دونو باقی)
اُنکا نصف آزاد ہوگا (اور) اگر یہہ معاملہ مالک کے مرض مین ہوا ہو (اور وہ بیان کرنے سے
پہلے مر جاوے) تو سوم حصہ ترکہ کا ان سہامو پر تقسیم کیا جاویگا (اسلئے کہ مرض مین

آزاد کرنا وصیت کے حکم مین ہی اور وصیت ترکہ کی تہائی سی جاری ہوتی ہی پس سات سہام
کر تقسیم کرینگے تین سہام دو نو دفعہ والی کو اور دو دو سہام اُن دونو کو اور یہہ سات سہام
مال مالک کی تہائی مین سی ہوٹنے چاہئیین) اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور ہبہ کرنا او ر مدبر
کرنا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہی (یعنے اگر دو غلامون کو کہا کہ تم مین سی ایک آزاد ہی پھر اگر
اُنمین سے ایک کو بیچڈالا یا آزاد کر دیا یا وہ مرگیا یا مدبر کر دیا یا ہبہ کیا تو دوسرا آزاد ہوگا)
اور صحبت کرنا بیان نہین (یعنے اگر اپنی دو لونڈیون کو کہا کہ ایک تم مین سی آزاد ہی پھر
اُنکے ایک کے ساتہہ صحبت کی تو اِس سی یہہ معلوم نہوگا کہ دوسریکی آزادی مراد تہی) اور
صحبت اور موت طلاقِ مبہم کا بیان ہوا کرتی ہین (مثلاً اگر اپنی دو بیبیونکو کہا کہ تم مین سی
ایک کو طلاق ہے پھر ایک کے ساتہہ صحبت کی یا ایک مرگئی تو اِس سی معلوم ہوگا کہ طلاق
دوسریکو ہوئی) اور اگر شوہر کہے کہ اول بچہ جو تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہی پہر اگر
ایک لڑکا اور لڑکی توام ہوئی اور معلوم نہوا کہ پہلے کونسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی
اور اوسکی ماں نصف آزاد ہو جاوینگے (اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی
ہی تو وہ ہر حالمین غلام ہی خواہ اول پیدا ہو یا پیچہے اور اُسکی ماں اور بہن مین آگے پیچہے
ہونے ولادت کی روسے شبہہ آزادی کا ہی کہ شاید لڑکا اول ہوا ہوگا تو آزاد ہونگے
اسیلئے دونو آدہے آدہے آزاد ہونگے ماں اصل مین آزاد ہوگی اور لڑکی اوسکے ساتہہ مین)
اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دین کہ اوسنے اپنے دو غلامون یا دو لونڈیونمین سے
ایک کو آزاد کیا ہی تو یہہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلئے کہ جسکے لئے گواہی دیتے ہین نا
معلوم نہین) ہان اگر (یہہ صورت) وصیت مین (واقع ہو کہ مرض مین اوسنے ایسا کیا ہی) یا
طلاق مبہم مین (اسطرحکی گواہی ہو تو) مقبول ہوگی (اسواسطے کہ وصیت مین طرفداری یا

وصی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہین اور طلاق مین انکی مقبول ہوگی کہ دعوے طلاق مین شرط نہین پس بدون معلوم ہونے طرفثانی کے بھی شہادت مانی جاویگی ✤

باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کرنیکے بیانمین - اگر کسی شخص نے یون کہا کہ مین اگر گھر مین جاؤن تو اُس روز میرے جتنے مملوک ہین آزاد ہین حالانکہ اُسوقت اُسکی ملک مین کوئی غلام لونڈی نہین تو شرط کے پائے جانے سے وہ مملوک آزاد ہوجاوینگے جو اُسکی ملک مین بعد اِس شرط کرنیکے آئے ہین اور اگر لفظ (اُس روز) نکہیگا تو جن مملوکون کا مالک بعد اِس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہونگے اور کلمہ مملوک حمل پر واقع نہین ہوتا (تو حمل اِس شرط سے خارج رہیگا آدمی) اگر یہ کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین یا ہین اُنکا مالک ہونگا وہ کل کو آزاد ہین یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہین تو اِسمین صرف وہ مملوک شامل ہونگے جنکا وہ شخص شروع اِس شرط لگانے سے مالک ہے (وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اِس شرط کے خریدیگا) اور اگر وہ شخص مرجاویگا تو اُسکے مال کی تہائی سے وہ مملوک بھی آزاد ہونگی جنکا وہ بعد شرط کے مالک ہوا ہے (جیسے شرط کیوقت کے مملوک آزاد ہوتے ہین اسلئے کہ یہہ اُسکا قول وصیت کے حکم مین ہے تو اِسیلئے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی ✤

باب مال کے عوضمین آزاد کرنیکے بیانمین - اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد کرے اور وہ غلام اُسکو قبول کرلے تو آزاد ہوجاویگا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے ادا کرنے پر مشروط کردے تو وہ غلام تجارت مین ماذون ہوگا (یعنے اجازت تجارت کی اُسکو آقا کیطرف سے ہوجاویگی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھنے سے آزاد ہوجاویگا (یعنے یہہ ضرور نہین کہ غلام کے آزاد کرنے کو مالک قبول ہی کرے بلکہ مال کا سامنے رکھدینا کافی ہے) اور اگر کہے کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ مین آزاد ہے تو

غلام کا قبول کرنا مالک کی موت کے بعد معتبر ہوگا اور اگر غلام کو اپنی ایک سال کی خدمت
کے عوض مین آزاد کرے اور وہ غلام قبول کر لے تو اوسیوقت آزاد ہو جاویگا اور مالک کی
خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر مالک خدمت لینے سے پہلے مرجاوے تو اُس غلام آزاد کو
اپنی قیمت مالک کے ورثہ کو دینی پڑیگی۔ اور اگر ایک شخص نے لونڈی کے مالک سے
کہا کہ تو اوسکو ہزار کے عوض اس شرط سے آزاد کر دے کہ اُسکا نکاح مجھسے کر دے پس مالک
نے اُسکو آزاد کیا اور لونڈی نے اُس شخص کے ساتھہ نکاح کرانے سے انکار کیا تو وہ
مفت مین آزاد ہو جاویگی (اسلئے کہ شرط ہزار کی پوری نہو سکی) اور اگر (اُس شخص نے
اتنا اور زیادہ کہا کہ (اُس لونڈی کو) میری طرف سے (ہزار کی عوض آزاد کر دے تو)
تو (اِسصورت مین) ہزار کو اُس لونڈی کی قیمت اور اوسکے مہر مثل پر بانٹا جاویگا تو
جسقدر اوسکی قیمت کے مقابل (حصہ رسد ہزار مین سے) ہوگا وہ اُس شخص کو مالک
کے حوالہ کرنا واجب ہوگا (اور جسقدر مہر مثل کے مقابل پڑیگا وتنا دینا نہ آویگا وہ نکاح
نہونے کی جہت سے جاتا رہا)

باب مملوک کے مدبر کرنیکے بیان مین۔ مدبر کرنا یہہ ہے کہ مملوک کی آزادی کو اپنی
موت مطلق پر مشروط کر دے مثلاً (یہہ کہے کہ) جب مین مرون تو تو آزاد ہے یا تو آزاد
ہے جسدن مین مرجاؤن یا میرے بعد تو مدبر ہے یا تجکو مین نے مدبر کیا پس (اسطرح
کا غلام) نہ بیچا جاوے نہ ہبہ کیا جاوے لیکن اُس سے کار خدمت لیا جاوے اور مزدوری
پر بھیجا جاوے اور اگر لونڈی ہو تو اُس سے صحبت کیجاوے اور اُسکا نکاح کر دیا جاوے
اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہین اگر مالک توانگر ہو تب مدبر اُسکی تہائی
مال مین سے بالکل آزاد ہو جاویگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی

قیمت مالک کے وارثونکو کما دینی پڑیگی اور اگر مالک قرضدار ہو تو اپنی کل قیمت کما دینی ہوگی اور جس صورتمین کہ مالک کہے کہ اگر مین اپنے اسمرض خواہ اس سفر مین مرجاؤن یا دنوں برس تک مرجاؤن تو تو آزاد ہی یا بعد فلان شخص کے مرنیکے تو آزاد ہی تو ان صورتون مین اُسکا بیچنا درست ہی (یعنی وہ مدبر نہوگا) اور اگر (ان صورتونمین) شرط پائی جاویگی تو وہ آزاد ہو جاویگا (اسلئے کہ یہہ صورتین مشروط آزادی کی ہین مدبر کرنیکی نہین)

باب اُمّ ولد بنانیکے بیانمین۔ اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اوسکو دوسری کی ملک کرنا (یعنی بیچنا اور ہبہ کرنا) درست نہین لیکن اُس سے صحبت کرنی اور خدمت لینی اور مزدوری کرانی اور دوسرے سے اُسکا نکاح کرنا جائز ہے۔ پھر اگر دوسری دفعہ اوسکے اولاد ہو تو اُس بچہ کا نسب مالک سے بدون اوسکے دعوے کے ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے (کہ وہ بدون دعوے مالک کے ثابت نہوگا) اور دوسری دفعہ کے بچہ کے نسب کا اگر مالک منکر ہوگا تو اُسکا نسب اُس سے الگ ہو جاویگا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اوسکے کل مال مین سے آزاد ہو جاویگی اور اپنی قیمت مالک کے قرضخواہ کیواسطے نہ کما دیگی۔ اور اگر نصرانی شخص کی ام ولد مسلمان ہو جاوے تو چاہیئے کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کما دے (اس لئے کہ مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہین) اور اگر کوئی لونڈی نکاح کے سبب بچہ جنے پھر اُسکا شوہر اُسکا مالک ہو جاوے تو وہ لونڈی اُس شخص کی ام ولد ہو جاویگی۔ اور اگر ایک لونڈی دو مردونمین مشترک ہو اور وہ بچہ جنے اور اُن دونو مین سے ایک اُسکا مدعی ہو تو اُس بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اُسکی ام ولد ہو جاویگی اور اوسکو لازم ہوگا کہ آدھی قیمت لونڈی کی اور آدھی اُجرت

اس بیان مین

صحبت کی حوالہ اپنے شریک کے کرنے اُس بچہ کی قیمت کچھ نہ ہوگی اور اگر وہ دونون
شریک اُس بچہ کے مدعی ہون تو اُسکا نسب دونون سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی دونون
کی اُم ولد ہوگی اور ہر ایک پر اُونمین سے نصف اُجرت صحبت کی لازم ہوگی آپسمین مجرا
دیوین (یعنے نہ لیوے اُس سے لیوے نہ دے اسی واسطے کہ ہر واحد پر دوسرے کا حق برابر
ہے) اور اگر ان شریکونمین کوئی مریگا تو وہ بچہ ہر ایک کے ترکہ مین سے پوری میراث
بیٹے کی پاویگا اور اگر وہ اُنکے سامنے مر جاویگا تو اُسکے ترکہ مین ان دونونکو ایک
باپ کا حصہ ملیگا (اُسکو دونو باہم تقسیم نصفا نصف کرلین) اگر ایک شخص کے پاس
غلام مکاتب ہے اور مکاتب کے پاس لونڈی ہے اُس شخص نے اُس لونڈی کے بچہ کا دعوی
کیا اور مکاتب نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہوگا اور اجرت صحبت کی
اور قیمت بچہ کی اپنے مکاتب (یعنے لونڈی کے مالک کو) حوالہ کرنی پڑیگی اور وہ لونڈی
اُس شخص کی اُم ولد نہوگی اور اگر مکاتب نے اُسکو دعوی مین جھٹلایا تو نسب اُس سے
ثابت نہوویگا ✤

کتاب الایمان

اسمین قسمون کا بیان ہے - قسم اُسکو کہتے ہین کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز
کے ذکر سے مضبوط کرے جسکے نام کی قسم کہاتی ہے - پھر قسم کی تین قسمین ہین
اول یہہ کہ کسی گذشتہ معاملہ پر جان بوجھکر جھوٹی قسم کہاوے اُسکو غموس کہتے ہین
دوسری یہہ کہ ظن غالب کی راہ سے قسم کہاوے وہ قسم لغو ہے اول صورت مین گناہ
ہوتا ہے دوسری مین نہین ہوتا تیسری یہہ ہے کہ کسی امر آیندہ پر قسم کہاوے یہہ قسم
منعقدہ ہے اور صرف اسمین اگر قسم کے خلاف کریگا تو کفارہ لازم آویگا (یعنی غموس

اور لغو قسم مین کفارہ واجب نہین) اور قسم منعقد گو کسیکی زبردستی سی کہا دی یا بہولکر
کہا وی اور اُسکا خلاف خواہ کسیکی زبردستی سی کری یا بہولکر کری سب طرحسی کفارہ لازم
آتا ہی اور قسم خدا تعالی کی اور رحمن اور رحیم اور اوسکی عزت اور اوسکی بزرگی اور
اُسکی کبریائی کی ہوتی ہے اور اوسکے الفاظ یہہ ہین قسم کہاتا ہون اور حلف کرتا ہون اور
گواہی دیتا ہون کہ خدا کی گواہی دیتا ہون لعمر اللہ اور ایم اللہ اور عہد خدا کی قسم اور پیمان
خدا کی قسم اور مجہپر نذر ہی یا خدا تعالی کی نذر ہی اور اگر مین یہہ کام کرون تو کافر ہون
(یہہ سب کلمات قسم کے ہین) اور خدا کے علم اور غضب اور غصہ اور رحمت کی قسم اور
اُسکے نبی صلعم کی اور قران کی اور کعبہ کی اور خدا کے حق کی قسم کہانے سی قسم نہین
ہوتی اور اگر مین یہہ کام کرون تو مجہپر خدا کا غضب اور غصہ ہو یا مین زانی یا چور یا
شراب خوار یا سود خوار ہون ان (کلمات) سی بہی قسم نہین ہوتی اور قسم کے حروف
عربی مین بؔ اور وؔ اور تؔ ہین (مثلاً باللہ اور واللہ اور تاللہ) اور کبہی حرف قسم
پوشیدہ بہی ہوتا ہی (جیسی اللہ کہی اور مراد واللہ کہنی سی ہو) اور (اگر قسم کے خلاف
کام کری تو اُسکا کفارہ ایک بردہ کا ازاد کرنا یا دس مسکینونکو کہانا کہلانا ہی جسطرح
ان دونو باتون کا ذکر ظہار مین گذر چکا ہی یا دس آدمیونکو کپڑا پہنانا اسطرح کہ اُنکا
بدن اکثر ڈہکجاوی پس اگر یہہ دونو باتین نہوسکین تو تین روزی پیہم رکہی اور قسم کے خلاف
کرنے سی پیشتر کفارہ نہ دی - اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرنیکے لئے قسم کہا دی تو
اُسکو چاہئی کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کری اور قسم کا کفارہ دیوی - اور کفارہ قسم کا
کافر پر لازم نہین گو قسم کے خلاف حالت مسلمانی مین کری اور جو کوئی اپنی ملک کو اپنی
اوپر حرام کرلے وہ حرام نہین ہوتی پس اگر اُسکو استعمال مین لاوی تو کفارہ دے - اور اگر

یون کہے کہ ہر ایک حلال چیز مجہپر حرام ہی تو یہہ قسم کہانے اور پینے کی چیزون پر ہوگی اور فتوی اسپر ہی کہ اسکلام سے اوسکی بیبی بدون نیت طلاق کے بائن ہوجاتی ہی - اور جو شخص کوئی نذر مطلق یا مشروط کسی شرط پر کرے اور وہ شرط پائی جاوے تو اپنی نذر پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشروط لیکن اگر قسم مین کلمہ انشاء اللہ ملاوے تو قسم نہوگی (اور اوسکے خلاف کرنے سے کچہہ لازم نآویگا)

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان مین

اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین گہر کے اندر نجاؤنگا تو کعبہ مین اور مسجد مین اور گرجا اور یہودیونکی مندر مین اور گہر کی ڈیوڑہی اور رستہ کے چہتہ اور صُفّہ مین جانے سے اوسکی قسم ٹوٹیگی (صُفّہ اُسکو کہتے ہین کہ تین دیوار دن پر چہت ڈالدیجاوے) اور اگر قسم کہائی کہ کسی گہر مین نجاؤنگا اور پہر گہر مین ڈہہنے کے بعد داخل ہوا تب بہی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائی کہ اِس گہر مین نجاؤنگا اور اوسکے گر جانے کے بعد اُسمین جاوے تو قسم کے خلاف ہوجاویگا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر ویرانہ ہوگیا ہو اور اگر مکان نہ کو ٹوٹنے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہوگیا ہو تو اُسمین جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اسیطرح اگر کہے کہ اِس کوٹھری مین نجاؤنگا اور وہ ویران ہوجاوے یا اوسکی جگہہ دوسرا مکان بنجاوے تو اوسمین جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور جو شخص کہ گہر کی چہت پر کہڑا ہو وہ مکان مین داخل ہی اور اگر دروازہ کی محراب مین کہڑا ہو وہ مکان کے اندر نہین ہے - اور پوشاک اور سواری اور رہنے پر ٹھہرا رہنا ایسا ہی کہ گویا اب شروع کیا ہی (یعنے اگر یون قسم کہاوے کہ مین اِس کپڑے کو نہ پہنونگا حالانکہ پہنی ہوئی ہی یا کہے کہ اِس گہوڑی پر سوار نہونگا اور اُسوقت سوار ہی یا کہے کہ اس گہر مین نرہونگا حالانکہ رہتا ہے

اور اسی حالت پر ٹھہرا رہی تو قسم ٹوٹجاویگی) اور اگر یون کہی کہ مین اس گہر مین داخل نہونگا
اور اوسمین موجود ہوا اور ٹھہرا رہی تو اس ٹھہرنے سی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہہ قسم کہاوی کہ
مین اس مکان مین یا اس کوٹھری یا اس محلہ مین نرہونگا اور خود تو چلا گیا مگر اوسکا
اسباب اور گہر کے لوگ رہگئی تو قسم ٹوٹجاویگی بخلاف شہر کے (یعنے اگر اسبات
کی قسم کہائی کہ شہر مین نرہونگا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل و عیال شہر مین
رہے تو قسم نہ ٹوٹیگی) اور اگر قسم کہاوی کہ مین نہ نکلونگا پہر اوسکی اجازت سی لوگ اوسکو
اوٹھالائی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اوسکی اجازت سی اوسکو نہین اوٹھایا بلکہ خود لے آئی
خواہ وہ راضی تھا یا زبردستی سی لے آئی تو قسم نہ ٹوٹیگی جیسی اس صورتمین کہ قسم کہائی
کہ مین صرف جنازہ ہی کے لئی نکلونگا اور پہر جنازہ کے لئی نکلے اور جنازہ کے بعد
اپنی کسی کام کو جاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائی کہ مکہ کو نہ نکلونگا یا نجاونگا
پہر مکہ کے ارادہ سی نکلے اور اثنا راہ سی پہر آوی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہی کہ
مکہ مین داخل نہونگا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی
کہ مین فلان شخص کے پاس ضرور آونگا اور نہ آیا یہانتک کہ مرگیا تو اوسکی قسم زندگی
کے آخر مین ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی کہ مجہسی ہوسکیگا تو فلان کے پاس ضرور آونگا تو اوس
ہوسکنی سی مراد بدن کی تندرستی ہوگی (یعنے بشرط خیریت ضرور آونگا اور بشرط قدرت
مراد نہوویگا جسکے یہہ معنی ہین کہ تمام اسباب اور پہنچنے کے موجود ہون اور سب موانع اندر
باہر کے برطرف ہون کہ اس حالمین معلول کا موجود ہونا واجب ہوجاتا ہی) اور اگر وہ
شخص ان الفاظ سی بشرط قدرت ہی ارادہ کری تو دیانت کی راہ سی مان لیا جاوی
(یعنے یہہ نیت اوس معاملہ مین کہ اوس سی اور خدا تعالی سی پڑیگا مقبول ہوگی مگر قاضی کی

عدالت مین مقبول نہوگی اوسکے نزدیک شرط خیریت ہی سمجھا جاویگا) اوراگر قسم کہائی کہ
میری منکوحہ بجز میری اجازت کے نہین نکلیگی تو ہر نکلنے کیواسطے علحدہ اجازت شرط ہوگی
(ورنہ قسم ٹوٹجاویگی) بخلاف اسکے کہ یون کہی کہ میری عورت نہ نکلے مگر یہکہ مین اجازت
دون یا (نہ نکلے) جبتک کہ مین اجازت ندون (تو اسصورتین ہر نکلنے کے لئے علحدہ اجازت
ضرور نہوگی بلکہ اول بار نکلنے کیواسطے اجازت چاہیے) اوراگر عورت نے نکلنے کا ارادہ
کیا یا اپنے غلام کو مارنا چاہا توشوہر نے کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو مارے تو تو طالق ہی
تو طلاق اُسی نکلنے اور مارنے پر مشروط ہوگی (یعنے اگر عورت اُسوقت نکلنے یا مارنے
سے باز رہی اور پہر نکلے یا مارے تو طلاق نہ پڑیگی جیسے اسصورتین کہ ایک شخص سے کہا کہ بیٹھ جا
میرے پاس کہانا کہا لے اوسنے جواب دیا کہ اگر مین کہانا کہاؤن (تو میرا غلام آزاد ہی) تو
یہہ آزادی اُسیوقت کی کہانی پر مشروط ہوگی) اور قسم کہائی کہ مین غلام کی سواری خواہ اُس شخص کی ہو
بشرطیکہ غلام کی سواری بھی نیت قسم مین کرے اور ایسے کہ غلام کے ذمہ قرض کسیکا نہو (اوراگر قرض ہو
تو غلام کی سواری خود اوسکی نہوگی گو وہ نیت بھی کرلے اِس مسئلہ کیصورت یہہ ہی کہ مالک
کہی کہ مین اگر اپنی سواری پر سوار ہون تو مثلاً میرا غلام آزاد ہی اور نیت کرے کہ سواری
خواہ میری ہو یا میرے غلام کی مگر اُس غلام پر کسیکا قرض نہو تو اسصورتین اگر وہ اپنے
غلام کی سواری پر سوار ہوگا تو اُسکا غلام آزاد ہوجاویگا)

باب کہانے پینے پہننے کلام کرلے پر قسم کے بیانمین۔ اگر قسم کہا دی کہ اِس
درخت مین سے نہ کہاؤنگا تو اُسکا میوہ کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی۔ اوراگر یون کہا کہ
کچے چہوارون یا پکونکو نہ کہاؤنگا یا اس دودہ کو نہ پیونگا تو جس صورتین کچے کو معین
کیا تہا اوسمین پکون کے کہانے سے اور پکون کیصورتمین خشک کے کہانیسے اور دودہ

ایسی صورت مین اُسکے ترپنی کے کہانے سے قسم نہ ٹوٹیگی [illegible] اگر کہا کہ اِس لڑکے سے
اِس جوان سے نبولونگا یا اِس شیرخوار سے بچے کو نہ کہاؤنگا تو اگر اِس لڑکے سے جوانی
بولیگا یا جوان سے اُسکے بڈہا ہوتے پر کلام کریگا یا بچہ کو بڑا ہونے پر کہاویگا تو قسم ٹوٹ
جاویگی — اور اگر کہے کہ مین کچے چہوارے نہ کہاؤنگا اور پختہ کہاوے تو قسم نہ ٹوٹیگی اور
اگر کہے کہ پختہ چہوارے یا کچے نکہاؤنگا یا یون کہے کہ نہ کچے کہاؤنگا نہ خام تو ڈنڈ یعنی
گدرے کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی (اور ڈنڈ سے یہ چہوارے کو کہتے ہین جو ایکطرف سے پکنا شروع
ہوگیا ہو یا پکا ہوا اور تہوڑا سا کچا رہا ہو) اور اگر کہے کہ مین تر چہوارے نخرید نگا پہر خوشہ
کچے چہوارون کا مول لے جسمین کچہہ تر بھی ہون تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ گوشت
نکہاؤنگا تو مچہلی کہانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور سؤر اور انسان کا گوشت اور کلیجی اور اوجہ
گوشت ہی (یعنے اگر قسم کہاوے کہ گوشت نکہاؤنگا تو اِن چیزون کے کہانے سے قسم ٹوٹ
جاویگی — اور) اگر کہے کہ چربی نہ کہاؤنگا اور پیٹہہ کی چربی کہاوے یا کہے کہ گوشت کو یا چربی
کو نہ کہاؤنگا اور پہر دُنبہ کی چکتی کہاوے یا کہے کہ اِن گیہون کو نہ کہاؤنگا اور اُنکی روٹی
کہاوے تو اِن صورتون مین قسم ٹوٹجاویگی — اور اگر کہے کہ اِس آٹے کو نکہاؤنگا تو اُسکی روٹی
کہانے سے قسم ٹوٹیگی خشک کہانے سے نہ ٹوٹیگی اور روٹی (کی اگر قسم کہائی ہو تو اِس سے)
وہ مراد ہوگی جو اُسکے شہر والونکو عادت ہو — اور بہنے اور پکے کی قسم سے گوشت مراد
ہوتا ہی اور سِری کہانے کی قسم مین وہ مراد ہوگی جو اُس شہر مین بکتی ہو (یعنے جو نسی
سری شہر مین بکتی ہو خواہ گاے کی ہو یا بکری کی قسم مین وہی معتبر ہوگی) اور میوہ سے انجیر
سیب اور خربزہ اور زرد آلو ہی انگور اور انار اور خرما تر اور کہیرا ککڑی مراد نہین ہی
اور سالن کی قسم سے وہ مراد ہوگا جسمین روٹی ترکیجاوے جیسے سرکہ اور نمک اور زیتون

کہ تیل اسمین گوشت اور پانی برابر ہوا اور پنیر داخل نہین ہے اور صبح کے کہانے سے مراد فجر سے لیکر ظہر کے وقت تک ہی اور شام کے کہانے سے غرض ظہر کیوقت سے آدہی رات تک ہی اور سحر سے مراد آدھی رات سے صبح تک ہی۔ اگر کہے کہ مین اگر کہاؤن یا پیون یا پہنون تو ایسا ہو اور نیت کرے کسی معین کہانے پینے پہننے کی چیز کی تو اوسکی نیت نہ حکم قاضی مین مانی جاویگی نہ دیانت کی رو سے ہان اگر یون کہیگا کہ مین اگر کہانیکی چیز کہاؤن یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو ایسا ہو تو اِسصورت مین اگر معین چیز کی نیت کریگا تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاویگا (مگر قاضی کے یہان معتبر نہوگا) اگر قسم کہاوے کہ مین گنگا کا پانی نہ پیونگا تو مراد مُنہ سے پانی پینے سے ہوگی (بدون کسی برتن کے) بخلاف اسکے کہ کہے کہ گنگا کا پانی نہ پیونگا (اِسصورت مین اگر برتن مین لیکر بھی پیویگا تو قسم ٹوٹجاویگی) اگر یون کہے کہ اگر مین آج اِس کوزہ کا پانی نہ پیون تو ایسا ہو حالانکہ اُس کوزہ مین پانی نہو یا ہو اور اُسکو گرا دیا جاوے یا وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزہ مین پانی نہو تو ان سب صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی ہو اور گرا دیا جاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی۔ اگر قسم کہاوے کہ مین آسمان پر چڑہونگا یا اِس پتھر کو سونا بناؤنگا تو اوسیوقت قسم ٹوٹجاویگی اور کفارہ دینا پڑیگا (اِسلئے کہ یہہ امور ممکن نہین) اگر قسم کہاوے کہ فلانے سے نبولونگا پہر اوسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اُٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر یہہ کہا تہا کہ اُس سے بدون اُسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اُس شخص نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہوا اور کلام کی تب بھی قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہے کہ مین ایک مہینے تک نبولونگا تو شروع اِس مہینے کا اُسوقت سے معتبر ہوگا جبسے کہ اُسنے قسم کہائی ہے اور اگر یہہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن یا

تسبیح پڑہے تو قسم نہ ٹوٹیگی (اسلئے کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتے بلکہ تلاوت اور
تسبیح پڑہنا بولتے ہین) اگر یون کہے کہ جس دن مین فلان شخص سے بولون تو ایسا ہو
تو اس سے دن اور رات دونو سمجھی جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کیوقت اِسکلام سے دن ہی
کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا لیکن اگر یہہ کہے کہ جس رات فلان سے بولون
تو ایسا ہو تو اسکلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی (دن اسمین متصور نہوگا) اور اگر کہے
کہ اس سے نبولونگا مگر اُسصورتمین کہ زید آجاوے یا کہے کہ مگر اُسصورتمین کہ وہ اجازت
دے یا جبتک کہ وہ اجازت دے پہر اوسنے زید کے آنے سے پہلے اور اوسکی
اجازت سے پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر ان دونو باتون کے بعد بولیگا
تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر زید مر جاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا۔ اور اگر قسم کہائی
کہ فلانے کا کہانا نہ کہاونگا یا اوسکے گہر مین نجاونگا یا اُسکا کپڑا نہ پہنونگا یا اُسکی
سواری پر سوار نہونگا یا اوسکے غلام سے نبولونگا ان صورتون مین اگر ان چیزون کیطرف اشارہ
کرکے کہے (کہ اسکو اِس کہانیکو یا اس گہر مین یا اس کپڑے کو وغیرہ) اور پہر ان چیزون پر سے مالک کی
ملک جاتی رہے اور قسم والا وہ کام کرے تو اُسکی قسم نہ ٹوٹیگی جیسے کہ نئی ملک مین (یعنی مالک اگر دوسرا کہانا
یا گہر مول لیوے اور اس کہانا کہانے اور نئے گہر کے اندر جانے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر ان چیزونکیطرف اشارہ نکرے تو مالک کی
ملک کے باقی رہنے کے بعد ان کامونکے کرنے سے قسم نہ ٹوٹیگی مگر اسکی نئی خریدی ہوئی چیزون سے قسم ٹوٹجاویگی
۔ اور اگر کہے کہ فلان کے دوست یا اُسکی بیبی سے نبولونگا اور اشارہ کر دیا تو ان
دونون سے جب اُسکی دوستی اور زوجیت جاتی رہیگی اُسوقت بہی اگر کلام کریگا تو قسم
ٹوٹجاویگی اور اگر اشارہ نکریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی ہان اگر اوسکے نئے دوست اور نئی
منکوحہ سے بولیگا تو ٹوٹیگی اور اگر یہہ کہا کہ اِس چادر کے مالک سے نبولونگا اور

مالک نے وہ چادر بیچڈالی تب اوسنے اُس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹجاویگی اگر قسم
مین لفظ الحین اور الزمان یا ان دونوکو نکرہ بولے (یعنے حین اور زمان کہدیا)
تو یہہ وقت چھہ مہینے کا ہوگا (مثلاً اگر کہے کہ یہہ کام ایک حین تک نکرونگا تو چھ
مہینے مراد ہونگے) اور اگر الدہر اور الابد کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر دہر کو نکرہ کہا
تو مجہول ہے (یعنے اسکی مقدار یقینی معلوم نہین) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا
مہینون اور برسون کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر ان کو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہونگے

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکے باب مین قسم کے بیانمین

اگر کوئی شخص
یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہے یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اسکے بچہ
مردہ پیدا ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹجاویگی (یعنے طلاق پڑجاویگی اور لونڈی آزاد ہوجاویگی)
لیکن اگر اوسنے کہا تہا کہ تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہے اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اس
بچہ کے آزاد ہونیکا حکم نکرینگے (اور اسکی قسم باقی رہیگی) اور اگر یون کہا کہ جس غلام
کو مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہے پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم
کی روسے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھہ ہو پہر تیسرے کا
مالک ہو تو ان تینو مین سے کوئی بہی آزاد نہوگا۔ اور اگر یون کہے کہ جس تنہا غلام کو
مین اول مالک ہون وہ آزاد ہے تو البتہ اسصورت مین تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہوجاویگا
اور اگر یون کہا کہ پچھلا بندہ جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہے پہر وہ مالک ہوا ایک غلام
کا پہر دوسرے غلام کا اور اوسکے بعد مرگیا تو دوسرا غلام اس شخص کی ابتدا ملکیت
سے آزاد ہوگا۔ اگر یہہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملہ کی سنا دیگا وہ آزاد
ہے پہر تین غلامون نے علحدہ علحدہ وہی خوشخبری اسکو سنائی تو جسنے اول سنائی

[illegible]

ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھہ شفعہ کی تو سب آزاد ہوجاوینگے اور
ادائے کفارہ کے لئے اپنے باپ کا خریدنا درست ہے (اور یہی حکم ہے ہر ذی رحم محرم
کے خریدنے مین کہ اگر نیت کفارہ کی کرلے اور وہ مجرد خریدنیکے آزاد ہوجاوے تو
کفارہ ادا ہوجاویگا) لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کردیا ہو
اور اوسکے خریدنے مین نیت کفارہ کی کرلے تو وہ شرط کی جہت سے آزاد ہوگا (نہ
کفارہ کی عوض مین) اور یہی حال ہے ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارہ کے
عوض نہوگی اور اوسکی صورت یہہ ہی کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اوس
سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہے اور خریدنے کے وقت
نیت کفارہ کی کرلے) اگر کہے کہ اگر مین محرم بناؤن تو وہ آزاد ہی تو یہہ قول اوسوقت
درست ہی کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اوسوقت اوسکی ملک مین ہو (اور اگر مشروط کرے لیکن وقت اوسکی ملک مین نہو
تو آزاد نہوگی) اگر یون کہی کہ جتنی میری مملوک مین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اوسکے غلام اور
ام ولد اور مدبر سب آزاد ہوجاوینگے مگر مکاتب آزاد نہونگے (کہ وہ پورے مملوک
نہین ہوتے) اگر کہے کہ یہہ منکوحہ طالق ہی یا یہہ اور یہہ تو تیسری کو طلاق پڑجاویگی
اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا (کہ جسکو چاہی طلاق کے لئے معین کرے
اور یہی حکم ہی بندون کے آزاد کرنے کا اور لوگون کے لئے مال کے اقرار کرنیکا

باب خرید و فروخت اور نکاح اور روزہ نماز وغیرہ مین قسم کہانیکی بنا پر

جو کام کہ اونکو اپنے آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو اونکے کرنے کی اجازت
دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا
کسی مال کے عوض صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات کی جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا ان

کا ہو نہین اگر قسم کہا وے کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے اور اگر دوسرا شخص
اُسکی اجازت سی یہہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی) اور جو کام ایسے ہین کہ انکو
خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اونکے کرنیکی اجازت دے دونو صورتو نمین قسم ٹوٹ
جاتی ہے وہ یہہ ہین نکاح اور طلاق اور عورت سی خلع کرنا اور آزاد کرنا اور مکاتب
بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور
قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا اور گہر بنانا اور سینا اور اُسے
سونپنی یار کہنی اور مانگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور کپڑا
پہنانا اور کسی چیز کو اُٹھاکر سواری پر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے سی
کرنے کو کہیگا تو دونو صورتونمین قسم ٹوٹجاویگی) اور داخل ہونا لام تخصیص کا
(جسکے معنی واسطے کے ہین) بیع اور شرا اور اجارہ اور زرگری اور دوخت اور مکان
بنانے پر اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سی ہوا ہی جسکے
ساتھہ اوسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اُس چیز کا ہو یا نہو (مثلاً یہہ کہی کہ
اِنْ بِعْتُ لَکَ ثَوْبًا یعنے اگر تیرے واسطے بیچون یا خرید کرون کپڑا وغیرہ تو اوسکے
یہہ معنی ہین کہ تیری اجازت سی بیچون) اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو مثلاً
یون کہی کہ اِنْ بِعْتُ ثَوْبًا لَکَ یعنی اگر مین بیچون کپڑا جو تیرا ہے یہان لام ثوب
پر داخل ہی نہ بیع پر تو اسصورتمین اسبات پر دلالت کریگا کہ وہ چیز اُس شخص کی ملک
ہے خواہ اوسنے اجازت بیچنے خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہین (جیسے مثال
دوم سی معلوم ہوتا ہی) اور اگر وہ شخص نیت اِسکے سوا کرے (یعنے لفظ ثوبین
تو لام کو فعل پر لیوے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سی ہوتے ہین

یا اُسکا اُلٹا کرے) تو اُسکی بات مانی جاویگی ایسی صورتین کہ (اُسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے) اُسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اُسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اُسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیجاوینگے واضح ہو کہ لام کے آنے سے غرض اُسکا تعلق ہوتا ہے اِسطرح کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا چیز کی صفت پڑین یہہ غرض نہین کہ لام مقدم لایا جاوے اِسلئے کہ مقدم تو دونو مثالو نمین ضمیر خطاب سے ہے) اگر یہہ کہا کہ مین اگر اِس بندہ کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہے پھر اوسکو جا کر خریدا یا بیچا تو قسم ٹوٹجاویگی (یعنے غلام مذکور آزاد ہو جاویگا) اور یہی حال ہے اگر بیع فاسد کی یا دوسرے کی اجازت پر موقوف رکہی لیکن اگر بیع باطل کی تو اوسمین قسم نہ ٹوٹیگی اگر یہہ کہا کہ مین اسکو نہ بیچون تو ایسا ہو پہر اُسکو آزاد و یا مدبر کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی (اِسلئے کہ نہ بیچنا متحقق ہوگیا) عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے مجھپر نکاح کر لیا اوسنے جوابدیا کہ میری جو منکوحہ ہو اوسکو طلاق ہے تو اُس عورت پر بھی طلاق پڑجاویگی (اور دوسری اگر ہوگی وہ بھی طالقہ ہوگی) اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبہ کیطرف واجب ہے تو حج یا عمرہ پیادہ پا کرے اگر اونمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا (یعنے بکری ذبح کرنی پڑیگی) بخلاف اِس صورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا خانہ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ صفا یا مروہ کو واجب ہے (کہ ان صورتونمین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا بلکہ پا پیادہ گہر سے نکلنا لازم ہوتا ہے) اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اِس برس حج نکرون پہر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفہ مین تہا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا (اِسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ حج کر کے نحر کے روز کوفہ

میں چلا آیا ہو) اور اگر کہی کہ میں روزہ نرکہونگا تو روزہ کی نیت سی ایکساعت کا روزہ
رکھنی سی بھی قسم ٹوٹجاویگی اور اگر کہے کہ میں ایک روزہ یا ایکدن کا روزہ نرکہونگا
تمام دن کے روزہ رکھنی سی قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ میں نماز نہ پڑہونگا تو ایک رکعت
کے پڑہنے سی قسم ٹوٹیگی اور اگر پوری نماز کہیگا تو دوگانہ پڑہنے سی قسم ٹوٹیگی (ایک
رکعت پڑہنے سے نہ ٹوٹیگی) اگر عورت سی کہی کہ اگر میں تیرا کاتا ہوا پہنوں تو نذر ہی ہے
پہر وہ شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت نے اسکو کاتا اور کپڑا بنا گیا اور مرد نے پہنا
تو وہ ہدی ہوجاویگی (اسکو کعبہ کو بہیجنا پڑیگا) اور سونے کی انگوٹھی اور موتیونکا ہار پہننا زیور
کا پہننا ہی مگر چاندی کی انگوٹھی زیور میں نہوگی (یعنے اگر قسم کہائی کہ میں زیور نہ پہنونگا
تو سونے کی انگوٹھی اور موتیونکی لڑی پہننے سی قسم ٹوٹجاویگی لیکن چاندی کی انگوٹھی
پہننے سی قسم نہ ٹوٹیگی) اگر یوں کہے کہ میں زمین پر نہ بیٹھونگا پہر فرش پر یا چٹائی پر بیٹھا
یا کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پہر اوسپر ایک دوسرا فرش بچھایا گیا اور اوسپر سویا
یا کہی کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر دوسری چوکی بچھائی گئی اور دوسری پر بیٹھا
تو ان صورتوں میں قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش بچھا کر سو گیا یا چوکی پر
فرش یا چٹائی ڈالکر بیٹھیگا تو قسم ٹوٹجاویگی +

باب. مارنے کو اور جان سی مارڈالنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان میں. اگر کوئی شخص
دوسرے سی کہی کہ اگر میں تجکو ماروں یا کپڑا پہناؤں یا تجھہ سی بات کروں یا تیرے پاس
آؤں تو ایسا ہو تو یہہ افعال دوسری کی زندگی کے حال سی تعلق ہوتے ہیں (اگر
بعد موت کے یہہ کام کریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی) بخلاف اس صورت کے کہ کہی اگر میں تجکو
نہلاؤں یا اوٹھاؤں یا ہاتھہ لگاؤں (تو ایسا ہو کہ یہہ امور اگر دونو کیلئے مشترکہ

بھی کریگا تو قسم ٹوٹ جاویگی) اگر قسم کہاوے کہ مین اپنی بیبی کو نمارونگا پہر اوسکی بال کہینچے یا گلا دباوے یا کاٹ کہاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلیئے کہ یہہ باتین مارنے مین داخل ہین) اور اگر کہا کہ مین اگر فلان شخص کو جان سے نمار ڈالون تو ایسا ہووے اور وہ شخص اس قسم سے پہلے مر چکا ہے تو اگر اسکو اوسکی موت کا علم ہوگا تب تو قسم ٹوٹیگی اور اگر اسکے مرنیکو نہین جانتا تو نہ ٹوٹیگی — اور اگر قسم مین زمانہ قریب یا بعید کہیگا تو مہینے سے کم مدت قریب ہے اور ایک مہینا اور اوس سے زیادہ مدت دراز ہے — اگر قسم کہاوے کہ فلان کا قرض آج ادا کرونگا پہر ایسے درم ادا کئے جو کہوٹے ہون یا چلتے نہون یا کسی اور کے ثابت ہون تو قسم پوری ہو جاویگی اور اگر رانگ کے ہونگے یا تین پر ثابت کئے تو قسم ٹوٹ جاویگی — اور قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچڈالی اور ادا قرض کے حکم مین ہے لیکن اگر قرضخواہ قرضدار کو قرض ہبہ کردے تو ادا کے حکم مین نہوگا (یعنے اداء قسم کہانے کیصورت مین اگر مدیون کوئی چیز عوض قرض کے قرضخواہ کے ہاتھ بیچڈالیگا تو قسم جہوٹی نہ پڑیگی اور اگر قرضخواہ قرض معاف کردے تو ادا ثابت نہوگا اور قسم ٹوٹ جاویگی) اگر قسم کہائی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایکدام کو بدون دوسرے کے نلونگا (یعنے قرض مین سے کچھ نہ چہوڑونگا سب لونگا اور جدا جدا وصول نکرونگا اکٹھا لونگا) پہر کچہہ قرض قبضہ مین لایا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو جدا جدا وصول نکرے اور ضروری جدائی سے قسم نجاویگی (کہ قرض کے ادا مین اوسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہے مثلاً روپیونکا گننا اور تولنا اور اپر کہنا کہ ان امور سے قسم نہین جانیگی) اگر کہے کہ میرے پاس سو خواہ اوس سے سوا ہون تو ایسا ہو تو اسصورت مین سو کے یا اوس سے کمتر کے مالک ہونے سے قسم نہ ٹوٹیگی (بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی) اگر کہے کہ

مین ایسا نکرونگا تو اُس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دی (یعنے ایکبار بھی کرنے سی قسم جاتی
رہیگی) اور اگر قسم اثبات پر کرہی کہ فلان کام ضرور کرونگا تو اوسکو ایکبار کرنے سی
قسم پوری ہو جاویگی اور اگر کسی شخص سے حاکم وقت قسم لے کہ ہمکو مفسد لوگون اور
ہر طرح کے بدگون کی اطلاع کرتے رہو تو یہہ قسم اُس حاکم کی حکومت تک مقید ہوگی
(یعنے بعد اوسکے معزول ہو جانیکے اطلاع دینی لازم نہوگی) قسم پوری ہوتی
ہے ہبہ کرنے سی بدون موہوب لہ کے قبول کرنے کے بخلاف بیع کے بدون
قبول مشتری کے (یعنے اگر قسم کہائی کہ اس چیز کو فلانے کو ہبہ کردونگا اور ہبہ
اوسنے اُس شخص کو ہبہ کر دی مگر اوسنے قبول نکی تو واہب کی قسم سچی ہوگئی اور اگر
بیع کی قسم کہانیکے بعد فروخت کی اور مشتری نے قبول نکی تو قسم سچی نہوگی) اور اگر
قسم کہائی کہ ریحان نسونگہونگا تو گل گلاب اور چمیلی کے سونگہنے سے قسم نہ ٹوٹیگی
(اسلیے کہ ریحان اُس سبزۂ خوشبو کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کہڑا رہی پس اوسکو
گلاب کے پھول اور چمیلی کے پھول پر نہ بول سکینگے) اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین
مذکور ہو تو اُس سے پھول کی پتی مراد ہوگی (نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان)
اگر قسم کہائی کہ مین نکاح نکرونگا اور اوسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کر دیا اور اوسنے
(زبان سے اُس شخص کے نکاح کو جائز رکہا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر (زبان سے کچھہ کہا
بلکہ ایسا) فعل کیا (جس سے نکاح کی اجازت پائی جاتی ہی مثلاً اُس عورت کا مہر بھیجدیا)
تو (اسصورت مین) قسم نہ ٹوٹیگی اور گہر کا اعتبار ملک اور کرایہ سے ہی (یعنے اگر قسم
کہائی کہ اپنے گہر مین نہ گہسونگا پہر اپنے غلام کے گہر مین گیا یا اپنے کرایہ کے مکان مین
گیا تو قسم ٹوٹجاویگی) اور اگر قسم کہاوی کہ میرے پاس مال نہین حالانکہ اُسکا قرض

کسی مفلس کے ذمہ ہوا یا درشتہ توانگر کے ذمہ تو اسکی قسم نہ ٹوٹیگی ۰

کتاب الحدود

(اسمین حدّون یعنی سزاؤن کا بیان ہے) حدود وہ سزا ہی جو خدا تعالی کے حقوق کے
لئے واجب ہوتی ہے (پس جو سزا اسطرحکی ہو کہ اسمین بندہ کا حق ہو تو اوسکو حد نہین
کہتے جیسے قصاص ہے) اور زنا اُس صحبت کو کہتے جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ وہ ملک
اور شبہہ ملک سی خالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیونکی گواہی سے لفظ زنا کی
ساتھہ اور اگر لفظ وطی اور جماع سی گواہی دینگے تو ثابت نہوگا پس ان گواہون
سے حاکم شرع یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا
اور کس عورت سی زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کردین اور یون کہین کہ
ہمنے اس مرد کو اسعورت سی زنا کرتے ایسے دیکھا جیسی سرمہ دانی مین سلائی اور ان
گواہونکی عدالت بھی ظاہر ظہور اور خفیہ تحقیق کر لیجاوی تو قاضی اسوقت حکم زنا کے
ہونیکا کر دے اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار
مجلسون مین اقرار زنا کا کری اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو نمانے
اور اُس سی (زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہہ اور کیفیت وغیرہ) امور مذکورہ بالا پوچھے
پس اگر وہ سب بیان کر دی تو اوسکو سزا دی اور اگر سزا سی پیشتر اپنی اقرار سی منکر ہو
یا عین سزا کے بیچ مین منکر ہو تو اوسکو رہا کرے اور مستحب ہی کہ قاضی اوسکو انکار کی
وجہہ ان لفظون سی تعلیم کری کہ شاید تونے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھہ لگایا ہوگا یا
شبہہ سی صحبت کی ہوگی ۔ پھر اگر زانی محصن ہو تو اوسکو ایک میدان مین سنگسار کری
یہانتک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر گواہ

سنگسار کرنے سے انکار کرین تو حد جاتی رہتی ہے اور اگر زانی خود مقر ہو تو اوسکو
اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ — اور اگر زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو
سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو اور درمیانہ ہو
مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اتارین اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ
کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ لگا دین اور حد مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کرین اور عورت کو بٹھا کر
حد مارین (غیر حد دوسری سزا یعنی تعزیر مین کہ زمین پر لٹا کر اور کھینچ کر مارین یا کچھ کوڑی
کو ہاتھ کر کے کھینچین کہ زخم کر دے یا کچھ کوڑا مارنے وقت ہاتھ کو سر پر کھینچین
کو کچھ بہت سخت نہ لگے) اور عورت کے کپڑے سوا پوستین اور روئی دار کے اتار نہ
ڈالین اور اوسکو بٹھا کر مارین اور اوسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑھا کھود لینا
بہتر ہے اوسکے لیے اور مالک اپنی غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نمارے اور محصن
جو سنگسار کرنے مین معتبر ہے وہ یہ ہے کہ آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور
پہلے اس زنا سے نکاح صحیح سے کسی عورت کے ساتھ صحبت کر چکا ہو اور اسحال مین کہ
مرد و عورت دونو صفت محصن ہونیکی رکھتے ہون (یعنے شوہر و عورت آزاد اور عاقل
اور بالغ اور مسلمان ہون اور نکاح صحیح سے آپس مین صحبت کرین) اور کوڑے مارنا اور سنگسار
کرنا ملکر جمع نکیا جاوے (یعنے دونو سزا نہ دی جاوین) اسیطرح کوڑے مارنے اور جلاوطن
کرنا جمع نکیا جاوے ہان اگر حاکم کسی مصلحت کیواسطے چند روز کو جلاوطن کر دے تو درست ہے
اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے اور اگر کوڑے لگانا چاہیے تو
جب تک کہ اچھا نہو نہ مارے (اسلئے کہ سنگسار کرنے مین تو مقصود مار ڈالنا ہے اور یہان
اور تندرست ہے بیمار اور کوڑے مارنے مین غرض جبر کرنا ہے نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار

حالت مرض مین کوڑون سے مرجاوے اسلئے انتظار صحت ضروری ہے اور حاملہ عورت
کو کوڑونکی حد ماری جاوے جبتک کہ وہ بچہ جنکر نفاس سے خارج نہو لے +

باب اُس صحبت کے بیان مین جس سے حد واجب ہوتی ہی اور جس سے واجب
نہین ہوتی۔ جس عورت سے صحبت کی ہو اگر اسمین شبہہ حلال ہونے کا ہو گو اوس
شخص کو ظن غالب اوسکے حرام ہونے کا ہو تو اوسکی صحبت سے حد نہین آتی مثلاً
اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے صحبت کرنی یا جو عورت کہ کنایہ کی طلاق کی عدت
مین ہو اُس سے ہم بستر ہونا (موجب حد نہین اسلئے کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو
وہ شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو) اور نفس صحبت مین اگر شبہہ حلت کا ہو اور
وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین حلال جانکر کریگا تب بھی حد واجب نہو گی مثلاً جو عورت
کہ تین طلاقونکی عدت مین ہو اُس سے صحبت کرنی یا اپنے ماں باپ کی لونڈی سے یا بیوی کی لونڈی سے
یا اپنے آقا کی لونڈی سے صحبت کرنی (کہ اس صحبت کو اگر اپنے گمان مین حلال جانتا ہوگا تو حد
لازم نآویگی اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی) اور نسب صرف اول صورت
مین ثابت ہوگا (نہ دوسری مین) اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کرے تو
حد ماریجاویگی گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت
اپنے بستر پر دیکھے اور اُس سے صحبت کرے لیکن اگر کوئی عورت بیگانہ اسکے پاس بھیجی
جاوے اور کہدیا جاوے کہ یہہ تیری دلہن ہے (اور وہ اُس سے ہم بستر ہو) تو حد
واجب نہوگی بلکہ اُسکا مہر یعنے اُجرت صحبت کی دینی پڑیگی ۔ اور ان چھ باتون مین
بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہہ کہ جو عورت مرد پر حرام تھی اور اُس سے اتفاقاً
نکاح ہو گیا (اور اُس سے صحبت کی تو نکاح کے شبہہ سے حد جاتی رہتی ہے) یا یہہ

کہ اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے سوا اور جگہ مین صحبت کرے یا کسی سے اغلام کرے یا جانور سے صحبت کرے یا دار الحرب مین جاکر سرکشون کے یہان پہونچکر زنا کرے یا دار الحرب مین رہنے والا ذمی عورت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہوگی (مگر عورت پر حد جاری کرنی چاہئی) یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سے زنا کرے اور اگر اسکا الٹا ہو (یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سے زنا کرے) تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرایہ کی عورت سے کرے (یعنے اگر زنا کے لئے کسی عورت کی خرچی مقرر کرے تو حد واجب نہین ہوتی) یا زنا زبردستی کرے (یعنے کسیکے زور سے اس حرکت کا مرتکب ہو تو حد لازم نہوگی) یا زنا کا اقرار کرے اور طرف ثانی اسکا انکار کرے (تو اس سے بھی حد جاتی رہتی ہے) اور جو شخص کسیکی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اس فعل سے مرجاوے تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور اس لونڈی کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی۔ اور بادشاہ سے قصاص کا اور مالون کا مواخذہ کیا جاوے حدون کا مواخذہ نکیا جاوے (یعنے بندون کے حقوق کا مواخذہ اس سے کرین اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین)

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانے کے بیان مین۔ گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا بہتان زنا کے تو اس شخص پر حد لگائی جاویگی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا (مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا) اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہے (یعنے عورت موجود نہو) تو اس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے (کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانیکا ثبوت کرینگے تو ہاتھ کاٹنا لازم نہوگا) اور اگر مرد زنا کا اقرار ایکعورت نامعلوم سے کرے تو اوسکو حد ماری جاوے اور اگر گواہ کہین کہ

اسنے اکیعورت نامعلوم سے زنا کیا ہے تو حد نہ لگائی جاوے جیسے اسصورتمین کہ گواہان مذکور عورت
کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین مثلا دو کہین کہ وہ راضی تھی (اور دو کہین کہ
اُس سے زبردستی کیا) یا (جس شہر مین زنا ہوا اُسکے نام) مین اختلاف کرین اگرچہ
ہر زنا کے فعل پر چار گواہ ہون (لیکن حد ساقط ہو جاویگی) اور اگر گواہ کوٹھری کے
گوشون مین اختلاف کرین تو اسصورتمین مرد و عورت دونو کو حد لگائی جاوے اور اگر گواہون
نے اکیعورت کی زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ باکرہ ہو (یعنے مرد کے ساتھہ ہمبستر نہین
ہوئی) یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون مقبولنے اُس شخص پر زنا کی گواہی
دی ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد کو اس زنا پر گواہی دین تو اسصورتمین کسی پر حد جاری
نہوگی (نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر) اور اگر گواہ اندہے ہون یا کسیکی گالی کے
بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہہ تین گواہ ہون تو ان صورتونمین گواہون
پر حد لگیگی نہ اُس شخص پر جسپر کہ اونہون نے گواہی دی ہے — اور اگر کسی شخص کو گواہون
کی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تہا یا بہتان کی علت مین
سزا پا چکا ہے تو چارون پر حد گالی کے بہتان کی جاری ہونی چاہیئے اور اُس اول
مرد کو جو ان کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہونچی اُسکا تاوان گواہون پر لازم ہوگا
اور اگر انکی گواہی سے وہ سنگسار ہوگیا ہوگا تو اُسکا خونبہا وارثون کو بیت المال سے دیا جاویگا
اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اوسکو سزا گالی دینے کی دیجاویگی اور چوتھائی
خونبہا کا تاوان لیا جاویگا اور اوسکے سنگسار ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھریگا تو
چارونکو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اوسپر
گالی کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا اور گواہ پھریگا تو اُسوقت دونو کو حد ماری جاویگی

اور دو نوکو بلکہ چوتہائی خونبہا دینا پڑیگا اور دیت سنگسار کئی ہوئی شخص کی مزکی کو دینی پڑیگی اگر یہہ معلوم ہوا کہ گواہ غلام ہین (مزکی اُس شخص کو کہتے ہین جو گواہون کا حال ٹہیک بتاتا ہے کہ یہہ عادل قابل شہادت ہی یا نہین) جیسی اسصورت مین کہ اوس شخص کو کوئی جان سی مار ڈالے اور پہر گواہونکا حال ایسا ہی کہلے (یعنے ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہہ اُسکو تلوار سے مارڈالا پہر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام ہین تو اِس صورت مین دوسرا شخص اول شخص کے خونبہا کا ضامن ہوگا) اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوی اور گواہ غلام نکلین تو اُسکا خونبہا بیت المال مین ہوگا۔ اور اگر زنا کے گواہ گواہی مین یہہ لفظ کہین کہ ہمنے جان بوجہکر زانی اور زانیہ کیطرف دیکہا تو انکی شہادت قبول کیجاوی (یعنے قصداً دیکہنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہیئے) اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اگر وہ اپنے محصن ہونے سی انکار کری پہر اوسکے محصن ہونے پر ایکمرد اور دو عورتین گواہی دین یا اُسکی بیوی کے اُس سی بچہ پیدا ہو تو اوسپر رجم کیا جاوی (اسلئے کہ منکوحہ سی جب اُسکے بچہ ہوا تو اُسکا محصن ہونا ثابت ہوگیا)

باب شراب پینے کی حد کے بیانمین۔ جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود تہی یا وہ خود مست ہو اگرچہ نبیذ کے پینے سی ہوا ہو اور دو مرد اوسپر شراب پینے کی گواہی دین یا وہ خود ایکبار اقرار کری تو اوسکو حد لگائی جاوے اگر یہہ معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سی پی ہی اور حد حالت ہوش مین مارین (بیہوشی مین نمارین) اور اگر وہ خود بعد بو کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ (شراب پینے پر) بعد بو کے جانے کے گواہی دین نہ دوری فاصلہ کی جہت سی (یعنے اگر فاصلہ کی دوری کی جہت سی بو جاتی رہی ہو تو اُس سے حد نجاویگی یا نجاویگی)

کو صرف اُس سے شراب کی بو پائی جاوے یا قَے شراب کی کرے یا جو کچھہ اقرار کیا تھا اُس سے
پھر جاوے یا اقرار ایسی مستی کیحالت مین کرے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہو تو (ان سب صورتون
مین) حد نہ لگائی جاویگی اور سوا شراب انگوری کے اور چیزون سے مست ہونیکی سزا اور شراب
انگوری پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ پیوے یا مست ہوا ہو اُسّی کوڑے ہین آزاد کیواسطے اور اُسکا نصف
(یعنی ۴۰) غلام کے لئے اور یہہ کوڑے حد زنا کیطرح مجرم کے بدن پر سر اور منہہ اور
شرمگاہ بچاکر جدا جدا لگادین *

باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین (قذف یعنی کسی پر زنا کی تہمت کرنیکی حد شراب
پینے کی سی حد ہے تعداد مین بھی اور ثبوت مین بھی (یعنے ۸۰ کوڑے ہین آزاد کے لئے اور ۴۰
غلام کے لئے ہین اور دو مردون کی گواہی یا ایکمرتبہ کے اقرار سے ثابت ہوجاتی ہے)
پس اگر محصن مرد یا محصنہ عورتکو کوئی شخص زنا کی تہمت لگادے اور وہ مرد یا عورت
اُسکی سزا کے خواستگار ہون تو حد متفرق اوسکے تمام بدن پر لگائی جاوے اور اوسکی بدن
سے سوا پوستین اور روئی کے کپڑے کے اور کچہہ اُتارا جاوے ۔ اور محصن ہونا اسباب
مین یہہ ہے کہ عاقل بالغ آزاد مسلمان زنا سے پرہیزگار رہے ۔ اور اگر کسی شخص نے غصہ
مین دوسرے کو کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین یا اوسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا
نہین تو اوسپر حد لگائی جاویگی اور اگر غصہ مین نکہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی جیسے اس
صورت مین کہ اوسکو کہے کہ تو اپنے دادا کا بیٹا نہین حد نہین ہے اور اگر عرب کے رہنے والے
کو کہا کہ اے نبطی (اور نبطی وہ لوگ ہین جو عرب مین عادتین رکھتے ہین اور اونکی گفتگو
مین فصاحت نہین) یا یہہ کہ عربی کو کہا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹے (کہ اُنکی صفائی
اور سخاوت کے سبب سے اس لقب سے نامزد کردیتے ہین) یا یہہ کہ کسیکو کہہ دیا کہ تو اپنے چچا

کا یا ماموں کا یا اپنی ماں کے خاوند کا بیٹا ہے) تو (ان صورتوں میں حد) لازم نہیں آتی۔
اور اگر کسیکو کہا کہ ای چہنال کے جنے اور اوسکی ماں مرگئی ہو اور وہ یا اسکا باپ یا بیٹا
خواستگار سزا کے ہوں تو حد لگائی جاویگی۔ اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی
ماں کو تہمت زنا کی گالی دین تو لڑکا اور غلام خواستگار اُنکی سزا کے نہوں اور حد
قذف کی اُس شخص کے مرنے سے باطل ہوجاتی ہی جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہے کہ مین
اپنے قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی دی تہی یا جسکو گالی دی وہ کہے کہ مین نے مجرم کو
معاف کیا تو حد باطل نہوگی۔ اور اگر کسیکو کہے کہ زنأت فی الجبل (تو نے پہاڑ مین زنا کیا)
اور مراد لی پہاڑ پر چڑہنے کی تو حد مارا جاوے (یعنی زنأ بہمزہ کے ساتھہ چڑہنے کے
معنو مین آتا ہی مگر اوسکا قرینہ یہہ تھا کہ اوسکے بعد علٰے بولتا جب اُسنے فی کہا تو معلوم
ہوا کہ چڑہنے کے معنی نہین لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی) اور اگر
کسیکو کہے کہ ای زانی اور دوسرے نے اُسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہی تو دونو کو حد ماری
جاوے اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ ای زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہی تو عورت
پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہی اور اگر عورت یون جواب دے کہ مین نے زنا
تجھہ سے کیا ہی تو حد (اور لعان) دونو باطل ہوجاوینگے اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا ہو
پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہین پہر اقرار کرے تو اس صورت مین
اوسپر حد لگائی جاوے اور دونو صورتون مین بیٹا اوسیکا ہوگا اور اگر عورت سے یون کہے
کہ یہہ لڑکا نہ میرا ہی نہ تیرا تو حد اور لعان دونو باطل ہونگے۔ اور اگر زنا کی گالی ایسی
عورت کو دے جسکے بچہ کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچہ کے باب مین لعان کر چکی ہو یا
ایسے مرد کو زنا کی گالی دے جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو (مثلاً اپنی ماں یا بہن یا

بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی دی مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو ان سب صور تو نمین گالی دینے والے پر حد نہ ماری جاویگی اور جس شخص نے کہ آتش پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتب لونڈی سے یا کسی مسلمان نے حالت کفر مین اپنی مان سے نکاح کیا ہو تو ایسے شخصونکو اگر کوئی زنا کی گالی دے تو اوسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمانکو گالی دے تو اوسپر حد لگائی جاویگی (مستامن اوس کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امن لیکر آیا ہو) اور جس شخص نے چند مرتبہ گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہہ حد اوسکی کل افعال کی ہو جاویگی (اسلئے کہ حد ونمین تداخل ہو جایا کرتا ہے) فصل تعزیر (یعنے تادیب اور توبیخ) کے بیان مین (تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اسکی مقدار معین نہین حاکم کی رای پر منحصر ہے) اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے ای فاسق او کافر یا خبیث ای چور ای بدکار ای منافق (یعنی ظاہر کے مسلمان) ای لونڈے باز ای سود خوار ای شراب پینے والے ای دیوث (یعنے بیغیرت کہ اپنی گھر والی پر زنا کا روا دار ہو) ای ہیجڑے ای خیانت کرنیوالے ای قحبہ کے جنے او بیدین او قلتبان یعنی کٹنی او چورون اور زنا کارون کے ٹھانگی او حرامزادے تو ان سب صور تو نمین تعزیر کیا جاویگا (اور اگر مسلمان کو کہے کہ) او کتے او گدہے او پہاڑی بکرے او سور او بیل او سانپ او بیغیرت کمینے او زنا کی مزدوری لینے والے او ولد الحرام او عیار فریبی او سرنگون او اندہے او مسخرے او ٹھٹھے باز او بیغیرت او دو سہرہ دینے والے یعنی شیطان او بیوقوف تو ان صور تو نمین تعزیر لازم نہوگی اور تعزیر کی مقدار زیادہ سے

زیادہ ۳۹ کوڑے ہین (اسلیٔ کہ ۴۰ کوڑی حد غلام کے لئی ہی اُس سی ایک کم تعزیر ہوئی) اور کم سی کم تین کوڑی اور جائز ہی مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے - اور سخت تر مار تعزیر کی ہے پہر زنا کی حد مین پہر شراب پینی کی حد مین پہر گالی کی حد مین (یعنے تعزیر مین خوب سخت ہاتھ لگا دین اور اور وَنمین بتدریج نرم ہاتھ پڑے) اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہو اور وہ مرجاوی تو اُسکا خون معاف ہی (یعنے خونبہا بیت المال سی نہ دیا جائیگا) بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوحہ کو سنگار چھوڑنے پر خواہ صحبت کے لئی اپنا کہنا نہ ماننے پر خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گہر سے نکلجانے پر تعزیر دے (اور عورت مرجاوی تو شوہر پر خونبہا لازم ہو دیگا) *

کتاب السرقہ

اِسمین چوری کا بیان ہی - چوری اوسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہہ مین خواہ نگہبان کے تحت مین ہو پوشیدہ لیلے پس اگر وہ اوسکی لینی کا اسیطرح ایکبار اقرار کری یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے ہی اور اگر بہت لوگون نے مال چُرایا اور مال کی جگہہ سی اُنمین سی بعض ہی اوٹھالائے ہون مگر اوسمین سی حصہ ہر ایک کو دس درم سی کم نہ ہو تو سبکا ہاتھ کاٹا جاویگا - اور لکڑی اور گہاس اور نرکل اور مچھلی اور پرند اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا اور تر میوہ اگرچہ درخت پر ہو اور دودہ اور گوشت اور کہیتی جو کٹی نہو اور نشہ آور چیزین اور تنبور اور قرآن شریف گو سونا لگا ہو اور مسجد کا دروازہ اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور نردین اور آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنی ہو اور بالغ غلام اور دفترونکی چوری مین ہاتھ نہ کاٹا جائے الا اگر نابالغ غلام

اور حساب کا دفتر چُرادی تو ہاتھہ کاٹا جاوے اور کُتّے اور چیتے اور دف اور ڈہول
اور سارنگی اور آلات سرود کے چُرانے سے اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور
اُچک لیجانے اور کفن چورانے اور عام کے مال چُرانے (مثلاً بیت المال مین سے
چوری کرلے) اور اُس مال مین سے جو چور مین اور دوسرے شخص مین مشترک ہو اور
بقدر اپنے قرض کے قرضدار کے مال مین سے چرا لینے اور ایسی چیز کے چورانے سے
جسمین پہلے اسکا ہاتھہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھہ بدلی نہو ہاتھہ نہ
کاٹا جاویگا (اور اگر سال کی لکڑی یا نیزہ کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینے اور
یاقوت اور زمرد اور موتی اور برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہون چورا دے تو ہاتھہ
چور کا کاٹا جاویگا **فصل** محفوظ جگہہ کے بیان مین — جو شخص اپنے قریب محرم کا مال
چُرادے اور قرابت دودہ کی راہ سے نہو یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنے شوہر کا مال
یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی بیبی کا مال خواہ مالکہ کے شوہر کا مال یا اپنے مکاتب
کا مال یا اپنے داماد اور خسر کا مال یا مال غنیمت (یعنے لوٹ کا مال جو کافرون سے لایا ہو)
یا حمام مین کا مال خواہ ایسے گہر مین کا جسمین گہسنے کی اجازت ہو چُرادے تو ہاتھہ کاٹا نہ
جاویگا — اور اگر کوئی شخص مسجد مین سے کچھہ اسباب چُرادے اور مالک اسباب کا اسباب کے
پاس ہو تو ہاتھہ کاٹا جاویگا — اور اگر کوئی مہمان میزبان کی چیز چُرادے یا کوئی چیز چُرادے
مگر اُسکو گہر سے باہر نہ لیجاوے تو ہاتھہ نہ کاٹا جاوے — اور اگر چوری کی چیز کو حجرہ سے
نکالکر گہر کے صحن مین لاوے یا جو شخص حجرہ والونمین سے ہو وہ ایک حجرہ کو لوٹ لے
یا گہر کی دیوار مین سوراخ کرکے اندر گہسے اور کسی چیز کو سوراخ مین سے راہ مین ڈالدے
پہر نکلکر اُسکو اوٹہالے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر اسکو ہانکدے اور اسباب اسطرح

باہر نکال لاوے تو ان سب صورتون مین ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر گھر کے باہر سے چیز دوسرے
کو دیدی یا گھر مین صرف ہاتھ ڈالکر اسباب لے لے یا کیسہ جو آستین کے باہر ہو کاٹ
لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اُسکا بوجھ چُرالے تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور
اگر اونٹ کے شلیطہ کو چیر کر اوسمین سے اسباب لے یا اسباب کے شلیطہ کو ایسی طرح لے کر
اُسکا مالک اُسکی چوکسی کرتا ہے خواہ اوسپر سوتا ہے یا ہاتھ صندوق مین یا کسیکی جیب
و آستین مین ڈالکر مال لے تو ہاتھ کاٹا جاویگا فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اوسکے
ثابت رکھنے کے بیان مین - چور کا داہنا ہاتھ پونہچے سے کاٹکر (خون بند ہونیکے لیے)
داغ دیا جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پانو کاٹا جاوے اور اگر تیسری
دفعہ چُراوے تو قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے تاکہ چوری سے توبہ کرے مگر ہاتھ کاٹا جاے
اور اسیطرح اُس شخص کا حال ہے جو چوری کرے حالانکہ اوسکا بایان انگوٹھا ہاتھ کا
کٹا ہو یا نکما بیکار ہو گیا ہو یا دو انگلیان بائین ہاتھ کی سوا انگوٹھے کے کٹی ہوئی
یا بیکار ہون یا داہنا پانو کٹا ہوا ہو (کہ ان سب صورتون مین اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا)
اور جس شخص کے داہنے ہاتھ کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اُسکا بایان ہاتھ کاٹ
ڈالے تو کچھ دیت (یعنے خونبہا) اُسکو دینی نہ آویگی اور ہاتھ کاٹنے مین شرط ہے کہ
جسکے پاس سے مال چوری گیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسرے کا امانت دار
ہو یا زبردستی کسیکا مال چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو (کہ مال بطریق سود دوسرے سے
لیا ہو) اور جس صورت مین کہ مال انہین لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور مال کا اصل
مالک درخواست چور کے ہاتھ کاٹنے کی کرے تب بھی ہاتھ کاٹنا چاہیئے اور اگر
ایک چور نے مال چُرایا اور چوری کے عوض اُسکا ہاتھ کٹا بعد اوسکے وہ مال کسی

دوسرے نے چرالیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست
کرینگے تو دوسرے کا ہاتھ کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ کوئی چیز چرا دے اور ہنوز مالک
نے اُسپر نالش نہین کی کہ اوسنے چیز مذکور کو مالک کے حوالہ کردی یا قاضی نے حکم ہاتھ
کاٹنے کا کسی چوری مین کردیا تھا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک مین آگئی یا چور خود
مدعی ہوا کہ یہہ میری ملک ہے یا چوری کے بعد اُس چیز کی قیمت دس درم سے کم ہوگئی تو
اِن سب صورتون مین ہاتھ نہ کاٹا جاویگا - اور اگر دو چورون نے ایک چیز کے خود چرانیکا
اقرار کیا پھر اُنمین سے ایک نے کہا کہ یہہ میرا مال ہے تو اُنمین سے کسیکا ہاتھ نہ کٹیگا اور اگر
دو آدمی ایک چیز چرا دین اور ایک اُنمین سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی
دونو کے ذمہ چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتھ کٹے گا - اور اگر کوئی غلام چوری
کا اقرار کرے تو اُسکا ہاتھ کٹیگا اور مال اُس شخص کو دلادیا جاویگا جسکے پاس سے اُسنے
چرایا تھا - اور ہاتھ کا کاٹنا اور مال کا تاوان ایک ساتھ نہین ہو سکتے (یعنی نہین
ہو سکتا کہ ہاتھ بھی چور کا کٹے اور اُس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے لیکن اگر مال مسروقہ
اُسکے پاس موجود ہو تو مالک کو دلادیا جاویگا اور اگر کچھہ چوریون کے عوض مین اُسکا ہاتھ
کاٹا جاوے تو اور مال کہ اوسنے چرائے ہونگے اُنکا تاوان نہ دینا پڑیگا - اور اگر کپڑے کو
چرا کر گھر ہی مین چیر پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو ہاتھ کٹیگا - اور اگر بکری کو چرا کر
اوسی جگہہ ذبح کرکے باہر نکالا تو نہ کٹیگا اور اگر چاندی سونا چرا کر اوسکے روپیہ
اشرفی بنا لیے تو ہاتھ کٹیگا اور روپیہ اشرفی مالک کو دیے جاوینگے - اور اگر
کپڑے کو چرا کر سُرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو نہ کپڑا مالک کو دے نہ اُسکی قیمت اور اگر
سیاہ رنگی تو کپڑا پھیر دے *

رہزنی کا بیان

باب رہزنی کے بیان مین — اگر کوئی شخص کہ قصد رہزنی کا رکہتا ہو رہزنی سے
پہلے گرفتار ہو تو اسکو قید کرنا چاہیئے یہانتک کہ اس ارادہ فاسد سے توبہ کرے (اور اگر
وہ کر ہی) مال متقوم لے لیوے (یعنے مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چہین لیوے) تو اسکا
ایک ہاتہہ اور ایک پانو دوسری جانب سے کاٹا جاوے (یعنے دہنا ہاتہہ اور بایان پانو)
اور اگر اوسنے کسیکو جان سے مار ڈالا ہو تو وہ بہی حد مین مار ڈالا جاوے (نہ قصاص مین یعنی
اگر چہ وارث مقتول کا خون اسکو معاف کر دے (مگر خون معاف نہوگا) اور اگر دونون کام کرے یعنی
جان سے مار کر مال لیوے تو اسکا دہنا ہاتہہ اور بایان پانو کاٹکر مار ڈالا جاوے اور سولی
چڑہایا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کہینچا جاوے (یعنی امام
کو اختیار ہے جو چاہے انمین سے کرے) اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑہانا پسند کرے
تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑہا دے اور اوسکے پیٹ کو نیزہ سے چیرے تا کہ مر جاوے اور
تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکہے اور اس صورتین جو مال اوسنے لیا ہو اسکا تاوان
نہ دیگا — اور جو شخص مرتکب قتل اور مال لینے کا ہوا ہو وہ مثل مرتکب کی ہے (یعنے
ڈاکو دونکو سبکو سزا یکسان ہونی چاہیے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اسکی مدد
دوسرے نے کی ہو) اور لکڑی اور پتہر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے حکم مین (جیسا لکڑی اور پتہر
سے کسیکو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے) اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو
اسکا دہنا ہاتہہ اور بایان پانو کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر صرف زخمی
کرے اور مال نلے یا جان سے مار ڈالے پہر رہزنی سے توبہ کرلے یا بعض راہزن عاقل اور بالغ
نہون یا جسپر رہزنی کی ہے اس سے قرابت قریبہ رکہتا ہو یا قافلہ کے کچہ لوگ دوسرے
ساتہیون پر راہزنی کرین یا رات کو خواہ دن کو شہر مین یا دو شہرون کے بیچ مین رہزنی کرے

تو ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی وارث کو اختیار ہی چاہی مقتول
لے چاہی معاف کرے — اور جو شخص شہر مین کئی مرتبہ گلا گھونٹ کر
اُسکے عوض مین مار ڈالنا چاہیے ◆

کتاب السِّیَر

اسمین جہاد کے طریق اور سفر کا مذکور ہی (سیر سین کے کسرہ اور یا مفتوحہ سے سیرت کی
جمع ہی اور اسکے معنی طریق جہاد کے ہین) جہاد (یعنے کافرون سے لڑنا)
ابتدا مین فرض کفایہ ہی (یعنے مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا کرین) اور اگر
کافر کسی شہر پر چڑھ آوین تو ہر شخص پر لڑنا فرض عین ہو جاتا ہی اور معنی فرض کفایہ کے یہ ہین
کہ اگر اس (کام) کو کچھ لوگ کرین تو سبکے ذمہ سے اوتر جاتا ہی اور اگر کوئی نکری تو سب گنہگار
ہووین — اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے پر
واجب نہین — اور فرض عین ہی لیکن بشرطیکہ دشمن چڑھ آوی پس اس صورت مین عورت بدون اجازت
اپنی شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلے — اور جہاد پر مزدوری کا
مقرر کرنا مکروہ ہی بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوی ورنہ مکروہ نہین (کہ اور لوگون
سی لیکر جہاد کرنیوالونکو دین) پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرین تو اول
اُن سی مسلمان ہو جانیکی درخواست کرین اگر وہ مسلمان ہونا مان لین تو بہتر ہے (کہ مطلب
حاصل ہوگیا) اگر نمانین تو اُن سی جزیہ طلب کرین اگر جزیہ دینا قبول کرین تو انکی واسطی وہ ہے
جو ہمارے لئے ہی (یعنے اُنکی جان اور مال کو محفوظ رکھنا چاہیے) اور اونپر وہ ہی جو ہمپر ہی
(یعنے معاملات مین اُنکے احکام مثل مسلمانون کے ہین) اور جسکسیکو کہ دعوت اسلام
نہ پہنچی ہو اوسکے ساتھہ ہم نہ لڑینگے (یعنے اگر اُن سی مسلمان ہونیکو نکہا گیا ہو تو)

وقت لڑنا نہی چاہیئے) اور اگر پہلے دعوت اسلام پونہچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کے
شروع مین پہر اُن سی مسلمان ہونیکو کہہ یا جاوی۔ پہر اگر جزیہ دینا بہی قبول نکرین
تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے اُن سے لڑینگے اسطرح کہ آلات لڑائی کے سب
کام مین لاوینگے اور کافرونکو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور اونکے درخت کاٹ ڈالینگے
اور کہیتیان اُجاڑ دینگے اور تیرونکی بہرمار کرینگے اگرچہ وہ بعض مسلمانون کو
اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرونکی نیت کرینگے نہ مسلمانونکی (یعنے
اگر کافر مسلمان کو اپنی سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کہڑا ہوا اور اوسکو مارنے کی ضرورت
ہو تو صرف کافر کی نیت سی تیر وغیرہ مارنا چاہیئے گو مسلمان بہی زخمی ہو یا مارا جاوی)
اور مسلمانون کو منع ہے کہ قرآن اور عورت کو ایسے لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تہوڑی
ہو اور شکست کا خوف لگا ہوا اور نیز منع ہے کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مال
غنیمت مین خیانت کرین یا کسیکے ناک کان کاٹین یا عورت اور بیعقل یا نابالغ کو مارین
یا بوڑہے فرطوت اور اندہے اور اپاہج کو قتل کرین ہان جسوقت کہ ایسا شخص لڑائی مین
رای دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو اوسکو مار ڈالنا چاہیئے اور منع ہے کہ (مسلمان لڑکا اپنے
باپ مشرک کو قتل کری بلکہ لڑکے کو اوسکے مار ڈالنی سی انکار کرنا چاہیئے تاکہ دوسرا
شخص اُسکو مار ڈالے۔ اور ہمکو اختیار ہے کہ اُن سی کچہہ مال لیکر خواہ وبغیر صلح کرلین
اگر صلح کرنا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچہا ہو اور اگر
کافرون کا بادشاہ خیانت کری تو بدون صلح توڑے اُن سی لڑین اور مرتدون سے
بدون مال کے لڑین پس اگر مرتدون سی مال لے لیا جاوی (باوجودیکہ مال کا لینا درست
نہین تاہم اُس مال کو) اُنکو واپس نہ دیا جاوے۔ اور کافرون کے ہاتہہ مسلمان ہتہیار نہ بیچین

اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دے تو اُسکو قتل نکرین ہان اگر اُسکا پناہ دینا برا
ہو تو امن کو توڑ ڈالین اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا غلام جسکو لڑنیکا حکم نہین
تھا کسی کافر کو پناہ دے تو اُنکا پناہ دینا باطل ہے ✽

باب جو مال غنیمت کہ کافرون سے ہاتھ لگے اوسکے اور اُسکی تقسیم کے بیان مین مسلمانون
کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اُسکو مسلمانون مین بانٹ دے یا اوس
ملک کے باشندونکو اوسپر مقرر رکھے اور اُن خود پر جزیہ اور اُنکی زمینون پر خراج ٹھہرا دے
اور قیدیونکو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے غلام بنا لے چاہے آزاد چھوڑ دے
کہ مسلمانونکو جزیہ دیا کرین لیکن یہہ حکم اُن لوگون مین ہے کہ مرتد نہون اور نہ عرب کے
شرک کرنیوالے اور حرام ہے قیدیون سے فدیہ لیکر دار الحرب کو واپس بھیجنا اور مفت
اونپر احسان رکھکر رہا کر دینا اور نیز حرام ہے مواشی کی کونچین کاٹنی جس صورت مین کہ
اُنکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اُنکو جلا دیا جاوے (تاکہ کافر فائدہ اُنسے
نہ اٹھاوین) اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سپرد کرنیکے طور پر حرام
نہین (یعنے اگر لشکر والونکو مال اسلئے بانٹ دین کہ اونکے پاس امانت رہے دار الاسلام
مین داخل ہوکر پھر قسمت کیجاویگی تو جائز ہے) اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر
فروخت کرنا اور جو مدد کہ مسلمانون کو پہنچے وہ مال غنیمت مین اُنکی شریک ہوگی اگرچہ مدد
کے لوگونکو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین مر جاوے
وہ شریک نہوگا اور اگر دار الحرب کے محاصرہ کے بعد دار الاسلام مین مریگا تو حصہ اُس مردہ
کا اوسکے وارثونکو دیا جاویگا - اور جائز ہے مسلمانونکو کہ مال غنیمت مین سے ان اشیا کو تقسیم
سے پیشتر اپنے کام مین لاوین گھاس اور کھانے کی چیز اور لکڑیان آگ جلانے کی اور ہتھیار اور

تیل مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جب دار الحرب سے نکلین تو اونکو کام مین لاوین بلکہ جسقدر اپنے پاس بچے ہون اونکو مال غنیمت مین واپس دین — اور جو شخص کہ کافرون مین سے مسلمان ہوجاویگا اُسکی جان قتل سے اور لڑکا قید سے بچیگا اور جو مال اوسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہوگا وہ غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا لیکن باوسکے مسلمان ہونے سے اُسکا بڑا لڑکا اور اوسکی عورت اور حمل اوسکا اور زمین اور غلام جنگی محفوظ نہوجاویگا **فصل غنیمت کی قسمت کرنیکے بیان مین** — پیادہ کے لئے ایک حصہ ہے اور سوار کے لئے دو حصے اگرچہ اوسکے پاس دو گھوڑے ہون اور ترکی اور مثل تازی کے گھوڑے کے ہے اور اونٹ اور خچر کی مانند نہین (یعنے اونٹ اور خچر کیواسطے کچھ حصہ نہین) اور سوار اور پیادہ ہونے مین اُس وقت کا اعتبار ہے کہ جب دار الاسلام کی حد سے آگے بڑہین (پس اُسوقت جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی اعتبار کیا جاویگا) اور غلام اور عورت اور لڑکے اور ذمی کیواسطے اگر لڑائی مین مدد و مساوات رہین کچھ تہوڑا مال دیا جاوے (انکا پورا حصہ نہین (چاہیئے) اور مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ یتیمون کا ہے (جنکے باپ مرگئے ہون) اور مسکینون کا اور مسافرون کا (جو اپنے پاس مال نرکہتے ہون) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر (یعنے فقرا بنی ہاشم اور بنی مطلب ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر) مقدم رکہے جاوین اور جو لوگ انمین سے غنی ہون انکا حق اس پانچوین حصہ مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین ہے وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ الآیہ صرف تبرک کیواسطے مذکور ہے (پس کوئی حصہ علٰحدہ اللہ کے لئے نہوگا) اور حصہ آنحضرت صلعم کا آپکی وفات کے سبب جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا (کہ اب امرا اور بادشاہو کو صفی لینا نچاہیئے

آنحضرت صلعم کو صفی کر لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہو کہ آنحضرت صلعم غنیمت میں سے
سے اپنی نفس نفیس کے لئے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا لونڈی یا اور کوئی
چیز پس اب امام کو اپنے لئے پسند کرنا درست نہیں) اور اگر کوئی مسلمانوں کی جماعت
کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدون اجازت بادشاہ کے دار الحرب مین چلی جاوے
تو جو مال غنیمت وہ لاوین اوسمین سے خمس (یعنے پانچوان حصہ) اور اگر قوت و شوکت
والے نہون تو خمس نہ لیا جاوے - اور امام کو اختیار ہو کہ زیادہ دینے کے جملون سے
لوگونکو لڑائی پر ابھارے اور ترغیب دے مثلا کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو ماریگا تو اوسکا
اسباب قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مین نے تمہارے واسطے غنیمت کی چوتھائی
بعد خمس نکالنے کے مقرر کر دی (یعنے غنیمت مین سے خمس نکالکر چار حصے جو رہے اُنمین سے
ایک تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کر دونگا) اور اس صورت مین غنیمت کے جمع کرنیکے
بعد اگر زیادہ دے تو صرف خمس مین سے اُس لشکر کو دیدے (غنیمت کے چار حصون مین سے
نہ دے) اور پہلی صورت مین مقتول کا اسباب اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نکیا ہو تو
مین تقسیم ہو جاویگا (ورنہ قاتل کو پہنچیگا) اور اسباب یہہ ہے کہ سواری اور کپڑے
اور ہتھیار اور جو کچھہ اوسکے پاس پایہ ہو ✱

باب کافرون کے غلبہ کے بیان مین - اگر ترکستان کے کافر روم کے کافر روم
کے کافرونپر غالب ہوکر اونکو قید کرین اور اُنکا مال لے لین تو اُس مال کے مالک ہو جاوینگے
پھر جب مسلمان ترکیونپر غالب ہون تو جو کچھہ مسلمانونکو قیدی اور مال مین سے ملیگا اُسکے
مالک ہو جاوینگے (یعنے ایک قوم کافر نمین سے اگر دوسرے کو لوٹ لاوین تو مال اور قیدیونکے
کے مالک ہو جاتے ہین یہانتک کہ جب مسلمان اُن غارتگرون پر غلبہ پاوین تو اُس لوٹ

کے مال کے بھی مالک ہو جاوینگے جو وہ دوسری قوم سے لائے تھے) اور اگر کفار
مسلمانون پر غالب ہوکر انکا مال اپنے ملک مین لیجاوین تو اوسکے مالک ہو جاوینگے
پھر اگر مسلمان اونپر غالب ہون تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہٖ وہان پاوے وہ غنیمت کی تقسیم
سے پیشتر اوسکو مفت لیلے اسکا عوض کچھ نہ دے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اسکو اپنا
مال ملے تو اُس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہے اور اگر کسی سوداگر نے کافرون سے اوس
چیز مول لے لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اوتنے
دیکر لیلے اگرچہ اُس مال کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اور اُسکا عوض لے لیا گیا ہو (یعنے
ایک سوداگر نے دار الحرب سے ایک غلام مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اوسکو کافر
لیگئے تھے اور وہ سوداگر اوسکو دار الاسلام مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیے کہ جس
دام کو سوداگر لایا ہو وہ اوسکے حوالہ کرے اگرچہ اُس غلام کی آنکھ کسی نے پھوڑ دی
ہو اور اوس سوداگر نے اُس سے اُسکا عوض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو نہ چاہیے
کہ آنکھ پھوٹنے کے عوض کو غلام کے مول مین سے کم کر کے دے) پس اگر قید مین پڑنا
اور خریدنا مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اُسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک
دونو دام مشتری اول کو دے (اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ
لیگئے اور عمرو اُن سے اوسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پھر دوبارہ اُس غلام کو کافر پکڑ
لیگئے تو بکر اون سے ہزار کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اُس غلام کو لیگا تو بکر
کے دام یعنی ہزار روپیہ دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینے پڑینگے
اسلیے کہ عمرو کے اوسپر دو ہزار لگے ہین) اور اگر کافر مسلمانون کے آزاد اور ام ولد اور
مدبر اور ام ولد اور مکاتب کو پکڑ لیجاوین تو وہ اونکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان

اُنکے یہہ لوگ پکڑ لاوینگے تو مالک ہو جاوینگے ۔ اور اگر مسلمانونکا کوئی اونٹ بھاگ کر کافرون کے یہان چلا جاوے اور وہ اوسکو پکڑ لیوین تو مالک ہو جاوینگے لیکن اگر کوئی غلام بھاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے اور اس سے یہہ نکلتا ہی کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گہوڑا اور اسباب لیکر کافرون کیطرف چلا گیا اور اونہون نے اُسکو پکڑ لیا اور کوئی سوداگر اُن سے وہ غلام اور گہوڑا اور اسباب مول لیکر دارالاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اُس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہی (اسلئے کہ کافر غلام کے مالک نہوئے تھے) اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے (جتنا دام مشتری نے کافرون کو دیا ہی کیونکہ کافر ان چیزون کے وہ مالک ہوگئے تھے) اور اگر کوئی کافر حربی مسلمانونکی امن سے دارالاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک مین لیجاوے یا کوئی غلام دارالحرب ہی مین مسلمان ہو کر مسلمانون مین چلا آوے یا مسلمان غالب ہو کر اُس مسلمان غلام کو دارالحرب سے پکڑ لاوین تو ان سب صورتون مین مسلمان غلام آزاد ہو جاویگا ؁

مستامن کے بیان مین

باب مستامن کے بیان مین

(اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مارڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دارالاسلام مین آوے یا مسلمان دارالحرب مین جاوے) اگر کوئی مسلمان سوداگر دارالحرب مین جاوے تو اوسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہی (یعنی اوسکو نچاہئے کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لیوے) لیکن (باوجود اس حرمت کے) اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اُسکا مالک ممنوع طور پر ہو جاویگا پس ایسی چیز کو تصدق کرکے خیرات کر دینی چاہئے (اپنے خرچ مین نلاوے اسلئے کہ اُسکا لینا حرام تھا) اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھ کسی کافر نے کوئی چیز اودہار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لیلی اور پھر وہ دونون دارالاسلام

مین آوین اور قاضی کے یہان جو کرین تو قاضی کچھ حکم نکری (یعنی نہ حکم غصب کا دیگا نہ قرض کا) مسلمان کا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہی اگر دو کافر دارالحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر امن لیکر دارالاسلام مین چلے آوین (یعنے قاضی کچھ حکم غصب یا قرض کا نہ دیگا) ہان اگر دونو کافر مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دارالحرب مین جاوین اور ایک اُنمین سے دوسریکو مارڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اوسکے مال مین خونبہا واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دارالحرب مین قید ہون اور اُنمین سے ایک دوسریکو دارالحرب مین قتل کرے یا اُس مسلمان کو جو دارالحرب مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان ہان ہی مارڈالے تو ان دونو صورتون مین صرف خطا کی راہ سے مارڈالنے مین کفارہ ہے (اور خونبہا اور قصاص کچھ واجب نہین)

فصل

مستامن کو جو دارالحرب سے آوے دارالاسلام مین ایک سال کامل تک رہنے دین اور اُس سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹھہریگا تو تجھپر جزیہ معین کر دیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس ٹھہریگا تو ذمی ہو جاویگا (یعنے اُس سے جزیہ لینا چاہئے) اور پھر اُسکو دارالحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے اِن صورتون مین کہ کوئی مستامن زمین خرید لے اور اوسپر خراج مقرر ہو جاوے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے (تو اِن صورتون مین بہی اُنکو نچھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین) بخلاف اِسکے عکس کے (یعنے اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہوگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے) پس اگر مستامن جو دارالاسلام مین آیا تہا دارالحرب کو لوٹ جاوے اور کسی مسلمان خواہ ذمی کے پاس اُسکی کچھ امانت

یا ان دہ نوں کے ذمہ اسکا قرض ہو تو اسکا مار ڈالنا جائز ہو گیا اس سبب سے نکلا کہ اگر کافر
مذکور قید ہو کر لایا جاوے یا کافروں پر مسلمان غالب ہو وین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو
قرض اسکا تہا وہ جاتا رہیگا اور جو امانت تہی وہ مال غنیمت متصور ہو گا اور اگر بدون
غلبہ کے وہ مارا گیا یا اپنے آپ سے مر گیا تو اسکا قرض اور امانت اوسکے وارثوں کو ملیگی مال
غنیمت نہوگی - اور اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام مین آیا اور دارالحرب مین اوسکی
بیبی اور بچہ اور کچہہ مال کسی مسلمان یا ذمی اور حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر
مسلمان ہو گیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے تو اوسکے تمام اشیاء مذکورہ داخل غنیمت
ہونگے اور اگر دارالحرب مین مسلمان ہو کر دارالاسلام مین آیا اور پہر حربی مغلوب ہوئے تو اوسکا
چہوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اسی مسلمان
یا ذمی کی ہو جاویگی (کہ وہ اوسکے مالک ہو جاوینگے اور انکے سوا اسکی اور چیزین (مثلا
بیبی اور بڑا لڑکا اور دوسری چیزین) غنیمت ہونگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے
جسکا کوئی وارث نہو یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دارالاسلام مین آیا تہا اور مسلمان
ہو گیا تہا مار ڈالے تو امام کو چاہیئے کہ انکا خونبہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً
اوسکو مار ڈالے تو اسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خونبہا لینا ہے نہ معاف کرنا (یعنے
بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خونبہا لے مگر معاف نہین کر سکتا) ❊

باب دہ یکی اور خراج (یعنے زمین کے محصول) اور جزیہ کے بیان مین - زمین عرب
کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہون یا غلبہ کے طور پر مفتوح ہو کر
لشکر اسلام کو بانٹ دیگئی ہو یہہ تینون قسمین زمین عشری ہین انکی پیداوار سے دہ یکی
لینی چاہیئے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہو اور پہر اوس ملک کے باشندون کو اوسپر قائم

رکہا ہو یا امام نے انکے ساتھہ صلح کر لی ہو تو ایسی زمینین خراجی ہین یا امام جو مصلحت
سمجھے اُنسے لیوے - اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسیکی ملک نہو آباد کرے تو اُس
زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا (یعنے اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اُس سے
دہ یکی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے) اور بصرہ کی زمین عشری ہے
اور خراج کی مقدار یہہ ہے کہ زمین جو قابل زراعت ہو اوسکی پیداوار مین سے بیگہہ پیچھے
ایک صاع اور ایکدرم لینا چاہیئے اور ترکاری کی زمین سے بیگھہ مین پانچ درم اور
انگور اور چھوارے کے ملے کہڑے ہون اسکے بیگہہ مین دس درم اور اگر زمین مین گنجائش
اسقدر محصول کی نہو تو کم کردیا جاوے مگر زیادہ کی گنجائش کیصورت مین زیادہ نکیا جاوے
- اور جس صورتمین کہ خراجگذار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ برسے یا
کھیتی کو کوئی آفت پہنچے تو ان صورتونمین زمین پر کچھہ خراج نہوگا - اور اگر مالک
زمین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید
کرے تو ان صورتون مین خراج لازم ہوگا - اور خراجی زمین کی پیداوار مین دوکی نہین
(یعنے اوسکے پیداوار مین خراج ہی کافی ہے دہ یکی اوسمین سے نہ لیجاوے) فصل
جزیہ لینے کے بیچ اگر رضامندی طرفین سے مقرر ہوئی ہو تو اُس سے کمی بیشی نکیجاوے ورنہ
ایسے فقیر پر جو کما سکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بیچ کے حالوالے پر
۲۴ درم اور دولتمند پر ۴۸ درم سالانہ مقرر کیا جاوے - اور جزیہ اہل کتاب پر (مثل
یہود و نصاریٰ کے) اور آتش پرستون اور بت پرستون پر جو عجم کے رہنے والے ہون
مقرر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہون یا اسلام سے مرتد ہوگئے ہون اور لڑکے اور
عورت اور غلام اور مکاتب اور اپاہج اور اندھے پر اور ایسے فقیر پر جو کمانے کے اہل

گوشہ نشین پر جو لوگون سے میل نرکہتا ہو مقرر نکیا جاوے — اور جزیہ تین باتون سے
ساقط ہو جاتا ہو ایک کافر کے مسلمان ہو جانے سے دوسرے سال گذر کر جزیہ
سے (یعنے ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا
دینا پڑیگا اسلئے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہے) تیسرے برس گذرنیکے
بعد کافر کے مرجانے سے اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد دارالاسلام مین بنایا
جاوے اور اگر پُرانا ڈہ گیا ہو تو اسکو پھر سے بنالین — اور ذمی شخص مسلمانون سے لباس
اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوے اسطرح کہ گہوڑون پر سوار نہو اور ہتہیارون
کا استعمال نکرے اور زنار یعنی علامت کفر کو ظاہر رکہے اور ایسی زین پر چڑہے جو پالان
کی شکل کا ہو — اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے
یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ان امور
سے اُسکا عہد ذمہ کا نہین ٹوٹتا بلکہ عہد اسطرح ٹوٹتا ہو کہ دارالحرب مین جا ملے یا
کسی جگہہ پر دارالاسلام کی جگہون مین لڑائی کی تیاری سے چڑہ جاوے (اور) جب ذمی
دارالحرب مین جاملے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہو (یعنے اُسکی موت کا حکم کیا
جاویگا اور اُسکا مال اوسکے وارثون مین بانٹ دیا جاویگا) اور تغلبی مرد اور عورت
سے جو دونو بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سے دوچند لیجاوے (تغلبی ایک فرقہ نصاریٰ
کا ہے اُن سے جزیہ کے عوض مسلمانون کی زکوۃ کا دونا لینا چاہیے) اور تغلبی فرقہ کا
آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیون کے آزاد کیے ہوئے کے ہے (یعنے اُس سے زمین کا خراج
اور جزیہ لینا چاہیے جیسے قریشیون کے غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا نہ لینا
چاہیے جیسے تغلبیون سے لیتے ہین) اور خراج زمین کا اور جزیہ کا مال اور تغلبیونکا مال

اور کفار جو ہدیہ بہیجین اور جو مال کہ مسلمانونکے ہاتھ کافرون سے بدون لڑائی کے لگے یہہ سب مال مسلمانون کی بہتری کے امورمین صرف کئی جاوین مثلاً کفار ونکی راہ بند کرنے اور پانی پر پل باندہنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور قاضیون اور عاملون اور عالمون اور سپاہیون اور اُنکی اولاد کے روزینہ مین خرچ کرین - اور جو شخص سال کے بیچ مین مر جاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا ؀

باب مرتد یعنے اُن لوگونکے بیانمین جو دین اسلام سے پہر جاوین - مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے (یعنے اُسکو کہا جاوے کہ پہر مسلمان ہوجا) اور اوسکی مسلمانی پر کے اعتراض دور کئے جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اِس عرصہ مین مسلمان ہو جاوے تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دیا جاوے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور بیزار ہو یا اُس دین سے نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونیکو اُسکو نہ کہین اور اُس سے پہلے ہی مار ڈالین تو یہہ امر مکروہ ہے اور اگر کوئی پیشتر ہی اُسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا اور عورت اگر مرتد ہو جاوے تو اوسکو جان سے نمارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اوسکے مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر زوالِ ملک ملتوی طور پر ہوتا ہے یعنی اگر وہ پہر مسلمان ہو جاوے تو ملک بہی بدستور قایم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مر جاوے یا قتل کیا جاوے تو اوسکا مسلمان وارث جو کچہہ کہ اُسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادای قرضہ حالت اسلام کے سبکا مالک ہوگا اور جو کچہہ اوسنے مرتد ہونے کی حالتمین کمایا ہوگا اُسمین سے اُن دنونکا قرضہ دیکر جو کچہہ رہیگا وہ مال غنیمت متصور ہوگا - اور جب مرتد کے لئے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم کیا جاویگا (یعنے قاضی حکم کردیگا کہ مرتد دار الحرب مین جا ملا)

تو اُسکا مدبر اور اُم ولد آزاد ہو جاوینگے اور اُسکا مال وارثون کو دیا جاویگا اور
قرض اُسکا حال ہو جاویگا (یعنے اُسکی مدت باقی نرہیگی) اور اُسکا بیچنا اور آزاد کرنا اور
ہبہ کرنا سب تصرفات ملتوی رہینگے پس اگر وہ ایمان لاوے تب تو تصرف جاری ہونگے
اور اگر مر جاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد پھر مسلمان
ہو کر چلا آوے تو جو چیز وہ اپنے وارثونکے پاس پاوے اُسکو لے لیوے اور جو اُسکو نملے
اُسکو نہیں لے سکتا (یعنے اگر وارث کسی چیز مین تصرف کر ڈالین گے تو اونپر تاوان
لازم نہوگا) اور اگر مرتد شخص کی نصرانی لونڈی ہو اوسکے مرتد ہونیکے شروع سے چھ
مہینے کے اندر بچہ جنے اور وہ شخص دعوی کرے کہ میرا ہی تو وہ لونڈی اُسکی ام ولد
ہو جاویگی اور وہ بچہ اُسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اُسکا ترکہ نپاویگا اور اگر لونڈی
مسلمان تھی اور اُس سے بچہ ہوا تو یہ بچہ اُسکا وارث ہوگا جسوقت مرتد اپنی کفر کی
حالتمین مرے یا دار الحرب کو چلا جاوے — اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دار الحرب کو چلا
جاوے اور مسلمانونکی فتح ہو تو وہ مال مسلمانونمین غنیمت ہو جاویگا اور اگر مرتد دار الحرب
سے لوٹ کر دار الاسلام مین آوے اور اپنا مال لیجاوے پھر مسلمانونکو غلبہ مین وہ مال ہاتھ
لگے تو مال مذکور اُس مرتد کے اُس وارث کو ملیگا جو دار الاسلام مین ہو — پس اگر مرتد
دار الحرب مین جا ملے اور اُسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے (یعنی قاضی حکم کر دے
کہ اب اُسکا مالک بیٹا ہے) اور اوسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کر دے پھر وہ مرتد
مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی غلام کا ترکہ بشرط
مر جانیکے مورث کو پہنچیگا (یعنے اُسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہے) اور اگر مرتد کسیکو
براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جا ملے یا مارا جاوے تو خونبہا مقتول کا مرتد کے

اُس مال مین سے ہوگا جو حالت مسلمانی مین کمایا ہو اور اگر زید کا ہاتھ عمرو نے جان بوجھکر کاٹ ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہوگیا اور اوسی زخم مین مرگیا یا دار الحرب مین جا ملا اور پھر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اُس زخم مین مرگیا تو عمرو کے مال سے نصف خونبہا زید کے وارثونکو دلائی جاویگی اور اگر دار الحرب مین نجاوے اور مسلمان ہوکر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اسصورتمین عمرو تمام خونبہا کا ضامن ہوگا — اور اگر کوئی غلام مکاتب کیا ہوا مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملے پھر مع مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض مالک کو ملیگا اور جسقدر عوض کتابت سے زائد بچیگا وہ مکاتب مذکور کے وارثون کو پہنچیگا اور اگر خاوند بی بی دونو مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملین اور وہان اونکے بیٹا ہو اور اوس بیٹے کے بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانونکی فتح ہو اور یہہ سب پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونیکے لئے زبردستی کیجاویگی مگر پوتے پر نکیجاویگی — اور جو لڑکا کہ عاقل ہو اُسکا مرتد ہونا صحیح ہے جیسے مسلمان ہونا درست ہے اور اسطرح کے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانیکو زبردستی کیجاویگی مگر جان سے نمارا جاویگا

باب باغیونکے بیانمین (جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہوجاوین)

اگر ایک گروہ مسلمانون کا بادشاہ کے فرمان سے نکلکر کسی شہر پر غالب ہوجاوین تو بادشاہ اُنکو اپنی اطاعت کے لئے کہے اور جو شبہہ اُنکو فرمانبرداری مین ہوگیا ہو اُسکو دور کرے اور اُن سے لڑائی شروع کرے (اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نکرین) اور اگر اُنکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ جسکے لوگ اونکے ساتھہ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص اُنمین سے اُن باغیون مین کا زخمی ہو اوسکو جان سے مار ڈالیے اور جو بھاگے اُسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور مضبوطی نہو تو زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے — اور اُنکی اولاد کو

قید کر ہو اور اُنکے مالونکو نظر بند کر رہی یہانتک کہ وی توبہ کریں اور اگر غازی کو باغیون
کے ہتہیارون اور گہوڑون کی حاجت ہو تو کام مین لاوی (یعنے ضرورت کیوقت
اُنکا استعمال مین لانا درست ہی) اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پہر
اُنکی شکست ہو جاوی تو قاتل پر نہ قصاص لازم ہوگا نہ خونبہا — اور اگر باغی لوگ
شہر پر غالب ہو جاوین اور کوئی شہر والا دوسری شہری کو مار ڈالے پہر وہ شہر مفتوح
ہو تو شہری قاتل اُس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر کوئی عادل (یعنے
بادشاہ کی اطاعت والا) باغی کو مار ڈالے یا باغی اُسکو مار ڈالے اور باغی یہہ کہے کہ
مین حق پر ہون (یعنے بادشاہ کی فرمانبرداری نکرنے مین اور یہہ شخص جو بادشاہ کی
طرف تہا اوسکے مار ڈالنے مین حق پر ہی) تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا (یعنے
اگر دونون مین کوئی قرابت ورثہ پانے کی ہوگی تو اسطرحکے قتل ہی ترکہ سے محروم نہوگا
اور اگر باغی یہہ کہی کہ مین باطل پر ہون اور اعتقاد اپنے باطل پر ہونے کا رکہتا ہو
تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا — اور اہل فتنہ کے ہاتہہ (مثلا باغیون اور ڈاکو
اور اہل حرب کے ہاتھ) ہتہیارونکا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ
مین سی ہی تو مکروہ نہین ❊

کتاب اللقیط

اِسمین لقیط کا بیان ہی (یعنے اُس بچہ کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہو)
ایسی بچہ کا اُٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہی اور اگر اوسکے تلف ہونیکا خوف ہو تو اُسوقت
اُٹھانا واجب ہی اور وہ بچہ آزاد رہیگا اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا اسیطرح اُسکی
میراث بیت المال مین رکہی جاویگی اور اوسکے قصورون کا تاوان بہی بیت المال سے دینگے

اور اُٹھانیوالے سے اُسکو کوئی نہین لے سکتا اور اُسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے
ثابت ہوگا (یعنے جو کوئی دعوے کرے کہ یہہ میرا لڑکا ہے نسب اُس سے ثابت ہوگا گو گواہ
نہون) اور اگر دونو عیونمین سے کوئی ایسی نشانی بتادے جو اُس لڑکے مین موجود ہو
تو وہ شخص اس بچہ کا زیادہ تر مستحق ہوگا (نسب کے ثابت ہونے مین) اور اگر ذمی دعوے
کرے کہ میرا ہے تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی
کے مکان اور محلہ مین نہ ملا ہو (اور اگر ذمیون کے مکانمین پایا ہوگا تو ذمی ہوگا) اور اگر
غلام اوسکا دعوے کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا الا اوس صورت مین
کہ گواہون سے ثابت ہوجاوے (کہ یہہ لڑکا فلان غلام کا ہے تب البتہ غلام ہوگا) اور اگر
اُس بچہ کے ساتھہ کچھہ مال پایا جاوے تو وہ اُس بچہ ہی کا ہے اور اٹھانیوالے کو اُس بچہ کا
نکاح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہین (یعنے اُٹھانیوالے کو بچہ پر نکاح کردینے
کی ولایت نہین نہ اسبات کا اختیار ہے کہ اوسکے مال کو فروخت کرے یا اسکو کرایہ پر دے)
ہان (یہہ ہوسکتا ہے کہ اُسکو کسی پیشہ مین سونپ دے (تاکہ وہ کام سیکھہ جاوے) اور اگر
اوسکو کوئی چیز ہبہ کرے تو لے لیوے ✝

کتاب اللقطۃ

کتاب اللقطۃ
پڑی ہوئی چیز کے بیان

یعنی پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیانمین پڑی ہوئی چیز حرّم اور حِلّ کی امانت ہے (
یعنی اگر وہ پانیوالیکے پاس سے جاتی رہی تو اوسپر اوسکا تاوان لازم نآویگا) بشرطیکہ
پانیوالے نے اِس نیت سے اُٹھائی ہو کہ مالک کو سپرد کریگا اور اِس امر پر لوگون کو
گواہ کردیا ہو اور اُٹھانیوالا اُس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے یہانتک کہ اُسکو
معلوم ہو کہ مالک اب بازپرس نکریگا پس اُس چیز کو خیرات کردے پھر اگر مالک آجاوے

تو اسکو اختیار ہی چاہے اسکے خیرات کر دینے کو درست رکھی چاہی اوٹھانیوالے
سے قیمت لیلے۔ اور جس چارپایہ کا کوئی والی نہوا اسکو پکڑ لینا درست ہی مگر
اوسکو کہلانا پلانا مفت پڑیگا جیسا کوئی پڑے ہوئے بچہ کو کہلا دے پلا دے اور اگر قاضی
کے حکم سی چارپایہ خواہ بچہ کو کہلا دیگا تو وہ البتہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا (اور
بچہ سے بعد بالغ ہونیکے بہر لیگا) اور اوٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اسکو
کرایہ دے اور اوسی میں سے اسکا خرچ کرے اور اگر اس سے نفع نہو سکتا ہو تو بیچکر
اسکی قیمت رکھہ چھوڑے۔ اور اوٹھانیوالیکو اختیار ہی کہ مالک سی جبتک اپنا خرچہ
وصول نکرلے تب تک اس چیز کو روکے رکھے اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالیکے
حوالہ نکرے جبتک کہ مدعی گواہوں سے اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت
اس چیز کی بیان کرے کہ اس سے اٹھانیوالیکو ظن غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اوسکے حوالہ
کر دینا حلال ہی مگر جبر نہین پہنچتا (یعنے باوجود علامت بیان کرنیکے اگر وہ حوالہ نکرے
تو اوسپر زبردستی درست نہین) اور اگر اٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع
لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اوسکے ماں باپ اور بیوی اور لڑکا محتاج
ہوں تو انپر صدقہ کر دے ✤

کتاب الآبق

یعنے بھاگے ہوئے غلام کے بیانمین۔ بھاگے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہی بشرطیکہ
اوسکے پکڑنے پر قادر ہو اور جو شخص بھاگے ہوئے غلام کو مدت سفر یعنے تین دن کے
فاصلہ سے ہٹا کر لادے تو اوسکو ۴۰ درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت ۴۰ درم سے
کم ہو اور مدت سفر سے کم فاصلہ سے ہٹا کر لادیگا تو اوسی حساب سے اجرت ملیگی (یعنے

ایک دن کے فاصلہ سے لاویگا تو ۱۳ درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلہ سے لانے مین دو تہائی کا) اور یہ سب احکام مثل غلام کی ہین (یعنے اسکو اگر کوئی فاصلہ تین دنکی راہ سے پکڑ لاویگا تو اجرت ۱۳ درم لازم ہوگی) اور اگر پکڑ کر لانیوالیکے ہاتھ سے غلام بہاگجاوے تو اوسپر تاوان نہوگا اور قیمت دینی نہ آویگی اور اگر پکڑنیوالا لوگونکو گواہ کر دے کہ مین اس غلام کو اسلئے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن — اور اگر غلام رہن ہو اور بہاگجاوے اور اسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمہ ہوگی اور بہاگے ہوئے غلام پر کچہہ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہے جیسے پڑی ہوئی چیز پر خرچ کا حال بیان ہوا (یعنی اگر قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر بدون حکم کے کریگا تو مفت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمہ لازم نہوگا)

کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا بیان ہے — مفقود اُس شخص غائب کو کہتے ہین جسکی جگہہ اور موت اور حیات معلوم نہو — ایسے شخص کے لئے قاضی ایک آدمی مقرر کرے کہ وہ اُسکا حق (جو لوگونکے ذمہ پر ہو) وصول کرے اور اوسکے مال کی حفاظت کرے اور سرانجام کرے اور اُس مال مین سے غائب شخص کے اُن رشتہ دارون پر جو ولادیا زوجیت رکہتے ہون (یعنے اُسکے مان باپ اور اصول اور اوسکی اولاد اور اوسکی بیوی پر) خرچ کرے اور قاضی اُس مرد کی بیوی کو اُس سے جدا نکرے اور ۱۲۰ برس کے بعد اُسکی موت کا حکم کرے (یعنے جب اُس شخص کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوجاوے تو حکم کر دے کہ وہ مرگیا اور اُسکی بیوی عدت مین بیٹھے اور اُسکا ترکہ اُسوقت تقسیم ہو اُس سے پہلے نہو اور غائب شخص کسیکا ورثہ نہین پاتا (واضح ہو کہ امام مالک کے نزدیک اگر مفقود شخص کی بیوی

جدائی چاہے تو قاضی چار برس کی مہلت دے یعنی ٹھہرا رکھے جب اگر ہی ہو اور دلیل امام اعظم
کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ عورت اسکی بیوی ہے جبتک کہ اوسکی
موت کا حال کہلے اور موت دو طرح کی ہے حقیقی اور حکمی تو نوے برس کی عمر کے بعد موت
حکمی ہے کہ غالب یہی ہے کہ مر گیا ہوگا) پس اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو کہ
مفقود کے ہوتے ہوئے محجوب ہوتا ہو (یعنے اسکو کچھ نہیں ملتا ہو) تو اوس وارث کو کچھ
نہ دیا جاویگا (اسلیے کہ مفقود حکم میں مثل موجود کے ہے تو وہ موجود ہونیکی وجہ سے ورثہ پانے
سے مانع ہوگا) اور اگر ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے اسکو کچھ ملتا ہے (یعنی
نہیں کہ محروم ہو جاوے) تو اوس وارث کو دو حصوں میں سے کمتر دیا جاویگا (یعنے ایک حصہ
اسصورت میں کہ مفقود موجود ہو اور ایک حصہ اس حالت میں کہ وہ مر گیا ہو انمیں سے جو حصہ
کم ہوگا وہ وارث مذکور کو دینگے اور باقی کو ملتوی رکھ چھوڑینگے) جیسے حمل کے
حصہ کو ملتوی رکھ چھوڑتے ہیں (یعنے اگر کوئی شخص مر جاوے اور اسکی بیوی حاملہ ہو
تو اسکا ترکہ تقسیم کرتے ہیں حمل کا حصہ جدا کر رکھتے ہیں)

کتاب الشرکہ

اسمیں شرکت کا بیان ہے — شرکت دو طرح ہے ایک) شرکت ملک (اور وہ) یہ ہے
کہ دو شخص وراثت کی راہ سے یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہوں اور اس
شرکت میں ہر ایک ان میں سے اجنبی ہوتا ہے دوسرے کے حصہ میں (یعنے بلا اجازت
دوسرے کے تصرف ناجائز ہے) اور (دوسری قسم) شرکت عقد (ہے) کہ ایک
کہے کہ میں نے تجھسے فلان چیز میں شرکت کی اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا
اور پھر اوسکی کئی قسمیں ہیں ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہیں اگر شامل ہو وکالت اور

کفالت کو (یعنے ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل دونو ہو) اور مال اور تصرف اور دین
مین دونو برابر ہون اِنسے یہہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور
بالغ مین اور مسلمان اور کافر مین درست نہین (اسلئے کہ تصرف مین اور دین مین برابری
نہین) اس قسم کی شرکت مین جو چیز ایک شخص مول لیگا وہ مشترک دونو مین ہوگی مگر اپنے
گہر والونکی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ کہ انمین سے ایک پر تجارت
کے باعث خواہ غصب اور ضامنی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم
ہوگا اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہے (مثلاً روپیہ اشرفی) ایک شریک
کو کسی نے ہبہ کیا یا ورثہ مین ملا تو اوسمین مفاوضہ باطل ہے اور دوسرے اسباب مین مثل
گہوڑے اور کپڑے کے اگر ہبہ یا ورثہ مین ایک کو ملے تو شرکت باطل نہوگی اور یہہ شرکت
اور شرکت عنان (جسکا بیان آگے آتا ہے) بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سونے
کے ٹکرون کے جنپر سکہ نہو اور پیسون کے جنکا رواج لین دین مین ہوتا ہو درست
نہین (یعنے شرکت مفاوضہ اور عنان مین یہہ ضرور ہے کہ دونو شخص برابر روپیہ خواہ
اشرفی خواہ بغیر سکہ کی ڈلیان جو مروّج ہون خواہ پیسے مروج ملادین ورنہ درست نہوگی)
اور اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر واحد اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلہ
مین بیچ ڈالے (اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرلین تو درست ہے اور یہہ صورت شرکت
کے حیلہ کی ہے اس حالمین کہ چاندی سونا برابر نملادین اور اپنے نصف اسباب کو دوسرے
کے نصف کی عوض بیچ ڈالین تو سب مین شریک ہوجاوینگے) شرکت معاملہ کی دوسری
قسم عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے (کفالت نہین ہوتی) اور کچھ اگر مال مین
برابری ہو اور نفع مین نہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہو یا کچھ کہ بعض مال مین شرکت ہو

اور بعض مین نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا یہ
کہ ہر ایک اونمین سے اپنے آپکو جدا جدا رکھے ہر طرح درست ہے۔ اِس شرکت مین جونسا
شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اُسی مشتری سے کیا جاویگا (دوسرے
شریک سے نہوگا اسلئے کہ اِس شرکت مین کفالت نہین) ہان مشتری جو دام چیز کے ادا کرے
گو وہ اوسمین سے دوسرے شریک سے اُسکے حصے کے موافق بھر لے (یعنے جتنا اُسکی
طرف سے اُسنے دیا ہو وہ اُس سے بھر لے) اور شرکت عنان مین اگر دونو مال ہلاک
ہو جاوین یا مال مشترک خریدنے سے پیشتر ایک مال جاتا رہے دونو صورتون مین باطل ہو جاتی
ہے۔ اور اگر دونو شریکون مین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کوئی اسباب خرید ہو اور
دوسرے کا مال تلف ہو جاوے پس جو اسباب خرید ہو گیا ہے وہ دونو مین مشترک ہوگا
اور جسنے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق اسباب کا دام اُس سے لے اور
اگر دو شریکون مین سے ایک کے لیے چند روپیہ نفع مین سے مقرر کر دئے جاوین تو شرکت باطل
ہو جاتی ہے (اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن روپیون کے سوا اور کچھہ نفع نہو) اور شرکت
مفاوضہ اور عنان کے دونو شریکون سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو
بطور بضاعت کسیکے حوالہ کرے یا ٹھیکہ دے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا
کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کا تصرف مال مشترک مین حکم مین امانت کے ہے (یعنے
اگر مال تصرف سے جاتا رہیگا تو اوسکو تاوان دینا نہ پڑیگا) اور شرکت صنائع جسکو
تیسری قسم تقبل ہے اوسکی صورت یہہ ہے کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز
اِس شرط پر شریک ہون کہ دونو کام مشترک لیا کرین اور مزدوری جو کچھہ ملے اُسکو دونو
بانٹ لیا کرین اِس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیگا وہ دونونکو کرنا لازم ہوگا

اور جو ایک کما دیگا وہ دونون مین شریک رہینگے چوتھی قسم شرکت معاملہ کی وجوہ سے
اسکی یہہ صورت ہو کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اسطرح کہ اپنے اعتبار سے مال
خریدین اور بیچین (یعنے لوگون سے جان پہچان ہونے کی جہت سے مال بطور قرض لیوین
اور بیچین اور نقد کچھہ نہ لگاوین) یہہ شرکت متضمن وکالت کو ہوتی ہے (کہ ہر ایک شخص انمین
سے دوسرے کا وکیل ہوتا ہے) پہر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تہائی
اور دو تہائی کی شرط سے تو نفع بھی اسیطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی (یعنے اگر
آپسمین اقرار کرین کہ مال نصفا نصفی خرید کرینگے تو نفع بھی آدہون آدہ ہی ہوگا اگرچہ
اقرار مین نفع ایک کا زیادہ ٹہرالے **فصل** اور لکڑیان لانے اور شکار کرنے اور پانی
دینے مین بہی شرکت درست نہین بلکہ جسنے کام کیا ہو کمائی اوسیکی ہوگی اور جو دوسرا بلکہ
اسقدر مزدوری واجبی ملیگی جتنا اوسنے کام کیا ہوگا (یعنے ایسے کام مین اگر دوسرا
شخص مدد دیتا ہو تو اوسکا اوسکے کام کے موافق حسب دستور مروجہ مزدوری پاویگا
اور اصل چیز تو اوسی کام کرنیوالے کی ہوگی) اور جس صورتمین کہ شرکت فاسد ہوجاوے تو
نفع مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کر لی گئی ہو اور معاملہ شرکت دونون
شریکون مین سے کسیکے مرجانے سے باطل ہوجاتا ہے اگرچہ مرجانا حکمی ہو (جیسا کہ مرتد ہوکر
دار الحرب کو چلا جاتا ہے وہ حکم کے اعتبار سے مرجاتا ہے) اور چاہیے کہ کوئی دونون شریکون
مین سے دوسرے کی مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہ دیوے پس اگر ہر ایک نے دوسرے
کو اپنے مال کی زکوۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھہ ادا کی تو جس
قدر دوسرے کے مال کی زکوۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑیگی اور اگر ایک ساتھہ نہ دی ہو
بلکہ ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے تو پچھلے کو ہی اول شخص کے حصہ کی زکوۃ

زکوۃ کا تاوان لازم ہوگا مفاوضت کے دو شریکوں مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت
کرنیکے لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اوسنے اوس اجازت کے بموجب
لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اُسکا دام دیا تو یہ لونڈی اُس خریدنیوالے کی
ہوگی بدون عوض کے (یعنے نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے
کو نہ دینی پڑیگی)

کتاب الوقف

اسمین وقف کرنیکا بیان ہے۔ وقف اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی
ملک مین روکے رکھے اور اُسکا نفع خیرات کر دے (جس چیز کو وقف کرے اوسکو
موقوف کہتے ہین اور وقف کرنیوالا واقف ہے) واقف کی ملک موقوف پر سے
قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے (یعنے اگر قاضی حکم کردے کہ اوسکی ملک
جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے اسلئے کہ جن مسائل مین اختلاف ہوتا ہے وہان قاضی
کا حکم بہی حال رکہتا ہے اور وقف مین بہی علما کو اختلاف ہے کہ واقف کی ملک اُسپر
سے جاتی رہتی ہے یا نہین پس قاضی کے حکم کے بعد کچہہ شک ملک کے جانیکا نہین
رہتا) لیکن واقف کی ملک جانیکے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہین ہو جاتا۔ اور
وقف پورا نہین ہوتا جبتک کہ اوسپر متولی قبض نکرلے اور واقف اُسکو علیحدہ نکردے
(یعنے اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہوسکتی ہو تو واقف کا علیحدہ کردینا موقوف کو شرط ہے)
اور یہہ بہی ضرور ہے کہ وقف کیصورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ
جاری رہے (مثلاً اگر چند خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی زمانہ مین نہونا بہی ممکن ہو تو یہہ
کہدے کہ ان لوگونکے نرہنے کے بعد وقف کے فقیرون یا علما کو اُسکا نفع پہونچے تاکہ ہمیشہ

وقف جاری رہی) اور اگر واقف زمین کو مع بیلون اور کہیتی کرنیوالونکے وقف
کر دی تو درست ہی اور نیز درست ہی وقف کرنا مشاع کا (یعنے ایک تہای یا نصف
زمین کا) بشرطیکہ حکم اوسکے جائز ہونیکا ہوگیا ہو (یعنے اگر قاضی حکم کر دی کہ مشاع
کا وقف کرنا درست ہی تو درست ہو جاویگا اسلئے کہ مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی
ہے تو جس صورتمین قاضی اوسکے جواز کا فتوی دی تو درست ہوگا) اور درست ہی ایسے
اشیا کا وقف کرنا جنکو ادہر اودہر لیجا سکتے ہین اور اونمین پہلے سی وقف ہوتا آیا ہو
(یعنے لوگونکا معمول ہو کہ ان چیزونکو وقف کیا کرتے ہون جیسی تبر اور پہاوڑا
اور بسولا اور تابوت اور قران مجید اور کتابین) اور موقوف ملک مین نہ لائی جاوی اور
نہ تقسیم کیجاوی اگرچہ اپنی اولاد ہی پر وقف کیا ہو۔ اور وقف کی پیداوار مین سے
اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوی گو واقف نے اسکی شرط نکی ہو اور
اگر موقوف کوئی مکان ہو تو اوسکی تعمیر اوسکے ذمہ ہی جو اوسمین رہتا ہو اور اگر وہ
تعمیر سے انکار کری یا عاجز ہو کہ نکر سکتا ہو تو حاکم تعمیر کر دی اور لاگت اوس مکان کے
کرایہ مین سی لگا دی اور اگر موقوف ٹوٹ جاوی تو اوسکا ٹوٹا ملبہ اوسکی تعمیر مین لگا
جاوی اگر ضرورت ہو ورنہ اوسکو رکہہ چہوڑنا چاہئے کہ دوسری وقت حاجت اسکی پڑی
مگر وقف کے مستحقونکو حاکم اوسکا ملبہ تقسیم نکری۔ اور اگر واقف وقف کی پیداوار کو
اپنی ذات کیواسطی کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرلے کہ متولی خود رہی تو درست
ہی لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اوسکے ہاتھ سی نکال لینا چاہئے جیسی وصی
(اگر خائن ہوتا ہی تو وصی بنانا اوسکا موقوف کر دیتے ہین اور اوسکی جگہہ دوسرے کو مقرر
کرتے ہین) گو وقف کرنیوالے نے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میری ہاتھ سے نہ نکالین

فصل جو شخص مسجد بنا دے تو اوسپر سے اوسکی ملک نجاویگی جبتک کہ اوسکو اپنی ملک سے مع رستہ کے جدا نکردے اور اوسمین نماز پڑہنے کی اجازت نہ دیدے بعد اجازت کے اگر اوسمین ایک شخص بھی نماز پڑھیگا مالک کی ملک جاتی رہیگی۔ اور جو شخص ایک مسجد بنا دے کہ اوسکے نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالا خانہ اور مسجد کا دروازہ رستہ کیطرف کرے اور اوسکو اپنی ملک سے جدا کردے یا اپنے گہر کے اندر ایک مسجد بنا دے اور لوگونکو اوسمین آنے کی اجازت دے تو اس شخص کو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اُس سے ترکہ دوسرے وارثون کو پونہچیگا (یعنے وقفی مسجد کے حکم مین نہوگی) اور جو شخص سقاوہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافر خانہ یا قافلہ کے اترنے کا مکان یا قبرستان بنا دے تو اوسکی ملک ان چیزون پرسے نہین جاتی جبتک کہ قاضی حکم اوسکے جاتے رہنے کا نکرے (یعنے صرف واقف کے یہہ کہنے سے کہ مین نے اسکو وقف کردیا ملک نجاویگی) اور اگر مسجد کی راہ مین سے کچہہ مسجد مین ملا دیا جاوے یا مسجد مین سے کسیقدر زمین راہ مین شامل کردیجاوے تو درست ہے۔

الحمد للہ والمنہ کہ ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۰ ہجریہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام بعد تصحیح کامل اور حرف بحرف مقابلہ کرنے ترجمہ کے ساتھہ اصل کتاب عربی کے اتمام کو پونہچی وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علے سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کتاب البیوع

اِسمین خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہو۔ آپسکی رضامندی سے ایک مال کو دوسری سے بدل لینا بیع کہلاتا ہی اور بیع ایک کے ایجاب کرنے اور دوسری کے قبول کرنیسے جبکہ دونو بصیغہ ماضی ہون لازم ہوجاتی ہے (مثلاً جب ایک نے کہا کہ مین نے اتنی کو بیچی اور دوسری نے کہا کہ مین نے خرید کی تو بیع لازم ہوگئی اول شخص کے قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسریکے قول کو قبول) اور اگر (زبان سے ایجاب و قبول نکرین بلکہ) بائع (یعنے بیچنے والا) اپنی چیز حوالہ مشتری (یعنے خریدار کے) کر دے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے تب بھی بیع لازم ہوجاتی ہے اور اگر کوئی آن دونومین سے (تامل کرتا اور) قبول کرنے سے پیشتر مجلس معاملہ سے اوٹھ جاوے تو ایجاب باطل ہو جاویگا۔ اور دام اگر سامنے نہون تو انکی تعداد اور وصف بیان کرنے چاہیین اور اگر سامنے ہون تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین (یعنے اگر دام موجود ہون اور مشتری اشارہ کر دے کہ انکے عوض فلان چیز مول لی تو حاجت اسبات کی نہین کہ دام کی مقدار اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہون اور اشارہ نکرے تب لازم ہے کہ شمار اور وصف دونو بیان کرے مثلاً یون کہے کہ دس روپیہ فلانے سکہ کی عوض لیتا ہون) اور درست ہی نقد دامون بیچنا اور ادہار پر بیچنا بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنے مین مول کے دام گول مول رکھی تو اس سکے وہی سمجھے جاوینگے جو شہر مین اکثر چلتے ہون اور اگر بہت سے سکے چلتے ہون اور بیان نکرے کہ کون سے سکہ کے عوض بیع ہوئی تو یہہ معاملہ فاسد ہوگا اور کہانیکی چیزون مثلاً گیہون جو وغیرہ کو ناپکر اور ڈھیری لگاکر اٹکل سے بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین باٹ

سے ناپ تولکر بیچنا درست ہی اگرچہ پیمانہ اُس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہو ــ
اور اگر کوئی شخص اناج کا ڈہیر صاع پیچھے ایک درم ٹھہراکر بیچے تو صرف ایک صاع
کی بیع ہوگی (ڈہیر کی نہوگی) اور اگر بکریونکا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز پیچھے درم
ٹھہراکر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی (یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی) ہان اگر
اِن صورتون مین بائع تعداد سب صاعون اور بکریون اور گزون کی کہدیگا تو سبکی
بیع درست ہوگی ــ اگر (بائع نے صاعون کی تعداد بتاکر غلہ کا ڈہیر بیچا اور وہ مثلاً)
ایک پیمانہ کم نکلا تو مشتری چاہی حصہ رسد دامون سے لیلیے یا (راضی نہو تو) واپس کر دی
اور اگر (تعداد مسمی) زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہی (مشتری کا نہین) اور اگر (کپڑے کے
تھان مین) ایک گز (مثلاً) کم نکلے تو مشتری چاہی پورے دام کو لیلیے خواہ سارا تھان
نہ لے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہین (کہ چاہی بیچے چاہی
نہ بیچے) اور اگر تھان کی قیمت مین بائع نے کہدیا کہ فی گز ایکدرم کو ہی (یعنے کل تعداد
گزون کی بھی بتاکر دیتے دام کہے اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایکدرم کو ہی) اور اس صورت مین
تھان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہی حصہ رسد دامون سے لیلیے یا فسخ بیع کر دی (اور یہی
حال ہی اگر تھان مذکور زیادہ نکلے یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام اوسکے حساب سے
لگاکر زیادہ دیکر لیلیے نہین تو بیع توڑ دی) اور اگر گھر مین سے دس گز زمین بیچی جسکی
جگہہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہی لیکن اگر مکان کے سَو حصے ہون اور انمین سے دس کی بیع
کیجاوی تو فاسد نہوگی (بلکہ جائز ہوگی) اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر لی کہ اسمین دس
تھان ہین مگر اوسمین کم یا زیادہ نکلے تو دونو صورتون مین بیع فاسد ہی اور ایسی صورت مین
اگر ہر تھان کا دام جداگانہ بتادیا تو جس صورت مین دس سے کم نکلے تو اسی مقدار کی بیع

صحیح ہوگی (جتنی کٹھری مین ہونگی) اور مشتری کو اختیار دیا جاویگا (کہ چاہی حصہ رسد
داموں سے اتنے تھانونکو لیلے خواہ کل نہ لے) اور اگر تھان زیادہ نکلین گے (مثلا
گیارہ یا بارہ) تو بیع فاسد ہوگی (اسلئے کہ اسصورتین یہہ معلوم نہین کہ دس جو زیادہ
ہوتی ہو وہ کونسی ہین) اور اگر تھان کو یون خریدا کہ دس گز کا ہی فی گز ایک روپیہ کے
حساب سے اور وہ ساڑہی دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا
اور بیشی کا اختیار نہوگا اور اگر ساڑھے نو گز نکلے گا تو نو روپیہ کو لینا ہوگا (اس
اختیار کے ساتھہ (کہ چاہی لیلے چاہے نہ لے) **فصل** گہر کی فروخت مین دیوارونکی
نیوین اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کئی آجاتے ہین لیکن زمین کی
بیع مین اسمین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اُسکا پھل بدون ذکر کئی شامل نہین ہوتا
اور اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کہیتی اور پھل کا نہ آوی تو بائع کو کہا جاویگا
کہ اپنی کہیتی اور پھل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت حوالہ کرا اور پھل کا بیچنا درخت پر
خواہ وہ کار آمد ہوگیا ہو (یعنے گدرا گیا ہو) یا نہوا ہو درست ہی اور مشتری اس
پھل کو اسیوقت توڑ لے اور اگر بیع مین شرط کر لیگا کہ پہلونکو درختون پر رہنے دونگا تو
بیع فاسد ہوگی (اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی پہلون کی بیع جو کار آمد نہوئی ہون
درست نہین اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلعم کا ہی کہ جو شخص نر کا شگوفہ ڈالنے
کے بعد خرما کا درخت خرید کری تو اُسکا پھل بائع کو ملیگا مگر اُس صورتین کہ مشتری شرط
کرلے کہ پھل بھی مین لونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرما کا پہل نر کا پھول ڈالنے کے
بعد بیع کرنا درست ہی حالانکہ اسوقت وہ پھل کسی کام کا نہین ہوتا نہ گدرا وے)
اور درخت پر لگے پہلون کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علیحدہ رکھی (مثلا کہے کہ

چار سیر نہ بیچونگا) تو درست ہی۔ اسیطرح صحیح ہی بیچنا گیہون کا بالی مین اور لوبیے کا چہلکے کے
اندر۔ اور مبیع (یعنی بکی ہوئی چیز) کے ناپنے کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور دامون کے
پرکہنے اور تولنے کی مشتری کے ذمہ اور جو شخص کچھہ اسباب نقد کے عوض فروخت
کری تو اول اسباب مشتری کے حوالہ کری اور اگر ایسا نہو (یعنے اسباب ہی کے عوض مین
اسباب فروخت کری) تو دونو ایک ساتھہ ایکدوسرکو چیز حوالہ کرین (اسلئے کہ دونون
اسباب قیمت بھی ہوسکتی ہین اور اسباب بھی تو ساتھہ ہی دینی چاہئین)

باب جائز بیچنے کے بیانمین (یعنے بائع اور مشتریکو اختیار ہونا کہ چاہین بیع
رکہین چاہین نرکہین) بائع اور مشتری دونوکو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے
کم کا اختیار درست ہی اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اسصورت مین بھی
اگر تین دنکے اندر بیع کے معاملہ کو درست رکہین گے تو صحیح ہوگا۔ اگر اس شرط پر
بیچا کہ تین دن تک اگر دام نہ دیگا تو بیع نہوگی تو یہہ شرط جائز ہی اور چار دنکی اگر قید
لگا دیگا تو درست نہوگی لیکن (باوجود چار دنکی قید کے) اگر قیمت تین دن کے اندر ادا
کر دیگا تو بیع درست ہو جاویگی (اسلئے کہ اگرچہ چار دن کا نام زبان سے لیا تھا مگر
دام تین ہی دنمین دیدئے تو گویا تین ہی دن کی شرط تھی) بائع کا اختیار مبیع کو اسکی
ملک سے باہر نہین ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہوگی تو اسکی قیمت
دینی آویگی (جاننا چاہیئے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع مین ٹھہرتا ہی اسکو ثمن
کہتے ہین اور وہ چیز جتنی کی بازار مین ہو اوسکو قیمت کہتے ہین پس جسصورت مین بائع کا
اختیار ہو اور مشتری چیز لیجاوی اور اوسکے پاس سے جاتی رہی تو مشتری کو ثمن
دینا نہ آویگا بلکہ قیمت بازار کی دینی پڑیگی) اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلجانے

کا مالک نہین کہ مشتری بھی اسکا مالک نہین ہوتا اور اس صورت مین اگر مبیع جاتی رہی
تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا جیسی مبیع کے عیبدار ہونیکی صورت مین ہی (یعنے اگر مشتری
کا اختیار تھا اور وہ مبیع کو لیکر چلا آیا اور اوسکے پاس اگر مبیع مین کچھ عیب ہو گیا تو
اس صورت مین بھی اسکو پورا ثمن دینا پڑیگا یا زاید قیمت نہ لیجاویگی) اگر ایکمرد کی منکوحہ لونڈی
تھی اوسنے اسکے مالک سے اسکو اختیار پر خریدا تو نکاح ابھی باقی رہیگا (اسواسطے کہ
لونڈی اختیار کے باعث ابھی اسکی ملک مین نہین آئی کہ نکاح ٹوٹجاوے) پس اگر وہ
اس سے صحبت کرے تو اس صورت مین بھی اوسکو اختیار واپس کر دینے کا ہی (اسلئے کہ یہ صحبت
پہلے نکاح کے سبب سی ہی نہ اس بیع کے پسند ہونیکے لئے) اور جس شخص کو اختیار ہو وہ
دوسرے کے پیٹھ پیچھے اگر معاملہ کو جائز کہے تو درست ہی اور اگر فسخ کریگا تو درست نہوگا
(یعنے بائع و مشتری مین سے جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملہ کے لئے دوسرے کا موجود
ہونا چاہیے) اور اگر جس شخص کو اختیار تھا وہ مرجاوے یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذرجاوے
تو عقد بیع کامل ہوجاتی ہی اور اگر مبیع بردہ ہوا ور مشتری اسکو آزاد کر دے یا آزادی کے
متعلق باتین اوسکے ساتھ کرے (مثلاً اوسکو مکاتب یا مدبر کر دے) یا مبیع کی ملکیت کی
جہت سے اوسکے پاس کی زمین شفعہ کی راہ سے لیوے تو اس سے بھی اگر مشتری نے اختیار
لے رکھا تھا بیع پوری ہوجاویگی اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرلے (مثلاً
کہے کہ زید اگر پسند کریگا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہوگی) تو درست ہی اور اس صورت مین مشتری
اور زید مین سے جونسا بیع کو جائز یا فسخ کردیگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز کہے اور
دوسرا فسخ کرے تو پہلے والے کی بات کا اعتبار ہوگا اور اگر دونو کی بات ایک ہی
ساتھ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی۔ اور اگر بائع دو غلامو کو اس شرط پر بیچے کہ ایک

مین جسکو اختیار ہی اور اوسکو علیحدہ اور معین کردی تو بیعہ اختیار درست ہوگا ورنہ درست نہوگا - اور معین کرنیکا اختیار چار سی کم مین درست ہی (یعنی اگر تین چیزو نمین اختیار لیگا کہ جونسی چاہون لے لون تو درست ہوگا اور چار چیزو نمین جائز نہوگا جیسی اختیار تین دن کا درست ہی زیادہ کا نہین) اور اگر دو مشتریون نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز مول لی اور ایک اونمین سی راضی ہوگیا تو دوسرا بھی واپس نہین کرسکتا (یعنی اسکا اختیار بھی جاتا رہا) اور اگر ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نانبائی یا کاتب ہی اور وہ اوسکی خلاف نکلا تو مشتری چاہی پوری دامون کو لیلے یا پھیر دی (اسلیے کہ یہہ امور جو صفت مین ہین نکلے تان بائی وغیرہ ہونا ان کے عوض مین دام نہ گھٹے گا+)

باب دیکھنی کے اختیار کے بیانمین - جس چیز کو مشتری نے نہ دیکھا ہو اوسکا خرید لینا درست ہی مگر دیکھنے کی بعد اوسکو پھیر دینی کا اختیار ہی گو پہلے راضی ہوچکا ہو اور اگر بائع اپنی چیزین دیکھی بیچدی تو اوسکو دیکھنی کے بعد کچھہ اختیار نہین کہ مشتری سی واپس کرلے - اور دیکھنے کا اختیار اونہین باتون سی باطل ہوتا ہی جنسی شرط کا اختیار جاتا رہتا تھا (یعنی اختیار والے کے مرجانے یا تین دن گذرجانے وغیرہ سی دیکھنی کا اختیار جاتا رہتا ہی) اور غلہ کے ڈھیر اور غلام کے منہ کا دیکھنا اور جانور کے منہ اور پیٹھہ کا دیکھنا اور لپٹی ہوئی کپڑے کی اوپر کی تہ دیکھہ لینی اور گھر کو اندر سی دیکھنا کافی ہے (یعنی انکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنی کیوجہہ سی پھیر سکیگا) اور (مبیع کے لینے کیواسطے (اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو) وکیل کا دیکھنا مثل مشتری کے دیکھنے کے ہی (اختیار کے دور ہوجانے مین) مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی نہین (یعنی اگر مشتری نے کسیکے ہاتہہ پیام کہلا بھیجا ہو تو وہ اگر مبیع کو دیکھہ لیگا تو اسکو دیکھنا

سے مشتری کا اختیار جاتا رہیگا) اور اگر بیع کا معاملہ کر چکا اور کوئی چیز مول لینے کو رہ گئی
ہو اور جب وہ کسی چیز کو ٹٹول لے یا سونگھ لے یا چکھ لے (یعنی ایسی چیز کو جسکا
حال ٹٹولنے خواہ سونگھنے خواہ چکھنے سے معلوم ہو جاتا ہو) یا زمین کا حال اُس سے بیان
کر دیا جاوے (کہ اُسکا حال کیسا ہے) تو اُسکا اختیار دیکھنے کا جاتا رہتا ہے اگر دو تھان کپڑے
جنمیں سے ایک کو خریدنے کے پیشتر دیکھ لیا تھا اور دوسرے کو بعد خریدنے کے دیکھا تو
ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں کو دیکھنے کے اختیار سے واپس کر دے اور
دیکھنے کا اختیار اور شرط کا اختیار ورثہ میں نہیں آتا (یعنے اگر اختیار
والا مر جاتا ہے تو اُسکے وارث کو اختیار نہیں رہتا کہ مبیع کو واپس کر دے) مشتری
نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اُسکا حال کچھ کا کچھ ہو گیا ہو تب تو مشتری کو
دیکھنے کا اختیار رہیگا اور اگر ویسی کی ویسی ہو تو اختیار نہ ہوگا پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا
حال بدل گیا اور بائع کہے کہ نہیں بدلا تو بائع کا قول معتبر ہے اور اگر دیکھنے میں دونوں کا
اختلاف ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے (مثلاً مشتری کہے کہ میں نے بن دیکھے خریدا ہے
اور بائع کہے کہ دیکھکر خریدا ہے تو مشتری کی بات مانی جاویگی) اور اگر ایک گٹھری
تھانوں کی مول لی اور اُسمیں سے ایک تھان بیچ ڈالا یا کسیکو ہبہ کر دیا یا اُسکے حوالہ
کر دیا تو اب عیب کے سبب تو پھیر سکتا ہے مگر دیکھنے کے اختیار اور شرط کے اختیار سے
واپس نہ کر سکیگا (اسلئے کہ ایک تھان میں تصرف کر چکا [illegible] کا اختیار جاتا رہا)
باب عیب کے سبب سے اختیار ہونیکے بیان میں — مشتری اگر مبیع میں کچھ نقصان
پاوے تو چاہے پوری قیمت کو لیوے یا (واپس کر دے) اور عیب اُس نقصان کو کہتے ہیں
جسکے سبب سے بیوپاریوں کے نزدیک اُسکی قیمت کم ہو جاوے (جیسے غلام

لونڈی مین بہاگنا اور بچھونے مین موت دینا اور چوری کرنا اور دیوانہ پن ہی) اور حاصل
لونڈی مین مُنہ کی بد بو اور بغل کی بد بو اور زنا کار ہونا اور حرام کی اولاد ہونی ہو (اور
یہہ چارون چیزین غلام مین عیب نہین) اور کافر ہونا دونو مین عیب ہی اور حیض کا نہو
اور بیماری کا خون جاری رہنا اور پرانی کہانسی اور دوسرے کا قرضدار ہونا اور بال اور
پانی آنکہہ مین ہونا عیب ہی پس اگر مشتری کے پاس اگر مبیع مین ایک اور عیب پیدا ہوجاے
تو مشتری پہلے عیب کا دام بائع سی پہیر لے یا اگر بائع مبیع کے پہیر لینے پر راضی ہو
تو پہیر دے ہی۔ اور اگر مشتری نے ایک تہان خرید کر قطع کیا پہر اسمین عیب معلوم ہوا تو
جسقدر عیب سی نقصان ہو وہ دام بائع سی پہیر لے اور اگر بائع قطع کیا ہوا تہان کو
لینا منظور کری تو اُسی اختیار ہی کہ پہیر لے اور اگر مشتری قطع کی بعد تہان کو بیچ ڈالے
تو اب نقصان کا عوض بائع سی نہین لے سکتا۔ اگر کپڑا لیکر قطع کر کے سیا یا اُسکو
رنگ لیا یا ستو لیکر اوسمین گہی ملایا پہر کپڑے مین خواہ ستو مین عیب معلوم ہوا تو
نقصان کا عوض بائع سی پہیر لے جیسا اِن صورتین کہ عیب دیکہکر مبیع کو بیچ ڈالے یا
مبیع جو غلام عیبدار تہا مر جاوے یا مشتری اسکو مفت آزاد کر دے (تو نقصان کا عوض
بائع سے لیویگا) اور اگر مشتری غلام عیبدار کو مال کے بدلے آزاد کر دے یا اُسکو
جان سے مار ڈالے یا کہانا مول لیا تہا اُسکو کہا لے یا اُسمین سے کسیقدر کہا لے تو
نقصان کا عوض کچہہ نپاویگا۔ اور اگر کسی نے انڈا یا ککڑی یا اخروٹ مول لے
اور توڑنے سے ایسی خراب نکلی کہ کچہہ کار آمد ہون تب تو مشتری نقصان کا عوض
بائع سے پاویگا اور اگر بالکل کار آمد نہون تو تمام دام بائع سے پہیر لیگا۔ اور اگر مبیع
کو مشتری نے بیچ ڈالا اور وہ کسی عیب کے باعث قاضی کے حکم سے مشتری کو پاس

واپس آئی تو مشتری نے جس سے اسکو مول لیا ہو اسکو پھیر دے اور اگر مشتری نے اس
چیز کو اپنی رضامندی سے پھیر لیا ہو (قاضی کے حکم سے نہ پھیرا ہو) تو اب بائع اول کو
واپس نہیں کر سکتا۔ اگر مشتری نے مبیع کو قبضہ میں لا کر دعوی کیا کہ اسمین عیب ہے تو ادائے
ثمن کے دینے کے لیے جبر کیا جاویگا لیکن اسکو چاہیے کہ گواہ پیش کرکے عیب ثابت
کرے یا اپنے بائع سے عیب نہونے کی قسم لے پھر اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ شام میں
ہیں (یعنے دور ہیں آ نہیں سکتے) تو ثمن بائع کے حوالہ کرے بشرطیکہ بائع قسم کھالے اگر
مشتری دعوی کرے کہ جو غلام میں نے لیا ہے وہ بھگوڑا ہے تو بائع سے قسم نہ لیجاویگی جب تک
کہ مشتری اسبات کے گواہ نہ لاوے کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا ہے اور جب وہ گواہ پیش
کردے تو بائع سے یہ قسم لیجاوے کہ بخدا میرے پاس کبھی نہیں بھاگا تھا (اسلیے کہ اول تو
یہ چاہیے کہ مشتری بھاگنے کا عیب غلام میں ثابت کردے اس سے بھی ضرورت اسکے
گواہونکی ہوئی جب وہ عیب ثابت ہو چکا تو اب بائع اسبات کی قسم کھاوے کہ یہ عیب میرے
پاس تھا اب نیا پیدا ہوا ہے اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق پھیرنے کا نہیں)
اور مقبوض چیز کی مقدار میں قول قابض کا (یعنے مشتری کا) معتبر ہے (مثلا مشتری نے
ایک تھان لیا اور عیب کے باعث اسکو پھیرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ یہ بیس گز کا تھا اور
مشتری نے کہا کہ اٹھارہ گز تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے) اگر دو غلام ایک عقد
میں مول لئے اور ایک پر قبضہ کیا اور دونو میں سے کسی میں عیب معلوم ہوا تو چاہیے دونو
کو لیلے یا دونو کو پھیر دے (اسلیے کہ جب ایک عقد میں لئے ہیں تو دونو کا حکم ایک چیز
کا ہے) اور اگر ایسی چیز مول لی جاوے کہ جو تول سے بکتی ہے اور اسمین سے کسی قدر میں
عیب پایا تو اختیار ہے سارے کو واپس کردے خواہ سب کو لیلے (ایسا نہیں ہو سکتا کہ اچھے کو

رہنی دی اور عیبدار کو واپس کر دے) اور اگر مبیع مین سے کسیقدر دوسرے کی ملک نکلی
آوے تو مشتری کو اختیار نہوگا کہ باقی مبیع کو بائع کو پہیر دے ہان اگر مبیع کپڑا ہو کہ
اُسمین تہوڑا دوسرے کا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا (کہ باقی کو واپس کر دے اسلئے کہ
ایک کپڑے مین شرکت ہونے سے اُس سے نفع نہین لے سکیگا) اگر کپڑا مول لیکر عیب
دیکہا اور اوسکو پہن لیا یا عیبدار سواری پر اپنے کام کو سوار ہوا یا اوسکے مرض کا
علاج کیا تو اِس سے عیب پر راضی ہونا پایا جاویگا اور اگر سواری کے پانی پلانے کو یا
بائع کے پاس لیجانے کو یا اوسکے لئے گہاس چرنے کو سوار ہوا ہوگا تو اِس سے رضا مشتری کی
عیب کی نہ معلوم ہوگی اور اگر (مبیع غلام نے بائع کے یہان چوری کی تہی اور جب)
مشتری نے اوسپر اپنا قبضہ کیا تو اُس چوری کی علت مین اُسکا ہاتہ کاٹا گیا تو مشتری کو
اُس غلام کو پہیر دے اور بائع سے قیمت واپس لے ۔ اور اگر بائع نے بیع کیوقت کہدیا
مین مبیع کے سب عیبون سے بری ہون گو سبکا نام نلیا تو یہہ کہنا درست ہوگا اور
پہر کسی عیب کی جہت سے پہیر نہ سکیگا (یعنے اگر اوسنے اول کہدیا کہ مبیع مین جو عیب ہو
مجہسے سروکار نہین نہ اُسکا مواخذہ مجہسے چاہئے تو اگرچہ وہ سب عیبون کا نام نلے تاہم
کسی عیب کی جہت سے مشتری کو اختیار مبیع کے پہیرنیکا نہین رہتا ⁂)

باب بیع فاسد کے بیان مین ۔ بیع مردار کی اور خون اور سُوّر اور شراب اور
آزاد شخص اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب کی ناجائز ہے پس اگر یہہ چیزین مشتری کے
پاس جاتی رہینگی تو انکی قیمت نہ دینی پڑیگی ۔ اور مچہلی کو شکار کرنے سے پہلے بیچنا
اور جو ہوا مین اوڑتے جانور کو اور پیٹ مین کے بچہ کو اور اُس بچہ کے بچہ کو اور تہن
کے اندر دودہ کو اور سیپ کے اندر موتی کو اور بکریون کی پیٹہہ پر اون کو اور چہت کے اندر

کی ایک گز ہی کرا اور تھان مین سے ایک گز کو فروخت کرنا اور شکاری کا اسطرح بیچنا کہ جو
اسدفعہ میرے جال مین آ وے اوسکو اتنے کو بیچتا ہون یہہ سب صورتین ناجائز ہین
(اسلئے کہ مبیع سب صورتون مین معلوم نہین اسلئے بیع فاسد ہی) اور بیع مزابنت درست
نہین (اور صورت اوسکی یہہ ہی کہ درخت پر کے میوہ کو ٹوٹے ہوئے میوہ کے بدلے
اٹکل سے بیچے) اور نہ ملامست درست ہی (کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین تمہارا
تیرے کپڑے کو ہاتھہ لگا دون تو بیع ہم مین اور تم مین ہو جاوے) اور کنکر مارنے سے
بھی بیع ناجائز ہے (اسطرح کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین اس مبیع پر کنکر پھینک
ڈالدون تو ہم مین بیع لازم ہو جاوے یہہ تینون عقد کفار کی معمول تھین کہ بدون زبان سے
ایکطرفکو لازم ہو جاتی تھین یہہ سب فاسد ہین) اور دو کپڑون مین ایک کو فروخت کرنا
(اسطرح کہ معین نکرے کہ کونسا فروخت کرتا ہون) اور چراگاہ کو بیچنا اور اوسکو ٹھیکہ
دینا اور شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جائز نہین اور ریشم کے کیڑے کو اور اوسکے انڈون
کو بیچنا درست ہی۔ اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہین لیکن اگر ایسے شخص کے
ہاتھہ بیچے جسکے پاس اوس غلام کے ہونیکا گمان ہو تو درست ہی۔ عورت کے دودھ
کی بیع اور سؤر کے بالونکی درست نہین ہان بالونکو موزہ وغیرہ کے سینے مین استعمال
کرنا درست ہی۔ اور آدمی کے بالون کا بیچنا اور اونسے کوئی کام لینا درست نہین
۔ مردہ جانور کی کہال کو دباغت سے پہلے بیچنا درست نہین اور بعد دباغت کے
اوسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہی۔ اسیطرح مردار جانور کی ہڈی اور پٹھے اور اون
اور سینگ اور بالون سے نفع لینا جائز ہی۔ بالاخانہ جو گر گیا ہو اوسکی بلند بنانی کے
حق کو بیچنا اور راہ کا ہبہ کرنا اور لونڈی کی بیع جو پیچھے کو غلام معلوم ہو

اور غلام کی بیع جو بیچنے کو لونڈی معلوم ہو درست نہین (یعنے ایک بردہ اس
شرط سی لیا کہ لونڈی ہے پہر معلوم ہوا کہ وہ غلام تہا یا اسکا اُلٹا ہوا کہ غلام جانکر لیا
اور لونڈی نکلی تو بیع درست نہوگی) مبیع کو کمتر قیمت پر خریدنا وصول قیمت سے
پیشتر درست نہین ہان اگر مبیع کے ساتہہ کوئی اور چیز ملی ہو تو اوسمین ایسا
کرنا جائز ہے (اس مسئلے کی صورت یہہ ہی کہ بائع نے ایک گہوڑا سو کو بیچا اور ہنوز
اُس سے دام نہین لیا کہ اوسی گہوڑے کو ۵۰ کے عوض اُس سے خرید لیا تو یہہ پچہلی بیع
ناجائز ہوئی اسلئے کہ ۵۰ مشتری سے مفت لیتا ہی اور اگر اُس گہوڑے کے ساتہہ دوسرا
گہوڑا مثلاً مشتری سے خرید کیا تو بیع مذکور درست ہوگی) تیل کو اس طرح بیچنا کہ مع برتن
تول لینگے اور ہر برتن کے عوض پانچ دہڑی کم کر دینگے (برتن اُسقدر ہو یا نہو)
درست نہین ہان اگر یہہ ٹہہرے کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہوگا اُسقدر تیل مین
سے کم کرینگے تو درست ہی اگر بائع اور مشتری تیل کی مشک اُسکے وزن مین
اختلاف کرین (کہ مشتری کہی کہ دو سیر ہی اور بائع ایک سیر بتاوے) تو مشتری کا
قول قسم کے ساتہہ) معتبر ہوگا اور اگر مسلمان کسی ذمی کو شراب خریدنے اور
بیچنے کو کہدے تو درست ہی۔ لونڈی کو اس شرط پر بیچنا کہ مشتری اوسکو آزاد کرے
یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد بناوے درست نہین۔ لونڈی کو بیچنا اور اوسکے پیٹ کے
بچہ کو نہ بیچنا یا اس شرط پر بیچنا کہ ایک مہینا بائع اُس سے خدمت لیگا درست نہین
مکانکو اس شرط سے بیچنا کہ بائع اُسمین رہا کریگا یا مشتری کچہہ روپیہ بائع کو
قرض دے یا اُسکو کچہہ تحفہ بیجے یا اتنی مدت کے بعد حوالہ مشتری کے کریگا اور
اُس وقت تک اپنے تصرف مین رکہیگا یا کپڑے کو اس شرط سے بیچا کہ بائع اوسکو قطع کرکے

رتہ بیند ہی درست نہین - جوئی کو اس شرط سے مول لینا کہ بائع آنکو کاٹ کر برابر کرے اور اسکو سین تسمہ لگا دے درست ہے - قیمت کے ادا کے لئے یہہ کہنا کہ نوروز اور مہرگان اور نصاریٰ کے روزون اور یہودیون کی عید تک دینگے درست نہین بشرطیکہ بائع و مشتری کو یہہ دن معلوم نہون (جاننا چاہئے کہ جب گرمی سے پیشتر دن اور رات برابر ہوتے ہین اُسدن کو نوروز کہتے ہین اور جاڑے سے پیشتر اگر برابر ہوتے ہین تو اُسکو مہرگان کہتے ہین) اور جائز نہین یہہ کہنا کہ حاجیونکی آمد تک اور کہیت کٹنے اور دائین چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دینگے اور اگر ان وقتون تک کسیکا ضامن ہو تو درست ہے - اور اگر وعدہ ان وقتون تک کیا اور ہنوز یہہ وقت نہین آئے تھے کہ مدت کو ساقط کر دیا (یعنے دام پہلے دیدیئے) تو درست ہو جاویگا - اور اگر بائع آزاد اور غلام کو ملا کر بیچے یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھ کرکے بیع کرے تو دونوں کی بیع باطل ہے - اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھ خواہ کسی دوسرے غلام کے ساتھ ملا کر فروخت کرے یا اپنی ملک کو وقف کے ساتھ ملا کر بیچے تو غلام اور ملک کی بیع درست ہو گی (مدبر اور دوسرے کے غلام اور وقف کی بیع نہو گی) فصل جس صورتین کہ بیع فاسد ہوا اور مشتری بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرے اور مبیع اور ثمن دونو مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہو جاتا ہے مگر قیمت بازار دینی آتی ہے (ثمن جو آپسمین ٹھہرا تھا نہین دینا آتا) اور مشتری اور بائع مین سے ہر ایک کو اس بیع کے فسخ کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر مشتری نے مبیع کو کسی اور کے ہاتھ بیچ دی خواہ ہبہ کر دیا (مبیع غلام ہوا اور اسکو) آزاد کر دیا (زمین مبیع پر) عمارت بنا لی تو (ان صورتون مین) فسخ نہین کر سکتا (بیع فاسد مین)

مشتری کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک رکھے اور بائع کو نہ دے جبتک کہ بائع سے اپنا دیا ہوا
ثمن واپس نکر لے - بائع کو اگر ثمن سے کچھ نفع ہوا ہو تجارت وغیرہ کرنے سے تو اسکو
حلال ہے اور مشتری کو اگر مبیع سے کچھ فائدہ ہوا ہو تو درست نہیں - ایک شخص نے دوسرے
پر کچھ روپیہ نکا دعوی کیا اور اوسنے مدعی کے حوالہ کر دئے پہر دونوں نے اقرار کیا (یعنے
اقرار کیا) کہ مدعی کا کچھہ مدعا علیہ کے ذمہ نتہا (اور جو کچھہ اوس سے مدعی نے لیا تہا
وہ پہیر دیا) تو جو کچھہ (مدعی کو اُن روپیوں سے) فائدہ ہوا ہو وہ مدعی کو حلال ہے
مال کی قیمت زیادہ کہدینی اس غرض سے کہ دوسرے کو رغبت خریداری کی ہو جاوے
اور واقع میں اپنے آپ اسکو نہ لینا چاہتا ہو مکروہ ہے - اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید
کرتا ہو تو اسکو آپ خرید لینا مکروہ ہے (بشرطیکہ بائع دوسرے کے دینے پر راضی اور مائل
ہو) سوداگروں کے قافلہ سے آگے جاکر ملنا کہ چیز ارزان خرید کرے مکروہ ہے باہر کا شخص
اگر اسباب لاوے اور اوسکو کوئی شہری اسکی طرف سے فروخت کرے اسطرح سے کہ دیر کرا کر گران
بیچونگا مکروہ ہے - جمعہ کی اذان کیوقت فروخت کرنا مکروہ ہے اسطرح چیز فروخت کرنا مکروہ
نہیں کہ جو دام زیادہ دے وہ چیز لیوے (جیسے نیلام ہوتا ہے) جن دو بردوں میں
قرابت قریب ہو اور ایک صغیر سن ہو اونکو بیچنے میں جدا نکرنا چاہئے (مثلاً ماں بیٹی
کو یا بہن بھائی کو دو شخصوں کے ہاتھ نہ بیچے) بخلاف بڑی عمر والوں اور اوتنے بڑے
کے کہ انکو فروخت کرنے میں علیحدہ کر دینا کچھہ مضائقہ نہیں ۞

[illegible]

باب اقالہ (یعنے بیع کے واپس کرنے) کے بیان میں - اقالہ کرنا بائع اور مشتری
کے حق میں تو پہلی بیع کا فسخ ہے اور تیسرے شخص کے حق میں نئی بیع ہے (یہانتک
کہ اگر تیسرے شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ دور کر دیا ہو اور اقالہ کے

[illegible]

سبب پہر دعوی کری تو درست ہوگا اور حق شفعہ اقالہ کی جہت سی ثابت ہوگا) اقالہ
وتنی ہی قیمت کو درست ہی جو اول مقرر ہوئی تہی اُس سی زیادہ یا کم ٹھہرانا بدون کسی
زیادتی یا عیب کے مبیع مین لغو ہی (یعنے اگر اقالہ مین یہہ شرط کری کہ دام کم واپس کرینگے
یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع جون کی تون ہی اُسمین کمی بیشی نہین ہوئی تو بائع کو وہی
دام پہیرنے لازم ہونگے جو مشتری سے لئی ہین) اور ثمن کا جاتا رہنا اقالہ کا مانع
نہین مگر مبیع کا ہلاک ہوجانا اقالہ کا مانع ہی اور اگر مبیع مین سی کسیقدر تلف ہوجاوے
تو اوسیقدر کا اقالہ نہوسکیگا باقی کا درست ہوگا ❊

باب تولیہ اور مرابحت کے بیان مین

— اوتنے دام پر بیچنا جتنے کو خرید کیا
ہو تولیہ کہلاتا ہے اور پہلی خرید پر نفع لگاکر بیچنا مرابحت کہلاتا ہی اور شرط ان دونو
کی (یعنے تولیہ اور مرابحت کی) یہہ ہی کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تہی مثلی ہو
(یعنے ایسی چیز ہو کہ اوسکے تلف سی ویسی ہی دینی آوی قیمت والی چیز و نمین سی نہو
جنکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے) جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ اصل مال پر
دہوبی کی اجرت اور رنگائی اور ترنج بنانے اور پہندنے بانٹنے اور باربرداری غلہ
اور ہنکائی بکریون کی زیادہ کرلے اور خریدار سے بیچنے کیوقت کہے کہ یہہ مال مجکو
اتنے مین پڑا ہی (یہہ نکہے کہ مین نے اتنے کو خریدا ہی اسلئے کہ جہوٹ ہوگا) اور گائے
بکری کے چرانیوالے کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑہانیوالے کی اجرت
اور جس گہر مین مال کی حفاظت کی ہو اُسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ نکری پس اگر مشتری
اول مرابحت کیصورت مین دغا کرے (یعنے قیمت زیادہ بتلا دے اور اوسپر نفع لینا
چاہے) تو (مشتری دوم کو اختیار ہی) چاہے کُل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہی چیز لیلے

یا واپس کردے لیکن اگر تولیہ مین خیانت معلوم ہو توجسقدر مشتری اول نے دام
زیادہ کہے ہون اوتنے کم کرکے حوالہ کرے — اور جو شخص کہ کوئی تھان وغیرہ خریدے
اور پہر اوسکو مرابحت یعنی نفع سے بیچے (مثلاً ۱۰۰ سو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹھہرا کر
۱۲۰ کو بیچا) اور پہر اوسکو بعوض سو کے خود مول لے لیا اب اگر اوسکو کسیکے ہاتھہ
نفع ٹھہرا کر بیچے تو چاہیئے کہ پچھلی دفعہ کی فروخت مین جو نفع لیا ہے اُسکو (اس دوبارہ کی قیمت
مین سے) منہا کر دے (اور باقی کو اصل مال سمجھے مثلاً مثالِ مذکور مین اصل مال اسّی
تصور کرے یعنی پہلے جو بیس روپیہ نفع لیچکا ہے وہ اس سو مین سے منہا کر دے) اور اگر
پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو نچاہیئے کہ اوسکو نفع ٹہرا کر بیچے
(بلکہ از سر نو جتنے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال مین اگر اول بار اسّی سو
کو خرید کر ۱۲۰ کو بیچا پہر خرید کر ۱۵۰ کو اور پہر خرید کر ۱۳۰ کو تو تینون دفعہ کا نفع
ملکر پورے سو روپیہ ہوگئے جو اصل دام تہا تو اسصورت مین مرابحت نہین کرسکتا اسلئے
کہ اصل مال اب کچھہ نہین رہتا) اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کے لئے ہے اور
غلام مذکور قرضدار ہوا اور ایک کپڑا دس روپیہ کو لیکر اپنے آقا کے ہاتھہ پندرہ کو بیچے
تو مالک اگر اُس کپڑے کو مرابحت پر بیچنا چاہے تو اصل مال دس روپیہ قرار دے اور
ایسا ہی اسکا عکس ہے (یعنے اگر مالک دس کو لیکر غلام کے ہاتھہ پندرہ کو بیچے اور وہ
غلام کے نفع پر بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس بتاوے پندرہ نہ کہے) اور اگر خریدار مضارب
ہو (جو دوسرے کے روپیہ سے نصف نفع پر تجارت کرتا ہے یعنی مضارب دس کو مول لے)
اور مالکِ مال (اسکے ہاتھہ پندرہ کو بیچے ہے تو مال والے کو چاہیئے کہ اگر) اسکو مرابحت
پر بیچے تو ساڑھے بارہ روپیہ اصل قیمت بتاوے (اسلئے کہ صورت اول مین گویا غلام

اور مالک ایک ہی ہین غلام کا خرید نا بعینہ مالک کا خرید نا ہی اور غلام نے دس کو لیا
تھا تو آقا کو اوسی دس پر نفع لینا چاہیے اور دوسری صورتین مضارب اور مال والا
دو شخص ہین اور پہلے عقد مین جو مضارب نے مال سے کیا ہی پانچ روپیہ نفع کے ہوئے
جنمین سے آدہا یعنی اڑہائی مالک مال کو حاصل ہوئے پس اگر اب یہہ مرابحہ پر بیچے تو
نفع اول کا اصل سے منہا کر دے یعنی پندرہ مین سے اڑہائی نکال ڈالے باقی ساڑھے
بارہ کو اصل بیان کرے اور صورت اول مین غلام کے قرضدار ہونیکی قید اسلیے ہی
کہ اسکا بیچنا کسی چیز کو مالک کے ہاتھ درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار نہو تو یون
ملک مین ہوگا وہ مالک ہی کی ملک ہوگی) اور اگر مبیع مین کچھہ نقصان خود ہوگیا ہو یا
لونڈی مدخولہ تھی اُس سے صحبت کر لی تو مرابحہ بدون ان باتون کے بیان کرنے
کے درست ہی (اور اگر مشتری نے خود اوسمین کوئی نقصان کر دیا ہو یا لونڈی باکرہ تھی
اُس سے ہمبستر ہوا ہو تو ان صورتین بیان کر دینا چاہیے (تب نفع پر بیچے) ایک چیز کو
ہزار روپیہ کو قرضا مول لیا اور سو کے نفع پر اسکو فروخت کر دیا اور یہہ نہ کہا کہ مین نے
قرضا ہزار کو لی ہے تو مشتری ثانی کو اختیار ہی چاہے لے چاہے نہ لے (جب کہ
اسکو معلوم ہو جاوے کہ یہہ چیز ہزار کو قرضون لی ہے نہ نقدون) اور اگر مبیع کو مشتری
ثانی تلف کر دے بعد اسکی خرید مشتری اول کا حال معلوم ہو تو اسکو گیارہ سو دینے
لازم آوینگے اور یہی حال تولیہ کا ہے (کہ اگر مبیع کے موجود ہوتے مشتری دوم
کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا اور اگر مبیع کو تلف کرنیکے
بعد خیانت پر مطلع ہوگا تو دینی ہی دام دینے پڑینگے) اگر زید نے عمرو سے کہا کہ جتنے
کو یہہ چیز مجھکو پڑی ہے دینی کو تیرے ہاتھہ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین کہ زید کا

لیکنا خسارہ ہوا ہی تو بیع فاسد ہی اور اگر عمرو کو اوسی مجلس مین معلوم ہو جاوے کہ اتنے کپڑے ہے تو اوسکو اختیار ہوگا (چاہے لیتے ہی کو خرید لے یا جانے دیوے

فصل واضح ہو کہ منقول اس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجا سکین جیسے گھوڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ ہین اور غیر منقول وہ ہی کہ ایک ہی جگہہ رہے جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ) پس غیر منقول کی بیع قبضہ مین لانے سے پیشتر درست ہی (یعنی مشتری اوسکو خرید کر اوسکو قبضہ مین لانیکے پہلے بیع کر سکتا ہے) اور منقول کی بیع قبضہ سے پیشتر درست نہین ــ اور اگر ایسی چیز کو خرید کرے جو ناپ سے ناپی جاتی ہے تو مشتری کو اسکو بیچنا اور کہانا حرام ہی جبتک کہ اسکو ناپ نلے اور ایسا ہی حال ہی اُن چیزون کا جو وزن یا شمار کے اعتبار سے خریدی لیکن اگر گز کی ناپ کے اعتبار سے خریدی تو اسکا کچھ حال نہین (یعنی اگر وزنی چیز کو وزنکی طور پر لے یا شمار کی چیز کو شمار کے اعتبار سے خرید کرے تو مشتری کو انکا استعمال کرنا بیجا ہی جبتک کہ وزن اور شمار نکر لے بخلاف گز گت کے اعتبار کی مبیع کے کہ بدون گز گت کیے اُسکا استعمال درست ہی) ثمن مین قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا (مثلاً اسکو بیچ ڈالنا یا ہبہ کرنا) درست ہی ثمن مین زیادتی کرنی اور کمی کرنی درست ہی (یعنی جتنا ٹھہرا تہا اُس سے اگر مشتری زیادہ دیوے یا بائع کچھہ کم لیوے تو جائز ہے) اور جائز ہی مبیع مین کچھہ بڑہا دینا (یعنے بائع اگر مبیع مین کچھہ اوپر اون بڑہا دے تو درست ہے) اور استحقاق بائع) اور مشتری کا اس زیادتی مین متعلق ہو جاتا ہے (یعنے قیمت یا مبیع مین زیادہ کر دینے سے بائع یا مشتری کل کا مستحق ہو جاتا ہی کہ گویا اصل عقد اتنی ہی چیز کا اتنے ہی دامون پر ہوا ہی) سوا ے قرض کے اور طرح کے دین کی مدت مقرر کرنی

درست ہو (لینے قرض کے سوا اور طرح کا دین اگر کسیکا ایک شخص کے ذمہ ہو مثلاً کسی چیز کی قیمت دینی ہو تو اسکے واسطے اگر مدت کر دیگا تو مدت لازم ہو جاویگی مدت کے اندر تقاضا نہو سکیگا بخلاف قرض کے کہ اسکی مدت کریں یا نکریں قرضخواہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہے)

باب ربوا (یعنی سود) کے بیان مین - ربوا مال کی اس زیادتی کو کہتے ہین جو مال کو مال سے بدلنے مین بدون عوض ہو ربوا کے پائے جانے کی وہ چیزین ہین جنمین مقدار اور جنس ایک ہو (مقدار کے ایک ہونے سے یہہ غرض ہے کہ دونو چیزین ناپ سے ناپی جاویں یا وزن سے تولیجاتی ہون اور جنس کے ایک ہونے سے یہہ مراد ہے کہ دونو ایک ہی قسم کے مال ہون) پس جن چیزونکی مقدار اور جنس ایک ہو انمین زیادتی اور ادہار دونون حرام ہین (جیسے گیہون کو گیہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بھی ناجائز ہونگے اور آج دیوے اور مدت کے بعد عوض کے گیہون لیے یہہ بھی حرام ہوگا ایسا ہی حال ہے اگر جو کو جو کے عوض اور روپیہ کو روپیہ کے عوض اور اشرفی کو اشرفی کے عوض بیع کریں کہ دونو طرف مین چیزین مقدار اور جنس کی راہ سے ایک ہین تو اگر انکی بیع مین وزن کی کمی بیشی ہوگی یا ادہار بیچی جاوینگی تو ربوا لازم آویگا اور بیع حرام ہوگی) اور اگر دونون چیزین ایسی ہونگی کہ صرف مقدار مین ایک ہون اور جنس مین مختلف یا جنس مین ایک ہون اور مقدار مین مختلف تو انمین ادہار حرام ہے زیادتی حرام نہین (مثلاً گیہون جو کے عوض بیچے جاوین تو اسیوقت دیوے اور اسیوقت عوض لے ادہار کریگا تو حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہون مثلاً گیہون سیر بہر ہون اور جو دو سیر تو کچھ مضایقہ نہین اور اتحاد جنس کی مثال جیسے ہرات کا ایک کپڑا دوسرے کے بدلے بیچا تو اسمین ہی ادہار حرام ہوگا نہ زیادتی) اور جو چیزین ایسی ہون کہ نہ مقدار مین ایک ہون نہ جنس مین

ایک تو اُنمین زیادتی اور اُدہار دونو حلال ہین (مثلاً کپڑا روپے کے بدلے یا غلہ اشرفی روپے کے بدلے بیچے تو زیادتی بھی درست ہی اور یہہ بھی ضرور نہین کہ اس ہاتھہ دی اُس ہاتھہ لے بلکہ اودہار بیچنا بھی جائز ہے) اور جو چیزین کہ ناپی جاتی ہین مثلاً گیہون اور جو (وغیرہ غلہ کے اقسام) اور نمک اور خرما اور جو چیزین تولی جاتی ہین جیسے چاندی سونا اور جو رَطل سے منسوب ہین اُن چیزونکو اُنہین کی جنس سے برابر برابر فروخت کرنا درست ہی کمی و بیشی کے ساتھہ درست نہین اور کھرا کھوٹا اونمین ایک حکم رکھتا ہی (یعنے یہہ نہین ہوسکتا کہ کھری چیز کم لیجادے اور کھوٹی اوسکے عوض مین زیادہ دیجادے - اور ان چیزونمین معین ہونا معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ بھی کرلین (یعنے اگر گیہون کے عوض گیہون بیچے جاوین تو دونوکو معین کردینا مجلس عقد مین معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ اوسیوقت قبضہ بھی کرلین اور) یہہ صورت عقد صرف کے سوا ہے (یعنے اگر مبیع اور ثمن دونو ثمن کی چیزین ہون مثلاً روپیہ اشرفی ہون یا چاندی سونا تو اسصورتمین مجلس عقد مین بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہی) ایک مٹھی غلہ کو اوسکی دو مٹھی کی عوض اور ایک سیب کو دو کے عوض اور ایک انڈی یا اخروٹ یا خرما یا پیسے کو انمین سے دو کے عوض بیچنا درست ہی (اسلئے کہ ان چیزونمین ناپ اور تول جو ربوا کا سبب ہی پایا نہین جاتا) گوشت کو جانور کے عوض اور گرمی کو زردی کے عوض بیچنا اور پختہ خرما کو پختے کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن مین برابر ہون بیچنا درست ہی (کمی بیشی کے ساتھہ درست نہین) اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے عوض بیچنا اور مختلف گوشتونکو ایکدوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا درست ہی گائے کے دودھ کو بکری کے دودھ کے عوض اور خرما کے سرکہ کو انگوری سرکہ کے بدلے

مین اور بیٹ کی چربی کو چکتی کی چربی یا گوشت سے اور روئی کو گیہون خواہ آٹے کے بدلے بیچنا کمی بیشی کے ساتھ درست ہے۔ گیہونکو آٹے کے بدلے خواہ ستوؤن کے عوض کم زیادہ بیچنا درست نہین۔ زیتون اور تلون کو تیل کے بدلہ مین بیچنا درست نہین ہیانتک کہ تیل کی مقدار اُس تیل سے زیادہ نہو جو زیتون اور تلو نمین ہے کیونکہ اِسصورتمین جسقدر تیل زیادہ ہوگا وہ دونونکی کھلی کے عوض ہو جاویگا روٹی کو وزن سے قرض لینا چاہیے نہ شمار سے (اسلئے کہ روٹیونمین فرق بہت ہوا کرتا ہے تو کمی بیشی کا احتمال ہے) مالک اور غلام مین اور مسلمان اور حربی مین دار الحرب کے اندر ربوا ثابت نہین ہوتا ✻

باب (اُن حقوق کے بیانمین (جو بیع مین داخل ہو جاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے)

بَیت یعنی حجرہ کو مع اوسکے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالاخانہ داخل نہین ہوتا اور منزل (یعنے مکانکی خرید مین بھی بالاخانہ داخل نہین ہوتا جبتک یہہ نکہا جاوے کہ معہ تمام حقوق مکان کے خریدا یا اُسکے تمام منافع سمیت (مول لیا) یا تھوڑی بہت چیز جو اُس مکانمین ہے یا اُس سے متعلق ہے (اوسکے ساتھہ مول لیا تو ایسی طرح ذکر آجانے سے بالاخانہ بھی داخل ہو جاتا ہے) اور دار (یعنے گہیر کی) خرید مین بالاخانہ بدون ذکر کے داخل ہو جاتا ہے جیسے مکان کی خرید مین پاخانہ داخل ہے مگر گہیر کی خرید مین سائبان شامل نہین جبتک کہ معہ کل حقوق نکہا جاوے (واضح ہو کہ بیت کوٹھری کو کہتے ہین جسمین دروازہ اور چہت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہین جسمین کوٹھریان اور دالان اور آنگن ہون اور دار اوس گہیر کو کہتے ہین کہ اُسمین مکان اور آنگن اور اصطبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزین ہون) زمین کی بیع مین درخت اور

پانی بہنے کی جگہہ اور گھاٹ داخل نہین ہوتے جبتک کہ ایسی طرح نلکھا جاوے کہ کل حقوق کے ساتھہ بیع کیا بخلاف کرایہ کے (یعنے اگر زمین خواہ مکان کو بدون ذکر کل حقوق کے کرایہ لے تو اشیاء مذکورہ داخل کرایہ ہو جاتی ہین ۱۲)

باب مبیع اگر کسی دوسری کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اوسکے بیان مین (اول یہہ جاننا چاہیئے کہ) گواہ ایسی حجت ہین جو سب لوگون پر قائم ہوسکتے ہین (یعنے ان کے لوگون پر ہر طرحکا دعوی ثابت ہو جاتا ہے) مگر اقرار ایسا نہین (وہ اقرار کرنیوالے ہی پر کچھہ ثابت کرتا ہے دوسرے پر اُس سے کچھہ نہین ثابت ہوتا) ملک کے دعوی مین تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہے لیکن آزادی اور طلاق اور نسب مین تناقض کا ہونا کچھہ مضائقہ نہین (مثلا اگر ایک لونڈی خریدی اور پھر دعوی کیا کہ یہہ زید کی ملک ہے تو یہہ دعوی ممنوع اور غیر مقبول ہے اسلئے کہ خرید پر جرات کرنی دلیل اسبات کی ہے کہ اوسکے عندیہ مین لونڈی بائع کی ملک ہے نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہے تو ملک کے دعوی مین خلاف ہوا اسی جہت سے مقبول نہین اور اگر لونڈی خرید کر اپنے قبضہ مین لایا اور مدعی ہوا کہ یہہ زید کی آزاد کی ہوئی ہے تو آزادی کے باب مین اُسکا دعوی باوجود تناقض کے مقبول ہے اسیطرح اگر کوئی عورت مال کے عوض شوہر سے خلع کرلے پھر دعوی کرے کہ شوہر نے خلع سے پیشتر مجکو تین طلاقین دی ہین تو یہہ دعوی بھی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچکر مشتری کے حوالہ کرے بعد اسکے مدعی ہو کہ وہ غلام میرا بیٹا ہے تو گو تناقض پایا جاتا ہے مگر دعوی نسب کا سُنا جاویگا) اگر بکی ہوئی لونڈی بچہ جنے پھر گواہون سے یہہ ثابت ہو کہ یہہ کسی دوسرے کی ہے (یعنے زید مثلا گواہون سے ثابت کردے کہ یہہ میری لونڈی ہے بائع کی نہین تھی جو بیچڈالی) تو وہ لونڈی اور بچہ دونون

بیان مین
[illegible]

زید کو ملینگے (اسلئے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین غیر پر تو لونڈی اور بچہ دونوکی ملکیت
ہوگی) اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ یہہ لونڈی زید کی ہے تو (اسصورتمین) بچہ لونڈی
کے ساتھہ نہوگا (اسلئے کہ اقرار آدہوری حجت ہی) اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو
مجکو خرید لے کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خرید لیا پہر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہی پس
اگر بائع موجود ہو یا موجود نہو مگر اوسکی جگہہ اور پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید
پر کچھ دعوی نہین (بلکہ بائع پر دعوی ہوگا) اور اگر بائع کا ٹہکانہ معلوم نہو تو مشتری
اپنے دام زید سے لے اور وہ بائع سے بہر لے بخلاف رہن کے (یعنے اگر کوئی شخص
زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گرو رکہلے بعد اسکے ازاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو
یا نہو مرتہن زید سے کچہہ نہ لے بلکہ راہن سے اپنے دام مانگے) زید نے ایک مکان مین
کچہہ اپنا حق بتایا اور صاحب مکان نے اُس سے سو روپیہ دیکر صلح کر لی پہر وہ
مکان تہوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچہہ نہ پہیر سکیگا لیکن اگر زید تمام مکان
کا دعوی رکہتا تھا اور مالک نے سو دیکر اُسکو راضی کیا اور پہر کچہہ مکان عمرو کا نکلا
تو مالک مکان زید سے اُسقدر دام حصہ رسد پہیر لے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو (یعنے
اگر عمرو نے آدہا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پہیر لے اور چوتھائی ہو تو پچیس —
فصل اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کر دے تو مالک کو اختیار ہی چاہے بیع توڑ
دے یا جائز رکہے (اور قیمت خود لیلے مگر جائز رکہنا) اسصورتمین (ہے) کہ بائع اور
مشتری اور مبیع اور خود مالک موجود ہون (اور اگر ان چار مین سے کوئی ہلاک
ہو جاویگا تو بیع کا جائز ہونا نہوسکیگا بلکہ توڑنا ہی پڑیگا) اور قائم رہنا ثمن کا (بہی
اس بیع کے جائز رکہنے مین) اگر ثمن اسباب ہو — اگر بائع نے کسیکا غلام غصب کرکے

بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو ازاد کردیا پھر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو مشتری کا آزاد کردینا بھی درست ہوا (وہ غلام آزاد رہیگا) لیکن (اگر مشتری نے غلام مذکور کو پھر غاصب کے ہاتھہ بیچدیا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکھا تو بیع ثانی) جائز نہوگی اور اگر غلام مذکور کا ہاتھہ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو تاوان ہاتھہ کاٹنے کا مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اُسکو فقیروں پر خیرات کردے (اسلیئے کہ اس مشتری کا حق وتنا ہی ہے جو غلام مذکور کی نصف قیمت ہے زیادہ حق نہیں) اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اُسکی اجازت کے بکر کے ہاتھہ بیچڈالا پھر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ مالک نے مجھکو اجازت بیع کی نہیں دی یا گواہوں سے مالک نے یہہ ثابت کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی اور اِس گواہی سے بکر اُس غلام کو ہٹانا چاہے زید پر تو مقبول نہوگی (اسواسطے کہ یہہ گواہی خریدکرنیکی پیشدستی کے خلاف ہے) اور اگر بائع خود قاضی کے یہان اقرار کرے کہ مجکو مالک کی اجازت نتھی تو بیع ٹوٹجاویگی اگر مشتری توڑنیکی درخواست کرے اگر بائع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو اپنے مکان میں ملالیا تو بائع کو اُس مکان کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی (یعنے جس صورتمین کہ بائع اقرار کرے کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اُسکو چھوڑ نا نہ دے)+

باب سلم یعنی بدہنی کے بیانمین (کہ قیمت اوّل دیجاوے اور مبیع کچھہ دنون کے بعد آیندہ لیجاوے) جن چیزونکی صفت بیان کردینی اور اونکی مقدار کا معلوم ہوجانا ممکن ہوا ونمین سلم درست ہے اور جنمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جتانا غیر ممکن ہے

انمین بھی درست نہین اس سی یہہ نکلا کہ ناپ کی چیزین اور تول کی چیزین جو ثمن ہوان
(یعنے ثمن کی عوض بکتی ہون) انمین سلم درست ہی (اس قید سی روپیہ اشرفی نکل گئے
کیونکہ وہ خود ثمن ہین گو تول کی چیزین ہین) اور شمار کی چیزونمین جو قریب قریب یکسان
ہون مثلا اخروٹ اور انڈہ اور پیسہ اور کچی اور پکی اینٹ بشرطیکہ انکا سانچا معلوم ہو
اور گز سی ناپی ہوئی چیزونمین مثلا کپڑی مین بشرطیکہ عرض گز اور صفت اور بناوٹ معلوم
ہو سلم درست ہی (مترجم کہتا ہی کہ پیسونمین جو سلم مذکور ہی اُن سی مراد غیر مروج پیسے
ہین اور مروج پیسی امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن مین داخل ہین انکی بیع سلم درست
نہین) اور جانورون اور اونکے ہاتھہ پانون اور سرینمین اور چمڑی مین شمار کی
سی اور لکڑی مین گٹھی کے اعتبار سی اور ترکاریونمین گڈیون سی اور جواہر اور پوتون
مین سلم ناجائز ہی۔ جو چیز معاملہ کیوقت خواہ ادا کرنیکے وقت موجود نہو اسمین سلم
درست نہین۔ تازی مچھلیونمین سلم درست نہین ہان اگر نمک لگاکر اسکو سکھا لیا ہو تو
وزن سی انمین سلم جائز ہی اور گوشت مین سلم درست نہین جس پیمانہ اور گز کی مقدار معلوم
نہو اُس سی سلم درست نہین۔ کسی خاص گانوکے گیہون وغیرہ مین یا خاص درخت کے
میوہ مین سلم درست نہین (اسلئی کہ ہوسکتا ہی کہ انمین کچھہ نہ پیدا ہو) سلم کی (درستی کے
لئی یہہ) شرطین ہین اول (جس چیز مین سلم کرنی ہے اسکی) جنس کا بیان (کہ گیہون ہین یا
دوسری جنس) دوم اسکی نوع کا بیان (کہ بارانی ہونگے یا چاہی) سوم اسکی صفت
کا بیان (کہ موٹے ہونگے یا پتلے) چہارم مقدار (کہ ناپ مین یا تول مین کتنی ہوگی)
پنجم مدت (ادا کرنیکی کہ کب دیئی جاوینگے اور کمتر مدت ایک مہینا ہی) ششم جو چیز پیشگی
دیجاوی اسکی مقدار باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے بیان ہونی چاہیی کہ اتنی روپیہ

مثلا دینے ہین ہفتم وہ جگہہ جہان سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جسمین بار برداری چاہیے اور اگر بار برداری کی حاجت نہو تو جگہہ کے بیان کی حاجت نہین جہان چاہے وہان حوالہ کرے آٹھوین اصل مال (جسکے) بدلہ مین سلم ٹھہری ہے اوسکو ایکدوسری سے جدا ہونیکے پیشتر سے لیناہی پس اگر بلہ گیہون کے لئی بیس روپیہ ٹھہرے اور دس نقد دیے اور دس ادہار رکہے تو اوس ادہار کے دس کی سلم باطل ہوگئی (اسلیے کہ آٹھوین شرط نپائی گئی) راس المال اور سلم والی چیز مین قبضہ کرنیسے پیشتر تصرف کرنا درست نہین یعنی کسی دوسریکو شریک کرلینا خواہ دوسریکے ساتھہ تولیہ وغیرہ کرنا درست نہین — اگر زید نے عمرو سے بیع سلم کی پہر اُسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنے راس المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نلے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہو وہی پہیر لے کہ اُسکا بدلنا جائز نہین اور اس مسئلے مین امام شافعی کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم کی قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نہ لیوے سوای سلم کے یا اپنے راس المال کے) زید نے عمرو سے گیہون مین سلم کی اور عمرو نے ایک پیمانہ گیہون کا مول لیا اور زید سے کہا کہ اس پیمانہ کو قبضہ کرلو اپنے حق مین تو یہہ درست نہوگا لیکن یہہ صورت قرض مین درست ہے (یعنے اگر زید کا قرض عمرو پر ایک پیمانہ ہو اور عمرو پیمانہ خریدکر زید سے کہدے کہ اپنے قرض مین اسکو بائع سے جاکر لے تو درست ہوگا) یا یہہ کہ عمرو زید سے کہے کہ جس مال مین سلم ہوئی ہو اوسکو میری طرف سے جاکر قبضہ کرلو اور پھر اپنی طرف سے قبضہ کرلینا اور زید نے ایسا ہی کیا (تو یہہ قبضہ کرنا بھی درست ہے) اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ سلم کا غلہ میری برتن سے ناپ دو اور عمرو اوسکے برتن سے ناپدے اور زید موجود نہو تو یہہ قبضہ درست نہوگا بخلاف بیع کے (کہ اگر مشتری بائع سے کہے کہ غلہ مبیع میرے

برتن سے ناپد ہو اور وہ مشتری کے بیچ وسکے برتن سے ناپ یگا تو درست ہو
اگر ایک لونڈی دیکر زید نے عمرو سی گیہون کے بدہ منی کی اور عمرو نے لونڈی پر قبضہ
کرلیا پہر دونو نے اس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد اقالہ کے وہ لونڈی مرگئی تو اقالہ درست
ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مرجاوی تب بھی اقالہ باقی رہتا ہے اور عمرو کو قیمت دینی
پڑیگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمرو سے ہزار کو خرید کیا ہو زید (یعنے خرید
کیصورتین اگر مرجاوی اور بائع اور مشتری اوسکی مرنے سی پہلے یا پیچھے اقالہ کرین
تو دونو صورتین اقالہ باطل ہوجاتا ہی) اور (اگر بیع سلم مین ایک دعوی کری کہ خراب
چیز ٹھہری تھی اور دوسرا انکار کرے یا ایک کہی کہ ادا کیواسطے مدت ٹھہری تھی اور دوسرا منکر
ہو تو) قول اسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کے ٹھہرنیکا ہو اور جو انکار
ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا (اسلئے کہ مدعیکا قول معاملہ سلم کے موافق ہے کہ سلم مین
بیانِ صفت اور بیانِ مدت ضرور ہوتا ہی اور منکر کا قول اوسکے خلاف ہی) اور
طشت اور موزہ اور آفتابہ جیسی چیزو نمین درست ہی اور ایسی چیزونکو کاریگر سے
سائی پر بنوانا بھی جائز ہے مگر بنوانے والیکو دیکھنی پر اختیار ہے (چاہی لے
یا نہ لے) اور کاریگر کو اختیار ہی کہ بدون بنوانیوالیکے دیکھی اپنی چیز دوسریکے ہاتھ
فروخت کر دی اور اگر ان چیزونکو بنا کر دینی کا کوئی وقت معین کر دیا جاوی تو اسکا
حال بیع سلم کا سا ہوگا ✦

مسائل متفرقہ (یعنے بیع کے مختلف مسئلے) کتّے اور چیتے اور درندہ جانورون
اور پرندون کی بیع درست ہی۔ ذمی سوا شراب اور سؤر کے اور بیعونمین مثل
مسلمانکی ہے (سؤر اور شراب کی بیع مسلمانکو درست نہین اور ذمی کو درست ہی)

اگر عمرو نے بکر سے کہا کہ اپنا غلام زید کے ہاتھہ ہزار کو بیچڈال اس شرط سے کہ
مین ہزار کے سوا سو روپیہ کا تجکو ضامن ہون اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست
ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہے ہان اگر عمرو اتنا اور کہدے کہ قیمت سے (یعنی ہزار
کے سوا سو روپیہ کا قیمت سے ضامن ہون) تو اسصورت مین بکر کے ہزار تو زید پر ہونگے
اور سو عمرو پر ۔ اگر لونڈی کا خاوند اپنی بیبی خرید ہے اور بعد خرید نیکے اس سے صحبت
کرے تو یہ صحبت کرنا حکم قبضہ کر نیکا رکھتا ہے (دوسرے قبضہ کی حاجت نہین) مگر صرف
عقد نکاح (بدون صحبت کیے) حکم قبضہ کا نہین رکھتا اگر زید نے غلام مول لیا اور
کہین چلاگیا اور بائع نے گواہ گذرانے کہ مین نے غلام کو زید کے ہاتھہ بیچا ہے (اور دام
نہین پائے) اور زید کا ٹھکانا پتا معلوم ہے (کہ او سجگہہ ہے) تو (اسصورت مین) غلام
بائع کے قرضہ مین فروخت نہین کیا جائیگا اور اگر اسکا پتا معلوم نہو کہ کہان گیا
ہے تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جاویگا ۔ اگر دو شخصون
نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہوگیا تو موجود کو اختیار ہے کہ بائع کو کل دام دیکر
مبیع پر قبضہ کرلے اور اوسکو اپنے پاس رہنے دے جبتک کہ اپنے شریک سے اوسکے
حصہ کے دام نہ بہر لے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے
عوض فروخت کرے تو دونون نصف نصف ہونگے (یعنی پانسو سونے کے اور
پانسو چاندی کے) اور اگر کہرے دامون کے عوض مین کہوٹے بائع کے حوالہ کرے
اور وہ جاتے رہے تو دام ادا ہو گئے ۔ اگر کسی شخص کی زمین مین پرندے بچے نکالین یا
انڈے دین یا ہرن رہنے لگے تو وہ اوسکے ہونگے جو اونکو پکڑ لے (خاص زمین
والیکے نہونگے) جو چیزین کہ شرط فاسد سے باطل ہو جاتی ہین اور شرط فاسد سے

انکو مشروط کرنا درست نہین وہ یہہ ہین بیع اور قسمت اور اجارہ اور بیع فضولی کی اجازت اور رجعت اور مال کی عوض صلح کرنی اور قرض سے بری کرنا اور وکیل کو معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنی ذمہ پر لازم کرنا اور کہیتی بلکرا بسین کرنی اور درختون کو بلکر پانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسیکو پنچ مقرر کرنا (کہ ان سب مین اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہونگے تو عقد باطل ہوگا) اور جو چیزین شرط فاسد سے باطل نہین ہوتین وہ یہہ ہین قرض اور ہبہ اور صدقہ اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرو رکہنا اور وصیت کرنا اور کسی کو اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضامن ہونا اور حوالہ کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا اور تجارت کی اجازت دینی اور بچہ کے نسب کا دعوی کرنا اور جو خون وابستہ ہوا ہو اُس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ کرنا اور مبیع کی واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط کرنا اور قاضی کو معزول کرنا (کہ ان سب صورتون مین اگر شرط فاسد سے مشروط کریگا تو معاملہ درست ہوگا اور مشروط کرنا باطل ہے)

باب بیع صرف (یعنے نقد کو نقد کے عوض بیچنے) کے بیان مین

صرف اُس بیع کو کہتے ہین کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض مین فروخت کرے (مثلا روپیونکو اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیہ کو روپیہ کے عوض) پس اگر دونو ایک جنس کے ثمن ہون (مثلا روپیہ کو روپیہ کے عوض یا اشرفی کو اشرفی کے عوض فروخت کرنا چاہین) تو بیع کی درستی کے لئے شرط یہہ ہے کہ دونو تول مین برابر

اور یہکو ل بیاع طلاق دی کہ مجھسے کہہ جس ... (حاشیہ)

ہون (کم زیادہ نہون اور بائع) اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد مین ہو جاوے اگرچہ
وہ دونو چیزین خوبی اور کھرےپن مین جدا ہون (مثلاً اگر چہرہ دار روپیہ کو لکھنؤ کے روپیہ
سے بدلین تو بیع اسوقت درست ہوگی کہ دونو وزن مین برابر ہون اور اسی مجلس مین
قبضہ کر لیا جاوے گو سکہ اور کھرےپن مین فرق ہو) اور اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ ہے
(مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور ہے) تو (اسمین شرط صرف یہہ ہے کہ بائع اور
مشتری مجلس عقد مین قبضہ کر لین (وزن کی برابری شرط نہین) اس سے یہہ نکلا کہ
اگر سونے کو چاندی کے عوض اٹکل سے بیچین اور اسی مجلس مین قبضہ کر لین تو یہہ بیع
درست ہوگی (اسلئے کہ دو جنسون کے ہونیکی جہت سے وزن کی برابری کا تو مضائقہ
نہین مگر مجلس مین قبضہ کرنا لازم تہا وہ ہو چکا) بیع صرف مین قبضہ کرنے سے پیشتر
ثمن مین تصرف کرنا درست نہین مثلاً ایک اشرفی کے روپیہ بھنائے اور انکو دونون
کے قبضہ کرنے سے پیشتر مشتری نے انکے عوضمین ایک تہان خرید لیا تو اس تہان کی بیع فاسد ہوگی
(اسلئے کہ ثمن مین قبضہ سے پیشتر تصرف کیا) اگر بائع نے ایک لونڈی ہنسلی پہنے دو
ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہے اور مشتری نے ہزار روپیہ اسکو اسوقت دئے
تو یہہ ہزار ہنسلی کے دام ہونگے (اسلئے کہ ہنسلی کی بیع صرف مین داخل ہے تو درستی
بیع کے لئے ہزار نقد کو ہنسلی کا دام ٹھہراوینگے) اور اگر دو ہزار کو خریدی اسطرح کہ ہزار نقد
اور ہزار ادہار تو نقد ہنسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو — اگر بائع نے ایک تلوار سو
کو بیچی جسمین پچاس کا زیور ہے اور مشتری نے پچاس نقد دئے تو یہہ اوس زیور کا دام ہے
اگرچہ مشتری نہ کہے کہ یہہ زیور کا دام ہے یا یہہ کہدے کہ یہہ پچاس منجملہ دونو کے دام
کے ہے اور اگر بائع اور مشتری مول تول کرکے بدون لئے دئے علحدہ ہو جاوین تو اگر

زیور تلوار کا اسطرح لگا ہوگا کہ بدون ضرر کے اس سے علیحدہ ہو سکتا ہی تب تو تلوار کی بیع
درست ہوگی اور زیور کی باطل اور اگر اسطرح لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہو سکے تو دونو
کی بیع باطل ہوگی — اور اگر بائع نے ایک چاندی کا برتن فروخت کیا اور مشتری کسیقدر
دام لے لیا اور دونو علیحدہ ہو گئے تو جسقدر کا دام لیا اسقدر کی بیع درست ہوگی اور
برتن بائع اور مشتری دونو مین مشترک رہیگا اور اگر اوسمین سے تھوڑا سا کسی اور کا
نکل آوے تو (مشتری کو اختیار ہی) چاہے باقی برتن کو حصہ رسد دام دیکر لیلے خواہ بائع
کو واپس کر دے اور اگر چاندی کا ٹکڑا بائع نے فروخت کیا اور اوسمین سے کسیقدر دوسرے
کا نکلا تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دام کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار نہین
(اسلیے کہ برتن مین تو شرکت سے نقصان ہوتا ہی اسلیے پھیرنے کا اختیار دیا گیا اور چاندی
کے ٹکڑے مین شرکت سے کچھہ نقصان نہین اس لیے پھیرنے کا اختیار
نہوگا) اور جن صورتون مین کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس کے ہوسکتی ہو انکی بیع کمی بیشی
کے ساتھہ درست ہی (مثلا) ایک اشرفی اور دو روپیہ کو دو اشرفی اور ایک روپیہ کے
عوض بیچنا اور ایک ایک پلہ گیہون اور جو کو دونو کے دو دو پلہ کے عوض اور گیارہ
روپیہ کو دس روپیہ اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کھرے اور دو کھوٹے روپیونکو
دو کھرے اور ایک کھوٹے روپیہ کے عوض فروخت کرنا اور ایک اشرفی کو ایسے دس روپیہ
کے عوض بیچنا جو بائع کے ذمہ قرض ہین یا مطلق دس روپیہ کو بیچنا اور پہلی صورت مین
بائع اشرفی مشتری کے حوالہ کرے اور اوسکے عوض کے دس روپیہ اپنے ذمہ کے قرض
مین مجرا دے (یعنے نہ بائع مشتری سے کچھہ لے نہ مشتری بائع سے) اور وجہ ان معاملات کی
درستی کی یہ ہے کہ دو روپے مقابل ایک اشرفی کے اور دو اشرفیان مقابل ایک روپیہ کے

ہو سکتے ہین اسیطرح دو پلہ گیہوں کے جو کے ایک پلہ کے عوض اور دو جو کے گیہون
کے ایک کی عوض ہو سکتے ہین) اور جن چیزونمین کہ چاندی اور سونا غالب ہو وہ سونا
چاندی ہی ہین (یعنے ملونی کے سکون وغیرہ مین اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اُسکا
حکم نری چاندی سونے کا ہے) یہانتک کہ اگر بے میل خالص چاندی سونے کو میلدار
کے عوض فروخت کرین یا دونو طرف (مین) میلدار ہی ہون تو اُنکی بیع بدون وزن کے
برابر ہونیکے درست نہوگی (مثلا ایک اچھی روپیہ کو کھوٹے کی عوض فروخت کرین تو
بیع جب درست ہوگی کہ دونو وزنمین برابر ہون اور جس صورتمین کہ وزن مختلف ہو تو بیع
ناجائز ہوگی ہان اگر تول کی کمی والے کیطرف بٹہ لگا لیا جاوے تو بیع درست ہوگی) اور
ایسے روپیونکا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہی (شمار سے نہین) اور جن
روپیون اور اشرفیون مین میل کی چیز غالب ہو وہ روپیون اور اشرفیون کے حکم مین نہین
ایسی سکون کو جنس کے ساتھ کمی بیشی سی بیچنا درست ہو اور انکا قرض لینا رواج کے موافق
وزن یا شمار یا دونو طرح سی درست ہی اور اگر ایسی سکون کا رواج ہو تو ثمن مین انکو قرار
دینی سی معین نہونگے (مثلا ایسی ذلیل سکون کی عوض کوئی چیز لی تو یہہ ضرور نہین کہ جو بس
بائع نے دیکھی ہون وہی دیوی بلکہ اونکے سوا کوئی سی ذلیل ویسی ہی دیسکتا ہی) اور اگر
رواج انکا نہو تو معین کرنے سی متعین ہوجاوینگی (اسلئے کہ اسصورتمین انکا حکم ثمن کا نرہیگا
بلکہ اسباب کے حکم مین ہونگے) اور جن سکون مین ملونی برابر ہو (یعنے جتنی چاندی
ہو وتنی ہی اور چیز ملی ہو پس) اُنکا حال بیع اور قرض لینے مین (تو) اُن سکون کا ساہے
جنمین چاندی زیادہ ہو اور بیع صرف مین اُن سکون کا ساہی جنمین ملونی زیادہ ہو (یعنی
کمی بیشی کے ساتھ بیع درست ہوگی مگر مجلس عقد مین قبضہ کرنا شرط ہوگا) اور اگر اُن

سکہ کی عوض جسمین طولی زیادہ ہو یا رائج پیسون کے بدلے مین کسی چیز کو مول لیا اور
پہر ان سکون یا پیسون کا چلن نرہا تو بیع باطل ہو جاویگی اور رائج پیسون کے عوض مین
بیع درست ہی اگرچہ معین نکئے جاوین (اسلئے کہ رائج پیسے مثل روپیون کے ہین اور روپے
کیسو رتمین ثمن ہوا کرتے ہین) اور نئے چلن پیسون کی عوض مین بیع درست نہین جبتک
کہ انکو معین نکرے (اسلئے کہ نئے رواج پیسے مثل اسباب کے ہین) اگر ایک شخص نے پیسے
قرض لئے تھے بعد کو وہ نئے چلن ہوگئے تو واجب ہی کہ ویسے ہی پیسے قرضخواہ کو ادا
کرے (جیساکہ قرض کا حکم ہی اُن پیسونکی قیمت ثانی واجب نہین) اور اگر کوئی پیسے
نصف روپیہ کے پیسونکی عوض خریدکرے تو بیع درست ہوگی (اور نصف روپیہ کے پیسے
دینے پڑینگے) اور اگر صراف کو ایک روپیہ دے اور یہ کہے کہ مجھکو ایک اٹھنی رتی کم اور
آٹھہ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہی (اسلئے کہ نصف روپیہ رتی کم تو اٹھنی رتی کم کے
مقابل ہوگا اور باقی یعنی نصف روپیہ رتی زیادہ مقابل پیسون کے ہوجاویگا)

کتاب الکفالۃ

اسمین (کتنیکے) ضامن ہونیکا بیان ہی دوسرے کے ذمہ کے ساتھہ اپنا ذمہ ملانا اصطلاح
مین ضمانت کہلاتا ہی (یعنی جو مواخذہ اور تقاضا دوسرے کے ذمہ ہی اسکو اپنے اوپر
لے لینا کفالت اور ضامنی ہی) واضح ہو کہ جو شخص ضامن ہوتا ہی اسکو کفیل کہتے ہین
اور جسکی طرف سے ضامن ہوتا ہی اسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے ضامن ہوتا ہی اسکو مکفول لہ
کہتے ہین پہر ضمانت کی دو قسمین ہین اول قسم ضامنی ذات کی یعنی حاضر ضامنی
(اور وہ) درست ہی کہ ایک شخص کے کوئی ضامن ہوا (کہ جو شخص اسکا حاضر ضامن ہو جاویگا
اور حاضر ضامنی اسطرح کہنے سے ہوتی ہی کہ کفیل یون کہے کہ مین اسکی ذات کا کفیل ہوا

یا ایسی جزو کا کفیل ہوے جس سے بدن مراد ہوتا ہی (مثلاً کہے کہ اوسکے منہ یا گردن خواہ سر یا جسد کا کفیل ہون) یا جزو غیر معین کا کفیل بنا دے مثلاً کہے کہ اوسکے آدھے یا تہائی یا چوتھائی کا ضامن ہون) یا یہہ کہے کہ مین اسکا ضامن ہوا یا یون کہے کہ یہہ شخص میرے ذمہ پر ہی یا میری طرف ہی یا مین اُسکا ذمہ دار یا طرفدار ہون (تو ان سب الفاظ سے ضامن ہو جاتا ہی) لیکن اگر یون کہیگا کہ مین اوسکے پہچاننے کا ضامن ہون تو (اس جملہ سے) ضامن نہوگا اگر ضامن کفالت مین شرط کر دے کہ مکفول عنہ کو فلان وقت حاضر کر دونگا تو اُسوقت مین اگر مکفول لہ درخواست کرے تو اُسکو لازم ہی کہ مکفول عنہ کو حاضر کر دے پھر اگر حاضر کر دے تو بہتر ورنہ حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ وہان نہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اوسکے پاس جاوے اور چلا آوے پس اگر اسقدر مدت بھی گذر جاوے اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اُسکا پتا ٹھکانا معلوم نہو تو ضامن سے مواخذہ نہوگا (ورنہ وہ قید ہوگا) اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہہ حاضر کر دیا کہ مکفول لہ وہان اُس سے جھگڑ سکتا ہی مثلاً کسی شہر مین حاضر کر دیا تو ضامن ضمانت سے بری ہوا۔ اور اگر قاضی کی کچہری مین حاضر کر دینا ٹھہرا تھا تو وہین حاضر کرنا پڑیگا مکفول عنہ کے مرنے سے یا ضامن کے مرجانے سے کفالت باطل ہو جاتی ہی مگر مکفول لہ کے مرنے سے باطل نہین ہوتی۔ ضامن حق ضمانت سے بری ہو جاتا ہی اگر مکفول عنہ کو مکفول لہ کے حوالہ کر دے اگرچہ کفالت کرنے مین یہہ نلکھا ہو کہ اگر مین سپرد کر دونگا تو بری ہو جاونگا۔ اسیطرح اگر مکفول عنہ خود حاضر ہو جاوے تب بھی ضامن ضمانت سے بری ہو جاویگا۔ اگر ضامن کے وکیل نے مکفول عنہ کو ضامن کیطرف سے حاضر کر دیا یا ضامن کے قاصد نے اوسکو حاضر کر دیا تو بھی ضامن

بری ہو گیا - اگر ضامن کہے کہ جو کل کو مین حاضر نکر دون تو مین ضامن ہون اُس مال کا
جو اوسپر ہے اور پھر کل کو حاضر نکرے یا مکفول عنہ مرجاوے تو ضامن کو اُسقدر مال بھرنا پڑیگا
- اگر ایک شخص دوسرے پر سو اشرفی کا دعوی کرے اور تیسرا شخص کہے کہ اگر مین کل
اسکو نہ لا دون تو یہہ سو اشرفی مجھپر ہین اور پھر کل کو اوسکو نہ پہنچا دے تو سو اشرفی
اسکو دینی پڑینگی - ایک شخص کسی حد یا قصاص مین ماخوذ ہے تو اُس سے جبرًا نہ کہا جاوے
کہ تو اپنا حاضر ضامن کسیکو دیدے لیکن اگر وہ خوشی سے دے تو مضایقہ نہین جبتک دو
گواہون مستور الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تب تک حد یا قصاص کی علت
مین مدعا علیہ کو قید کرنا نچاہیئے دوسری (قسم ضمانت کی) بالضمانی ہے (اور وہ درست
ہے) گو مال کی مقدار معلوم نہو مگر مکفول عنہ کے ذمہ پر دین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ
سے ہوتی ہے کہ ایک شخص یون کہے کہ مین ہزار روپیہ کا اُسکی طرف سے ضامن ہون یا
جو تیرا اوسپر ہے اُسکا یا جو تیرا نقصان ہو اس بیع مین اُسکا یا جو تو نے فلانے سے بیچی
یا جو کچھہ تیرا اوسکے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہے یا جو تجھسے فلان شخص چھین لے وہ
مجھپر ہو (ان سب صورتون مین ضامن ہو جاویگا) اب مدعی ضامن اور قرضدار دونون سے
مواخذہ کر سکتا ہے لیکن اگر شرط ٹھہر جاوے کہ قرضدار بری ہو تو (البتہ صرف ضامن سے
تقاضا ہوگا اور اسصورت مین) یہہ کفالت حوالہ ہو جاتی ہے (یعنے قرض ضامن پر آگیا
مسئلہ) اگر حوالہ مین حوالہ کرنیوالیکے بری الذمہ ہونیکی قید نہو تو وہ کفالت ہو جاتی ہے
- اگر مدعی ضامن اور قرضدار مین سے کسی سے تقاضا کرے تو اوسکو دوسرے سے بھی
تقاضا درست ہے (یہہ نہین ہو سکتا ہے کہ دوسرا بری الذمہ ہو جاتا ہے) کفالت کا معلق
کرنا اُس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہے اور شرطین طرح پر عقد کفالت کے منافی

ہواکرتی ہی یا تو یہہ کہ مکفول عنہ کے ذمہ پر کوئی حق لازم ہوتا ہو اُسکی شرط ٹہراوے مثلاً یہ
کہی کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون یا شرط مذکور مکفول عنہ سے حق مدعا کے وصول
ہوسکنے کا ذریعہ ہو مثلاً اگر زید مکفول عنہ ہوا ور کفالت اُسکی کوئی یون کری کہ اگر
آویگا تو مین اُسکا ضامن ہونگا یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا دشوار ہو اسکی
شرط کفالت مین بیان کردیجاوی مثلاً یون کہی کہ اگر مدعا علیہ شہر سے چلا جاوی تو مین
ضامن ہون (تو اسطرح کی شرطین درست ہین) مگر (شرط نامناسب درست نہین)
یون کہنا صحیح نہین کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون (کیونکہ ہوا کا چلنا کفالت کے مناسب
نہین) پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہو اور مال فوراً دینا واجب ہوگا
(اُس شرط کے پائے جانے پر موقوف نہوگا) ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا
نکلے مین اُسکا ضامن ہون اور مدعی گواہ لایا کہ میرے اوسپر ہزار ہین تو ضامن کو ہزار دینے
ہونگے اور اگر مدعی گواہ نہ لاوے تو جتنا ضامن قسم کہا کر بتاوے اسقدر کا ضامن ہوگا اور
مکفول عنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہوگا (یعنے جسقدر مکفول عنہ اپنے اوپر بیان کریگا اوسقدر
کفیل کو نہین دینا پڑیگا) اور ضمانت مکفول عنہ کی اجازت سے اور بدون اجازت دونوں
طرح درست ہی پس اگر مکفول عنہ کے کہنے سے ضامن ہوا ہی تو جسقدر اُسکو مکفول عنہ کیطرف
سے ادا کرنا پڑے وہ اُس سے لے اور اگر اوسکے حکم سے ضامن نہین ہوا ہی تو مکفول عنہ سے
کچھہ نہین لے سکتا کفیل مکفول عنہ سے تقاضا کری جبتک کہ مکفول لہ کو اُسکی طرف سے ادا نہ کرے
اور اگر مکفول لہ کفیل کے ساتھہ ساتھہ رہی تو کفیل بھی اصیل یعنے مکفول عنہ کے ساتھہ ساتھہ
پھرے۔ کفیل بری ہوجاتا ہی اصیل کے ادا کردینے سے۔ اگر مدعی اصیل کو بری کردے یا اُس
سے تقاضے کو ٹالدے تو کفیل بھی بری ہوجائیگا اور تقاضا بھی اُسپر سے ٹلجائیگا اسکی برعکس

نہیں ہے (یعنے اگر کفیل کو مدعی بری کردے یا اوسسے تقاضے کو ٹالدے تو اصیل بری
نہوگا نہ اوسپر سے تقاضا ٹلیگا) اصیل یا کفیل مین سے کسی نے صاحب مال سے جسکے ہزار
آتے تھے پانسو پر صلح کر لی تو باقی سے دونو بری ہو گئے - اگر صاحب مال کفیل سے کہے کہ جس
مال کا تو کفیل ہے وہ مین نے تجھسے بھر پایا تو کفیل اصیل سے وہ مال لے (گویا اصیل کیطرف
سے کفیل نے مال ادا کیا ہے اسلئے کہ صاحب مال کو اسکا اقرار ہے) اور جب صاحب مال
یون کہے کہ تو بری ہوا یا مین نے تجھکو بری کیا تو کفیل اصیل سے کچھہ نہیں لے سکتا ہے
(کیونکہ اسصورت مین کفیل نے اصیل کیطرف سے کچھہ نہین ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھہ لینے کا
اقرار ہے - اگر یون کہے کہ اگر ایسا ہو تو ضامن بری ہے یعنے) بری ہونیکی (کوئی شرط ٹھہرا
کر دے تو یہہ) شرط باطل ہے (یعنے کفیل بری نہوگا) ضامنی حدود اور قصاص کے مقدمہ
مین اور مبیع اور گرو چیز اور امانت کی ضامنی باطل ہے لیکن ثمن کی ضمانت اور مغصوب
چیز کی اور اس شئ کی جو مشتری خرید کرنیکے قصد سے لے آیا ہو اور بیع فاسد کی مبیع کی درست
ہے باطل ہے کفالت لادنے کی کسی خاص کرایہ کے چارپایہ پر اور خدمت کرنے کی غلام
معین کی جو خدمت کیواسطے اجورہ وار مقرر ہو - اسیطرح باطل ہے کفالت بدون طالب
کفالت کے قبول کرنیکے اوسی مجلس مین (یعنے جائز ضامنی اور مال الضامنی تب ہی درست
ہے کہ مکفول لہٗ مجلس عقد مین مان لے) اگر مریض کا وارث کفیل ہو اور مریض کا تو اسصورت مین
بغیر قبول کرنے طالب کے کفالت جائز ہے اسیطرح کفالت مردہ مفلس کی بغیر قبول
طالب کے صحیح ہے وکیل کو موکل کیواسطے اوس چیز کی قیمت کا ضامن ہونا جسکے بیچنے کا حکم وکیل
ہے باطل ہے اسیطرح مضارب کو رب المال کے لئے اسباب مضاربت کی قیمت کی ضمانت
کرنی یا دو شریکون مین سے ایک کو ضامن دوسرے کا ہونا شئ مشترک کی قیمت کی بابت

(مثلاً اگر غلام مشترک دو نو کا ایک ہی عقد میں بیچے تو ایک کو دوسری کی ضمانت کرنی
باطل ہے اور اگر دو عقد میں آدھا آدھا بیچے اور پھر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہو تو صحیح ہے)
عہدہ کے لفظ کے ساتھ کفالت باطل ہے (اسواسطے کہ عہدہ کے کئی معنی ہیں کاغذ
وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط ضمان درک پس بسبب جہالت مراد کے کفالت
صحیح نہوگی) اسیطرح باطل ہے کفالت چھڑانے کی (کیونکہ چھڑانے کے معنی یہہ ہیں کہ بیع
اوسکے مستحق سے چھوڑا کر مشتری کو دیدے اور اسپر کفیل کو قدرت نہیں ہے) اور باطل ہے
کفالت مال کتابت کی (مکاتب کیطرف سے) **فصل** اگر مدعا علیہ کفیل نے زر مطلوب پہلے اس
سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اوس سے نہ پھیرے (کیونکہ کفیل نے گو ابھی مدعی کو نہیں
دیا ہے مگر آگے کو تو دیگا) اس مال کی تجارت سے اگر کفیل کچھہ پیدا کرے مدعی کو دینے سے
پہلے تو یہہ نفع کفیل کا ہے مگر مدعا علیہ کو پھیر دینا اس نفع کا اسوقت مستحب ہے کہ مال مذکور
شے معین ہو (نہ نقد) اگر مدعا علیہ اپنے کفیل سے کہے کہ مجھہ پر بیع عینہ کرلے یعنی مثلاً
اطلس قرض خرید دے اور پھر اوسکو بیچکر مکفول لہ کو میریطرف سے دیدے اور کفیل ایسا
کرے تو یہہ خرید کفیل کیواسطے ہے اور جو نفع کہ اس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ
ہے (نہ مکفول عنہ کے واضح ہو کہ بیع عینہ اسکو کہتے ہیں کہ سو روپیہ اودھار کو کسی
کچھہ خرید کر ٩٠ روپیہ نقد کو اوسکے ہاتھہ بیچڈالے پس صورت مذکورہ میں کفیل مکفول عنہ
کے کہنے سے اسکا وکیل نہیں ہو جائیگا کہ نفع نقصان اوسکے موکل کے ذمہ ہو بلکہ
اور جو اسمیں نقصان پاوے کفیل کے ذمہ ہے کیونکہ جب ایک چیز قرض مول لی اور نقد
بیچی تو کچھہ نقصان ضرور ہوگا اور اس شے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اس مال
کا جو مدعیکا مدعا علیہ کے ذمہ نکلے یا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلادے اور مدعا علیہ

غائب ہو جاوے اور پھر مدعی کفیل پر گواہ لاوے اس مضمون کے کہ میرے مدعا علیہ پر ہزار روپیہ آتے تھے یہ گواہ اوسکے مقبول نہونگے (یعنے کفیل سے ہزار نہ دلوائے جاوینگے جبتک مدعا علیہ حاضر نہو وے) اور اگر مدعی اس مضمون کے گواہ لاوے کہ میرا مدعا علیہ پر اسقدر روپیہ یا مال ہے اور یہہ شخص اُسکا کفیل ہے اوسکے حکم سے تو اوس مال کے دلانیکا کفیل اور مدعا علیہ غائب دونون سے حکم کیا جاویگا اور اگر گواہون سے بغیر حکم مدعا علیہ کے کفیل ہونا ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سے وہ مال دلایا جاویگا۔ اگر ایک شخص کفیل ہوا اسکا کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلیگی تو ثمن میرے ذمہ ہے تو یہہ کفالت گویا اُس بیع کا مان لینا اور اقبال ہے (یعنے اگر پھر یہہ کفیل کہے کہ یہہ شی مین نے لی ہے تو نسنا جائیگا) بیعنامہ پر گواہی یا مہر کر دینی اُس بیع کا مان لینا نہین ہے (یہانتک کہ اگر یہہ گواہ دعوی کرے کہ بیع مین نے خریدی ہے تو سنا جائیگا کیونکہ گواہی اور مہر سے تو اتنا ہی ثابت ہے کہ عقد ہوئی خواہ کیسی ہی ہو فاسد یا باطل یا صحیح) اگر ایک شخص ضامن ہوا دوسرے کیطرف سے اوسکے زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے مین کوئی شی گرو رکہی یا آفات و حوادث کا ضامن ہوا (یعنے کہا کہ اگر حادثہ پڑیگا تو مجھپر ہے) یا کسی چیز کو شریکون مین بانٹنے کا ضامن ہوا تو یہہ ضمانت اور رہن وغیرہ سب جائز ہین کفیل اگر مکفول لہ سے کہے کہ مین فلان شخص کیطرف سے تیرے لئے اُن سو روپون کا ضامن ہون جو ایک مہینے مین اُسکو دینے تھے اور وہ کہے مہینہ کا وعدہ نہین ہے بلکہ حال مین دینے اوسپر چاہئین تو اسصورت مین ضامن کا قول معتبر ہے زید نے ایک لونڈی بیچی اور عمرو ضامن ہوا کہ اگر لونڈی کسی اور کی نکلیگی تو اسکے دام کا مین ضامن ہون اور لونڈی کسی اور کی نکلی تو زید عمرو سے مواخذہ نکرے جبتک کہ قاضی بائع پر حکم لونڈی کی

قیمت واپس کر دینے کا نکرے ❊

باب دو شخصونکے ضامن ہونے اور غلام کے ضامن ہونے اور غلام کیطرف سے ضامن ہونیکے بیانمین — دو شخص مشترک قرضدار ہین اور ہرایک دوسرے کا ضامن ہوا تو قرضخواہ کے واسطے تو جو کچھہ ایک ادا کرے اوسکو دوسرے سے نہین لے سکتا اگر ایک آدہے قرض سے زیادہ ادا کرے تو اوس زیادتی کو دوسرے سے لے سکتا ہے — اگر دو شخص ایک کے کفیل ہوئے تمام مال کے اور پھر بعد دونو آپسمین ایکدوسرے کے کفیل ہو تو جو کچھہ ایک ادا کرے اسکا آدھا دوسرے سے لے یا جو کچھہ ادا کیا ہے سب اصیل سے لے (اگر اوسکے حکم سے کفالت ہوتی ہو) اگر مدعی ان دو کفیلونمین سے ایک کو بری کر دے تو دوسرے سے سب مال لے سکتا ہے — دو شخصونمین شرکت مفاوضہ ہے اور دونو مقروض ہین اور شرکت مذکوران دونون نے توڑ ڈالی تو قرضخواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کر سکتا ہے اور ہرایک جبتک نصف سے زیادہ قرض ادا کرے دوسرے سے کچھہ نہین لے سکتا — اگر ایک شخص اپنے دو غلامونکو ایک ہی بار مکاتب کرے اور پھر دونو غلام آپسمین ایکدوسرے کے کفیل ہو جائین تو جو کچھہ ایک ادا کرے اوسکا آدھا دوسرے سے وصول کرے — اسی صورتمین کتابت کے بعد اگر مالک نے دونو مین سے ایک کو آزاد کر دیا تو جسکو نہین آزاد کیا اوسکا زر کتابت جس سے چاہے لے سکتا ہے (خواہ اوس آزاد یعنے معتق سے خواہ مکاتب سے اگر آزاد سے مالک لے تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکاتب سے لے تو وہ آزاد سے کچھہ نہین لے سکتا — جو شخص غلام کا ضامن ہوا اوس مال کا جو آزادی کے اوسپر واجب الادا ہو (یعنے اگر کوئی ضامن نہوتا تو بعد آزادی کے اوسپر تقاضا ہو سکتا) اسصورتمین وہ مال فی الحال واجب ہوگا آزادی پر موقوف نہین گو

خدم نے اسکو معین کیا ہو (کہ مجہیر اتنا چاہیے) ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دعویٰ کیا
کہ میرا ہی اور ایک شخص ضامن ہوگیا کہ تمہارا ہو گا تو مین دونگا پھر غلام مرگیا اور مدعی گواہ لایا
کہ یہ غلام میرا تہا تو ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی - اگر ایک شخص کسی غلام پر مال کا دعویٰ
کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کردینے کا کفیل ہو جاوے اور غلام مرجاوے تو حاضر ضامن
والا بری ہو جاویگا ضمانت سے - اگر غلام مالک کا ضامن ہوا اسکے حکم سے اور مالک نے
غلام کو آزاد کردیا اور غلام نے آزادی کے بعد وہ مال مدعی کو ادا کردیا یا مالک غلام کا
ضامن اُسکی اجازت سے ہوا اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کیطرف سے ادا کیا تو ان دونوں
صورتون مین غلام اور مالک ایکدوسرے سے مطالبہ نہین کرسکتے (کیونکہ آزادی سے پہلے اگر
ایک دوسرے کیطرف سے ادا کردیتا تو دوسرے سے کچہہ نہین لے سکتا تہا اسیطرح بعد
آزادی کے ہوگا واللہ اعلم ؟

كتابُ الحوالة

اسمین حوالہ کردینے کا بیان ہی - حوالہ کہتے ہین قرض کو ایک کے ذمہ سے دوسرے پر اتار
دینا قرض مین حوالہ درست ہی مگر عین مین یعنی معین چیز و عین درست نہین اگر محتال یعنے
قرضخواہ جسکے مال کو دوسرے پر اُتارا اور محتال علیہ جسپر اوتارا راضی ہون (تو حوالہ صحیح
ہوگا) بعد حوالہ کے مُحِیل یعنی قرضدار جسنے اپنے ذمہ سے اوتار دیا اُس قرض سے بری
ہو جائیگا اگر محتال اور محتال علیہ نے حوالہ قبول کیا - محتال محیل کے اوپر پھر تقاضا
نکرے لیکن اگر اوسکا حق ہلاک ہو جاوے اسطرح کہ محتال علیہ انکار کرے اور اس انکار پر قسم
کہالے اور اوسپر کوئی گواہ بھی حوالہ کے قبول کرنیکا نہو یا محتال علیہ مفلس ہوکے
مرجاوے تو اسصورت مین قرضخواہ اصل قرضدار سے رجوع کرسکتا ہی (کیونکہ جسپر قرض اُتارا

تھا اُس سے وصول نہوا) اگر محتال علیہ محیل سے وہ مال مانگے جو اوسپر اوتارا تھا اور محیل کہے
کہ (مین نے منت حوالہ نہین کیا تہا بلکہ) میرا جو تجہپر آتا تھا اوسکے بدلہ مین مین نے اپنا قرض
تجہپر اوتار دیا تھا تو (یہہ کہنا محیل کا معتبر نہوگا) ورنہ بقدر دین اسکو دینا پڑیگا اور محتال علیہ
کے ذمہ پر اسکا قرض ثابت نہوگا اور قول محتال علیہ کا ہی معتبر ہوگا) اگر محیل محتال سے کہے کہ
مین نے حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ محتال علیہ سے میرے واسطے روپیہ وصول کر اور محتال کہے کہ
تو نے میرے قرض کو اوسپر اوتارا تہا جو میرا تجہپر آتا تہا تو اسصورت مین محیل کا قول معتبر ہے
(یعنے فقط حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ثابت نہوگا) اگر محیل محتال علیہ ہو نہو کہ زید کے پاس
میری امانت ہی (اسکو لیکر محتال کا قرض جو مجہپر ہے ادا کر دے) تو یہہ حوالہ صحیح ہی پس اگر
ہلاک ہوگئی وہ امانت زید کے پاس تو محتال علیہ بری الذمہ ہوگیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر
تھا اور امانت ضائع ہوگئی تو اسکو اپنے پاس سے مال دینا نہین پڑیگا) مکروہ ہے سفاتج (اور
سفاتج جمع ہے سُفتجہ کی جو معرب ہی سفتہ کا یعنی قرض دینا اسطرح پر کہ خطرہ راہ دفع
کا نرہے جسطرح ہنڈوی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بھیجتے ہین سفتجہ کی اصل یہہ ہی کہ
ایک لاٹھی کو خالی کرکے اسمین مال رکھکر اپنے ہمراہ لیجاتے تھے تاکہ کسیکو خبر نہو اور
راہ کے خطرہ سے محفوظ رہے*

کتاب القضاء

اسمین قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہی- جو شخص گواہی کے قابل ہی وہی قاضی بھی ہو سکتا
ہے- فاسق قاضی ہو سکتا ہی جیسے گواہی دیسکتا ہی مگر مناسب نہین ہی کہ فاسق کو قاضی کیا
جاوے- اگر قاضی عادل ہو اور پہر بسبب رشوت لینے کے فاسق ہو جاوے تو عہدۂ قضا سے
معزول نہین ہو جائیگا لیکن لائق معزول کرنیکے ہو جائیگا اگر رشوت دیکر کوئی عہدہ قضا

ہیو ۔ تو قاضی ہوگا فاسق فتوی دینے کے قابل ہے (یعنے حکم شرعی مسائل فقہیہ مین بیان
بیان کر دی) اور ایک روایت مین فاسق قابل فتوی نہین چاہیے کہ قاضی بدمزاج
اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنیوالا نہو ۔ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیے جسکی پرہیزگاری
اور عقل اور صلاح اور سمجھ اور حدیث دانی اور صحابہ کے قول اور شریعت کی راہون کے
عالم ہونے پر اعتماد ہو مجتہد ہونا قاضی کے حق مین بہتر ہے (ایسا نہین کہ بدون اوسکے
عہدہ قضا درست نہو) مفتی کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے (جیسا قاضی ہو) ایسے شخص کو بہت
قضا کا اختیار کرنا مکروہ ہی جسکو اپنے ظلم کرنیکا خوف ہو اور جو ظلم کرنیکے خوف سے مامون
ہو تو اوسکے حق مین عہدہ قضا مکروہ نہین مگر قاضی ہو جانے کی خواہش نہین چاہیے
عہدہ قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیونکے یہان سے جو عادل بادشاہ کے ملک کا
غالب ہوگئے ہون لینا جائز ہے جو شخص قاضی کیا جاوے اوسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا
دفتر طلب کرے دفتر سے مراد وہ نوشتے ہین کہ جنمین دستخطی نوشتے اور محضر وغیرہ ہون ۔
اور چاہیے کہ قیدیونکو دیکھے جو قیدی اقرار کرے کسیکے حق کا یا اوسپر گواہ قائم ہون تو
وہ حق اوسپر لازم کردے اور نہین تو منادی پھروائے کہ جسکا اس قیدی پر دعوی ہو
وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہو تو اوس قیدی کو چھوڑ دے) اور قاضی امانتون مین اور
وقف کی پیداوار مین گواہون پر یا اقرار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہنے پر عمل کرے
لیکن اگر کوئی قابض و متصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھے یہ امانت یا وقف کا غلہ قاضی معزول نے
دیا ہے تو اسصورتمین قاضی معزول کا قول قبول کرے ۔ مسجد مین بیٹھکر یا اپنے گھر پر قاضی
کچہری کرے ۔ جو کوئی ہدیہ بھیجے قاضی کو اوسے پھیر دے ۔ مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار
یا جو قاضی ہونے سے پہلے بھیجا کرتا تھا بھیجے تو وہ قبول کرلے ۔ دعوت بھی قاضی کسیکی

قبول کری خصوصاً وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نمازِ جنازہ اور عیادتِ مریض
کے لئے قاضی کو جانا چاہیئے۔ مدعی مدعا علیہ دونوکو برابر بٹہاوی اور دونوکیطرف
برابر توجہ کرے اور ایک سی کان مین بات نکرے اور نہ اشارہ سی اونمین سے کسی سے
کچھہ کہی اور نہ کسیکو اونمین سی حجت سکہاے اور نہ کسیکی دعوت کرے اور نہ ہنسی کری
اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ سکہاوی **فصل** جب مدعیکا حق مدعا علیہ پر ثابت
ہوجاوی تو حکم کرے مدعا علیہ کو کہ جو کچھہ تجھپر ثابت ہوا مدعی کے حوالہ کر۔ اگر وہ دینی
سی انکار کری تو اوسکو قید کرے اِس حق کے بدلہ مین بشرطیکہ یہہ حق کسی شی کی قیمت ہو
(جو مدعی نے بیچی تھی) یا قرض ہو یا مہر معجل ہو یا ضمانت سی کچھہ مال لازم ہوا ہو۔ اِسکے سوا
اور حقون مین اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کا دعوی کری تو قید نکری پس اگر مدعی اوسکی امیری
ثابت کر دی تو قید کری جسقدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیون سی پوچھی اگر اوسکا
کوئی مال ظاہر نہو تو اوسکو چھوڑ دی مگر قرضخواہونکو اوس سی مواخذہ کرنے سی مانع
نہو (یعنے قرضخواہونکو اختیار ہے کہ باوجود اوسکے پاس مال نہ نکلنے کے اُس سی مواخذہ
کرین) اگر قید سی پہلے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوی تو اونکو قاضی نہ سُنی اگر دونو قسم
کے گواہ قائم ہون (یعنے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوی اور مدعی غیر مفلسی کے) تو غیر
مفلسی کے بہتر ہونگے۔ جو تونگر یعنی غیر مفلس مدعا علیہ مدعیکے حق کے دینی سے
انکار کری اُسکو ہمیشہ قید کرنا صحیح ہی (جبتک ادا کری) خاوند اپنی بیبی کے نفقہ کی بابت
قید کیا جاوی نہ باپ بیٹے کے قرض کے سبب سی (مگر اُسوقت کہ باپ اُسکی روٹی کپڑی
وغیرہ دینی سی انکار کرے)

باب بیان مین قاضی کے خط لکھنے کے دوسری قاضی (یا اور کسی کو) ایک قاضی دوسرے

قاضی کو سوای حدود قصاص کے اور حقوق کے باب مین لکہہ سکتا ہی اگر اُس قاضی کے پاس
گواہون نے گواہی دی کسی حاضر شخص پر تو یہہ قاضی دوسرے کو لکہے کہ مین نے گواہون
کی گواہی سے اُس پر یہہ حکم کیا ہی ایسی خط کو سجل کہتے ہین – اور اگر اوسکے پاس گواہ
گواہی موجود شخص پر ندین بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسرے قاضی کے علاقہ مین ہو
تو اُسکو حکم دینا درست نہین بلکہ گواہی کو لکہہ بہیجے کہ گواہ یون بیان کرتے ہین تاکہ
دوسرا قاضی بموجب اوسکے حکم کرے اسطرح کے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہین – مکتوب حکمی
حقیقت مین گواہی کا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نقل کرنا ہی – یہہ قاضی خط کو گواہون کے
روبرو پڑہے اور اوسپر اونکے سامنے مہر کرکے اونکو دیدے – پہر جب یہہ خط دوسرے
قاضی کے پاس پونہچے تو اس مہر کو دیکہے اور بغیر حاضر ہونے مدعا علیہ اور گواہون کے
اوسکو قبول نکرے پس اگر گواہ گواہی دین کہ یہہ خط فلان قاضی کا ہی اُسنے اپنی کچہری
مین ہمارے سپرد کیا ہی اور ہمارے روبرو پڑہا ہی اور اوسپر مہر کی ہے تو اُسکو کہولے اور
مدعا علیہ کے روبرو پڑہے اور جو خط مین ہو وہ اوسپر لازم کرے – خط جس قاضی کا ہی
اوسکے مرنے سے خواہ معزول ہونے سے یا جسکو لکہا ہی اُسکے مرنے سے باطل
ہو جائیگا ہان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد یہہ لکہا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون مین
جسکے پاس یہہ خط پونہچے وہ اوسکی تعمیل کرے تو مکتوب الیہ کے مرنے سے باطل نہوگا
جسکے باب مین خط لکہا گیا ہی اوسکے مرنیسے یہہ خط باطل نہوگا – سوای حدود قصاص کے
اور حکمونکی قضا عورت کرسکتی ہی – قاضی اپنا نائب کسیکو نکرے لیکن اگر اوسکو نائب کرنے
کا اختیار دیا گیا ہو تو نائب کرسکتا ہی بخلاف اُس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہی
(کہ اُسکو نائب کرنیکا اختیار ہی گو اُس سے نکہا گیا ہو) اگر قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا

حکم آوے تو اوسکی تعمیل کرے بشرطیکہ وہ حکم مخالف قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع
امت کے نہو۔ اگر جہوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کر دیا تو صحیح ہی عقد و فسخ مین اور فسخ مین
ظاہر مین بھی (یعنے قاضی اگر حکم کرے جہوٹی گواہی سے نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ
مین تو یہہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن دونو مین یعنی اُس چیز سے نفع لینا حلال ہوجاوے گا
نہ املاک مُرسلہ مین (یعنے اُن ملکوں کے دعوی مین کہ مدعی سبب ملکیت کا دعوی نکرے صرف ظاہر
مین حکم جاری ہوگا باطن مین نہوگا۔ مثلاً زید نے دعوی کیا ایکعورت پر نکاح کا اور وہ
دوسرے کے نکاح مین ہے اور یہہ بیان نکیا کہ شوہر نے اُسکو چہوڑ دیا ہے اور قاضی نے جہوٹی
گواہی سے مدعی کو وہ عورت دلادی تو اُسکی صحبت اُسکو صحیح نہین اِسلئے کہ اپنا نکاح مطلق
بیان کیا تہا شوہر کی طلاق کو جو سبب ملک تہی بیان نہین کیا تہا اور اِس مسئلہ مین امام
شافعی کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی یہہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے
ایک شخص نے ایکعورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جہوٹے گواہ قائم کیے حضرت علی نے وہ
عورت اُسکو دلادی عورت نے کہا یا امیر المومنین میرا نکاح اِس سے کر دیجے آپ نے فرمایا
اِن دونو گواہون نے نکاح کر دیا یعنی پہلا حکم جاری ہوگیا ظاہر اور باطن مین اور قاضی
کا حکم ایک نیا عقد پیدا کر دیتا ہے جس جگہہ نیا عقد ہونا ممکن ہو اور جس جگہہ نیا عقد نہو سکتا ہو
وہان البتہ حکم قاضی سے نیا عقد نہو گا مثلاً عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا عدت کی
ذی رحم محرم ہو تو قاضی کے حکم سے نکاح نہوگا واللہ اعلم) غائب پر قاضی حکم نکرے
جبتک اُسکا قائم مقام حاضر نہو جیسے وکیل یا وصی یا وہ چیز جسکا غائب پر دعوی کرتا
ہے سبب ہو اُس چیز کا جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہے مثلاً دعوی کرے ایک چیز معین کا جو ایک
حاضر کے قبضہ مین ہے یون کہکر کہ یہہ مین نے فلان غائب سے خریدی ہے (کیونکہ خریدنا

مذہب سے سبب ہی کہ وصی کا جانا نہیں پڑے) تو قاضی کو اختیار ہی کہ یتیم کا مال کسی کو قرض دیدے
اور اسکا خط لکھ لے نہ وصی اور باپ کو (یعنے وصی کو یتیم کا مال اور باپ کو چھوٹے لڑکے
کا مال قرض دینے کا اختیار نہیں ہے

باب پنچ بدنے کے بیان میں - اگر دو شخصوں نے ایک کو پنچ بدا لیا اور اس نے
فیصلہ کر دی پس اُس پنچ نے گواہوں سے یا اقرار سے یا قسم سے انکار کر جانے پر سوا حدود
و قصاص اور دیت کے جو کہ قاتل کے کنبے پر پڑتی ہے اور مقدموں میں حکم کیا تو حکم
اسکا صحیح ہے اگر وہ قاضی ہونیکے قابل ہو (یعنے قاضی کی صفتیں اُسمین موجود ہوں) اور
پنچ بدنیوالوں کو پنچ کے حکم سے پہلے پنچایت سے پھر جانا درست ہے پس اگر پنچ حکم
کر چکا تو پھر حکم لازم ہوگیا دونوں پر - قاضی پنچ کے حکم کو جاری کرے اگر اوسکا
حکم اوسکے مذہب کے موافق ہو اور اگر نہو تو اوسکو باطل کر دے - اگر پنچ نے اپنے ماں
باپ اور زن و فرزند کے نفع کا کوئی حکم کیا تو پھر حکم باطل ہے جیسے قاضی کا حکم انکے
کے نفع کا باطل ہے بخلاف اُس حکم کے کہ پنچ ماں باپ یا زن و فرزند کے ضرر کا کرے
وہ حکم صحیح ہوگا

متفرق مسائل نیچے کا رہنے والا بغیر رضامندی بالاخانہ والے کے گھر میں میخ
نہ گاڑے نہ سوراخ کرے - اگر ایک لمبی گلی ہے کہ اوسمیں سے اور گلی نکلی ہے اور سیدھا
ہوئی مگر راہ اوسمیں نہیں ہے (یعنے غیر نافذہ ہے) تو پہلی گلی کا رہنے والا اوس کوچہ
غیر نافذہ میں دروازہ نہیں نکال سکتا ہے بخلاف اوسکے کہ دوسری گلی گول ہو کہ اوسمیں
دروازہ نکال سکتا ہے صورت اسکی یہہ ہے

گلی سے آگے گلی لمبی

گول گلی

اگر ایسے گھر کا دعوی کیا جو دوسرے کے پاس ہے اس طرح

کہ اوسنے مجکو ایکوقت مین یہہ گہر ہبہ کردیا تہا پہر اُس سے گواہ مانگی گئی تو کہا کہ مدعا علیہ نے گہر کے ہبہ کرنے سے انکار کیا تہا تو مین نے یہہ گہر اُس سے خرید لیا تہا اور خرید کے گواہ لاوے تو جس وقت ہبہ لینے کا دعوی کیا تہا اُس سے پہلے اگر خرید نیکے گواہ ہین تو قبول نہونگے اور اگر بعد کے ہین تو مقبول ہونگے — زید کے پاس ایک لونڈی ہے اُسنے عمرو سے کہا کہ تو نے مجہہ سے یہہ لونڈی خریدی تہی اور عمرو نے خرید نے سے انکار کیا (تو بائع یعنے زید کو اُس سے صحبت کرنی درست ہے بشرطیکہ عمرو نے جہگڑا چہوڑ دیا ہے — ایک شخص اقرار کرے کہ مین نے فلانے سے دس روپیہ لئے تہے پہر کہے کہ کہوٹے تہے تو قسم کہانیکے بعد اُسکا اعتبار کیا جاویگا — جو کہے دوسرے سے کہ مجہپر تیرے ہزار روپے آتے ہین اور دوسرا اوسکے کہنے کو رد کرے اور پہر مان لے تو اب اقرار کرنیوالے پر کچہہ لازم نہوویگا (کیونکہ دوسرے نے پہلی بار تو اوسکے اقرار کو نمانا تو اب ماننے سے اوسپر کچہہ ثابت نہوگا) جو شخص دوسرے پر مال کا دعوی کرے اور مدعا علیہ کہے کہ میرے اوپر تیرا کبہی کچہہ نہین تہا اور مدعی گواہ لاوے ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لاوے اُن ہزار کے ادا کر دینے کے یا بخشدینے کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کئے جاوینگے اور اگر مدعا علیہ یہہ بہی کہتا کہ مین تجکو پہچانتا ہی نہین تو یہہ گواہ نہ قبول کئے جاتے — زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ تو نے اپنی لونڈی میرے ہاتہہ بیچی ہے اور عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتہہ نہین بیچی پس زید گواہ لا یا بیچے خرید نے کے اور قاضی نے وہ لونڈی زید کو دلوا دی اور اوسمین اوسنے کوئی عیب پایا پس عمرو نے گواہ گذرانے کہ زید لونڈی کے ہر عیب سے مجکو بری الذمہ کر چکا تہا تو یہہ عمرو کے گواہ مقبول نہونگے — جس اقرار نامہ یا وعدہ کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہوگا وہ باطل ہے — ایک ذمی مرا اور اوسکی بیبی نے کہا کہ مین اوسکے مرنیکے پیچہے مسلمان ہو گئی

اور ان جاوندی کی میراث مجھکو ملنی چاہیئے اور ذمی بیٹے وارثون نے کہا کہ عورت پیچھے
مسلمان ہوگئی تھی تو وارثون کا قول معتبر ہوگا (اور عورتکو میراث نملیگی) زید کے پاس
عمرو کی کچھ امانت تھی اور عمرو مرگیا زید نے خالد کو کہا کہ یہ عمرو کا بیٹا ہی اور عمرو کا
اسکے سوا اور کوئی وارث نہیں ہے تو وہ امانت خالد کو دیدیگا اور اگر پیچھے زید کے بعد
زید بکر کو بتاوے کہ یہ بھی عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کہے کہ تو جھوٹا ہے تو وہ مال امانت
(بکر کو نہیں مل سکتا) خالد ہی کو ملیگا۔ اگر کسیکی میراث اسکے وارثون یا قرضخواہون پر
بانٹی جاوے تو اون سے (اسکی ضمانت نہ لیجاوے) (کہ اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا
ہوگا تو اسکا حصہ پھیرنا ہوگا) زید نے ایک گھر کا اسطرح دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کا
تھا اور وہ مرگیا مین اور میرا بھائی جو یہان نہین ہی اسکے وارث ہین اور اسپر گواہ
گذرے تو زید کو فقط آدھا گھر ملیگا (دوسرے بھائی کا حصہ جو غائب ہے نہین ملیگا) ایک شخص نے کہا کہ
میرا مال یا جسکا مین مالک ہون فقیرون پر صدقہ ہی یہ کہنا اسکی انھی مالون مین جاری ہوگا جسمین زکوٰۃ
واجب ہوتی ہو (یعنی حاجت سے زائد اور بڑہنے والی چیزون پر حکم صدقہ کا کیا جاویگا
خواہ تھوڑی ہون یا بہت اونکے غیر مین جاری نہوگا جیسے سواری کے گھوڑے اور
اسباب ضروری) ایک شخص کو کوئی وصیت کرگیا اور وصی یہ نہین جانتا کہ کس بات
مین وصیت کی تھی اوسکا وصی ہونا صحیح ہی بخلاف وکیل کے کہ اگر وکیل یہ نہین جانتا
کہ کس چیز کا وکیل کیا تو وکالت صحیح نہین) اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی دے تو اوسکو
تصرف کرنا موکل کے مال مین صحیح ہی (خبر دینے والا آزاد ہو یا غلام لڑکا ہو یا بڑا عادل
ہو یا مستور) معزول ہونا وکیل کا بغیر خبر دینے ایک مرد عادل یا دو مرد مستور الحال کے
ثابت نہین ہوتا جیسے مالک کو غلام کے تقصیر کی خبر دینی اور شفیع کو بیع شفعہ کی خبر

دیتی اور کنواری لڑکی کو اوسکے نکاح کی خبر دینی اور اوس مسلمان کو جو دار الحرب سے
دار الاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خبر دینی (کہ ان سب مین ایکہ دو عادل یا ایک مستور
الحال کا خبر دینا شرط ہے یعنی اگر ایکہ اسیطرحکا خبر دیگا تو اوسکا ماننا ضرور ہوگا اگر
عادل کی خبر خواہ دو مستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلا مالک کو اگر عادل نے
کہا کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اوس قصور کا تاوان آویگا اسیطرح اور
مسائل کو سمجھنا چاہیے) قاضی یا قاضی کا امین اگر کسیکے غلام کو اوسکے قرضخواہوں کے
لئے بیچکر مشتری سے قیمت لیلے اور وہ قیمت تلف ہوجاوے اور غلام کسی اور کا
نکلے تو قاضی یا امین قیمت کے ضامن نہین مشتری قرضخواہون سے غلام کی قیمت
جنکے واسطے بیچا تہا لے اگر قاضی کسیکے وصی کو حکم کرے کہ اوسکے غلام کو قرضخواہون
کے لئے بیچڈال اور غلام کسی اور کا نکلا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے مرگیا اور قیمت
ضائع ہوگئی تو مشتری قیمت وصی سے لے اور وصی قرضخواہون سے (جنکے واسطے بیچا تھا)
اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہے کہ اس شخص پر مین نے حکم کیا ہے سنگسار ہونیکا یا ہاتھہ
کاٹنے کا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کردے تو قاضی کے حکم کی تعمیل اس شخص کو جائز ہے
- اگر معزول قاضی کسی سے کہے کہ مین نے جو تجہہ سے ہزار روپیہ لئے ہین تو فلان مقدمہ
مین جو زید کے روپیہ مین نے تجہپر ثابت کئے تھے اوسکو دیدیے اور وہ کہے کہ تو نے
مجہہ سے ہزار براہ ظلم لئے ہین تو قاضی کا قول معتبر ہوگا (اور اس شخص کے ہزار کا ذمہ دار
نہوگا) اسیطرح اگر کسی سے قاضی کہے کہ مین نے حق پر تیرے ہاتھہ کاٹنے کا حکم دیا تہا
(یعنے بسبب چوری کے اور وہ کہے کہ میرے ہاتھہ تو نے ظلم سے کاٹے ہین
تب بھی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن یہہ دونو صورتین) اسحال مین (ہین کہ ہاتھہ

کیا ہو شخص اور جس سے مال لیا گیا ہے وہ اقرار کرے کہ قاضی ہونے کی حالت میں
کا اسنے یا مال لیا ہے تو ضمان نہیں ہے

کتاب الشہادۃ

اسمین گواہی کا بیان ہے۔ گواہی کہتے ہیں کسی حال کی خبر دینے کو انکھون سے
نہ فقط اٹکل اور گمان سے۔ اگر مدعی کسیکو گواہی کے لئے طلب کرے تو گواہی
لازم ہے۔ حدود کی گواہی کا چھپانا مستحب ہے۔ چوری کی گواہی میں یہ کہے کہ
شخص نے مال لیا یوں نہ کہے کہ چورایا تاکہ مال ثابت ہو جاوے اور ہاتھ کاٹنا لازم
زنا کے ثبوت کیواسطے چار مرد کی گواہی ضرور ہے اور باقی حدود اور قصاص میں
دو مرد کی کافی ہے اور ولادت اور بکارت اور عورتون کے ان عیبون کے
جنپر مرد مطلع نہیں ہوتے ہیں ایک عورت کی گواہی کافی ہے اسکے سوا امور میں دو مرد
اور دو عورتون کی گواہی چاہئیے اور سب میں گواہ کا عادل ہونا اور گواہی کا لفظ ادا
کہنا شرط ہے خواہ گواہ مرد ہو خواہ عورت۔ قاضی کو [illegible] سے کچھ شبہ ہو تو ظاہر
گواہون کا حال جملہ حقوق کے مقدمات میں تحقیق کرے کہ گواہی کے قابل ہیں
(صاحبین کے نزدیک یہی مفتی بہ ہے) [illegible] اگر مدعی کے گواہ کو عادل بتادے تو اسکا امر
نہیں۔ گواہون کی عدالت کے تحقیق کرنے کو اور قاصد بھیجنے اور ترجمہ کرنیکے
(یعنی دوسرے شخص کی زبان سمجھانے کیلئے) ایک شخص کافی ہے (یعنے اگر قاضی
ہی شخص سے گواہ کا حال تحقیق کرنے کو ایک آدمی کو مزکی کے پاس بھیجے یا
کی زبان کا ترجمہ ایک شخص کردے تو جائز ہے دو کی ضرورت نہیں) درست
کو گواہی دیتے سنتی ہو [illegible] اور دیکھی ہوئی چیز کی جیسے بیع یا اقرار یا حاکم کا حکم

چھین لینا یا مار ڈالنا ہی گواہ جسکو کسی نے گواہ کیا ہو مگر دوسرے کی گواہی نپر
گواہی نہ دے جبتک کہ اوسکو اوس گواہی پر گواہ نکیا جاوے ۔ قاضی اور گواہ اور
راوی کسی نوشتہ پر عمل نکرین جبتک کہ وہ مقدمہ یاد نہو۔ ایسی چیز کی گواہی
نہ دے جسکو نہ دیکھا ہو سواے ان چیزون کے نسب موت نکاح صحبت کرنا
عورت سے حکومت قاضی کا اصل وقف کرنا کسی چیز کا کہ ان چیزون مین کسی معتبر سے سنکر
گواہی دیسکتا ہی (مگر وقف کرنیوالے نے جو وقف مین شرطین کی ہون اونکو غیر سے
سنکر گواہی نہ دینی چاہیے) جسکے ہاتھہ مین کوئی چیز سواے غلام لونڈی کے دیکھی اوسکی
گواہی دیسکتا ہی کہ یہہ اوسکی ہے ۔ ان مسئلو نمین اگر قاضی سے صاف صاف کہدے
مین سنکر گواہی دیتا ہون یا قبضہ دیکھکر تو قبول نہوگی ۔ اگر کوئی گواہی دے کہ مین
فلانے کے دفن مین یا نماز جنازہ مین حاضر تھا تو یہہ موت کے دیکھنے کی برابر ہے
یہانتک کہ ایسی گواہی اگر قاضی کے سامنے بیان کرے تو قاضی اوسکو قبول کرے (واللہ اعلم

باب اون شخصون کے بیانمین جنکی گواہی مقبول ہی اور جنکی غیر مقبول ۔

اندھے اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہین ہان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی یا
نابالغی مین گواہ ہوئے اور آزادی اور بلوغ کیوقت مین گواہی دین تو مقبول ہوگی ۔
جسکو حد ماری گئی ہو گالی دینے پر گو اوسنے توبہ کرلی ہو اوسکی گواہی مقبول نہین لیکن
اگر کفر کی حالتمین اوسپر یہہ حد لگی اور پھر وہ مسلمان ہوگیا ہو تو مقبول ہے لڑکے کی گواہی
مان باپ دادے دادی نانی نانا کی گواہی درست نہین ہے اور اوسکے برعکس بھی نہین
درست ہے (یعنے مان باپ وغیرہما کی گواہی بیٹے پوتے نواسے کیواسطے بھی نہین صحیح ہے)
جورو خاوند ایکدوسرے کے گواہ نہین ہوسکتے مالک اپنے غلام لونڈی اور مکاتب کا گواہ

نہین ہوسکتا ہی — ایک شریک دوسری شریک کا شرکت کے باب مین گواہ نہین ہوسکتا
مخنث اور نوحہ کرنیوالی اور گانیوالی کی گواہی مقبول نہین — دشمن جسکی دشمنی اگر یہ
دنیا ہی کیواسطی ہو اور دائم الخمر جو (وہ اکیواسطی شراب نہ پیتا ہو بلکہ) کہیل کے لئی پیتا
ہو ان دونو کی گواہی نہ مانی جاویگی اور جانورون سی کہیلنے والے (مثلاً کبوتر باز و مرغ
وغیرہ) اور لوگونکے سنانیکو گانیوالے اور ایسی گناہ کرنیوالے جسپر حد جاری ہوتی
ہے یا ننگے حمام مین نہانے والے یا سود کہانیوالے یا جوسر اور شطرنج پر کہیلنیوالے
یا ان دونو کے سبب سی نماز کہو دینے والے یا آدمیونکی راہ مین پیشاب کرنیوالے یا
راہ مین کہانیوالے یا اگلے لوگونکو علانیہ برا کہنے والے (جیسے اصحاب رسول اللہ صلعم
وغیرہم کو انمین سے کسی) کی گواہی مقبول نہین — مقبول ہوگی گواہی ایک شخص کی اپنی
بہائی یا چچا یا دودہ کی مان یا باپ کے لئی یا اپنی ساس یا بیبی کے بیٹے یا داماد یا بہو
یا باپ کی بیبی کیواسطے — صحیح ہے گواہی اہل ہوا یعنی بد مذہب کی مگر فرقہ خطابیہ کی
(کہ یہ لوگ رافضی ہوتے ہین) جائز نہین (اسلئی کہ انکے نزدیک مدعی کی قسم کے لحاظ
سی جہوٹی گواہی درست ہی) ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی حربی پر جائز ہی مگر حربی
کی ذمی پر درست نہین صحیح ہی گواہی گناہ صغیرہ کرنیوالیکی اگر کبیرہ سی بچے اور ختنہ نکی
ہونے کی اور اختہ یعنی خصی اور حرامی اور خنثے کی (جسکے مرد و عورت دونو کی علامت
ہو) اور بادشاہی عاملونکی (جو ظالم نہون) اور آزاد کئے ہوے کی گواہی آزاد کرنی
والے کیواسطے درست ہی — اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے باپ نے وصی
کیا تہا اور وہ بہی اقرار کرے وصی ہونیکا تو یہ گواہی درست ہوگی (اور وہ شخص وصی
ہوگا) اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون گواہی دین کہ اس شخص کو

اپنا قرضہ لینے کا وکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار وکالت کا کرے یا نکرے گواہی مقبول نہوگی - قاضی گواہوں پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو نہ سنے (جیسے کہیں کہ گواہ گواہی کے قابل نہیں ہیں مگر ایسے طعنہ کو جو بدلیل حق اللہ یا حق العباد ہو سنے) جو شخص گواہی دے اور کچہری سے جانیکے پہلے کہے کہ میں نے بعض گواہی میں وہم کیا ہے تو یہہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہو ❊

باب دو گواہونکی گواہی کے اختلاف کے بیان میں

گواہی اگر دعوی کے موافق ہو تو قبول ہوگی ورنہ نہیں - مدعی نے ایک گھر کا دعوی بسبب وراثت کے یا خرید کے باعث کیا اور اسکے گواہوں نے گواہی دی کہ یہہ گھر کا مالک ہے سبب نہ بیان کیا تو یہہ گواہی بیکار ہے اور برعکس اسکے صحیح ہے (یعنے مدعی نے فقط ایک گھر کے مالک ہونیکا دعوی کیا اور گواہوں نے کہا کہ ورثہ کے سبب سے یا خرید کے سبب سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دونو گواہونکا اظہار متفق چاہیئے لفظا اور معنی میں پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو مقبول نہوگی اسیطرح تین اگر دوسرے نے ڈیڑہ ہزار کی گواہی دی اور دعوی بھی ڈیڑہ ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی - دونو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے یہہ بھی کہا کہ پانسو مدعا علیہ نے ادا کر دئے ہیں تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی نسبی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اسکے ساتھہ پانسو ادا ہونے کی گواہی دے تو مانی جاویگی مگر چاہیئے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی میں بیان نکرے جبتک کہ مدعی وصول کا اقبال نکرے - دو شخص گواہی دیں کہ مدعی کے ہزار قرض ہیں اور ایک ان میں سے یہہ کہے کہ وہ ادا بھی ہوگئے ہیں تو یہہ گواہی قرض دینے پر جائز ہوگی (مگر

یعنی والیکو اس سے ادا کرنا لازم نہوگا کیونکہ احتمال ادا کا ہے) اگر دو آدمی گواہی دین
کہ فلانے نے عید اضحی کے روز مکہ مین زید کو مار ڈالا اور دوسرا کہے کہ عید اضحی کے
دن مصر مین مار ڈالا تو دونو کی مقبول نہوگی۔ ایسی صورتمین اگر ایک گواہی پر حکم ہوگیا
بعد دوسری سے پہلے تو دوسری باطل ہے۔ دو شخصون نے گواہی دی ایک گائے
کی چوری پڑا ور گواہ کے رنگ مین اختلاف کیا تو چور کا ہاتھہ کاٹا جاویگا بخلاف اسکی
کہ نرا ور مادہ ہونے مین اختلاف ہو یا رنگ ہی مین اختلاف ہو چھین لینے کے مقدمہ مین
چوری کے کہ ان دونو صورتونمین گواہی مقبول نہوگی اور ہاتھہ نہ کٹیگا۔ ایک شخص
نے دوسرے شخص کے لئے گواہی دی کہ اسنے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدا ہے اور
دوسرے گواہ نے کہا کہ ڈیڑہ ہزار کو خریدا ہے تو گواہی باطل ہے اسیطرح کتابت
اور خلع مین روپیہ کی تعداد کے اختلاف سے گواہی نمانی جاویگی لیکن نکاح تعداد مہر
کے اختلاف کیصورتمین ہزار پر ثابت ہوجاویگا۔ جو مورث کا مال ہے اوسکے وارث کو
نہ دلایا جاویگا جبتک یہہ ثابت نہو کہ وارث کی ملک مین آگیا (یعنے اگر گواہ گواہی
دین کہ فلان میت اس چیز کا مالک تہا تو قاضی حکم نہ دیگا کہ اس شی کو اسکے وارثونکو
دیدین جبتک یہہ نہ کہین کہ مورث مرگیا اور اس چیز کو وارث کی میراث چھوڑ گیا) لیکن
اگر گواہی دین کہ میت مرنے کیوقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کیوقت لینے
والے نے اس سے مانگ کر اپنا تصرف کر لیا تھا (کہ یہہ بھی حقیقت مین میت کا تصرف
ہی تو مرنے کیوقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہونے سے بھی قاضی وارثونکو
دلاسکتا ہے) اگر گواہی دین کہ یہہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ مین ایک مہینے سے یا
ایک برس سے ہی تو یہہ گواہی مقبول نہوگی (یعنے اوسکی ملک ثابت نہوگی مثلاً زید

نے عمرو کی شے پر دعوی کیا کہ میری ہی اور گواہون نے زید کی گواہی دی کہ ہم نے
شیٔ ایک مہینے سے یعنی زید کے پاس دیکھی ہی تو اس سے وہ شیٔ زید کو دلائی جائیگی
کیونکہ احتمال ہی کہ زید کے پاس منگنی پر ہو) اور اگر مدعا علیہ اقرار کرے کہ یہہ مال
مدعی کے پاس ایک مہینے سے ہی یا مدعا علیہ کے اس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی
اسکو مدعی کو دلوا دے ۞

باب گواہی پر گواہی دینے کے بیان مین - ایسے معاملون مین جو شبہہ سے باطل
نہین ہوتے ہین (یعنے سوا حد اور قصاص کے) گواہی پر گواہی مانی جاویگی اور
اوسمین بھی یہہ شرط ہی کہ اصلی فرد دو گواہون مین سے ہر ایک کی گواہی پر دو مرد
گواہی دین اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک مرد کی گواہی مقبول نہوگی - گواہ فرعی
(یعنے گواہی پر گواہ) پکڑنیکا طریقہ یہہ ہی کہ اصل گواہ (فرعی سے یون) کہے کہ گواہ
رہ میری گواہی کا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے اقرار کیا اسبات
کا (ایسی گواہی کے ادا کا یہہ طریقہ ہی کہ) فرعی گواہ یون کہے کہ گواہی دیتا ہون مین
کہ اصل گواہ نے مجکو گواہ پکڑا ہی اپنی اس گواہی کا کہ فلان شخص نے فلان
امر کا اقرار اصیل کے سامنے کیا اور اصیل نے مجھ سے کہدیا ہی کہ تو میری گواہی ہونے
کا گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول ہوگی جبتک کہ اصل نہ مرے یا بیمار نہو یا سفر
نکرے - اگر فرع کے گواہ اصیل گواہونکا عدل ہونا بھی بیان کرین تو انکی عدالت ثابت
ہو جاویگی ورنہ قاضی اور ون سے اونکا حال پوچھے - اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے
انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہے - اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم سے
بکر اور خالد نے کہا کہ فلان شخص کے فلان عورت پر جو فلانے کی بیٹی ہی اور فلانے

اُلہرانی دیدیا آسکتے ہین اور جہم یعنی بکر او خالد اوسکو پہچانتے ہین تو اسعورت
مین اگر مدعی ایکعورت کو لاوے اور زید وعمرو کہین کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے ہین کہ
یہہ وہی مدعا علیہا ہی یا کوئی اور تو مدعی سے کہا جاویگا کہ اور گواہ لا اسکے کہ
یہہ عورت وہی ہے جو تیری مدعا علیہا ہی اسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے
قاضی کیطرف جاوے اگر خط لیجانیوالے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہون تو دوسرا
قاضی مدعی سے کہیگا کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہی میرا مدعا علیہ ہے) اگر ان صورتون مین فرع کے
گواہ یون کہین فلان عورت قبیلہ بنی تمیم سے ہی (یعنی اوپر کا قبیلہ بتلاوین) تو کافی نہوگا
جبتک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص چھوٹے قبیلہ کو ذکر نکرین (اسلئے کہ اوپر کی
قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہین ہوتی مثلاً اگر صدیقی کہدین تو پہچان نہوگی جبتک کہ
اُسکے باپ دادے کا خاص لقب جو چند پشت سے ہوجایا کرتا ہی بیان نکیا جاوے) اگر
ایک گواہ نے اقرار کیا کہ مین نے جھوٹی گواہی دی تھی تو اوسکو شہر و بازارون مین تشہیر
کیا جاوے تعزیر نکیا جاوے*

باب گواہی سے پھر جانیکے بیانمین - گواہ کو گواہی سے پھرنا درست نہین مگر قاضی
کے روبرو - اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونو گواہ پھر گئے تو قاضی انکی گواہی
کے بموجب حکم ندے حکم کے بعد پھر جانے سے حکم نہ ٹوٹیگا - اسصورت مین اگر مدعی نے
مدعا علیہ سے کچھ لیلیا ہی دین ہو یا عین تو جتنا مدعا علیہ کو دینا پڑا ہو وہ دونو گواہ
سے بھر لے (یعنے قاضی اُن سے دلادے) اگر ایک پھر گیا تو مدعا علیہ کے آدہے مال
کا ضامن ہوگا جتنے گواہ گواہی سے نہ پھرین شمار انکی معتبر ہے پھرنیوالونکی گنتی معتبر
نہین مثلاً اگر تین گواہ ہون انمین سے ایک پھر گیا تو اُسکو کچھ دینا نہ آویگا (اسلئے کہ دو گواہ

نہین پہیرے مال مدعا علیہ کے ذمہ مین دو کی گواہی سے بھی ثابت ہی) اور اگر دوسرا
اور پہر جاوے تو ان دونو پہرنے والونکو آدہا مال دینا پڑیگا (کیونکہ جو نہین پہرا ہی
وہ ایک ہی اُس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف ان دونو سے لیا جاویگا) اگر دو
عورتون اور ایکمرد نے گواہی دی اور ایکعورت پہر گئی تو وہ چہارم مال کی ضامن
ہوگی اور دونو پہر گئین تو آدہے مال کی دونو ضامن ہونگے - اگر ایکمرد اور دس
عورتین گواہ ہین اور آٹھ پہر گئین تو انپر کچہہ نہین ہے اور نو پہرین تو انپر چہارم
ہے اور اگر سب عورتین مع مرد پہر گئین تو نقصان کے چہہ حصے برابر ہوکر (ایک
حصہ مرد پر اور پانچ حصے عورتونپر پڑینگے (کیونکہ دو دو عورتین ایک ایک مرد کے
برابر ہین تو گویا دس عورتین بجای پانچ مردون کے ہوئین اور ایکمرد گواہ تہا تو کل
گویا چہہ مرد ہوے) اگر گواہی دین دو مرد ایکمرد پر یا ایکعورت پر اسمضمونکی کہ مہر مثل
پر نکاح کیا ہی اور پہر اس گواہی سے پہر جاوین تو کسی چیز کے ضامن نہونگے لیکن
اگر مہر مثل سے زیادہ کی گواہی دی تہی تو زیادتی کی مقدار کا تاوان دینگے - اور
(اگر بیع (کے باب) مین (قیمت مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پہر جانے پر
کچہہ ندینا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہے تو جسقدر مبیع کی قیمت سے کم ہوگی اسقدر
بائع کے لئے ضامن ہونگے صحبت سے پہلے طلاق کے دونو گواہ اگر پہر جاوین تو نصف
مہر کے ضامن ہونگے اور اگر طلاق کے بعد صحبت کے گواہ پہر جاوینگے تو انکو کچہہ
ضمان ندینا ہوگا اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پہر جاوین تو اسکی قیمت دینی
پڑیگی - اگر خون کی گواہی سے پہر جاوین تو خونبہا مقتول کا ان سے بہر لیا جاویگا
مگر قصاص مین مارے نجاوینگے - اگر فرع کے گواہ جنہون نے اورون کے گواہ

ہونے کی گواہی دی ہو پہر جاویگے تو وہی ضامن ہونگے بشرطیکہ اصل کے
گواہ یون کہین کہ ہمنے انکو اپنی گواہی پر گواہ کیا تہا یا یون کہین کہ ہمنے انکو گواہ
بنانے میں شک کیا تہا مگر ہمسے غلطی ہوئی تہی۔ اگر اصل و فرع دونون کے گواہ پہر جاوین
تو ضامن فقط فرع کے گواہ ہونگے اور اونکے اس کہنے پر التفات نکیا جاویگا کہ
ہمسے اصل کے گواہون نے جہوٹ کہا تہا یا غلطی کی تہی جس شخص نے گواہون
کی عدالت کی تحقیقات کی پہر اوس سے پہر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا۔ ایسی
قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہوا اور زنا کے گواہ ضامن ہونگے لیکن زانی کے
محصن ہونیکے گواہ اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچہہ تاوان نہ دینگے (یعنے اگر چار
گواہون نے کسیکے زنا کی گواہی دی اور دو دیگر دو گواہون نے اوسکے محصن ہونیکی
گواہی دی جس سے سنگساری لازم ہوئی اور پہر یہہ سب گواہی سے پہر گئے تو سنگسار
کئے ہوئے شخص کا خونبہا زنا کے چارون گواہون پر پڑیگا نہ محصن ہونیکی دو گواہون
پر اور شرط کے واقع ہونے کی صورت یہہ ہے کہ دو گواہون نے کہا کہ زید نے اپنے
غلام سے کہا تہا کہ اگر تو گہر مین جائے تو آزاد ہے اور دو گواہون نے گواہی دی
کہ وہ غلام گہر مین گیا پہر چارون گواہ پہر گئے تو پہلے دو گواہ غلام کی قیمت
کے ضامن ہونگے نہ دوسرے)

تمت کتاب الشہادۃ

کتاب الوکالۃ

اسمین وکیل کرنیکا بیان ہے۔ وکیل کرنا صحیح ہے اور معنی اوسکے یہہ مین کہ دوسرے
کو اپنی ذات کے قائم مقام کر دینا ایسے تصرف مین جسکا خود موکل کو اختیار
ہے خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جسکو معاملات کرنیکے لئے مالک کا حکم نہین بشرطیکہ

وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو۔ جو معاملات موکل خود کرسکتا ہی اونہین وکیل
کو اپنی قائم مقام کرسکتا ہی اور (وکیل کرنا اپنے) جواب وسوال کیواسطی حقوق مین
طرفثانی کی رضامندی سی (درست ہی) لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غائب ہو تین منزل
کے عرصہ سی یا اُسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پردہ نشین ہو تو (ان صورتو نمین
طرفثانی کی) رضامندی ضرور نہین اور (اسیطرح صحیح ہی وکیل کرنا) کوئی حق دینی یا لینی
کیواسطی سوا حد اور قصاص کے اگر موکل غائب ہو (اور اگر اس مجلس مین حاضر ہو تو
وکیل کرنا حد اور قصاص لینی کیواسطی بھی صحیح ہی کیونکہ موکل کے ہوتے ہوئی وکیل کا
کچھہ اعتبار نہین توگویا یہہ امور موکل ہی نے کئی) جس عقد کو وکیل اپنی طرف نسبت
کرے مثلاً بیچنا یا ٹھیکہ دینا یا اقرار سی صلح کرنا تو اس عقد کے حقوق وکیل سی متعلق
ہوجائینگے اگر وکیل وہ غلام نہو جسکو معاملہ کرنیکے لئی مالک کا حکم نہین۔ اور
حقوق یہہ ہین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اوسکی قیمت لینی یا مبیع کسی اور کی نکلی تو بائع
سے قیمت پھیر لینی یا مبیع کے عیب مین جھگڑنا (یہہ سب معاملات وکیل سی متعلق
ہوتے ہین) اور ملک موکل کی ثابت ہوتی ہی معاملہ کے شروع ہی سی یہانتک کہ
اگر وکیل اپنی رشتہ دار کو خریدی تو وہ آزاد نہو گا اور جن معاملونکو وکیل موکل
کیطرف نسبت کری جیسی نکاح یا خلع یا صلح دانستہ خون سی یا انکار سی صلح کرنا تو انکی
حقوق متعلق موکل سی ہونگے (نہ وکیل سے) تو اب وکیل شوہر سی نکاح مین مہر کا
مواخذہ نہین ہوسکتا اور عورت کے وکیل سے عورت کے حوالہ کرنیکا مواخذہ
نہین کیا جاویگا۔ خریدنیوالے کو اختیار ہی کہ موکل کو قیمت نہ دے (وکیل ہی کو دے
کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہی) اور اگر موکل کو دیدے تو بھی صحیح ہی پھر وکیل اس سے

مواخذہ نکرے (کیونکہ حق حقدار کو پہنچگیا)

باب خرید فروخت کیواسطے وکیل کرنیکے بیان مین - اگر وکیل سے کہے کہ مثلاً باندی کی سوسی یا گھوڑا یا خچر خرید تو صحیح ہے خواہ قیمت مقرر کرے یا نکرے - اگر یون کہے کہ غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بتا دیگا تو درست ہے ورنہ جائز نہوگا - اگر کپڑا خریدنے کو بغیر قید باندی وغیرہ کے کہے یا کہے کہ چار پایہ خرید گھوڑے خچر وغیرہ کا نام نلے تو صحیح نہین ہے گو قیمت بتا دے - اگر مطلق طعام خریدنے کو کہے تو گیہون یا آٹا مراد ہوگا - وکیل کو مبیع کا پھیر دینا بسبب عیب کے صحیح ہے جب مبیع اوسکے پاس ہو اور جب موکل کو دیدے تو بے حکم اوسکے پھیر نہین سکتا - اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنے پاس سے دیدی ہے تو مبیع کو روک سکتا ہے جبتک موکل قیمت اوسکی نہ دے - اگر مبیع وکیل کے پاس جاتی رہے تو اگر روکنے سے پہلے گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمہ سے اوسکے دام ساقط نہونگے اور اگر بعد روکنے کے گئی تو اوسکا حکم (اوس) بیع کا سا ہے (جو بائع کے پاس مشتری کے دینے سے پہلے ہلاک ہو یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل نہیں دیگا) - بیع صرف اور سلم جنمین عاقدین کی جدائی سے پیشتر قبضہ ضرور ہے اوسمین وکیل کی جدائی کا اعتبار ہے نہ موکل کی (یعنے وکیل کو چاہیئے کہ بیع صرف اور سلم مین بدون قبضہ بدل کے علحدہ نہو اور موکل علحدہ ہو تو مضائقہ نہین) ایک شخص کو وکیل کیا روپیہ کا آٹھ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھ سیر بکتا ہے روپیہ کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھ آنے کا آٹھ سیر خرید کرلینا ضرور ہے - اگر کسی خاص چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنے واسطے اوس چیز کو نہین لے سکتا - اگر ایسی چیز کو وکیل (روپیہ پیسے یعنی) نقد کے عوض نلے یا جو موکل نے اوسکی قیمت بتادی

تھی اوسکے خلاف ہے تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی - اگر وکیل کری کسی غیر معین چیز
کے خریدنے کا تو وہ خرید بھی وکیل کی ہے لیکن وکیل نے اگر نیت کر لی کہ موکل کیواسطے
خرید تا ہون یا موکل کے مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی اگر وکیل کہے کہ اس چیز کو مین نے موکل کیواسطے خرید ا ہے
اور موکل کہے کہ تو نے اپنے واسطے خریدا ہے تو موکل کا قول معتبر ہے اگر اسی صورت مین موکل نے پہلی سے
قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمر سے کہا کہ خالد کیواسطے یہ
چیز میرے ہاتھہ بیچ ہو اور عمرو نے بیچ ڈالی اور پھر زید وکالت سے انکار کرے کہ مین نے
خالد کیواسطے نہین خریدی ہے تو خالد اوس شے کو لے سکتا ہے لیکن اگر خالد کہے کہ مین نے
زید کو وکیل نہین کیا تھا (کہ میرے واسطے خرید ے) تو خالد اوسکو نہین لے سکتا ہان اگر زید
اوسکو وہ چیز دیچکا ہو (تو البتہ خالد لے سکتا ہے پھر زید کو نملیگی) - اگر وکیل سے کہے
کہ فلانے دو غلام میرے واسطے خرید او اور قیمت نہ مقرر کری پس وکیل ایک غلام اوسکے
واسطے خریدے تو صحیح ہے - اگر اُن دونو کو ہزار روپیہ مین خریدنے کو کہا اور دونون کی
قیمت برابر ہو پھر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدے تو بھی صحیح ہے اور اگر پانسو سے
زیادہ کو خریدے تو نہین صحیح ہے ہان اگر موکل کے جھگڑنے سے پیشتر دوسرے غلام کو
پانسو سے اوتنی کم کو خریدے جتنا پہلے مین زیادہ دیا ہے تو صحیح ہے (کہ دونو ہزار
مین ہو گئے) اگر کوئی اپنے قرضدار کو وکیل کرے کہ فلان چیز میرے قرض کے بدلہ مین
جو تجھپر آتا ہے خرید دے اور وہ خرید دے تو صحیح ہے اور اگر غیر معین شے کو اسطرح کہے
تو وہ خرید وکیل کی ہوگی - اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہے کہ اتنے کو میرے واسطے لونڈی
خرید ا اور اوسنے خریدی پھر موکل نے کہا کہ یہہ تو پانسو کی ہے اسصورت مین خریدنیوالے
(یعنے وکیل کا) قول معتبر ہوگا (کیونکہ موکل اُس سے لینا چاہتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے

اور منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہی) اور اگر پہلے سے ہزار نہین دیئے ہین تو
اِسصورت مین موکل کا قول معتبر ہوگا (کیونکہ وکیل اُس سے پانسو زیادہ لیا چاہتا ہی
اور وہ منکر ہے) اگر ایک معین شی کے خریدنے کو وکیل کیا اور پھر اختلاف ہوا وکیل
کہتا ہی کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل کہتا ہے کہ پانسو کو اور اس شی کا بائع وکیل
کیسی کہتا ہے تو وکیل موکل آپسمین قسم کہائین اگر دونو نے قسم کہائی تو وہ شی
وکیل کی ٹھہریگی نہ موکل کی) ایک غلام زید سے کہے کہ تو مجھکو میرے مالک سے لیکر
ہزار روپیہ کو خرید دے اور غلام نے ہزار روپیہ دئے اور زید نے مالک سے کہا کہ مین تیرے
فلانے غلام کو خاص اُسکی لئے خریدتا ہون اور مالک اسی شرط پر بیچڈالے تو غلام
آزاد ہوجاویگا اور ولاء اُسکی مالک کو ملیگی اور اگر زید کہے کہ اس غلام کو مین اپنے واسطے
خریدتا ہون تو وہ زید کا ٹھہریگا اور اُسکے ذمہ ہزار روپیہ اور لازم ہونگے
(اسلئے کہ غلام والے ہزار روپیہ تو مالک ہی کے ہین کیونکہ جو غلام کا مال ہے وہ
مالک کا ہے اب زید ہزار اور قیمت کے دے) اگر کہے کوئی غلام کسی کہ تو میرے
واسطے اپنے آپکو اپنے مالک سے خرید لے اور غلام مالک سے کہے کہ مجھکو فلان شخص کے
واسطے بیچ اور وہ بیچڈالے تو حکم کرنیوالیکا غلام ٹھہریگا اور اگر یون نکہے کہ فلانے کیواسطے
بیچ تو آزاد ہوجائیگا **فصل** وکیل خرید و فروخت کا ایسے شخص سے معاملہ نکرے کہ
جسکے واسطے گواہی ندیسکے (مثلاً اپنے مان باپ لڑکا لڑکی بیبی خاوند شریک وغیرہ
سے معاملے خرید و فروخت کے نکرے کہ خوف ہی تہمت کا) اور صحیح ہے کہ
وکیل بیع کا کم زیادہ قیمت کے عوض مین خواہ اسباب کے بدلے مین خواہ
کسیوقت تک قرض پر چیز کو بیچدے اور (اگر خریدنے کے لئے وکیل ہوتو) اُسکی

خرید مین یہہ شرط ہے کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑہا دے کہ ویسا
نقصان رائج ہو یعنی قیمت لگانیوالے بڑہ سے بڑہکر اتنا دام لگائین (ایسا نہو کہ
کوئی اوسکی قیمت اتنی نہ لگادے) اگر غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور اوسنے آدہا غلام
بیچا تو صحیح ہے اور اگر غلام خریدنے کا وکیل کیا اور آدہا خریدا تو یہہ خرید موقوف
ہوگی باقی آدہے کے خریدنے پر (اگر وہ بھی خرید لیا تو موکل کو لینا پڑیگا) اگر
مشتری عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہون سے ثابت ہو یا وکیل کے قسم
کہانے سے ثابت ہو مبیع وکیل کو پہیر دے تو وہ موکل کو پہیر دے اسیطرح اگر وکیل
نے مبیع مین ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو (جیسے ایک زائد انگلی یا دانت زائد
کا مثلا) اور اس عیب سے وہ چیز وکیل کے پاس پہرکر آوے تب بھی موکل کو پہیرے
(اور اگر ایسے عیب کا اقرار نہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملیگی وہ موکل
کو نہ پہیریگا) اور اگر وکیل کچہہ ادہار پر بیچڈالے اور موکل کہے کہ مین نے نقد
بیچنے کو کہا تہا اور وکیل کہے کہ مطلق بیچنے کو کہا تھا (نقد اور ادہار کی قید نہین
لگائی تھی) تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر عقد مضاربت مین یہہ صورت واقع
ہو تو مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ بیع کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی گرو کرے اور
وہ وکیل کے پاس ضائع ہوجاوے یا مشتری سے کوئی ضامن لیلے (اور ضامن مثلا
مفلس ہوکر مرجاوے) اور قیمت ہاتھہ نہ لگے تو وکیل ضامن نہوگا (قیمت کا)۔ اگر
کسیکے دو وکیل ہون تو انمین سے فقط ایک کسی معاملہ مین تصرف نکرے مگر جھگڑا
کرنے مین کسی سے اور طلاق دینے مین بغیر بدل کے اور آزاد کرنے مین بغیر عوض کے
اور سونپی ہوئی امانت کو پہیر دینے مین اور موکل کا قرض ادا کرنے مین (کہ اگر

(ان امور مین دو وکیل ہون تو ہر ایک انمین سی بغیر دوسری کے ان معاملات کو
کرسکتا ہی اور معاملونمین دونو اتفاق سی کام کرین) وکیل اپنی طرف سی کسی اور کو
وکیل نکری مگر موکل کے کہنے سی یا اسصورتمین کہ موکل نے اُس سی کہدیا ہو کہ جیسا
تیری عقل مین آوی ویسا کر (ان دونو صورتونمین وکیل اپنی طرف سی وکیل کرسکتا
ہے) اگر وکیل نے بے حکم موکل کے کسیکو وکیل کرلیا پس اس وکیل کے وکیل نے اصل
وکیل کے سامنی عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کیطرف سی کیا اور اس عقد
کو اصل وکیل نے جائز رکہا تو صحیح ہی (یعنے اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنی خواہ پیچھے
عقد کرے اور وکیل اُسکو جائز رکہی تو وہ عقد درست ہو جائیگا گو وہ شخص اجنبی کیا
کا وکیل نہو) اگر نکاح کردی غلام یا مکاتب یا کافر اپنی چہوٹی لڑکی کا جو آزاد اور
مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سی کچہہ اوسکے لئی خرید ی یا بیع کری تو یہ صورتین
صحیح نہونگی (کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہین ہوسکتا)؛

باب جہگڑا کرنے یا مال لینے کے لئے وکیل کرنیکے بیانمین — جو شخص
جہگڑنے یا تقاضا کرنے کا وکیل ہی وہ قرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار
نہین رکہتا ہی اور جو قرض کے وصول کرنیکا وکیل ہی وہ جہگڑنے کا مختار ہی اور جو
کسی خاص چیز کے لینے کے واسطی وکیل ہی وہ جہگڑنے کا مختار نہین ہی اگر اسصورت
مین چیز مذکور کے قابض نے وکیل کے روبرو گواہ قائم کئی کہ اس چیز کو تیری موکل
زید نے میرے ہاتہہ بیچڈالا ہے تو حکم موقوف رہیگا جبتک کہ زید غائب حاضر
نہو (جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جاویگا زید کے سامنی گواہ قائم کرنیگا) اسیطرح
طلاق اور آزادی کا حال ہی (یعنے ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بیبی یا

سے کہ غلام کو لے آ اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ زید نے مجکو طلاق دیدی ہے یا غلام نے گواہ قائم کیے کہ زید نے مجھکو آزاد کر دیا ہی تو بغیر زید کے حاضر ہونیکے حکم موقوف رہیگا یعنی گواہ اوسکے سامنے سُنے جاوینگے) جو شخص جھگڑا کرنیکا وکیل ہے وہ اپنے موکل کے ذمہ پر طرف ثانی کے حق کا اقرار اگر قاضی کے سامنے کرے تو وہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر قاضی کے سامنے نہیں کیا تو معتبر نہیں ہے بالضامن کو اوسی مال کے وصول کرنیکا وکیل کرنا صحیح نہیں (کیونکہ جس مال کا وہ کفیل ہے اوسکے وصول کرنیکا وکیل نہیں ہو سکتا) اگر زید دعویٰ کرے کہ مین فلان غائب کا وکیل ہون اوسکے قرض وصول کرنے کا اور قرضدار اوسکے کہنے کو درست بتاوے تو اوسکو حکم کیا جاویگا کہ اس وکیل کو قرض ادا کردے پس اگر وہ غائب آیا اور اوسنے وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ قرض ادا کرنا پڑیگا اور اگر وکیل کے پاس اُسکا مال موجود ہی تو پھیر لے اور اگر جاتا رہا ہو تو کچھہ نپاویگا البتہ اگر وکیل قرض وصول کرتے وقت ضامن ہوگیا تھا (کہ اگر موکل کو یہہ مال نہ پہنچے تو مین ذمہ دار ہون) یا قرضدار نے اُسکی وکالت کو درست نکہا ہو فقط دعویٰ وکالت پر اوسکو وہ مال دیا ہو (ان دونو صورتو نمین اگر وکیل کے پاس مال تلف بھی ہوگیا ہو تو وصول کرلے) اور اگر ایک شخص کہے کہ مین امانت لینے کیواسطے وکیل ہون اور جسکے پاس امانت سپرد ہی وہ اُسکو سچا بتاتا ہی تو اوس سے وہ امانت وکیل کو نہ دلائی جائیگی اسیطرح اگر کوئی یون کہے کہ جسکی یہہ امانت ہی اُس سے مین نے مول لیلی ہی اور امانت دار اسبات کو سچا کہے (تب بھی امانت دار سے وہ امانت نہ دلائی جائیگی) اور اگر کوئی یون کہے کہ مالک اس امانت کا مر گیا اور

یہہ امانت میرے لئے میراث چہوڑ مرا ہی اور جسکے پاس امانت ہی وہ اس شخص کو سچا کہے تو وہ امانت اس وارث کو دلوائی جائیگی - اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کرے اپنے مال لینے کیواسطے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے مالک کا لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہے) تو وکیل کو وہ مال حوالہ کرے اور (اُسکو حکم ہوگا کہ اگر مالک (کو) مال (ادا کر دیا ہی تو) اُس سے مواخذہ کرے اور (اگر مالک مال لینے سے انکار کریگا تو قرضدار) اوسکو قسم دلائے اگر ایک شخص کو وکیل کیا (کہ) بائع سے اُس عیب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی مین نکلا ہے (جواب سوال کرا اور اوسنے بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہوگیا تہا تو وکیل لونڈی کو نہین پہیر سکتا جبتک مشتری قسم نکہائے (کہ مین راضی نہوا تہا اگر قسم کہالے تو پہیر دینے کا حکم ہوگا) زید نے عمرو کو دس روپیہ دئے کہ انکو میرے گہر والون پر خرچ کر دے اور عمرو نے اپنے پاس سے دس اونپر خرچ کر دئے تو یہہ دس مقابل ہوگئے زید والے دس کے (یعنے زید عمرو سے اپنے روپے نہین لے سکتا یون کہکر کہ تونے اپنے پاس سے خرچ کئے)

باب وکیل کو برطرف کرنیکے بیانمین

اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا اور وکیل کو اسکی خبر بہی ہوگئی تو وکالت باطل ہوگئی اسیطرح اگر وکیل یا موکل مرگیا یا مجنون ہوگیا ہمیشہ کو یا وہ مرتد ہوکر دارالحرب کو چلاگیا یا جن دو شریکون نے شرکت مین وکیل کیا تہا وہ شریک آپس مین (وہ دونون شریک جدا جدا ہوگئے) نرہے یا ایسی شرکت تہی کہ وکالت اُسکو لازم تہی جیسے مفاوضہ یا موکل مکاتب تہا اور وہ ادای زر کتابت سے عاجز ہوگیا یا موکل غلام ماذون (اجازت دیا ہوا) تہا پہر اوسکو تصرف (معاملات) سے مالک نے منع کر دیا (ان سب صورتون

بیان میں بیان میں

مین وکالت باطل ہوجائیگی جس کام کے لئے وکیل کیا ہی اگر موکل اوسکو بذات خود کرنے
لگے تو وکالت جاتی رہتی ہے ٭

کتاب الدعوی

اِسمین دعوی کا بیان ہے ۔ دعوی کہتے ہین جھگڑے مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت
کرنے کو (یعنے یون کہنے کو کہ یہہ میری چیز ہے) مدعی اوسکو کہتے ہین کہ دعوی کرے
اور جو جھگڑا چھوڑ بیٹھے تو اُس سے مواخذہ نہو ۔ مدعا علیہ مدعی کے خلاف ہی (یعنے
جسپر دعوے کیا جاوے اور وہ اگر جوابدہی سے چپ ہورہے تو زبردستی اُس سی جواب
طلب ہو) دعوی صحیح نہین جبتک وہ شی جسپر دعوی ہی بیان نکردیجاوی اور اوسکا
اندازہ اور جنس بیان ہو پس اگر وہ شی معین مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو
اوسکے حاضر کرنیکی تکلیف دیجائیگی تاکہ مدعی اپنے دعوے مین اوسکی طرف اشارہ
کرے ۔ یہی حال ہے گواہون کی گواہی دینے اور مدعا علیہ کی قسم دلانے مین
(یعنے چیز کا حاضر کرنا چاہیئے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعا علیہ اپنی قسم مین اُسکی
طرف اشارہ کرین) اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کردی ۔
اگر دعوی غیر منقول شی کا ہو (مثل زمین یا گھر کے) تو اوسکی حدین بیان کرے
۔ تین حدون کا بیان کر دینا کافی ہے (کیونکہ چوتھی حد اِسی سی معلوم ہوسکتی ہی)
ان حدون کے مالکون کا نام بھی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہو اوسکی دادا تک کا
نام بتانا ضرور ہے ۔ یہہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوی ہے وہ بعینہ مدعا علیہ
کے قبضہ مین ہے ۔ غیر منقول شے مین قبض و تصرف فقط مدعی مدعا علیہ کے ایکدوسرے
کو سچا کہنے سی ثابت نہوگا جبتک گواہون سے یا قاضی کے جاننے سی ثابت نہو بخلاف

منقول کے (کہ اسمین قبض ونقد طرفین کے اقرار سے بھی ثابت ہوجائیگا) معین چیز
کے دعوے مین ضرور ہے کہ مدعی ذکر کرد ہو کہ عین شئے مدعا بہا کو مدعا علیہ سے طلب
کرتا ہون اگر وہ شئے دین ہو تو اوسکا وصف بیان کرے اور یہہ کہ اوسکو مدعا علیہ
سے چاہتا ہون جب دعوی صحیح ہوجاوے تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے پس
اگر مدعا علیہ اقرار کرے دعوی کا تو اوسکے دلانیکا حکم کردے اور انکار کرے تو مدعی
اپنے گواہ لاوے اور گواہونکے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے (یعنے شئے مدعا بہا مدعی
کو دلادے) اور اگر گواہ مدعیکے پاس نہون تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی
قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوے (کیونکہ قسم خاص ہے واسطے مدعا علیہ
کے) ملک کے دعوے مین شخص متصرف کے گواہ مقبول نہونگے اگر مطلق ملک بیان
کرین (اور سبب ملک کا ذکر نکرین جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ ہے - اگر دونو شخص قابض
اور بیدخل گواہ گذارین تو) جو شخص متصرف نہین ہے اوسکے گواہونکی سماعت
(نسبت گواہون متصرف کے) بہتر ہے - اگر (مدعا علیہ سے قسم کہانے کو) ایکبار
(کہا گیا اور اوسنے) انکار کیا یا چپ ہورہا تو بدون قسم دلانیکے اوسپر حکم ہوجائیگا
(کہ مدعیکا مدعا حوالہ کر) مستحب ہے مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا - مدعا علیہ منکر سے
قاضی ان چیزونمین قسم نہ لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رجعت
ایلاء کے بعد چہارم لونڈی کو ام ولد کرنے مین پنجم غلام ہونے مین ششم ثبوت
نسب مین ہفتم حق ولا مین اور حدود اور لعان مین بہی قسم نہ دلائی جاوے اور قاضی
امام فخرالدین نے فرمایا ہے کہ فتوی اسپر ہے کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیجاوے
چہون اشیاء مذکورہ مین (یعنے نکاح سے ولا تک - فائدہ جاننا چاہیئے کہ نکاح

سو ولاتک سالانہ شی ہین اونکو جنہ اسواسطی قرار دیاکہ اُم ولد بنانا اور اثبات نسب لازم اور ملزوم ہین گویا وہ دونوایک قسم ہین) چور کو قسم دلائی جاوی پس اگر انکار کرے قسم سی تو چوری کے مال کا ضامن ہو جائیگا مگر ہاتھہ نہین کٹیگا اگر بیبی خاوند پر دعوی کری کہ مجکو صحبت سی پہلے طلاق دی ہی تو خاوند کو قسم دلائی جاویگی اگر انکار کیا قسم کو تو آدہی مہر کا ذمہ دار ہو گیا۔ جو شخص انکار کری قصاص کے مقدمہ مین تو اوسکو بہی قسم دلائی جاوی پس اگر جان کی قصاص مین قسم سی انکار کری تو قید کیا جاوی یہانتک کہ اقرار خون کا کری یا قسم کہا ہی اور جان کے سوا اور چیزون کے قصاص مین مثل رحم وغیرہ کے بمجرد انکار کے قصاص لیا جاوی۔ اگر مدعی کہی کہ میرے گواہ حاضر ہین اور مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کری تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور مدعا علیہ سی کہا جاویگا کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضامنی دیدی پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینی سی انکار کری تو مدعی اوسکے ہمراہ رہی جہان جاوی لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اوسکی کہہ اہلی ضرورت قاضی کے محکمہ مین کری (اسلئی کہ اس سی زیادہ مسافر کے ساتھہ رہنی یا اوس سی ضامن لینی مین مسافر کا کمال نقصان ہی) اور قسم جو مدعا علیہ کہاوی تو معتبر خدا کی قسم ہے (یعنے یون کہنا کہ خدا کی قسم مدعی کا حق مجہپر نہین) طلاق اور آزادی کی قسم نکہاوی (یعنے یہہ نہ کہی کہ اگر مدعی کا حق مجہپر ہو تو میری بیبی طلاق یا غلام آزاد ہو) البتہ اگر مدعی اصرار کری (کہ اسکو طلاق یا عتاق کے ساتھہ قسم دلائی جاوی تو ایسی قسم کا بھی اعتبار ہی) قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سے کرنا چاہیئے (کہ عالم الغیب ہی اور گناہگارونکو عذاب دینے والا ہی اور جہوٹھے پر سزا دینے والا ہی) وقت اور جگہہ سی تاکید قسم ضرور نہین (یعنے مدعی یہہ درخواست نکری کہ مثلاً مدعا علیہ عصر کیوقت

یا جمعہ کو یا مسجد مین یا کعبہ شریف مین قسم کہا دے۔ یہودی کو قسم یون دلائی جاوے
کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اُتاری اور نصرانی کو اسطرح
کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی اور مجوسی آتش پرست
کو اسطرح کہ قسم اُس خدا کی جسنے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیجاوے
(بغیر ملانے کسی اور لفظ کے) اِن سبکو اونکے عبادت خانون مین قسم نہ دلائی جاوے
۔ قسم دلائی جاوے حاصل دعوے پر مثلاً بیع کے دعوے مین یون کہا جاوے کہ خدا کی
قسم ہم دونون مین اسوقت بیع قائم نہین ہے اور نکاح کے دعوے مین یون کہ قسم خدا
کی ہم دونون مین نکاح اسوقت مین قائم نہین اور غصب کے دعوے مین یون کہ یا اسوقت
مجکو ایسی چیز کا پھیر دینا واجب نہین اور طلاق کے دعوے مین یون کہ اللہ کی قسم یہ
عورت اسوقت مجھسے بائن نہین - اگر مدعی پڑوس کے سبب حق شفعہ کا دعوے کرے
یا بائن طلاق دی ہوئی عورت کے نفقہ کا دعوے کرے اور (مدعا علیہ یعنی) مشتری یا
خاوند معتقد انکا نہو (مثلاً شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعیؒ کے یہان حق شفعہ اور
نفقہ مطلقہ بائنہ کا واجب نہین) تو (ایسی صورتین) قسم دلائی جاویگی سبب دعوے پر
(مثلاً مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مین نے مدعی کے پڑوس کا گہر نہین خریدا ہے یا اس
عورت کو طلاق بائن نہین دی ہے) اور غلام کے وارث ہونے مین قسم جاننے پر دیجاویگی
(مثلاً زید ایک غلام کا وارث ہوا اور عمرو نے دعوی کیا کہ یہہ غلام میرا ہے تو زید سے
یون قسم لیجاویگی کہ قسم خدا کی مین نہین جانتا ہون کہ یہہ غلام عمرو کا ہے) اور اگر زید اس
غلام کا ہبہ سے یا خریدنے سے مالک ہوا ہے تو امر واقعی پر قسم دلائی جاویگی نجاننے پر (یعنے
زید کو یون کہنا پڑیگا کہ خدا کی قسم یہہ غلام عمرو کا نہین ہے) منکر قسم اگر عوض دیدے

قسم کا یا مدعی سے صلح کر لے قسم سے تو یہ صحیح ہے عوض یا صلح کے بعد پہر اوسکو قسم نہ دلائی جاوے گی (عوض دینا یا صلح کرنی یون ہو کہ منکر کہے کہ مجھپر قسم لازم ہے اوسکے بدلے مین تجھکو یہہ چیز دیتا ہون یا اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہون یہہ دونو صحیح ہین)

باب آپسمین قسم کہانیکے بیان مین - اگر بائع اور مشتری اختلاف کرین مقدار مبیع یا مقدار قیمت مین (مثلاً بائع ثمن دوسو بتاوے اور مشتری پونے دوسو یا بائع مبیع بیس من غلہ بتاوے اور مشتری کسیس من) تو جو گواہ لائے اوسکی خاطر خواہ حکم ہوگا اور اگر دونو گواہ لاوین تو جسکے گواہون سے زیادہ ثابت ہو اوسکے موافق حکم ہوگا اگر دونو گواہ نہ لاسکین اور آپسمین راضی بھی نہون تو دونو قسم کہائین اور پہلے مشتری کو قسم دلائی جاوے گی اور اگر دونو مین ایک بھی فسخ بیع چاہے تو قاضی بیع کو فسخ کر دے اور جو قسم سے انکار کریگا دوسرے کا دعوی اوسپر ثابت ہو جاویگا - اگر دونو مین اختلاف ہو وقت ادا ثمن مین (کہ بائع کہے کہ مین نے نقد بیچا ہے اور مشتری کہے کہ ادہار) یا شرط خیار مین اختلاف کرین (ایک کہے کہ بیع مین خیار تہا دوسرا کہے کہ نہ تہا) یا کسیقدر قیمت کے لینے مین (اختلاف ہو) یا مبیع کے سب یا تہوڑے جاتے رہنے کے بعد (مقدار قیمت مین اختلاف ہو) یا (مکاتب اور مالک) زر کتابت کی مقدار مختلف بتاوین (مالک زیادہ کہے اور مکاتب کم) یا بیع سلم کے فسخ کے بعد (سلم کرنیوالا اور جس سے سلم کی ہے وہ شخص) راس المال کی مقدار مین (اختلاف کرین) تو (ان سب صورتون مین) دونو کو قسم نہ دلائی جاویگی بلکہ منکر کا قول اوسکی قسم کی ساتہ معتبر ہوگا اگر بیع کا اقالہ کیے بعد بائع و مشتری مقدار مین اختلاف کرین تو دونو پر

قسم آویگی اگر جورو خاوند مقدار مہر مین اختلاف کرین تو جو گواہ لایگا وہی جیتیگا اگر دونو گواہ لاوین تو
عورت جیتیگی اگر دونو گواہ نہ لاسکین تو دونو قسم کہائین اور نکاح فسخ کیا جاوے
بلکہ دونو کی قسم کہنیکے بعد مہر مثل کو دیکھا جاویگا اگر مہر مثل خاوند کے قول کے مطابق
یا اُس سے کم ہے تو اوسکے قول کے موافق حکم ہوگا اور اگر عورت کے قول کے مطابق
یا اُس سے زیادہ ہوگا تو حکم اوسکے قول کے بموجب ہوگا اور جو دونو کے قول کے
درمیان ہوگا تو مہر مثل ہی دیا جاویگا۔ اگر (ٹھیکہ دینے والا اور مستاجر یعنی ٹھیکہ
لینے والا) اختلاف کرین ٹھیکہ مین (یعنے اسکی اجرت خواہ منافع مین) نفع لینے سے پہلے
تو باہم قسم کہائین اور نفع لینے کے بعد دونو قسم نکہائین بلکہ (اسصورت مین) قول
مستاجر کا قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور بعض مین اختلاف اور کل مین اختلاف ہونے
کا ایک حکم ہے (یعنی تھوڑا نفع لینے کے بعد اگر اوسکی اجرت کی مقدار مین اختلاف
کرینگے تو دونو کو قسم نہ دیجاویگی بلکہ قول مستاجر کا قسم سے معتبر ہوگا ایام گذشتہ کے
لئے اور باقی ایام کا اجارہ فسخ کر دیا جاویگا) اگر عورت اور خاوند گہر کے اسباب مین اختلاف
کرین تو اسباب جسکے لائق ہو اوسکو دلایا جاویگا اور جو دونو کے کام کا ہے وہ خاوند کو دلایا جایگا (یعنی اگر
خاوند بیبی ہر ایک کل اسباب کا دعوی کرین تو زیور وغیرہ جو عورتونکے کار آمد ہے وہ عورت کو ملیگا
اور ہتھیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزین دونو کے کار آمد ہوتی ہین جیسے برتن وغیرہ
تو وہ بھی خاوند کو ملینگے) پس اگر دونو مین سے ایک مرجاوے (اور اُسکا وارث اُسکی
جگہہ دعوی کرے) تو (دونو کی کار آمدنی چیز) زندہ کو ملیگی۔ اور اگر دونو مین سے
کوئی مملوک ہو تو اسباب آزاد کو پہنچیگا بشرطیکہ دونو زندہ ہون اور اگر ایک مرگیا
ہو تو زندہ کو ملیگا **فصل** اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ (اس چیز پر جو تو دعوی کرتا ہے

یہہ مجہکو فلانے غائب نے امانت دی ہی یا کرایہ کو دی ہی یا منگنی دی ہی یا گرو رکہی
ہے میرے پاس یا مین نے اُس سے چہین لی ہی اور اس قول کے گواہ گذرانے تو مدعیکا
جہگڑا اُس سے دفع کیا جاویگا (یعنے مدعیکو اوسپر دعوی نہین پونہچتا بلکہ اُسی غائب پر رجوع
کرے) اور اگر مدعا علیہ کہی کہ مین نے یہہ شے مدعا بہا اُس غائب سے خریدی ہی یا مدعی
کہے کہ میرے پاس سے یہہ شے چوری گئی تہی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجہکو فلان شخص نے
امانت دی ہی اور امانت ہونے کو گواہون سے ثابت کردے تو مدعیکا جہگڑا اُس سے دفع نہین
کیا جاویگا اور اگر مدعی کہی کہ یہہ چیز مین نے فلان شخص سے خریدی ہی اور مدعا علیہ قابض
کہے کہ مجکو یہہ چیز اُسی فلان شخص نے امانت دی ہی تب بہی خصومت مدعیکی مدعا علیہ
سے ساقط ہو جاویگی (کیونکہ قابض اپنی ملک کا دعوی نہین کرتا ہے پس مدعیکو
خریدنے کا ثبوت دینا چاہیئے ۱۲)

باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کرنیکے بیانمین - اگر دو شخص ایک
چیز کا دعوی کرین جو تیسرے کے قبضہ مین ہی اور ہر ایک گواہون سے ثابت کردے (کہ
یہہ چیز میری ہی) تو وہ چیز دونو کو نصفا نصف دیجاویگی - اگر ایک عورت پر دو
شخص اپنی اپنی منکوحہ ہونیکے گواہ قائم کرین تو دونو کے گواہ نامعتبر ہونگے اور
عورت اوسکو ملیگی جسکی بابت کو وہ سچا کہی یا جسکے گواہ پیشتر گذر چکے ہون - اگر
دونو مدعی گواہ لاوین کہ یہہ چیز کسی تیسرے سے مول لی ہی تو ہر ایک کو نصف شی مدعا بہا
ملیگی نصف قیمت کے عوض مین چاہی تو لیلے اور اگر قاضی کے حکم کرنیکے بعد دونومین
سے ایک نے آدہے کے لینے سے انکار کیا تو دوسرے کو سب ملیگی اور اگر تاریخ خرید کی دو
مدعیون نے بیان کی تو اُسکو دلائی جاویگی جو پہلا خریدار ہی اور اگر تاریخ بیان نکی تو

قابض کو ملیگی - خریدنے کا دعوی اور اوسکے گواہ بنسبت ہبہ کے دعوی اور گواہون
کے زیادہ مقبول ہین (مثلاً زید نے کہا کہ یہہ چیز مین نے بکر سے مول لی ہے اور عمرو نے
دعوی کیا کہ بکر نے مجکو ہبہ کر کے قابض کرا دیا اور دونو نے اپنے دعوی پر گواہ گذرانے
تو زید کے گواہون کا قبول کرنا بہتر ہے) خریدنیکا دعوی اور مہر مین لینے کا دعوی دونو
برابر ہین - گرو رکہنے کا دعوی بنسبت ہبہ کے مقبول تر ہے - اگر دو شخص خارج یعنی غیر قابض
گواہ لائین کسی شی کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریدنے کے ایک ہی شخص سے پس پہلے تاریخ
والا اوس چیز کا زیادہ مستحق ہے - اور اگر گواہ لائین دونو مدعی جدا جدا شخصون سے چیز
مذکور کے خریدنیکے اور دونو تاریخ بھی بیان کرین تو یہہ گواہ دونو کے آپس مین برابر ہین
خواہ تاریخ ایک ہو یا آگے پیچہے ہو (یعنے وہ چیز دونو کو نصفا نصف پہونچیگی) اگر گواہ
لاوے خارج (جو قابض نہین ہے) اپنی ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی خرید
کی تاریخ اس سے پہلے گواہون سے ثابت کرے یا خارج اور قابض گواہ لاوین اسکے کہ یہہ
بچہ میرے جانور کا ہے اور میری ملک مین پیدا ہوا ہے یا دونو گواہ لائین ملک کے ایسے سبب
پر جو مکرر نہین ہوتا جیسے کہین کہ یہہ کپڑا مین نے بنا ہے یا پیڑ میرے لگائے ہین) یا خارج
گواہ لائے مالک ہونیکے اور قابض اپنی خرید پر خارج سے گواہ پیش کرے تو ان سب صورتون
مین گواہ قابض کے معتبر ہونگے) اگر خارج شخص اور قابض دونو ایکدوسرے سے تیسرے
شخص سے خریدنا اپنا بیان کرین اور اپنے دعوی پر گواہ پیش کرین اور تاریخ خریدنے کی
نہو تو دونو کے گواہ ساقط ہین اور جس گہر کا دعوی ہے قابض ہی کے پاس رہیگا
- گواہونکی گنتی زیادہ ہونے سے دعوی کو ترجیح نہین ہوتی ہے (مثلاً ایک مدعی دو
گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونو برابر ہین) ایک گہر زید کے پاس ہے اور عمرو نے

اسکے آدھے کا دعوی کیا اور خالدنے سبکا اور دونو مدعی دو گواہ لائی قابض
تو عمرو کو چوتھائی گہر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گہر انہین مدعیون
(یعنے خالد اور عمرو) کے پاس تھا تو خالد کو جو کل کا دعویدار ہی وہ سب گہر ملیگا - اگر دو
شخص گواہ لائین ایک چارپایہ کے جنے پر اپنی اپنی ملک مین اور دونو تاریخ بھی بیان
کرین تو وہ اوسکو دلایا جاویگا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہہ بات
نہ پہچانی جاوی تو دونو مدعیونکو شرکت مین دلایا جاوے - دو خارج شخصون مین سے ایک
گواہ لایا کہ بھسی قابض نے یہہ شی چھین لی ہی اور دوسرا گواہ لایا کہ مین نے قابض کو یہہ شی امانت دی
ہی تو یہہ دونو گواہ برابر ہین (یعنی کسی کو شی مدعا بہا دلائی جاویگی) جو شخص سوار ہی سواری پر یا کوئی
کپڑا پہنی ہوئے ہے تو وہ ملک کے ثابت ہونے مین بنسبت لگام یا آستین پکڑنیوالیکے زیادہ مستحق ہی
مثلا زید ایک گہوڑی پر سوار ہی اور عمرو اوسکی لگام پکڑے ہے اگر اوس گہوڑی کی ملکیت
مین دونو جہگڑا کرین تو زید ہی کو دلانا بہتر ہے) اگر لدی ہوئے اونٹ مین جہگڑا ہو
یا ایسی دیوار مین جسپر چھت کی کڑیان ہون یا ایسی دیوار مین کہ ایک کے گہر سے ملی ہو
تو ملک اسکی زیادہ تر ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجہ کا یا کڑیون کا مالک ہی یا جسکی
گہر سے دیوار ملی ہوئی ہی - ایک شخص کے ہاتھہ مین کپڑا ہی اور دوسریکے ہاتھہ مین اوسکا
کنارہ ہی اور دونو اسکا دعوی کرتے ہین تو آدہا آدہا بانٹ دیا جاویگا - ایک شخص کے
پاس ایک لڑکا ہی جو اپنا حال کہہ سکتا ہی (یعنے عاقل ہے) اور وہ لڑکا کہی کہ مین آزاد ہون
تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا - اور اگر کہی کہ مین فلان شخص کا غلام ہون یا کچھہ اپنا حال ہی
بیان نکری تو قابض ہی کا غلام ٹھہریگا (بشرطیکہ وہ مدعی ہو) ایک مکان مین اگر دس کوٹھریان
ایک کے قبضہ مین ہون اور ایک کوٹھری دوسریکے قبضہ مین تو صحن اوس مکان کا جہگڑی

کے وقت اُن دونوکو آدہا آدہا ملیگا۔ زید و عمرو نے دعویٰ کیا ایک زمین کا اور ہر ایک نے یہہ کہا کہ میرے قبضہ مین ہے اور زید نے بیان کیا کہ اُسنے اُسمین اینٹین بنائین یا مٹی کہودی یا کچہہ مکان بنایا تہا یا گڑہا کہودا تہا تو وہ زمین زید کی ٹہریگی (یعنے جسپر گواہ قبضہ کے لانے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہی اسیطرح یہہ امور بہی قبضہ کے شاہد ہین)

باب رشتہ کے ثابت ہونے کے بیان مین

زید نے ایک لونڈی بیچی اور وہ مشتری کے یہان چہہ مہینے سے کم مین جنی اور زید نے دعویٰ کیا کہ یہہ بچہ مجہسے ہی تو زید ہی کا ٹہریگا اور وہ لونڈی زید کی اُم ولد ٹہریگی اور زید بیع کو فسخ کرکے مشتری کے دام پہیر دیے (کیونکہ اُم ولد کی بیع جائز نہین) اگرچہ مشتری بہی بائع کے دعوے کے ساتہہ یا اوسکے دعوے کے پیچہے کہے کہ یہہ بچہ مجہسے ہی اسیطرح اگر زید اُس لونڈی کے مرنیکے بعد اُس بچہ کا دعویٰ کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے (کہ اگر اُسوقت مین دعویٰ کریگا تو بچہ اُسکا نہین ٹہریگا) مشتری اگر لونڈی مذکور کو یا اوسکے بچہ کو آزاد کر دے تو اُسکا آزاد ہو جانا ثبوت نسب مین مرنیکے حکم مین ہے اگر یہہ لونڈی چہہ مہینے سے زیادہ مین جنی تو زید کا دعویٰ رد کیا جاویگا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا اعتبار کرے تو دعویٰ رد نہین کیا جائیگا۔ جو شخص دو لڑکون توأم مین سے ایک کا دعویٰ کرے کہ یہہ میرا ہے تو وہ دونو اوسیکے ٹہرینگے پس اگر مدعی دوسرے کو بیع کر دے اور مشتری اوسکو آزاد کر دے تو مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا (کیونکہ ایک کے دعوے سے دوسرے کا نسب بہی مدعی سے ثابت ہو گیا پس اُسکی بیع باطل ٹہری اسلیے آزاد کرنا باطل ہوا) زید کے پاس ایک لڑکا ہے اور زید نے کہا کہ یہہ عمرو کا لڑکا ہے اور پہر کہا کہ میرا ہی تو زید کا نہ ٹہریگا گو کہ عمرو اوسکو اپنا لڑکا نہ بتا دے۔ ایک لڑکا ایک مسلمان اور نصرانی کے پاس ہے نصرانی کہتا ہے کہ یہہ میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہے کہ یہہ میرا غلام

ہے تو نصرانی کا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا - ایک لڑکا ہی جو رو خاوند کے پاس جو رو کہتی ہے کہ یہہ میرا لڑکا ہے دوسری خاوند سے اور خاوند کہتا ہی کہ یہہ میرا لڑکا ہے دوسری بی بی سے تو دونونکا ٹھہریگا - مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اوسکے اولاد ہوئی پہر وہ کسی اور کی نکلی (اور مالک کو دیگئی) تو مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو دیوے اور لڑکا آزاد ہے اگر یہہ بچہ مرجاوے تو باپ (یعنے مشتری) اوسکی قیمت کا تاوان نددے اگرچہ وہ لڑکا کچہہ مال چہوڑے (جو باپکو وارث پہنچے) اور اگر باپ اپنے آپ اوسکو مار ڈالے تو البتہ اوسکی قیمت دینی پڑیگی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بائع سے لیوے مگر اجرت صحبت کی نہ لیوے (یعنے غیر کی لونڈی سے جو صحبت کی اوسکی اجرت بہی اگر مشتری سے مالک لیلے تب بہی مشتری بائع سے نہ لیوے)

کتاب الاقرار

اسمین اقرار کا بیان ہے - اقرار کہتے ہین اس بات کے خبر دینے کو کہ غیر کا حق میرے اوپر ثابت ہی (جو شخص اقرار کرتا ہی اوسکو مُقِر کہتے ہین اور جسکا حق اپنے اوپر بتاتا ہی اوسکو مُقَر لہ بولتے ہین) جبکہ اقرار کرے آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو یہہ اقرار صحیح ہی گو مجہول ہو جیسے (یون کہے کہ مجہپر فلان شخص کا) کچہہ ہے یا کوئی حق ہے پہر زبردستی اُس سے بیان کرایا جاوے اور قیمت والی چیز کو بیان کرے کہ فلان چیز ہی (یعنے مجہول شے کا اقرار کیا تو قاضی بجبر اُس سے پوچہے کہ کون حق اور کیا چیز ہے بشرطیکہ حق اور چیز کی کچہہ قیمت ہو) اور (اسیطرح) اگر (مقر اور مقر لہ مین اختلاف ہو یعنی مقر کم بتاوے (اور) مقر لہ زیادہ تو مقر کا قول قسم کے ساتہہ معتبر ہوگا (اول) ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلان کا میرے ذمہ مال ہی اور جب بیان کیا تو ایکدرم سے کم کہا تو اسکا یہہ کہنا

دانا ہجا ہوگا (اسلئے کہ درہم سے کم کو عادت مین مال نہین کہتے) اگر بڑے مال یا بہت مال کا اقرار کرے تو مقدار نصاب لازم ہوگا اور بہت سے مالون کا کہے تو تین نصاب اور بہت روپئے کہے تو دس روپیہ ہونگے اور اگر کہے کہ کئی روپئے ہین تعداد کچہ نکہے تو تین کا اقرار ہوگا اگر کذا درہما کہا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کذا کذا گیارہ کا اور کذا و کذا (واو عطف کے ساتھ) اکیس کا اور تین بار کذا دو واو عطف سے ایک سو اکیس کا (اور چار بار تین واو عطف سے) ایکہزار ایکسو اکیس کا (غرضکہ ایک کذا سے صرف ایک ملا ہے اور دوسری کذا کو اسکے ساتھ بدون عطف ملا دین تو اس سے دس مراد ہونگے اور مع عطف ملا دین تو بیس اور تیسری کو اگر مع عطف ملا دین اس سے سو اور چوتہی سے ہزار مراد ہونگے) اگر کہے کہ مجہپر یا میری طرف فلانے کا اسقدر ہے تو قرض کا اقرار ہے اور اگر کہے کہ میرے پاس یا میرے ساتھہ یا میرے گہر مین یا میرے صندوق مین یا میری تہیلی مین اوسکا ہے تو اس کہنے سے امانت کا اقرار ثابت ہوگا۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے اوپر میرے ہزار روپیہ ہین اور عمرو نے کہا کہ اونکو تول لے یا پرکہہ لے یا مجہے اونکے ادا کرنے کی مہلت دے یا مین نے تجہکو دے دیا اور کردئے یا دوسرے پر تجہکو اوتروا دئے ان سب کلمات سے ہزار پر عمرو کا اقرار ثابت ہوگا اور بغیر ضمیر کے اقرار نہوگا (مثلا کہے کہ تول لے یا پرکہہ لے اور اونکو نہ کہے تو اقرار ثابت نہوگا) اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر قرض کا کہ اتنے روز دینی ادا کرنا ہے اور مقرلہ کہے کہ بالفعل تجہکو دینا ہے تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل مگر مقرلہ سے جو منکر دعدہ کا ہے وعدہ نہونے کی قسم لیجاویگی۔ ایک شخص کہے کہ مجہپر سو اور ایک روپیہ ہے تو سو سے بہی روپئے مراد ہونگے (یعنے ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا) اور اگر کہے کہ

سو اور ایک تھان ہی تو پوچھا جاویگا کہ سو سی کیا مراد ہی اسیطرح سو اور دو تہانون کے اقرار مین البتہ سو اور تین تہانون کے اقرار مین سب تھان مراد ہونگے — ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلانے کے خشک چھوہارے ٹوکرے مین دینے ہین تو ٹوکرے اور چھوہارے دونو کا اقرار ہوا (اور دونو دینے ہونگے) اور اگر یون کہے کہ اوسنے مجھکو گہوڑا طویلے مین دیا تہا تو گہوڑا دینا لازم ہوگا (نہ طویلہ) اور انگوٹھی کے اقرار مین حلقہ اور نگینہ (دونو لازم ہونگے) اور تلوار کے اقرار مین اسکا پھل اور پیٹا اور پرتلہ داخل ہے اور چھپرکھٹ کے اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردہ اور پوشش وغیرہ داخل ہین — اگر یون اقرار کیا کہ کپڑے دینے ہین گٹھری مین یا یون کہا کہ [illegible] تھان ہی کپڑے مین تو دونو کا اقرار ہوا (یعنے کپڑے اور گٹھری پہلی صورت مین اور [illegible] اور کپڑا دوسری صورت مین لازم ہونگے) — اور دس مین ایک کپڑے کے اقرار سے ایک کپڑا لازم ہوگا — اگر یون کہا کہ پانچ درم پانچ مین (اوسکے میرے اوپر ہین) اگر (اس سے پانچ کے پانچ مین) ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے اور اگر پانچ کے ساتھ پانچ مراد ہین تو دس دینے ہونگے — اگر یون کہے کہ اوسکے مجھپر ایک روپیہ سے دس تک ہین یا کہے کہ ایک روپیہ سے دس تک کے درمیان ہین تو نو دینے ہونگے — اگر کہے کہ اوسکی زمین میرے گھر مین اس دیوار سے اس دیوار تک کے درمیان ہی تو دیوارین دونو داخل نہونگی — صحیح ہی اقرار حمل کا (مثلا یون کہے کہ میری لونڈی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہی) اور صحیح ہی اقرار واسطے حمل کے (مثلا کہے کہ فلان حمل کے لئی مجھپر سو روپئے ہین) اسمین یہہ شرط ہی کہ کوئی ایسا سبب بیان کردے جس سے وہ مال حمل کا ہو سکے (مثلا کسی نے وصیت کی ہو یا میراث کی راہ سے

حل کو پونہچا ہو اور اگر سبب بیان کریگا تو حمل کے لئے اقرار صحیح نہوگا۔ اگر اقرار کرے کسی
چیز کا اس شرط پر کہ مجھکو اس اقرار مین تین روز تک اختیار ہی تو وہ شے اوسپر لازم ہوجائیگی
اور اختیار اقرار مین باطل ہوگا۔

باب اقرار کی چیزمین سے کچھ خارج کرنے اور اسیطرح کی اور باتون مثل شرط وغیرہ کے بیان مین۔ جس چیز کا اقرار کیا ہو اوسمین سے کسیقدر کو استثنا کرنا یعنی خارج ازاقرار کرڈالنا صحیح ہی بشرطیکہ اقرار کے ساتھہ ہی خارج بھی کرے (مثلاً کہے کہ زید کے مجھپر دس روپیہ ہین دو کم تو دو کم کو ساتھہ ہی اگر کہیگا تو اقرار درست ہوگا) اور اسصورت مین استثنا سے جسقدر بچے اوسقدر کا دینا لازم ہوگا (مثلاً مثال مذکور مین آٹھہ روپئے دینے ہونگے) سبکا سب مین سے نکالنا نہین صحیح ہی (مثلاً کہے کہ ہزار میرے اوپر ہین ہزار کم تو صحیح نہوگا) جو چیزین نپتی ہین یا تلتی ہین انکو روپیونمین سے استثنا کرنا درست ہی اونکے سوا اور چیزون کو نکالنا درست نہین (مثلاً کہے کہ مجھپر ہزار درہم ہین دس پیمانہ گیہون یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یون کہے کہ دس بکریان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہین) اگر اقرار مین انشاء اللہ ملادیگا تو اقرار باطل ہوگا۔ اگر مکان کے اقرار مین سے عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہین ہی یعنے دونو مقرلہ کے ہونگے البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہی اور صحن تیرا ہی تو جیسا کہیگا ویسا ہی ہوگا۔ اور اگر کہے کہ اوسکے میرے اوپر ہزار روپئے ہین بابت قیمت غلام کے جو مین نے ابھی نہین لیا ہی پس اگر معین کردیا غلام کو اور مقرلہ نے وہ غلام حوالہ کیا تو مقر کو ہزار دینے ہونگے اور اگر غلام ندیا تو کچھہ نہین دینا ہوگا اور اگر مقر نے غلام معین نکیا ہو تو مقر پر ہزار واجب ہوگئے جسطرح اگر یون کہے میں

کہ شراب یا سُور کی قیمت کی بابت میرے اوپر ہزار ہین (تو ہزار دینے ہونگے اور مقرلہ
کو شراب یا سُور دینا نہوتا) اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک اسباب
کے یا کہے کہ مجکو اوسنے ہزار قرض دئے تہے مگر وہ کہوٹے یا غیر مروج تہے تو اوسکو کہرے
ہزار دینے ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ مین نے اُس سے کہوٹے یا غیر مروج ہزار
چہین لئے تہے یا اوسنے مجکو امانتاً دئے تہے (کہ اِس صورتمین ویسے ہی دینے ہونگے) اور اگر
کہے کہ مجہپر ہزار ہین بابت قیمت اسباب کے یا قرض یا امانت یا بطور غصب کے اور ساتھہ ہی
کہا مگر اسقدر ہزار سے کم ہین تو اس کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر استثنا ٹہرکر کیا تو معتبر
نہوگا۔ جو شخص اقرار کرے کپڑے کے چہین لینے کا پہر عیبدار کپڑا لاوے اور کہے
کہ یہہ چہینا تہا تو اوسکا قول معتبر ہوگا۔ اگر کہے کہ مین نے تجہسے ہزار امانتاً لئے تہے
اور وہ جاتے رہے اور مقرلہ کہے کہ تو نے چہین لئے تہے تو مقر کے ذمہ ہزار ہوجاوینگے
اور اگر کہے کہ تو نے ہزار مجکو امانتاً دئے تہے اور وہ کہے کہ چہین لئے تہے تو اِس صورتمین
ہزار مقر کے ذمہ عائد نہونگے (کیونکہ اِس صورتمین مقرلہ کا دینا اوسکے اقرار سے ثابت
ہے اور پہلی صورتمین مقر کا لینا ثابت ہے اور لینا ظاہر مین غصب کی دلیل ہے نہ امانت
کی اِسلئے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہے اور مغصوب کو دوسرا لے لیا کرتا ہے) اگر زید
کہے عمرو سے کہ یہہ چیز میری تیرے پاس امانت تہی سو مین نے لیلی اور عمرو کہے کہ
امانت نہین تہی بلکہ میری ہی تہی تو عمرو اُس شے کو زید سے لیلے (کیونکہ زید کے کہنے
سے عمرو کا قبضہ ثابت ہے تو قابض کے حوالہ کردینی پڑیگی پہر اگر زید کچہہ دعوی ہو تو ثابت
کرے) اگر زید کہے کہ مین نے اپنا اونٹ یا کپڑا اوسکو کرایہ دیا تہا پس یہہ سوار ہوا
یا پہنا اور مجہکو پہیر دیا اور وہ شخص کہے کہ یہہ میرا ہی تہا کرایہ پر نہین تہا تو زید کا

قول معتبر ہوگا۔ اگر کہی کہ یہہ ہزار امانت زید کی ہے نہین بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے
اسپر ثابت ہو گئی اور اسیقدر یعنی ہزار عمرو کے اسپر لازم ہو گئے *

باب مریض کے اقرار کے بیان مین ۔ اگر بیمار مرض الموت مین کسیکے دین کا اقرار کرے
تو اول اوسکے ترکہ مین سے صحت کی حالت کا قرض یا جو قرض اوسپر بیماری مین ا
اور خورد و نوش معمولی کے سبب ہوا ہو ادا کیا جاویگا اور بعد اوسکے وہ ادا کیا
ہوگا جسکا اقرار کیا ہے بیماری کی حالتمین مگر دونو میراث سے پہلے ادا کئی جاوینگی (یعنی
ترکہ وارثون مین اوسوقت تقسیم ہوگا کہ جب سب طرحکے دین ادا ہو چکین) بیمار اپنے وارث کے
واسطے اگر اقرار کرے تو یہہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اوس اقرار کو سچا بیان کرین
تو صحیح ہی اور غیر کے واسطے اقرار ہر حالمین صحیح ہے گو مریض کا سب مال اوسمین آجاوے
۔ اگر اقرار کیا بیگانہ کے قرض کا پہر اقرار کیا کہ وہ بیگانہ میرا لڑکا ہی تو لڑکا ہونا ثابت
ہو جائیگا اور اقرار قرض باطل ہوگا۔ اگر بیگانی عورت کیواسطے اقرار کیا پہر اوس سے
نکاح کر لیا تو اقرار اور نکاح دونو صحیح ہین بخلاف ہبہ اور وصیت کے (کہ اگر بیمار
بیگانی عورت کے لئے ہبہ یا وصیت کریگا اور پہر اوس سے نکاح کریگا تو نکاح صحیح ہوگا اور
ہبہ یا وصیت باطل) اگر بیمار اقرار کرے قرض کا اوس عورت کے لئے جسکو اپنی بیماری مین
تین طلاقین دیچکا ہی تو عورت کو میراث اور اقرار مین سے جو کم ہوگا دلینگا۔ اگر مقر
نے ایک لڑکے پر اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہین ہے
اور اتنی عمر کا لڑکا مقر جیسے شخص سے پیدا بھی ہو سکتا ہی اور لڑکا مقر کے کہنے کو سچا
بتادے تو بیٹا ہونا اوسکا ثابت ہو جائیگا اگرچہ مقر بیمار ہو اور وہ لڑکا اور وارثون کا
میراث مین شریک ہوگا۔ مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا ماں یا بیبی یا آزاد کرنیوالا

باب اقرار مریض کے بیان مین

یعنی مولی بتادے تو درست ہی اسیطرح عورت اگر کسیکا اپنا باپ یا ماں ہونا بتادے تو درست ہے لیکن
اگر کسیکا اپنا بیٹا بتادے تو اسمین شرط ہی کہ دائی گواہی دے کہ اس عورت سے پیدا ہوا ہی یا خاوند اوس عورت کو سچی سمجھے اور
ان صورتوں میں سب میں یہہ شرط ہی کہ مقرلہ مقر کو سچا کہے اگر مقر کے مرنیکے بعد مقرلہ
اوسکو سچا بتادے تب بھی درست ہی مگر تصدیق کرنا شوہر کا زوجیت کو بعد موت زوجہ
کے صحیح نہیں ہی۔ اگر اقرار کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہوگا پس اگر
مقر کا کوئی وارث ہی مقرلہ کے سوا نہو نہ وارث قریب نہ بعید تب تو مقرلہ وارث ہوگا
اور اگر کوئی اور وارث ہی تو یہہ وارث نہوگا۔ جسکا باپ مرگیا ہو وہ اگر اقرار کرے
کسیکے واسطے اپنے بھائی ہونیکا تو مقرلہ اوسکا وراثت میں شریک اور بھائی ٹھہر جاویگا
مگر اوسکے باپ سے اوسکا رشتہ ثابت نہوگا۔ زید مرا اور دو لڑکے چھوڑے اور زید کے
ایک پر سو روپیہ آتے تھے اب انمیں سے ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید نے اس سے
پچاس روپیہ لیلئے تھے تو اس لڑکے کو ان سو میں کچھہ نہیں ملیگا اور دوسرے کو پچاس
دلوائے جاوینگے *

کتاب الصلح

اسمین صلح کا بیان ہی۔ صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہی جو دو شخصوں میں جھگڑا دور کردے
ہر حال میں خواہ مدعا علیہ دعوی کا مقر ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقر ہو نہ منکر۔ اگر
مدعی کو مال کا دعوی ہو اور مدعا علیہ دعوی کا مقر اور اس صورت میں مال پر مدعا علیہ سے
اور مال پر صلح کرلے تو یہہ صلح بیع کے حکم میں ہی اسمین حق شفعہ ثابت ہوگا اور خیار
عیب اور رویت اور شرط اوسکے احکام جاری ہونگے (مثلا اگر زید عمرو کے مکان پر
دعوی رکہتا ہی اور عمرو اوسکو سو روپیہ دیکر صلح کرلے کہ وہ دعوی سے باز رہے تو

اِسکے یہہ معنی ہین کہ عمرو نے وہ مکان سو روپیہ کو زید سی خریدا) صلح مین اگر
بدلِ صلح (یعنے جس مال پر صلح ہوتی وہ) معلوم نہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس
چیز کے دعوی سی صلح کی وہ معلوم نہو تو فاسد نہوگی (جیسی دعوی کیا کسی حق یا کسی
قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ نے سو درم پر صلح کی تو صحیح ہے کہ بدل صلح یعنی سو
درم معلوم ہین گو جس سی صلح کی یعنی قرض وغیرہ مجہول ہی) جس شی کے دعوے
سے صلح ہوئی اگر وہ تھوڑی سی کسی اور کی نکلیگی تو جسقدر حصہ رسا اوسکی مقابل
بدل صلح پڑیگا اوتنا مدعا علیہ مدعی سے لے لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حقدار نکلیگا
تو مدعا علیہ نے جو کچھہ مدعیکو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سے واپس لیگا اور اگر بدل
صلح کا اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیز جسپر دعوی تھا
لیلے صلح مین اگر مال کی جگہہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعیکو دیوی (مثلاً کسی
دعوی کے عوض کوئی مکان اوسکے رہنے کو دیدے) تو یہہ صلح اجارہ کا حکم
رکھتی ہے اِسلئے اسمین شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی
یہہ صلح دونومین سی ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے ۔ جو صلح کہ
چپ رہنی یا انکار سی ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہے منکر کے حق مین (کیونکہ قسم
جو اوسپر لازم آتی ہے تو گویا اوسکا عوض دیتا ہے) اور مدعیکے حق مین معاوضہ
ہے پس اگر صلح کرے دعوی سے سکوت یا انکار کیصورت مین تو شفعہ ثابت
نہوگا اور اگر اوسی صورت مین گھر پر صلح کرے (یعنے صلح کا بدل گھر ہو) تو شفعہ
ثابت ہوگا اسلئے کہ یہہ گھر مدعی کے پاس آویگا جسکے حق مین صلح بمنزلہ بیع کے
ہے) جس اسباب مین جھگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا نکلے اسصورتمین (یعنی صلح سکوت

یا انکار مین تو مدعی) اُس مستحق سے جھگڑ سکتا ہی اور مدعا علیہ اول سے جو بدل صلح لیچکا ہے
پھیر دے اور اگر تھوڑی کا مستحق کوئی اور نکلا تو اُسیقدر کی خصومت اُس سے کر سکتا ہی اور
اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے کل کیصورت مین کل
دعوی پیش کرے اور بعض کی صورت مین بعض — بدل صلح کا جاتا رہنا مدعی کے سونپنے
سے پہلے دوسرے کے مستحق نکلنے کے حکم مین ہی دونو صورتون مین (یعنے اگر مدعا علیہ
مقر ہو اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جاتا رہے اُسکا حکم ہی اور
جسطرح سکوت اور انکار کیصورت مین بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اوسکے جاتا رہنے
کا ہی) فصل مال کے دعوی اور نفع کے دعوی اور جنایت کے دعوی سے صلح درست
ہی خواہ جنایت جان بوجھکر ہو خواہ بھولکر لیکن حدود مین صلح درست نہین (اسلیے کہ
حد اللہ تعالی کا حق ہی) نکاح کے دعوی اور دوسرے کو اپنا غلام بتانے کے دعوی
سے بھی صلح درست ہی اور ان دونو صلح مین پہلی بمنزلہ خلع کے ہی اور دوسری بمنزلہ
آزادی کے ہی مال کی عوض اگر غلام ماذون جسکو تجارت کا حکم ہو اپنی مالک کیطرف
سے ایک شخص کو جانکر مار ڈالے تو اُسکا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شی پر نہین صحیح ہی
(کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہین بلکہ اوسکے مالک کو چاہیے کہ صلح کرے) اور ایسے
غلام کا غلام اگر کسیکو جانکر مار ڈالے تو وہ غلام ماذون اپنے غلام کیطرف سے
صلح کر سکتا ہی (کیونکہ اُسکا غلام تو مال تجارت سے ہی جسکی اوسکو اجازت ہی) چھینی
ہوئی چیز اگر غاصب کے پاس سے ضائع ہو اور اوس سے مالک اُسکی قیمت سے زیادہ پر یا
کسی اسباب پر صلح کرے تو صحیح ہی اگر دو شریکون مین سے ایک شریک شرکت کے غلام
کو آزاد کر دے پھر دوسرا شریک نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرے تو نہین صحیح ہی (کیونکہ

شریک کا حق نصف سے زیادہ نہین ہے نہین اگر کسیکو صلح کرنیکے لئے اپنی طرف سے وکیل
کرے اور وکیل صلح کرے تو وکیل پر بدل صلح جسپر اوسنے صلح کی لازم نہوگا بلکہ
موکل پر لازم ہوگا لیکن اگر وکیل بدل صلح کا ضامن ہو تو البتہ اوسکے ذمہ پر لازم ہوگا۔ اگر
وکیل موکل کیطرف سے بغیر حکم موکل کے صلح کرے تب بھی صحیح ہے بشرطیکہ ضامن ہو بدل
صلح کا یا نسبت کرے صلح کی اپنے مال کیطرف یعنی صلح مین اپنا مال دینا کرے یا کہے کہ
مین نے ہزار پر صلح کی اور ہزار مدعیکو دیدے اگر یہ شرطین نہونگی تو صلح موقوف
رہیگی موکل کی اجازت پر اگر اجازت دے تو لازم ہو جائیگی مدعاعلیہ موکل پر اور
نہین تو باطل *

باب قرض واجب الادا سے صلح کرنیکے بیان مین۔ اُس چیز سے صلح کرنا جو عقد
دَین مین لازم ہوتی ہو بمنزلہ بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے ہے نہ بمنزلہ معاوضہ
کے۔ اگر صلح کرے ہزار سے پانسو پر یا ہزار پر یا کچھ وعدہ کے ساتھ تو صلح صحیح ہے
۔ اور اگر ہزار درہم قرض سے اشرفیون پر یا کچھ وعدہ کے ساتھ صلح کی یا وعدہ
والے درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدھے درمون پر اوسے قیمت
مین یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہین (کیونکہ سفید رنگ والے اسکا حق نہتے جو
بعض لینا اور باقی چھوڑ دینا) جسکے کسی پر ہزار روپیہ ہون اور وہ یون سے کہے کہ
اگر تو کل کو آدھے ادا کردے تو باقی چھوڑ دونگا اور وہ ایسا ہی کرے تو باقی سے بری الذمہ
ہو جائیگا اور اگر کل ادا کرے تو بری الذمہ نہوگا۔ زید عمرو سے کہے کہ مین تیرے مال
کا اقرار قاضی کے سامنے نہین کرونگا جبتک تو کچھ نہین چھوڑیگا یا مہلت نہ دیگا تو
اوسپر صلح صحیح ہے پس جب اقرار کردے عمرو تو زید اوسکو مہلت دے یا کچھ قرض

چھوڑی ہو شرط کے موافق (فصل) اگر قرض دو کی شرکت کا ہے اور انمین سے ایک نے
اپنے حصہ سے کسی کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک کو اختیار ہی کہ اپنا نصف قرضدار سے
خواہ نصف کپڑا شریک سے لے لیوے ہان اگر ضامن ہو وہ شریک چوتھائی حصہ قرض کا
تو بمنزلہ آدہی کپڑے دینے کے ہوگیا۔ اِن دونون مین سے اگر ایک اپنا حصہ قرضدار
سے وصول کرے تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا اب وہ قرضدار سے باقی کا مطالبہ
کرین اور اگر ایک عوض اپنے قرض کے قرضدار سے کچھ خرید لے تو یہ مشتری دوسرے
شریک کیواسطے کل قرض کے چہارم کا ذمہ دار ہوگا۔ باطل ہی صلح دو بیع سلم والون
مین سے ایک کی اپنے حصہ کے مال سے اوس پر جو اوسنے رأس المال دیا ہو (صورت
اوسکی یہہ ہی کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پہر زید نے خالد سے
صلح کی کہ جو مین نے تجکو دیا تہا اوسکو پہیر دے مین سلم کی چیز اپنے حصہ سے درگذرا تو
یہہ صلح صحیح نہین) کسیکے وارث اگر آپسمین سے ایک وارث کو کچھ اسباب عوض مال منقول
یا غیر منقول کے دیکر ورثہ سے علٰحدہ کردین یا سونے کے بدلے مین چاندی دیکر یا
اسکے برعکس پر تو یہہ صلح صحیح ہی خواہ عوض بہت ہوا وسکے حق سے خواہ تھوڑا
- اگر ترکہ متوفے کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونو ہو اور وارث مذکور کو صرف
چاندی یا روپیہ یا صرف سونا اور اشرفیان دیکر خارج از میراث کرین تو درست نہوگا
جبتک کہ بدل صلح اُس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اوسی جنس مین سے حصہ
پونہچے کہ اسصورت مین یہہ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کا عوض ہو جاویگی جس سے صلح کی ہے
(اور اگر بدل صلح زیادہ نہوگا تو ربوا لازم آویگا کہ بہت سا سونا یا چاندی تھوڑے کے
مقابل ہو جاویگی) زید مرا اور لوگون پر اپنا قرض چھوڑ گیا اب زید کے وارثون نے

ایک کو کچھہ دیکر علیحدہ کردیا اسپر کہ قرض کے مستحق ہم رہی تو یہہ باطل ہی (اسلئے کہ یہہ
صورت مدیون کے سوا اور لوگون کو دین کے مالک کرنے کی ہے جو درست نہین)
اور اگر وارث مذکور سے یہہ شرط کرلین کہ بدل صلح لیکر قرضدار و نکو اپنا حصہ معاف
کردے تو درست ہی (اسلئے کہ اسصورت مین دین کا مالک اونہین کو کریگا جنکے ذمہ پر
قرض ہے اور یہہ صورت جائز ہے)

کتاب المضاربة

اسمین عقد مُضَارَبَتْ کا بیان ہے۔ مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہی جسمین مال ایک
کا ہوا اور محنت دوسرے کی (اول کو رَبُّ المال یعنے مالک مال کہتے ہین اور دوسرے کو
مُضَارِبْ یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنیوالا) مضارب یعنی محنت والا اصل مال پر
تصرف سے پہلے امین کے حکم مین ہی (یعنے اگر مال جاتا رہیگا تو اسکو دینا نپڑیگا)
اور بعد تصرف کے وکیل کے حکم مین ہے اور نفع ہونیکے بعد شریک ہی نفع کا
اور عقد مضاربت فاسد ہونیکے بعد بمنزلہ مزدور کے ہے اور در صورت نافرمانی
(صاحب مال کے) غاصب کا حکم رکہتا ہی اور در صورت شرط کرنے سب نفع کے
اپنے واسطے قرض لینے والیکے حکم مین ہی اور در صورت شرط ہونے تمام نفع کے
رب المال کے لئے سرمایہ لینے والیکے حکم مین ہی۔ صحیح نہین ہے مضاربت مگر اوس
مال مین جسمین شرکت صحیح ہی (جیسے درہم اور دینار مین) اسیطرح اگر نفع کی شرکت حصہ
سے نہوگی (یعنے آدہوں آدہ یا تہائی یا چوتہائی وغیرہ تب بہی مضاربت درست
نہوگی) پس اگر ایک کیواسطے شرط کی گئی حصہ سے وہ نفع دیہ زیادہ تو مضارب کو اوسکی
محنت کی مزدوری ملیگی اور وہ مزدوری مشروط سے زیادہ نہ دیجاویگی (نفع کل

رب المال کا ہوگا) جو شرط کہ نفع مین جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربت کو فاسد
کردیتی ہے (جیسے یہہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گہر رہے کہ اسمین مضارب
نے آدہی نفع کو اپنی محنت اور گہر کے کرایہ کی عوض کردیا ہے معلوم نہوا کہ کام کے عوض
کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا) اور جو شرط ایسی نہو وہ عقد کو فاسد نہین کرتی
بلکہ خود وہ شرط باطل ہے جیسے یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہے (نہ رب المال کے)
رب المال مال مضارب کو دیدے پہر مضارب کو اختیار ہے کہ اُس مال سے خرید و فروخت
کرے نقدون اور قرضون اور اصالۃً اور وکالۃً اور وطن مین یا سفر مین اور دوسرے
کو سرمایہ دیدے تجارت کیواسطے اور ایکو امانت سونپ دے (یہہ سب امور اوسکو جائز ہین)
نکاح نکرے مضارب کسی لونڈی غلام کا مال مضاربت سے اور نہ اپنا کسیکو مضارب
بنائے مگر رب المال کے حکم سے یا اوسکے یون کہدینے سے کہ اپنی عقل سے کام کر اور
اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین
بتا دیا ہو تو اُس سے تجاوز نکرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجاوز نکرے
اور نہ خریدے اُس غلام لونڈی کو جو رب المال کے مالک ہونے سے ازاد ہوجاے (یعنے
رب المال کے ذی رحم محرم کو اگر مملوک ہو مال مضاربت سے نخریدے) اسیطرح جو خود اُسکے
مالک ہونے سے آزاد ہوجاے اوسکو بھی نخریدے بشرطیکہ تجارت مین صورت نفع کی معلوم
ہوتی ہو (اسلیے کہ اوسوقت اگر خریدیگا تو نفع ہی مین شامل ہوگا اور مضارب پر آزاد
ہوجاویگا) بلکہ اگر خریدیگا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت مین نفع ظاہر نہوا ہو تو خرید
صحیح ہے (کیونکہ مضارب نفع مین شریک ہے اور نفع ابھی معلوم نہین ہوا ہے تو مضارب اُس
غلام کا مالک ہی نہین ہے جو وہ آزاد ہوجاے) پس اگر ایسے غلام کے خریدنیکے بعد

لیئے ظاہر ہو تو بچہ غلام آدہا یعنی مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو ضمان
دینا نہوگا (کیونکہ اپنے اختیار سے اوسنے آزاد نہین کیا) اب بچہ غلام اپنی آدہی
قیمت جو رب المال کا حصہ ہی اوسکو کما دے۔ اگر مضارب کو ہزار روپیہ دئے ہون آدہ
نفع پر اور اوسنے اسی قیمت کی ایک لونڈی خریدی اور وہ ایک لڑکا جنی کہ وہ برابر ہزار
روپیے کے تہا اب مضارب نے اپنے تونگر ہونے کی حالت مین دعوی کیا کہ بچہ لڑکا میرا ہی اور
لڑکے کی قیمت ڈیڑہ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہو گئی تو وہ لڑکا رب المال کیواسطے سوا
ہزار کما دے یا رب المال چاہے تو اوسکو آزاد کرے۔ پس اگر رب المال نے ہزار روپیہ
لڑکے سے لیلئے تو مضارب رب المال کو آدہی قیمت لونڈی کے پانسو روپیہ اور دے
کیونکہ بچہ لڑکا نفع مین تہا لیکن اصل مال سے مشتبہ تہا جب قیمت اوسکی پانسو زیادہ ہو گئی
تو اوسکے نفع ہونیکو ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب ہزار روپیہ اوس لڑکے سے لیلئے
تو اوسکے اصل مال ہونیکی جانب کو ترجیح ہو گئی کیونکہ مضاربت کے معاملہ مین پہلے
رأس المال لیتے ہین اب لونڈی بالکل نفع مین رہی (اسلئے مدعی نسب یعنی مضارب ضامن
ہوگا نصف قیمت لونڈی کا (اور ڈہائی سو بابت قیمت لڑکے کے بھی ادا کرے کہ
اوسکی قیمت جو پانسو زیادہ ہو گئی تھے وہ بھی نفع مین شمار ہونگے **فائدہ**
جاننا چاہیے کہ اس مسئلے مین مضارب کے تونگر ہونے کی جو قید ہے اُسکا کچھ نفع نہ کہ اگر
مفلس ہوگا تو بطریق اولے قیمت لڑکے کا ضامن نہوگا اور شرکت کے غلام کے
آزاد کرنے مین آزاد کرنیوالا اگر توانگر ہو تو ہو سکتا ہے کہ دوسرا شریک اُس سے آدہے
حصہ کا دام بہر لے لیکن بصورت مضاربت مین سوا ہی لڑکے سے اپنا حصہ کموانے یا
اُسکو آزاد کر دینے کے اور صورت نہین یعنی مضارب سے اُسکا تاوان لینا جائز نہین ہے

کیونکہ مالک ہو جانا مضارب کا اُس لڑکے کو بسبب ہونے ثبوت کے ایک امر لابدی سے
کچھہ مضاربے کرنے سی نہین ہوا تاکہ اُسکو قیمت دینی پڑی بخلاف نصف قیمت لونڈی
کے کہ یہہ ضمان تصرف کرنے کے سبب سے ہوا اور تصرف مضاربت کرنے پر منحصر ہے)

باب مضاربے مضارب کرنیکے بیان مین - اگر مضارب اپنی طرف سی کسیکو
بے اذن رب المال کے مضارب کرے تو راس المال کا ضامن نہوگا جبتک کہ دوسرا
مضارب عمل نکرے (اور جب دوسرا مضارب عمل بیع وشرا کا کرے تو مضارب اول
مال کا ضامن ہو جائیگا) اگر رب المال کے حکم سے زید مضارب نے عمرو کو تہائی نفع پر
مضارب کیا اور زید سی رب المال نے کہہ دیا کہ جو کچھہ خدا نفع دے وہ ہم تم مین آدہون
آدہ ہے پس جو نفع ہوگا اوسمین سی آدہا رب المال کا اور چھٹا حصہ زید مضارب اول کا
اور تہائی عمرو مضارب ثانی کا ہوگا اور اگر یون کہا تھا کہ جو کچھہ اللہ تعالی تجھکو نفع دے
وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہی تو عمرو کو تہائی اور باقی دو تہائی اُن دونون (یعنے
رب المال اور مضارب اول مین) آدہون آدہ بٹجائیگی - اور اگر رب المال نے زید سے
یون کہا کہ جو تو نفع پاوے وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہوگا اور مضارب اول مضارب
ثانی کو نصف نفع پر مال دے تو آدہا نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدہا رب المال اور
مضارب اول مین نصا نصف بٹجاویگا (یعنے ہر ایک کو چوتہائی ملیگا) اور اگر رب المال
نے مضارب اول سے کہہ دیا کہ جو اللہ نفع دے اوسمین سے مین آدہا لونگا اور مضارب اول
دوسرے کو نصف نفع پر دے تو اس صورت مین نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب
دوم کو اور مضارب اول کو کچھہ نملیگا - اور اگر پہلا مضارب دوسرے مضارب کے لیے
دو تہائی نفع شرط کر لے اور رب المال کا آدہا نفع بدستور ہو تو پہلا مضارب دوسرے

کیواسطی چھٹے حصہ کا ضامن ہوگا (کیونکہ رب المال جب آدہا لے لیگا تو دوسرے مضارب کو دو تہائی سی چھٹا حصہ کم پہونچیگا یعنہ بقدر مضارب اول کو اپنی پاس سی دینی ہوگی) اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اوسکے غلام کی شرط ہو کہ غلام بھی اوسکے ساتھہ کام کریگا اور تہائی اپنی واسطے ٹھہرا وے تو درست ہی۔ رب المال یا مضارب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دارالحرب کو چلے جانے سے مضاربت باطل ہو جاتی ہے۔ مالک کے برطرف کرنیسے مضارب معزول ہو جاتا ہی اگر اوسکو برطرف کرنا معلوم ہو جاوے پس اگر معلوم ہوا برطرف کرنا اور حالیکہ مال مضاربت اسباب تہا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کرلے اور ثمن مین تصرف نہ کرے۔ اگر رب المال اور مضارب دونو عقد مضاربت کو فسخ کردین اور مال مضاربت لوگون پر قرض ہو اور نفع بھی ہو تو حاکم مضارب سی بزور قرضدارون پر تقاضا کراوے اور اگر نفع اوس تجارت مین نہو تو تقاضا کا جبر اوسپر نہوگا بلکہ مضارب اپنی طرف سی تقاضا کرنے کا رب المال کو وکیل کردے۔ دلال جبر کیا جاویگا تقاضا کرنے پر اور مبیع کی قیمت مشتری سی لینے پر۔ جو مال مضاربت سی جاتا رہی وہ نفع سے لیا جاویگا اگر نفع سی بھی زیادہ جاتا رہا تو مضارب کو دینا نہوگا۔ اگر نفع تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پہر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو دونونے بانٹ لیا ہی پہر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرلے جو بچے اوسے دونو پہر بانٹ لین اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نکرے یعنی اصل مال کم رہی تو مضارب پر دینا نہ آویگا۔ اور اگر نفع بانٹ لیا اور مضاربت کو فسخ کردیا بعد اوسکے از سر نو عقد مضاربت کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہوگیا تو پہلا

نفع آمین نہین لگا یا جاویگا (کیونکہ یہہ تو نیا عقد ہے)

فصل عقد مضاربت مالک کو لبضاعت کے طور پر مال دیدینے سے نہین ٹوٹتا ہی (یعنے اگر مضارب مال مالک کو دیدے یہہ کہکر کہ ہمین جو نفع ہو سب مجکو دینا تو مضاربت بجاویگی) اگر مضارب سفر کو جائے تو اُسکا کہانا پینا پہننا سواری سب مال مضاربت کے صرف سے ہوگی — اور اگر شہر مین تجارت کریگا تو یہہ سب خرچ اپنے مال مین سے اوٹہائے جیسے خرچ بیماری دوا وغیرہ (شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے پاس سے کرے) اگر مضارب کو نفع ہوا تو مالک وہ خرچ وضع کرلے جو اصل مال سے مضارب کے صرف مین آیا پہر جو نفع رہے اوسے بانٹ لے (کیونکہ اصل مال مقدم ہی) اگر مضارب کوئی چیز خریدے پر نفع سے بیچے تو جو کچہہ اوسپر صرف ہوا ہی جیسے دُہلائی رنگائی ڈہلائی وغیرہ سب لگالے اور یون کہے کہ اتنے کی خرید ہی اور یہہ صرف ہوا ہی اور یہہ نفع لونگا اور جو کچہہ اپنی ذات پر صرف کیا ہی اوسکا اسمین حساب لگائے — اگر دُہلائی یا ڈہلائی مضارب اپنے پاس سے دے اور اُس سے مالک نے کہدیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہہ سلوک اپنی طرف سے ہوگا (مالک کے ذمہ یہہ خرچ ٹہریگا) اگر تہان کو مضارب سُرخ رنگائے تو جسقدر قیمت رنگ کے سبب سے بڑہجاویگی اوسیقدر کا شریک ہوگا اور مالک کے واسطے سفید تہان کی قیمت کا ذمہ دار نہوگا — اگر مضارب نے ہزار روپیہ مالک سے آدہون آدہ نفع پر لئے پہر اُن سے کپڑا خریدکر دو ہزار کو بیچا اور اُن دو ہزار سے غلام خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے دونو ہزار جاتے رہے تو بائع کو مضارب اور مالک دونو ملکر ہزار روپیہ دین اور مالک ایکہزار اور دے (کیونکہ ہزار نفع کے دونو کی شرکت مین تہے اور ہزار صرف مالک کے تہے غرضکہ مالک پندرہ سو دے اور مضارب پانسو) اب غلام کی ایک چوتہائی تو مضارب کی ہوا ور باقی تین حصے مال مضاربت کا

رہیگا اور اصل مال ڈہائی ہزار ہوا (کیونکہ اس غلام پر مالک کے ڈہائی ہزار صرف ہوئے یعنی پندرہ سو اب دئے اور ایکہزار پہلے دئے تھے) اور اگر مضارب اس غلام کو مرابحت پر بیچے تو نفع دو ہزار پر لے (کیونکہ قیمت غلام کی تو دو ہی ہزار تھے) اگر مضارب نے رب المال سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے کے وقت یہ ساز کہے کہ پانسو کو پڑا ہے (اسپر نفع لیتا ہوں) اگر مضارب کے پاس ہزار ہیں آدہوں آدہ نفع پر اور ان ہزار سے ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہے اور اس غلام نے بطور خطا یعنی نادانستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خونبہا تین چوتہائی مالک کے ذمہ ہوگا اور ایک چوتہائی مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور مضارب کی ایک روز (کیونکہ اسی حساب سے عوض دیا ہے اور اسی حساب سے دونوں کی ملک میں ہے) مضارب کے پاس ہزار ہیں اور ان سے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا کرنے سے پہلے یہہ ہزار تلف ہوگئے تو مالک کے دینے ہونگے اور اگر پہر جاتے رہیں تو اور دینے ہونگے اور اصل مال ٹھہریگا سب جتنے دئے ہیں ۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہوں اور رب المال سے کہے کہ تونے مجھکو ایکہزار دئے ہیں اور ایکہزار نفع کے ہیں اور رب المال کہے کہ میں نے تجھکو دو ہزار تو دئے ہیں تو مضارب کا قول معتبر ہوگا ۔ ایک کے پاس ہزار ہیں اور کہتا ہے کہ یہہ مضاربت کے ہیں آدہوں آدہ نفع پر اور ان سے ہزار نفع کے ملے ہیں اور مالک کہے کہ یہہ سرمایہ تجارت کے ہیں (یعنے نفع میں تجھکو کچھہ شرکت نہیں ہے) تو مالک ہی کا قول معتبر ہے ۔

کتاب الودیعت

اسمیں امانت سپرد کرنے کا بیان ہے ۔ امانت سپرد کرنا اسکا نام ہے کہ دوسرے کو اپنے مال پر قبضہ کرا دے تاکہ وہ مال کو بچائے رکہے (اور اس شخص کو امین کہتے ہیں) اور جو

مال اوسکے پاس چھوڑ نے ہین وہ دولت کہلاتا ہی اور وہ اوسکے پاس امانت رہتا ہی
کہ اوسکے جاتے رہنے سے وہ تاوان نہ دیگا امین کو اختیار ہی کہ امانت کی محافظت خود کرے
یا اپنے گہر والونکے پاس رکہدے پس اگر اسکے سوا کسی اور کو سونپیگا تو در صورت جاتے رہنے
امانت کے ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنے کے خوف سے اپنے پڑوسی کو یا ڈوبنے کے
خوف سے دوسری کشتی والیکو سونپ دیگا تو بر وقت تلف ضامن نہوگا۔ اگر مالک نے
امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے نہ دی یا اپنے مال مین ملالی کہ اسکی
پہچان نہ ہی تو امین اوسکا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود ملگئی نہ اسکی ملانے سے تو
اُس امانت مین دونو شریک ہوجاینگے۔ اگر اس امانت مین سے کسیقدر اپنی خرچ
مین لادے اور اوسکی جگہہ ویسی ہی اور ملادی تو سب کا ضامن ہوگا (اسلیئے کہ اسنے
اپنے مال کو مال امانت مین خلط کر دیا) اگر امانت مین ایسی تعدی کرے کہ ضمان دینا
آوے پہر وہ تعدی دور ہو جاوے تو ضمان بھی موقوف ہو جائیگا (جیسے کسی اجنبی کو
امانت سونپ دی پہر اُس سے لیلے) بخلاف عاریت لینے والے اور ٹھیکہ لینے والیکے
(کہ یہہ دونو اگر اس قسم کی تعدی کرین تو باوجود جاتے رہنے تعدی کے ضمان
اونکو دینا ہوگا) اور بخلاف اقرار کرنیکے بعد انکار کے (یعنے مالک کی طلب پر اگر
انکار امانت کا کیا پہر گو اقرار کرلے مگر ہلاک کیصورت مین ضمان دینا ہوگا)۔ امین کو
جائز ہے سفر کرنا ساتھہ امانت کے اگر مالک نے منع نکیا ہو اور خوف جاتے رہنے
کا بھی نہو۔ اگر دو شخص ملکر امانت سونپین تو امین اُنمین سے ایک کو اوسکا حصہ نہ دے
جبتک کہ دوسرا حاضر نہو۔ اگر ایک شخص نے دو امینون کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم
ہوسکتی ہے تو دونو کو چاہیئے کہ آدہی آدہی تقسیم کر کے ہر ایک اپنا اپنا حصہ کی

محافظت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اوسکا ضامن ہوگا بخلاف اس امانت کے جو بٹ نہین سکتی (کہ اوسمین ضامن نہوگا) اگر سونپنے والا امین سے کہے کہ اسکو اپنی گہنے والونکو ندینا یا اسکو اسی کوٹھری مین محفوظ رکہنا اور امین نے ایسے شخص کو سپرد کی جسکے دیئے بدون چارہ نہین (جیسے بی بی یا نوکر) یا اس مکان کی کسی اور کوٹھری مین اوسکی محافظت کی اور امانت ضایع ہوگئی تو ضامن نہوگا اور اگر بلے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان مین حفاظت کی تو ضامن ہوگا - فا صب کا امین درصورت تلف امانت کے ضامن ہوگا نہ امین کا امین (یعنے اگر کسی نے کسی کی چیز چھین کر امین کے سپرد کی اور وہ جاتی رہی تو امین کو دینی آویگی اور اگر عمرو نے زید کو امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر درصورت تلف ضامن نہوگا) - زید کے پاس ہزار ہین عمرو کہتا ہے کہ یہہ میری امانت ہین اور بکر کہتا ہے کہ میری اور زید کہتا ہے کہ دونو کے نہین ہین اور قسم نہین کہاتا تو یہہ ہزار بکر اور عمرو کے ٹھہرینگے اور ایک ہزار زید کو اور دینے ہونگے اور بکر اور عمرو انکو بھی آدہوں آدہ لیوین (کیونکہ ہر ایک نے ایک ایکہزار کا دعوی کیا تہا اور دونو نکے دعوی کے انکار پر اوسنے قسم نکہائی) +

کتاب العاریۃ

اسمین چیز کے مانگنے کا بیان ہے - عاریت کہتے ہین اپنی چیز کے نفع کے مالک کر دینے کو بغیر عوض کے (یعنے کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کر دینا اور اُس سے کچھہ عوض نہ لینا) ان الفاظ سے عاریت صحیح ہوجاتی ہے یہہ چیز مین نے تجھکو عاریت دی یا زمین کا اناج مین نے تجھکو دیا یا اپنا کپڑا پہننے کو تجھکو دیا یا اپنی

مسائل العاریت

سواری سوار ہونے کو تجھکو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گھر تیری رہنے کو ہی یا میرا گھر عمر بھر تیرے رہنے کو ہی۔ عاریت دینے والا جب چاہی اپنی چیز پھیر لے۔ اگر ہلاک ہو جائی بغیر تعدی کے تو مانگنے والا ضامن نہوگا۔ منگنی کی چیز کو کرایہ دینا اور گروی رکھنا صحیح نہین ہے مثل امانت کی۔ اگر کرایہ دے اور جاتی رہے تو ضمان دینا ہوگا۔ جسکے پاس منگنی ہو وہ دوسریکو منگنی دیسکتا ہے ایسی چیزین جو استعمال کرنیوالیکے بدلنی سی مختلف نہون (جیسے گہر کا رہنا یا غلام کی خدمت اور جو چیز مُشتَعِل کے اختلاف سی مختلف ہو جائی جیسے گہوڑے کی سواری اوسکا دوسریکو عاریت دینا نہین صحیح ہے) اگر مالک عاریت کسیوقت خاص یا نفع خاص سے مقید کر دے (مثلا کہدے کہ فلانے دن اس سی نفع لینا یا فلان کام مین لانا) یا دونوں کی قید کر دے تو مانگنے والا اُس قید سی تجاوز نکرے اور اگر کوئی قید نہین ہے تو ہر نفع ہر وقت لیسکتا ہی۔ روپیہ اشرفی اور کیل کی چیز (جیسے گیہون وغیرہ) اور تول کی (جیسے شہد روغن وغیرہ) اور شمار کی (جیسے انڈے اخروٹ وغیرہ) کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہی (کہ اوسکو خرچ کرکر اور دیدینا صحیح ہی اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا مین سی نہو تو بعینہ اوسیکو واپس کرنا چاہیئے مثلا اگر کپڑے یا ہتھیار ہون اونہین کا پھیر دینا ضرور ہوگا) مکان بنانے یا درخت لگانیکے واسطے زمین کا عاریت دینا صحیح ہی اور مالک کو پھیر لینی کا اختیار ہی اور مانگنے والے سے کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کرو اور اگر عاریت کا وقت مقرر نکیا تو تاوان کچھہ نہ دے لیکن اگر کسیوقت تک عاریت دی تہی اور اوس سے پہلے پھیر لینا چاہے تو جو کچھہ مکان وغیرہ اوکھڑنے سے مانگنے والیکا نقصان

ہوگا اٹک کر دیا پڑیگا۔ اگر کہیتی کرنیکے لئے زمین عاریت دی تو جبتک کہیتی کاٹ نہ آوے نہین لے سکتا خواہ وقت معین کیا ہو خواہ نکیا ہو چیز کے واپس کرنے مین خرچ پڑے وہ عاریت مین مانگنے والے کے ذمہ ہی اور امانت مین مالک کے ذمہ اور ٹہیکہ مین ٹہیکہ دینے والیکے ذمہ اور غصب مین چہیننے والیکے ذمہ اور گرو مین گرو رکہنے والیکے ذمہ۔ اگر مستعیر یعنی عاریت لینے والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے اصطبل وغیرہ مین پونہچا دیا یا غلام کو مالک کے گہر پونہچا دیا تو مستعیر بری الذمہ ہوا بخلاف غاصب اور امین کے (کہ غصب اور امانت کی چیز کو مالک کے سپرد کر دینا ضرور ہی) اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنے نوکر ماہوار کے ہاتہہ یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتہہ بہیجدیا تو بری الذمہ ہو جائیگا بخلاف اجنبی کے ہاتہہ بہیجنے کے (کہ اسصورت مین اگر ضائع ہو گی تو ضمان دینا ہوگا) جسکو زمین عاریت دیگئی ہو وہ عاریت نامہ مین واسطے اطمینان مالک کے لکہے کہ تو نے اپنی زمین مجہکو عاریت دی ہی ؛

کتاب الہبۃ

اسمین ہبہ کا بیان ہی۔ ہبہ اسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی چیز کسیکو مفت بلا عوض مالک کر دے (جو چیز دیتا ہے اسکو واہب کہتے ہین اور جسکو اسکا مالک کرتا ہی اسکو موہوب لہ کہتے ہین اور جس چیز کو ہبہ کرتا ہی وہ موہوب کہلاتی ہے) ہبہ اسوقت درست ہی کہ واہب کیطرف سے ایجاب ہو (اور موہوب لہ اسکو قبول کر کے قبضہ کر لے) ہبہ کے ایجاب کے یہہ الفاظ ہین کہ واہب یون کہے مین نے ہبہ کیا یا دیڈالا یا مین نے یہہ کہانا کہانے کے لئے تجہے دیا یا اسکو تیرا ہی کر دیا یا یہہ چیز عمر بہر کو تجہے دی یا ہبہ کی نیت سے یہہ کہا کہ یہہ سواری ہونے سوار ہونے کو تجہے دی یا یہہ کپڑا تجہے پہنا دیا یا میرا گہر

تیری لئے ہبہ ہے اوسمین رہیوا ور اگر یون کہیگا کہ میرا گہر رہنے کو ہبہ ہی یا ہبہ کا
رہنا ہے تو ان دونو لفظون سی ایجاب نہوگا (ایجاب کے بعد) درستی ہبہ کے لئے
موہوب لہ کا قبول کرنا چاہئے — اور قبضہ اوسی مجلس مین بغیر حکم واہب کے صحیح ہی اور بعد
مجلس ہبہ کے حکم اوسکا ضرور ہی — ہبہ کرنا ایسی چیز کا درست ہی جو واہب کے قبضہ مین
تقسیم ہو کر آگئی ہو اور (اگر) مشترک چیز جو تقسیم نہین ہو سکتی (جیسے کنوان اور چہوٹا
حمام وغیرہ) مین کوئی حصہ ہبہ کری تو درست ہی اور جو تقسیم ہو سکتی ہی اوسمین
کوئی حصہ ہبہ کرنا درست نہین ہان اگر مشترک کو تقسیم کرکے موہوب لہ کے حوالہ
کریگا تو درست ہو جاویگا (مثلا ایک مکان کئی شخصون مین مشترک ہی اور اونمین سی ایک
شخص نے اپنا حصہ بلا تقسیم ہبہ کر دیا تو درست نہوگا ہان اگر شریک سی تقسیم کرکے
اپنا حصہ علیحدہ کر لیا اور ہبہ کیا تو درست ہوگا) اگر گیہون کے اندر آٹا ہبہ کیا تو
صحیح نہین گو اوسکو پیسکر حوالہ کر دی — اسیطرح تلون کے اندر کا تیل اور دودہ کے
اندر کا گہی ہبہ کرنا صحیح نہین — جو چیز ہبہ کی ہے اگر وہ شی موہوب لہ ہی کے پاس
تو بغیر قبضہ کے مالک ہو جائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہین — اگر باپ اپنی بچہ کو ہبہ کرے
تو فقط ایجاب ہی ہبہ پورا ہو جائیگا (یعنی باپ ہی کا قبضہ بچہ کیطرف سی کافی ہے) —
اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچہہ دی تو اوسکے ولی یا مان کے قبضہ کرنے سی یا اجنبی کے
جسکی گود مین وہ بچہ ہی ہبہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبضہ کرنا جانتا ہو تو اوسکے قبضہ کرنے سی
تمام ہو جائیگا — اگر دو آدمی ایک گہر کسی شخص کو ہبہ کر دین تو صحیح ہی نہ برخلاف اسکا
(یعنی ایک آدمی دو کو ایک گہر دی بلا تفصیل حصص کے تو نہین صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک
کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہین ہی — دس روپیہ کو دو فقیرون پر تصدق کرنا

اور ہبہ کرنا صحیح ہی دو تونگر پر صحیح نہین کیونکہ دو فقیروں کو دینا ایسا ہی جیسا خدا کو
سب دیا کہ نیت خدا کیواسطے کی ہوتی ہی بخلاف تونگروں کے کہ اوسمین نیت اونہین کے
دینے کی ہے اور ہبہ کرنا مشترک چیز کا بلا تعیین درست نہین ہے ❊

باب ہبہ کے پھیر لینے کے بیان مین – صحیح ہی دیکر پھیر لینا لیکن پھیرنے سی سات امر
منع کرتے ہین (جو) دمع خزقہ (سی سمجھے جاتے ہین) د سے تو وہ زیادتی مراد
ہی جو موہوب چیز سی جدا نہو سکتی ہو جیسے زمین موہوبہ مین درخت لگانا یا مکان بنوانا
یا جانور موہوب کا موٹا ہوجانا (کہ اسصورت مین ہبہ نہ پھریگا) اور م سی مراد ہی مرنا ایک کا
واہب اور موہوب لہ مین سے (کہ اگر کوئی مر جاویگا تو ہبہ واپس نہوگا) اور ع سی
عوض مراد ہی (جو ہبہ کے عوض مین واہبنے موہوب لہ سے لیا ہی) اگر موہوب لہ واہب
سے کہے کہ تو اپنے ہبہ کا عوض یا بدل یا اوسکے مقابلہ مین یہ چیز مجھہ سی لیلے
اور وہ لیلے تو اختیار موہوب کے پھیر لینے کا واہب کو نرہیگا اہد اگر کوئی اجنبی جو
موہوب لہ نہین ہے ہبہ کا بدلہ دیدے تو جایز ہے اور واہب کو اب بھی اختیار نرہیگا
– اگر عوض دینے کے بعد نصف یعنی آدہا موہوب کسی اور کا نکلا تو آدہا عوض پھیر لے – اور
اگر عوض مین آدہا کسی اور کا نکلا تو واہب آدہا موہوب واپس نہین لے سکتا جب تک
کہ موہوب لہ دوسرا نصف بھی واپس کرے – اگر آدہے موہوب کا بدلہ پہنچ گیا تو باقی
آدہے کا پھیر لینا صحیح ہی اور خ سے مراد ہی موہوب کا خارج ہو جانا موہوب لہ
کی ملک سی (کہ یہ بھی مانع واپسی ہے) اگر موہوب لہ نے آدہا موہوب بیچ ڈالا تو
واہب آدہا باقی پھیر لیسکتا ہی جس طرح کہ اگر بالکل نہ بیچا ہو تو پھیر سکتا ہی اور ز سی
مراد زوجیت ہی (یعنے موہوب لہ کا خاوند یا جورو ہونا مانع ہبہ کے پھیرنیکا ہی)

پس اگر ایک اجنبی عورت کو کچھہ ہبہ کیا پھر اوس سے نکاح کیا تو ہبہ پھیر سکتا ہے نہ اسکے
عکس مین (یعنے پہلے نکاح کرے اور پھر اوسکو کچھہ دے تو نہین پھیر سکتا اور) ق
سے مراد قرابت ہے۔ پس اگر اپنے ذی رحم محرم کو کچھہ دے تو نہین پھیر سکتا اور ہ
سے ہلاک مراد ہے (یعنے موہوبہ کا موہوب لہ کے پاس سے جاتا رہنا کہ اسمین بھی
ہبہ واپس نہوگا) اگر موہوب لہ دعوی کرے کہ موہوبہ جاتا رہا تو اسکا کہنا معتبر
ہوگا۔ پھیر لینا جب ہی صحیح ہے جب دونو واہب اور موہوب لہ راضی ہون یا حاکم
حکم کرے (کیونکہ دیکر پھیر لینا مسئلہ مختلف فیہ ہے پس ان دو امرون سے ایک کا
ہونا ضرور چاہیے تاکہ جائز ہونے کی جانب قوت پکڑے۔ پس اگر عین موہوبہ تلف
ہوگیا اور پھر اسکا کوئی مستحق پیدا ہوا اور موہوب لہ نے مستحق کو موہوب کے بدلے
مین تاوان دیا تو یہہ تاوان واہب سے وصول نہین کرسکتا۔ ہبہ کرنا عوض لینے
کی شرط پر ابتدا مین تو ہبہ کا حکم رکھتا ہے یعنی شرط ہے کہ واہب و موہوب لہ دونو
عوضون پر قابض ہوجاوین اور اگر موہوب مشترک بے تقسیم ہوگا تو یہہ معاملہ
باطل ہوگا (جیسا ہبہ کا حال ہے) اور انتہا مین یہہ عقد بیع کا حکم رکھتی ہے پس
پھر سکتا ہے بسبب عیب اور خیار رویت کے اور (اگر موہوبہ گھر یا زمین ہوگی تو پڑوسی
کو) حق شفعہ پونہچ سکتا ہے (جیسے بیع مین پونہچ سکتا ہے)

فصل جسنے حاملہ لونڈی کو ہبہ کیا اور اسکا حمل ہبہ نکیا یا اس شرط پر لونڈی کو ہبہ
کیا کہ مجھکو پھیر دیدینا یا اوسکو آزاد کر دینا یا ام ولد کر لینا یا گھر ہبہ کیا اس شرط پر
کہ تھوڑا اسمین سے مجھکو پھیر دینا یا تھوڑے کا عوض دینا تو (ہبہ) صحیح ہے اور استثناء حمل
اور دوسری شرطین باطل ہین۔ اگر قرضخواہ قرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو وہ قرض

تو اوسنے یا تو امین سی بری الذمہ ہو یا کہے کہ مجکو آپ بری فرما دے اگر ایسے تو باقی
ادا نہ کرے یا تو اوس سی بری الذمہ ہو تو یہہ قول باطل ہے (اسلئے کہ دونون
صورتون مین قرض کے ہبہ کرنے کو شرط پر مشروط کیا ہے اور وہ درست نہین)
صحیح ہے ہبہ عمری متمر لہ کیواسطے اوسکی زندگی تک اور اوسکے مرنیکے بعد اوسکے
وارثون کیواسطے - عمری اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنا گہر کسیکو اوسکی زندگی تک
دیدے اور جب وہ مر جاوے تو مالک کو پہیر دیا جاوے - یون کہکر ہبہ صحیح نہین کہ
اگر مین تجہہ سے پہلے مرجاؤن تو یہہ چیز تیری ہے اور اسکو فقہا کی اصطلاح مین رقبیٰ
کہتے ہین - صدقہ کا حکم ہبہ کا سا ہے کہ صحیح نہین ہوتا بغیر قبضہ کے اور صحیح نہین [illegible]
ایسی شی مشترک مین جو تقسیم کیے قابل ہے مگر صدقہ کو مثل ہبہ کی پہیر لینا صحیح نہین ہے
(کیونکہ صدقہ تو خدا کیواسطے دیا ہے نہ ہبہ)

کتاب الاجارۃ

اسمین ٹہیکہ اور کرایہ وغیرہ کا بیان ہے - اجارہ کہتے ہین ایک نفع معلوم کو بیچنا
چیز معلوم کے بدلے مین اور جو چیز قیمت ہوسکتی ہے وہ اجرت اجارہ کی بہی ہوسکتی
ہے - ٹہیکہ کی مدت بیان کرنیہی سی نفع معلوم ہو جاتا ہی جیسے گہر مین رہنی یا زمین
کی کہیتی کرنے مین (ایکسال یا دو مہینہ مقرر کر دیئے تو گہر کا یا زمین کا نفع مجہول نرہا
بلکہ معلوم ہوگیا) تہوڑی چہوٹی مدت ہو تو مقرر کرنا صحیح ہی مگر وقفون کے اجارہ مین
تین برس سی زیادہ مدت مقرر کیجاویگی - اجارہ کی چیزون کا نام لینیہی سی کبہی نفع معلوم
ہو جاتا ہی جیسی رنگائی یا سلائی کے لئے اجارہ کرنا اور ڈہلائی وغیرہ مین اشارہ
کرنے سی نفع معلوم ہو جاتا ہی مثلا یون کہنا کہ اس غلہ کو وہان سی وہان تک لیجاوے

۔ اجیر یا مزدور فقط عقد یا اجارہ سے اجرت کا مستحق یا اوسکا مالک نہیں ہوتا بلکہ چار طوروں سے
ہو سکتا ہی یا اجرت بلا شرط پہلے دیدیجاوے یا پیشگی اجرت کی شرط ہو جاوے یا کام تمام کر چکے
یا مستاجر اجارہ کی چیز پر قادر ہو جاوے (مثلاً اگر گھر رہنے کو کرایہ دیا یا مستاجر کرایہ دار نے اپنے
قبضہ میں کر لیا تو گو اوسمیں نہ رہے مگر مالک مستحق کرایہ کا ہوگا) اگر کپڑے وغیرہ سینے کے لیے
مزدور کیا اور اوسکو اوس سے کسی نے چھین لیا تو اوسکی مزدوری ساقط ہو جاویگی یہ گھر کا
یا زمین کا مالک کرایہ دار سے کرایہ ہر روز وصول کر سکتا ہی اور اونٹ والا ہر ایک منزل کا کرایہ
ہر منزل پر پہنچکر لے سکتا ہی اور دھوبی درزی اپنے کام سے فراغت ہو کر اور نانبائی
روٹی تنور سے نکالکر پس اگر روٹی تنور سے نکالنے اور دینے سے پہلے جل گئی تو مزدوری اوسکی ساقط
ہوگی اور روٹی کا تاوان اوسکے ذمہ نہیں ہی اور باورچی شوربا نکالنے پر اور خشت ساز
بعد تیار کر لینے اور کھڑا کرنے اینٹ کے لے سکتے ہیں۔ جسکے کام کا اثر معین شی میں
قائم ہو جیسے رنگریز اور دھوبی (کہ اوسکے رنگنے اور دھونے کا اثر یعنی رنگ اور سفید
ہونا کپڑے میں موجود ہوتا ہی) تو وہ اپنی مزدوری کے بدلہ میں اوس شے کو روک
سکتا ہی پس اگر بعد روکنے کے وہ شے تلف ہو گئی تو اوسکی قیمت دینی نہ آویگی اور مزدوری
بھی نہ ملیگی۔ اور جسکے کام کا اثر قائم نہوا اوسکو اوس شے کا روکنا مزدوری کے واسطے نہیں
صحیح ہے (جیسے پلہ دار اور ملاح وغیرہ کہ انکو مزدوری کے لئے چیز کو روکنے کا
اختیار نہیں) اگر مزدور سے یہ ٹھہر گیا ہو کہ کام وہ خود کریگا تو وہ دوسرے شخص کو اپنی
جگہہ مزدور نہیں بھیج سکتا اور اگر یہ شرط نہیں ہی تو درست ہی اگر ایک کو مزدور کیا
اپنے گھر والوں کے لانے کے واسطے اور بعض اونمیں مر گئے اور مزدور باقیوں کو لیکر
آیا تو اوسکو مزدوری حصہ رسد ملیگی (یعنے مرے ہوؤں کا حصہ کم ہو جاویگا) زید کو

فرو ورکیا عمرو کے پاس خط لیجا کر جواب لانے پر یا کھانا لیجانے پر اور عمرو کے مرجانے
کے سبب سے زید خط یا کھانا لوٹا لایا تو زید کو مزدوری نہین ملیگی +

باب اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جنمین خلاف ہی اونکے بیان مین
- صحیح ہے گھرون اور دوکانون کا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اس کام کے جو انمین
کیا جاویگا اور کرایہ دار کو اختیار ہی کہ جو کام چاہے انمین کرے مگر یہ کہ لوہار یا دھوبی
یا آٹا پیسنے والے کو انمین نرکھے (کہ انکے رکھنے سے عمارت کو نقصان پہونچتا ہی) - کھیتی
کیواسطے زمین کا کرایہ لینا صحیح ہی بشرطیکہ اوسمین جو شے بووے اوسے بیان کردے یا
یون کہدے کہ جو چاہونگا بوونگا - زمین کا ٹھیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانے
کیواسطے بھی صحیح ہی پس جب ٹھیکہ کی مدت گذر جاے تو ٹھیکہ دار درخت اور عمارت کو
اوکھیڑ لے اور زمین کو خالی کردیدے لیکن اگر مالک زمین اوس عمارت یا درخت کی وہ
قیمت ادا کردے جو اوکھڑنیکے بعد ملے اور آپ اسکا مالک ہونا چاہے (تو اسصورت مین
انکا اکھیڑنا ضرور نہین) یا عمارت و درخت کے رہنے دینے پر راضی ہوجاوے تو اب
درخت اور عمارت مستاجر یعنی ٹھیکہ لینیوالیکے ہونگے اور زمین موجر یعنی ٹھیکہ
دینیوالیکی اور رطبہ کا حکم درخت کا سا ہے - اگر کھیتی تیار نہین ہوئی ہو اور مدت
ٹھیکہ کی پوری ہوگئی تو ٹھیکہ کے ختم پر کھیتی تک زمین مین رہنے دیجاویگی - چارپایہ کا
ٹھیکہ واسطے سوار ہونیکے اور لادنے کیے درست ہے اور کپڑے کا واسطے پہننے کے پس
اگر ٹھیکہ مین سوار یا پہننے والیکا نام نہین لیا ہی تو وہ ہر کسی کو بھی سوار کر سکتا ہی اور
اگر سوار یا پہننے والیکو معین کردیا ہے اور دوسریکو سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے
پر ضمان دینا آویگا - اسیطرح حال ہی ہر چیز کا جو استعمال کرنیوالیکے اختلاف سے

مختلف ہو جاتی ہو۔ جو چیز ایسی نہین ہو اوسمین قید لگانا باطل ہو جیسی قید کرے کہ گہر
مین فلان شخص ہی رہے تو اسکا کچہہ اعتبار نہین مستاجر جسکو چاہے رکہے۔ جانور کے
ٹھیکہ مین اگر بوجہہ کی قسم مقرر کردی جیسی گیہون کی گون تو مستاجر کو ویسی ہی یا اوس
سی ہلکی اور چیز کے لادنے کا اختیار ہی نہ زیادہ نقصان کرنیوالی چیز کا جیسی نمک (کہ
یہہ گیہون سی بہاری ہی)۔ اگر سواری دوسریکو پیچہی بٹہالنی سے مرگئی تو مستاجر کو
نصف قیمت دینی ہوگی۔ اور اگر مقرر بوجہہ سی زیادہ کرنیکے سبب مرگئی تو جسقدر
زیادہ کیا اوسیکے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اگر بارہنے یا لگام کہینچی یا زین اوتار
لینے یا پالان باندہنے یا ایسے زین باندہنے سی کہ اوس جیسی جانور پر نہ باندہتے ہون
یا جو راہ ٹہہر گیا تہا اوسکو چہوڑکر دوسرا اختیار کرنے سی بشرطیکہ دونو راہون مین
فرق ہو (یعنی دوسرا زیادہ یا سخت ہو) یا جنگل کیطرف سی لیگیا جو کرایہ کی جانور کو دریا
مین لادنی سی ہلاک ہو جائے تو سب قیمت دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود تک پہونچا دیا
تو جو کرایہ ٹہہرا تہا وہی دینا ہوگا۔ اگر گیہون کی کہیتی ٹہہری تہی اور رطبہ بویا تو جو
رطبہ بونے سی زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہوگی۔ اگر کسی نے درزی
کو کہا تہا اور قبا سیدی تو کپڑی کی قیمت دینی ہوگی اور مالک اگر قبا کی سلائی [illegible]
کے موافق دیکر قبا ہی لیلے تب بہی صحیح ہے

باب اجارہ فاسد ہونیکے بیان مین۔ اجارہ فاسد ہو جاتا ہی ایسی شرط سی جو [illegible]
کے خلاف ہو۔ اور ایسمین اگر مزدور کام کریگا تو جیسا کام کریگا ویسی ہی مزدوری
ملیگی مگر جو پہلے ٹہہری تہی اوس سی زیادہ نہ ہوگی۔ اگر مکان کرایہ لیا اور یہ مہینہ پر
تو فقط ایک مہینے کے لئے صحیح ہی مگر جبکہ بیان کردی سب مہینوں کو یا جس مہینے کی

ایکساعت بھی رہیگا تو اُس مہینے کا کرایہ صحیح ہو جائیگا - اگر مکان ایک سال کیواسطے
کرایہ لیا تو صحیح ہے گو ہر مہینے کا کرایہ مقرر نکرے - شروع مدت ٹھیکہ کی عقد کیوقت
سے ہے پس اگر جسوقت چاند دیکھا اُسوقت عقد کیا تب تو مہینوں مہینے کا حساب رہیگا
اور جو نہین تو دنون کا حساب رہیگا - پچھنی لگانے اور حمام مین نہلانے کی اجرت
لینی درست ہی مگر مادہ پر نر کے ڈالنی کی مزدوری لینی درست نہین - اسیطرح اذان
کہنے کی مزدوری اور حج کرنے کی مزدوری اور امامت کی مزدوری اور قرآن اور علم
فقہ کے سکھلانے کی مزدوری ناجائز ہی مگر اس زمانہ مین فتوی اسپر ہی کہ قرآن سکھانے کی
مزدوری صحیح ہی اسلیئے کہ لوگونکو مفت سکھانے کی توفیق نہین ہی اور گانے اور نوحہ
کرنے اور ستار و دف وغیرہ بجانے پر مزدوری لینی درست نہین - زمین مشاع کا اجارہ
فاسد ہی (جیسے آدھی یا تہائی غیر معین کو اجارہ دیو تو فاسد ہی) لیکن اگر شریک کو دے
جسکے پاس باقی ہی تو درست ہی - دایہ کا نوکر رکھنا اُجرت معلوم پر صحیح ہی اور کھانے
پینے پر رکھنا بھی صحیح ہے - دایہ کے خاوند کو اوسکی صحبت کرنے سے منع کرے
پس اگر دایہ حاملہ ہو جاوے یا بیمار ہو جاوے تو عقد اجارہ فسخ ہو جاویگا اور دایہ
کو لڑکے کی خوراک کا درست کرنا لازم ہی پس اگر لڑکے کو بکری کا دودھ پلاویگی تو مزدوری
نہ لیگی - اگر سوت دیا کہ آدھی کا کپڑا بن دو اور آدھا بانٹ لینگے یا مزدور کیا کہ یہ
اناج فلان جگہہ پہنچا دے اور اوسمین سے دو سیر مجھسے لے لینا یا مجکو کولھو [illegible] نے کی گیہون
آج ایکدرم کے بدلہ مین پکا دے یہ سب جائز نہین - اگر زمین ٹھیکہ مین لی اس شرط
پر کہ اوسمین ہل جوتیگا اور کھیتی کر دیگا یا اوسکو پانی دیگا اور کھیتی کرکے دیگا تو صحیح ہے
پس اگر شرط کی کہ زمین پھیرتے وقت پھر ہل جوتیگا یا کے ہل جوتیگا اوسمین [illegible]

اگر وہ لکھوا کر ... [illegible]

[illegible] زمین ... [illegible] ... سکے ... [illegible]

[illegible] ... عوض کرایہ ... [illegible] ... اگر مزدور

کیا ... [illegible]

[illegible] ... اپنا گھر

پاس ... [illegible] ... کرایہ کو لیا ... [illegible]

اگر ... [illegible]

اوس ... [illegible]

اگر سوار ... کرایہ کیا ... [illegible]

لادے ... موافق دستور کے ... [illegible] ... ہلاک ... قیمت کا ضامن

ہوگا اور اگر اوس ... شریف تک پہنچا دیا ... [illegible] ... ہوگا ۔ اگر موجر

اور ... جھگڑا ... [illegible] ... کے لادنے سے پہلے یوں کہ

[illegible] کسی چیز کو ... [illegible] ... چاہے ... [illegible]

قاضی کے پاس جھگڑا لیجاوے ... عقد اجارہ توڑ دے تاکہ ... [illegible]

[illegible] ... اجیر کے ... [illegible] ... جو کسی خاص شخص

کا کام نکرے (بلکہ جو چاہے اوس سے کام لے) اور مستحق مزدوری کا نہیں ہوتا

کام کرنے سے ... [illegible] ... پاس ... [illegible]

ہونے پر تاوان دیگا) جو چیز اجیر کے کام سے تلف ہو جاوے (جیسے کپڑا دھوبی کے

[illegible] ... یا مزدور کے پھسلنے سے ... [illegible] ... ہوا ... [illegible]

سی اسباب نوٹجاوی یا ملاح کشتی کو کہینچ لے اور اسلئی کشتی ڈوبجاوی تو جتنا
مال کا نقصان ہوگا اوسکا تاوان ان صورتون مین لیا جاویگا مگر آدمی کہ انکی کشتی
کے ڈوبنی سے ضائع ہوگئے ہون انکا تاوان نہین لیا جاویگا۔ پس اگر مزدور جسی
مٹکا جسکے اوٹہانے کیواسطے مزدور ہوا تہا راہ مین توڑ ڈالی تو مزدور اوسکی قیمت
مالک کو وہان دیوی جہان سے مٹکا اوٹہایا تہا اور اسقدر جتنی مزدوری اوسکو ملیگی یا
وہان دیوی جہان ٹوٹا ہی اور مزدوری اوسقدر ملے جتنی راہ طے کرچکا تہا۔ پچھنے
لگانے والا اور فصد کہولنے والا جانورون خواہ انسانون کا اگر پچھنے لگانے خواہ
نشتر مارنے مین معمولی جگہہ سی فرق نکرین تو تاوان ندینگے۔ خاص مزدور اپنی
مزدوری کا مستحق ہوجاتا ہی جب سی کہ مدت اجارہ مین کام پر مستعد ہوجاوے
خواہ اوس سے کام لیا جاوی یا نلیا جاوی جیسی کسیکو خدمتگاری کیواسطے یا
بکریان چرانیکے واسطی نوکر رکہا اور یہہ مزدور تاوان نہین دیگا جو چیز کا جز اوسکی ہاتہ
سے تلف ہوجاوی یا اوسکے کام کرنے سی جاتی رہی۔ صحیح ہے دوسری مزدوری
مقرر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسری وقت کے اعتبار سے یعنی شرط
مین (یعنی یہہ اجارہ دو مزدوری کا دو طرح کے اعمال یا دو وقتون کا ہون)
پر درست ہی مگر اجرت موافق شرط اول کے دینی آتی ہے مثلاً اگر درزی سی کہی
کہ اگر اس کپڑی کی قبا فارسی سیگا تو ایک روپیہ اور اگر رومی قبا سیگا تو
آٹہہ آنے دونگا پس اگر موافق شرط اول کے یعنی فارسی سیی تو ایک روپیہ مزدوری
دیی اور دوسری شرط کے موافق یعنی رومی سیی تو جو اوسکی مزدوری کا دستور
ہی وہ دینا ہوگا آٹہہ آنے دینی ہونگی اسیطرح اگر دوکان کہا کہ اگر آج بیٹہیگا تو ایک روپیہ

اور کل سینے گا تو آٹھ آنے تو اوسدن سیئے گا تو ایکروپیہ دینا ہوگا اور دوسرے روز
سیئے گا تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھ آنے) ایسا ہی حال ہی دوکان
اور حجرہ مین (مثلاً کہے کہ اگر دوکان مین درزی کو بٹھائیگا تو اوسکا کرایہ ایکروپیہ ہی اور
اگر لوہار کو بٹھائیگا تو دو روپئے پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹھائیگا تو ایک
روپیہ کرایہ کا ہوگا اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹھائیگا تو کرایہ مثل یعنی دستور
کے موافق لازم آویگا نہ دو روپیہ) اسیطرح چارپایہ مین دوسری اجرت باعتبار
مسافت کے یا بوجہ کے مقرر کرنی درست ہی (جیسے کہے کہ اگر مکہ تک لیجاے یا دو من
لادے تو ایکروپیہ اور اگر طائف تک لیجاے یا پانچ من لادے تو آٹھ آنے تو اگر پہلی
شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہری ہوئی کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے
موافق کیا تو موافق دستور کے دینا ہوگا جو ٹھہرا تھا) جس غلام کو خدمت کیواسطے
حالت اقامت مین اجیر مقرر کیا اوسکو سفر مین ساتھ لیجانا صحیح نہین ہی بغیر پہلے
سے شرط کرنیکے (اگر سفر کی شرط بھی کرلی تو لیجانا درست ہی) مستاجر غلام ممنوع العمل
کو اوسکی کار خدمت کے عوض مین جو اجرت دیہو وہ اوس سے واپس لے (صورت
اوسکی یہہ ہی کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام سے منع کر دیا ہی اجیر کیا اور
کام لیا اور مزدوری دیدی پھر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل تھا مالک کیطرف سے
تو اب زید مزدوری پھیر نہین سکتا) زید نے ایک غلام عمرو سے چھین لیا پھر اوس
سے مزدوری کرائی اگر اوسکی کمائی کھا گیا تو واپس کرنا اوس اجرت کا زید پر نہ آویگا
اگر غلام ممنوع کا مالک مزدوری جو اوسکی اوس غلام کے ہاتھ مین موجود پاوے
تو لے سکتا ہی صحیح ہی غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا لے لینا (یعنے مستاجر اگر

غلام کے حوالہ کر دے اور وہ قبضہ کر لے تو بری الذمہ ہو جاویگا) اگر غلام کو درزی
کیواسطے اسطرح نوکر رکھا کہ ایک مہینا چار روپیہ پر اور ایک مہینا پانچ پر تو صحیح ہے
پہلے مہینے میں چار اور دوسرے میں پانچ لازم ہونگے (پہلے میں پانچ دوسرے میں
چار نہیں ہو سکتی) اگر ایک غلام کے موجر اور مستاجر آپس میں اختلاف کریں مستاجر
کہے کہ تو نے جو غلام ٹھیکہ میں دیا تھا وہ بھاگ گیا یا بیمار ہو گیا اور موجر کہے کہ ایسا
نہیں ہوا تو دیکھا جاویگا کہ اگر جھگڑے کیوقت واقع میں بھاگا ہوا ہے یا بیمار ہے تو مستاجر
کا قول معتبر ہوگا اور جو نہیں تو قول موجر کا۔ کپڑے کے مالک کا قول معتبر ہوگا کرتے
یا قبا کے سینے میں اور سرخ یا زرد رنگنے میں اور مزدوری لازم ہونے یا نہونے میں
(صورت آخر یہ ہے کہ مستاجر کہے کہ یہہ کام تو نے اس کپڑے میں مفت کیا ہے اور اجیر
کہے کہ اجرت کے عوض میں یہہ میں نے کیا ہے) تو مالک کا قول معتبر ہوگا +

باب ٹھیکہ توڑنے کے بیان میں ۔ ایسے عیب کے سبب جو نفع لینے سے مانع ہو اور کرایہ
کے مکان کے خراب ہو جانے سے اور کھیتی کی زمین اور پنچکی کے پانی بند ہونے سے اجارہ
فسخ ہو جاتا ہے۔ اگر عاقدین میں سے ایک بھی مر جاوے درصورتیکہ اجارہ اپنی ذات
کیواسطے کیا ہے تو اجارہ فسخ ہو جاویگا اور اگر غیر کیواسطے عقد کیا تھا جیسے وکیل اور
وصی اور متولی وقف کا اجارہ کرتا ہے تو فسخ نہوگا۔ ٹوٹجاتا ہے اجارہ خیار شرط
اور خیار رویت سے (مثلاً کہے کہ مجھکو تین روز تک اختیار ہے چاہوں رہنے دوں چاہوں
توڑ ڈالوں یا یہہ کہے کہ جب دیکھوں تو مجھکو اجارہ توڑ ڈالنے کا اختیار ہے) اور اجارہ
عذر سے بھی فسخ ہو جاتا ہے اور عذر اسکو کہتے ہیں کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدون
برداشت کرنے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ سے اوسپر ضرر نہیں عاجز ہو مثلاً

کسی نے درد کی جہت سے اپنی داڑھ نکلوانے کو دوسرے کو مزدور کیا پھر درد جاتا رہا یا ولیمہ کا کہانا پکانے کیواسطے مقرر کیا پھر عورت نے اُس سے خلع کر لیا یا دوکان تجارت کیواسطے کرایہ لی پھر مفلس ہوگیا یا دوکان کرایہ پر دی پھر اوسکے ذمہ قرض لازم ہوگیا ظاہر مین یا اوسکے بیان سے یا اوسکے اقرار سے اور سوائے اُس دوکان کے اور کچھہ مال اُسکا نہین یا جانور سفر کے لئے کرایہ کیا پھر ایسی کوئی بات نکل آئی کہ سفر اُسکو نکرنا مصلحت ہوا ان سب صور تو نمین فسخ اجارہ کر سکتا ہے۔ اگر جانور کرایہ دینے والیکو کوئی ضرورت مانع سفر پیش آگئی تو وہ اجارہ نہین توڑ سکتا (کیونکہ دوسرے کو اپنی جگہہ جانور کے ساتھہ بھیج سکتا ہے)

مسائل متفرقہ اگر منگنی کی زمین یا ٹھیکہ مین لی ہوئی زمین کی کہیتی جلادی اور اوسکے سبب سے دوسرے کی زمین کی کہیتی بھی جلگئی تو اوسپر تاوان نہین آویگا (اگر ہوا نہوگی اور اگر جلانے کیوقت ہوا تھی تو تاوان دینا ہوگا) اگر درزی یا رنگریز اپنی دوکان مین کسیکو بٹھالے تاکہ کام کرے اور نصف اجرت لے تو صحیح ہے۔ اگر اونٹ کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اوسپر کجاوہ رکھے اور دو سواریان بٹھلادے تو صحیح ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ ایسا کجاوہ رکھلے جو مروج ہو مگر اُس کجاوہ کا دیکھہ لینا بہتر ہے تاکہ پھر بکھیڑا نہو چھوٹے بڑے مین اور اگر توشہ کے لادنیکے لئے کرایہ کیا اور مقدار توشہ کی معین کر دی تو اگر اوسمین سے کچھہ کہا لے تو وہ بتا ہے اور اوسکے عوض رکھہ سکتا ہے۔ صحیح ہے اجارہ کرنا اور اوسکا فسخ کرنا اور کہیتی کرنا اور سینچنے کا معاملہ کرنا اور مضاربت اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی

مسائل متفرقہ

وقت کیطرف نسبت کرکر (مثلاً کہے کہ مین نے ٹھیکہ کیا مہینے کے شروع سے یا
سال کے شروع سے وعلے ہذا القیاس دوسری چیزین) بیع اور بیع کی اجازت
اور مشورت کسی اجنبی کے بیع کرنیکے اور فسخ کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور قسمت
اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ
کرنا قرض سے ان امور کو کسی آیندہ وقت کیطرف مضاف کرنا نہین صحیح ہی (مثلاً یون کہنا
کہ کل سے مین بیع کرتا ہون یا کل کو اجازت دونگا وغیرہ)

کتاب المکاتب

اسمین مکاتب کا بیان ہی (اور مکاتب وہ غلام ہی جس سے مالک نے اوسکے آزاد کرنے
کے لیے کچھہ روپیہ ٹھہرالیا ہو کہ اتنا دیدے تو تو آزاد ہے) کتابت مین غلام تصرف
پر قادر ہونے کی راہ سے تو فوراً اوسیوقت آزاد ہو جاتا ہی اور ذات کے اعتبار
سے انجام کو آزاد ہوتا ہی جبکہ کتابت کا بدلہ ادا کر دے۔ زید اگر اپنے چھوٹے
غلام کو جو عقد کو سمجھہ سکتا ہی مال کے عوض نقد بالفعل یا مدت ٹھہرا کر یا قسطون کے
ساتھہ مکاتب کرے اور وہ قبول کرے تو صحیح ہی اسیطرح اگر مالک یون کہے کہ مین
نے تجھہ پر ہزار کیے اونکو تو قسطون مین ادا کر دے جنمین سے اول قسط اتنی ہو اور آخر
اتنی پس اگر تو ادا کر دیگا تو آزاد ہوا اور نہین تو غلام تو وہ غلام مالک
کے تصرف سے نکل جائیگا نہ اوسکی ملک سے (یعنے غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ
کر سکتا ہی اور روپیہ کما سکتا ہی) مالک اگر لونڈی مکاتبہ سے صحبت کرے یا اوسپر
یا اوسکے لڑکے پر کوئی جنایت یعنی قصور کرے (مثلاً اوسکو مار ڈالے یا ہاتھہ
پانون توڑ ڈالے) خواہ مکاتبہ کا مال تلف کر دے تو ان صورتون مین مالک کو تاوان

کتاب المکاتب

دینا آویگا۔ اگر زید اپنے مملوک کو مکاتب کرے عوض شراب یا سُور یا قیمت اُس مملوک کے
یا بدلے مین ایسی شئے کے جو اُس مملوک کی ملک نہو یا عوض سو روپیہ کے اِس شرط پر
کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین واپس دے ان سب صورتو
مین کتابت باطل ہو جائیگی پس اگر ادا کردی غلام وہ شراب تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی
قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس (اگر قیمت غلام کی) شراب سے کم (ہوگی تو کم)
نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاویگی۔ اگر ایک جانور کے بدلے مین
مکاتب کیا (اور اوسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کردی) تو (کتابت
صحیح ہے گو وصف اُس جانور کا نہ بیان کیا جاوے۔ صحیح ہی مالک کافر کا غلام
کافر کو مکاتب کرنا شراب کے بدلے مین اور ان مین سے اگر ایک بھی ایمان لایا تو
مالک کو قیمت شراب کی پونہچیگی اور شراب کے لینے سے بھی آزاد ہو جائیگا۔

باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہی اور جنکا درست نہین اونکے بیان مین

مکاتب کو بیع اور شرا اور سفر درست ہی گو مالک نے شرط کردی ہو کہ شہر سے نہ نکلنا
اور اپنی لونڈی کا نکاح کردینا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب
نے بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اوسکی ولا مالک
کو پونہچیگی اور نہین تو مکاتب اول کو۔ مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بے اذن مالک کے
اور ہبہ کرنا اور تھوڑے چیز کے سوا تصدق کرنا اور کسیکا ضامن ہونا اور قرض دینا
اور اپنے غلام کا آزاد کرنا گو مال کے عوض مین ہو اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کردینا
اپنے غلام کا درست نہین۔ باپ اور وصی چھوٹے بچہ کے مملوک کے حق مین حکم
مکاتب کا رکھتے ہین (یعنے جو امور مذکورہ بالا مکاتب نہین کرسکتا ہی وہ باپ اپنے

بعد تنجیز کے مملوک سے اور یہ بھی اپنی موصی کی اولاد صغیر کے مملوک کو بھی نہیں کرسکتا)
مضارب اور شریک کو امور مذکورہ میں سے کسیکا اختیار نہیں ہے - اگر زید مکاتب اپنے
باپ یا بیٹے کو خریدے تو وہ زید پر مکاتب ہو جائینگے (یعنی کتابت اول مین داخل ہونگے
اور مکاتب کے ساتھ آزاد ہو جائینگے) اور اگر بھائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے
تو مکاتب نہونگے - اگر مکاتب ایسی لونڈی کو خریدے جو اوسکی بیبی تھی اور غیر شخص کی مملوک
اور اوس سے اولاد بھی تھی تو اگر لونڈی کو مع لڑکے کے خریدا تو لڑکا زید پر مکاتب
ہو جائیگا اور لونڈی کو بیچنا صحیح نہوگا اور بغیر لڑکے کے خریدے تو اوسکا بیچنا صحیح ہے
- اگر مکاتب کی لونڈی مکاتب سے لڑکا جنے تو لڑکا مکاتب ہو جائیگا اور جو کمائی اوسکی
ہوگی وہ باپ کو ملیگی - اگر مکاتب اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کر دے پھر دونوں
کو مکاتب کر دے اور اون سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا ماں کی کتابت مین داخل ہو کر مکاتب
ہو جائیگا اور اوسکی کمائی ماں کو ملیگی - اگر مکاتب یا غلام ماذون نے مالک کی
اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی نسبت مین اپنے آپکو آزاد جانتی ہے نکاح
کیا اور اوسکے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ کسیکی لونڈی ہے تو وہ لڑکا اوسیکا غلام
ٹھہریگا جسکی لونڈی ہے - اگر مکاتب یا ماذون ایک لونڈی خریدکر اوس سے صحبت کرے
پھر وہ کسی اور کی نکلی یا خرید فاسد سے خریدی تھی اور صحبت کرنیکے بعد وہ واپس
ہوگئی تو صحبت کی اُجرت دونو مسئلہ مین مالک کے ذمہ محسوب ہوگی اور بے اجازت
مالک کے نکاح کرکر صحبت کی ہوگی تو اوسمین جو تاوان صحبت کا دینا آویگا وہ مکاتب
کی آزادی کے بعد اُس سے وصول کیا جائیگا **فصل** اگر مکاتب لونڈی کے مالک
سے اولاد ہوئی تو مکاتب ہی رہیگی (یعنے بدل کتابت ادا کرکر آزاد ہو سکتی ہے)

اور اگر بدل کتابت ادا نہو تو ام ولد ٹھہریگی ۔ اگر کوئی شخص اپنی مدبرہ یا ام ولد کو مکاتب کرے
تو صحیح ہے اور ام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلا عوض آزاد ہو جاویگی مگر مدبرہ دو ثلث
اپنی قیمت کے وارثوں کو کما دیگا اور اگر مالک فقیر ہو کر مر گیا ہو تو تمام بدل کتابت اسکو
کما دینا ہوگا ۔ اگر کوئی اپنے مکاتب کو مدبر کر دے تو یہہ بھی صحیح ہے پس اگر یہہ بدل کتابت
ادا کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مدبر رہیگا اور اگر مالک اسکا فقیر مرے تو دو ثلث اپنی
قیمت کے یا دو ثلث بدل کتابت کے کما دے ۔ اگر مکاتب کو مالک آزاد کر دیگا تو
آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اوسکے ذمہ سے اوتر جائیگا اور اگر ہزار روپیہ پر کسی
وقت تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اوس سے صلح کر لی فی الحال پانسو
دینے پر تب بھی صحیح ہے ۔ اگر کوئی بیمار جسنے اپنے غلام کو دو ہزار کے عوض ایک
برس تک کی مدت میں ادا کر دینے پر مکاتب کیا تھا مر جاوے اور غلام کی قیمت ایک
ہزار ہے اور وارثوں نے بدل کتابت کو دیر میں دینا روا نرکھا تو غلام مذکور دو
تہائی بدل کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بھر میں دیتا رہے یا
اگر عاجز ہو بدل کتابت سے تو غلامی میں رہے ۔ اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر
مکاتب کیا تھا اور قیمت اوسکی دو ہزار ہے اور وارثوں نے سال بھر کی دیر روا
نرکھی تو دو ثلث اپنی قیمت کے بالفعل ادا کر دے یا غلامی میں رہے ۔ اگر ایک آزاد
نے کسی غلام کو اوسکے مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کر دیا
تو وہ غلام آزاد ہو گیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنے مکاتب ہونے کو جائز کہا
تو وہ مکاتب ہوگا (یعنے جو مال آزاد شخص نے اسکے مالک کو دیا ہے وہ اوسکے ذمہ
پر لازم ہوگا) اگر ایک شخص دو غلاموں کو مکاتب کرے جسمیں ایک موجود اور ایک غائب

ہو اور بدل کتابت کو غلام حاضر قبول کر لے تو صحیح ہے اب ان دونو میں سے جو
مال کتابت ادا کر دیگا دونو آزاد ہو جاوینگے اور جو ادا کریگا وہ دوسرے سے
اسکا حصہ نہیں لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ
مالک مال کا مواخذہ حاضر سے کر سکتا اور غائب کا عقد قبول کرنا لغو ہے (یعنی اسکے
قبول سے بدل کتابت اوسکے ذمہ لازم نہوگا) اگر ایک لونڈی اپنی اور اپنے دو
بچوں کیطرف سے جو چھوٹے ہوں عقد کتابت کرے تو صحیح ہے اب ان تینوں میں سے جو مال ادا
کر دیگا دوسرے سے نہیں لے سکتا ۔

باب مشترک غلام کے مکاتب کرنیکے بیان میں ۔ زید و عمرو ایک غلام میں شریک
ہیں اون میں سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصہ کو ہزار کے
عوض میں مکاتب کر دے مثلاً بدل کتابت پر قبول کر لینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھ بدل
کتابت پر قبول کیا پھر وہ غلام اوس سے عاجز ہو گیا تو جو لیا ہے وہ عمرو کا ہے اور
زید کا ۔ زید و عمرو کی شرکت میں ایک لونڈی ہے اور دونوں نے اوس کو مکاتب
کیا پھر زید نے اوس سے صحبت کی اور بچہ جنی تو زید نے کہا کہ یہ بچہ میرا ہے پھر عمرو
نے صحبت کی اور دوسرا بچہ ہوا تو عمرو نے کہا کہ میرا ہے پھر لونڈی ادای بدل
کتابت سے عاجز ہو گئی تو لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو آدھی قیمت لونڈی
کی اور آدھا تاوان صحبت کا ادا کرے اور عمرو زید کو سارا تاوان صحبت کا اور دوسرے
لڑکے کی قیمت ادا کرے اور یہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھہریگا اور زید و عمرو میں سے جو
کوئی صحبت کا تاوان اوس لونڈی مکاتبہ کو دیدیگا تو درست ہوگا دوسرا شریک
اوس سے مواخذہ نہیں کر سکتا مگر یہ حکم اوسکے عاجز ہونے سے پہلے کا ہے اور بعد

عاجز ہونیکے تاوان صحبت زید کو دیگا اور لونڈی لیوے اور اگر ... اس لونڈی
مشترک کو زید کی صحبت سے اور لڑکے کے دعوی کرنیکے پہلے ... مدبر کردیا اور عمرو نے
صحبت نہیں کی ہے پہر لونڈی ادا سے بدل کتابت سے عاجز ہوئی تو زید کا مدبر کرنا باطل ہے
اور زید کی یہہ لونڈی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو نصف قیمت لونڈی کی اور نصف
تاوان صحبت کا دے اور لڑکا زید کا ہوگا۔ اور اگر زید و عمرو میں سے کوئی اس لونڈی
مکاتب کو آزاد کردے اور وہ مالدار ہے پہر لونڈی اداے زر کتابت سے عاجز ہو
تو آزاد کرنے والا دوسرے شریک کو نصف قیمت لونڈی کی دے اور یہہ نصف اوس
لونڈی سے وصول کرے (اگر دوسرا شریک بہی آزاد کردے یا اس لونڈی سے
نصف قیمت کمولے تو پہلے آزاد کرنیوالے سے کچھہ نہیں لے سکتا) اگر زید و عمرو
میں ایک غلام مشترک ہے اور پہر زید نے اوسکو مدبر کردیا اور عمرو نے اپنا حصہ
حالت توانگری میں آزاد کردیا تو زید عمرو سے نصف قیمت لیسکتا ہے اور اگر عمرو
کے آزاد کرنیکے بعد زید مدبر کرے تو کچھہ نہیں لیسکتا (ہاں غلام سے چاہے تو نصف
قیمت کمولے چاہے آزاد کردے)

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اوسکے مالک کے
مرنیکے بیان میں۔ مکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہوجاوے
اور کہیں سے اوسکا مال جلد ملنے کو ہو تو تین روز تک حاکم اوسکے عاجز ہونیکا حکم
نکرے اور اگر کوئی مال اوسکا نہیں ہے تو حاکم اوسکو عاجز ٹھہراکر عقد کتابت فسخ
کردے یا مالک اوسکی رضامندی سے فسخ کردے اور اب اسپر غلامی کے سب احکام
لوٹ آوینگے اور جو مال اوسکے پاس ہوگا وہ مالک کا ہو جاویگا۔ اگر مکاتب کچھہ

مال چھوڑکر مرجاوی تو عقد کتابت فسخ نہین ہوگا بلکہ بدل کتابت اوسکے مال سے
ادا کیا جاویگا اور زندگی کے آخر دم مین اوسپر حکم آزادی کا کیا جائیگا (یعنے
موت آزادی کے بعد متصور ہوگی)۔ اگر مکاتب نے لڑکا چھوڑا جو ایام کتابت مین
پیدا ہوا ہے اور کوئی مال بدل کتابت کے ادا کرنیکے لئے نہو تو یہہ لڑکا باپ کیطرح بدل
کتابت کی قسطون کے ادا کرنے مین کوشش کرے بس اگر بدل ادا کردیگا تو یہہ
لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اوسکا باپ بہی موت سے پہلے آزاد ٹھہریگا۔ اگر مکاتب نے
اپنا لڑکا چھوڑا جسکو خریدا تہا تو اس لڑکے کو بدل کتابت بالفعل اکٹھا دینا ہوگا نہ
قسطون سے بس اگر ادا کردیا تو آزاد رہا ورنہین تو غلام ہوجائیگا۔ اور اگر مکاتب
نے اپنے بیٹے کو خریدا اور مرگیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت کو کافی ہو تو یہہ
لڑکا اوسکا وارث ہوگا (کیونکہ جب لڑکے نے زر کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا اور
یہہ لڑکا بھی اسکا تابع ہوا آزاد ہونے مین تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا) جسطرح کہ
اگر باپ بیٹے دونو کو ساتھہ ہی مکاتب کیا ہوتا (اور باپ مرتا تو بیٹا وارث اسکا
ہوتا) اگر مکاتب آزاد عورت سے ایک بیٹا چھوڑے اور اسقدر قرض اپنا اور ان کے
چھوڑے جو بدل کتابت کو کافی ہو اور اس لڑکے نے کوئی تقصیر کی جسکے تاوان کا
قاضی نے اوسکی ماں کے کنبے پر حکم کیا تو اس حکم سے یہہ ثابت نہوگا کہ قاضی نے
مکاتب کو ادای بدل کتابت سے عاجز ٹھہرایا (کیونکہ مقتضای کتابت یہی تہا کہ لڑکے
کو ماں کے کنبے مین ملا دین تا کہ باپ کیطرف سے بدل کتابت کے ادا ہونے پر
باپ سے لاحق ہوجائی) اور اگر بچہ کے ماں باپ کے آزاد کرنیوالے اوسکی ولا
مین جھگڑین اور قاضی ماں کے آزاد کرنیوالے کو ولا بچہ کی دلوادے تو اس حکم

سے مکاتب کا عاجز ہونا ثابت ہوگا (۲) مسئلہ کہ مال کے آزاد کرنیوالے کو ولا کا دلانا اس
بات کی دلیل ہے کہ اُسکا باپ قابلیت اسکی نہین رکہتا کہ اپنے لڑکے کی ولا اپنے آزاد
کرنیوالے کو پہنچا دے اور یہہ قابلیت نہ رکہنا آزاد نہونیکے سبب سے ہوتا ہے اور آزاد نہونا
بغیر بدل کتابت سے عاجز ہونیکے نہین ہو سکتا اسلئے اسکا حکم ہے اوسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا)
اگر مکاتب نے زکوۃ و صدقہ وغیرہ کا مال لوگون سے لیکر مالک کو بدل کتابت مین دیا اور
پہر عاجز ہوگیا تو یہہ مال اب مالک کو درست ہوگا گو زکوۃ و صدقہ مالک کو خود لینا درست
نہو (اُسکی وجہ یہہ ہے کہ سبب ملک کا بدلگیا یعنی مکاتب تو اُس مال کا بطور صدقہ اور
خیرات کے مالک ہوا تہا اور مالک کو اپنے آزاد کرنیکے عوض مین ملا اگرچہ آزادی بعد کو
ہوئی) غلام اگر تقصیر کرے پہر اوسکو اوسکا مالک مکاتب کر دے اور اوسکے تقصیر کرنے
کی مالک کو اطلاع نہو پہر یہہ مکاتب ادا ے زر کتابت سے عاجز ہو تو مالک اُس غلام کو
اُس شخص کے حوالہ کرے جسکا اوسنے نقصان کیا ہے یا اوسکے قصور کا تاوان دے
اسیطرح اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابہی تاوان دینے کا حکم نہوا ہو کہ عاجز ہو جاوے
ادا ے بدل کتابت سے تو اسصورت مین بہی نقصان والہ کو یا غلام دیا جاویگا یا تاوان
پس اگر مکاتب پر حکم تاوان دینے کا کیا جاوے پہر اوسکے بعد بدل کتابت سے عاجز ہو تو یہہ
تاوان اوسکی ذمہ بمنزلہ قرض کے ہوگا کہ اسمین غلام مذکور بیچا جا دیگا (اگر مالک مرجاوے
تو عقد کتابت فسخ نہوگا بلکہ مکاتب کے وارثونکو بدل کتابت اپنی قسطون سے ادا کرے
اور اگر وارث اوسکو آزاد کر دین تو آزاد ہو سکتا ہے نہ بدل کے اور اگر بعض وارث آزاد
کر دین تو اُنکا آزاد کرنا جاری نہوگا (۱)

کتاب الولاء

اسمین ولا کا بیان ہے (آزاد کیا ہوا مملوک اگر مرجاوے اور کوئی وارث نچھوڑے تو
اسکا ترکہ آزاد کرنیوالے کو پہنچتا ہی اور اس ترکہ کو ولا کہتے ہین) ولا اسکو ملیگی
جسنے آزاد کیا ہو گو مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا ام ولد کرنے یا قریب کے مالک
ہونے سے آزاد ہوا ہو (مثلاً زید نے اپنے کسی ذی رحم محرم کو خریدا اور بسبب قرابت
کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہوگیا تو اسکی ولا زید کو پہنچیگی) اور شرط ولا کے نہ
پہنچنے کی لغو ہے (یعنی اگر بروقت آزاد کرنیکے یہ شرط کیجاوے کہ ولا آزاد کرنیوالے
کو نملے تو یہ شرط لغو ٹھہریگی سائبہ جو عبارت کنز مین ہی اسکے معنی آزاد کیے جانیوالے
کے ہین یعنی جو کسیکی قید مین نہو) اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنی خاوند
سے کہ وہ بھی غلام ہی حمل رکھتی ہو تو لونڈی کے بچہ کی ولا زید سے کبھی تجاوز نکریگی
(یعنے اسکی ماں کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی اگرچہ آزادی کے بعد چھہ مہینے سے کم مین جنی)
اور اگر چھہ مہینے سے زیادہ مین جنی تب بھی بچہ کی ولا اسکی ماں کے مولے کو ملیگی
(اگر اس بچہ کا باپ آزاد نہو جاوے) اور اگر وہ آزاد ہوگیا ہو تو اپنے آزاد کرنیوالے
کیطرف ولا کو کھینچ لیگا (خلاصہ یہ کہ آزادی سے چھہ مہینے کے اندر اگر لونڈی جنے تو
بہر صورت بچہ کی ولا اسکی ماں کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی اور اگر چھہ مہینے سے زائد مین جنی
اور شبہہ ہو کہ آزاد ہونے کیوقت لونڈی کو حمل تھا یا نتھا تب بھی ولا ماں کو پہنچیگی
لیکن اگر اس بچہ کا باپ آزاد ہو جاوے تو وہ ولا مذکور اپنے آزاد کرنے والے کیطرف
کھینچ لیگا اسلئے کہ باپ کی جانب قوی تر ہی) اگر ایک عجمی نے نکاح کیا ایک آزاد کی ہوئی
عورت سے پھر وہ جنی تو اس لڑکے کی ولا اسکی ماں کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی گو اس
عجمی نے کسی سے عقد موالات کیا ہو (کیونکہ ترکہ پانے مین مولے العتاقہ مقدم ہی مولے

موالات پر اور عقد موالات یہہ ہی کہ ایک شخص کافر ایک مسلمان کے ہاتہہ پر اسلام لاوے
اور یہہ عہد کرے کہ میرے بعد میری میراث تجھکو پہنچیگی اور تجہی کی دیت اسواسطے ہے کہ اگر
باپ عربی ہوگا تو لڑکا منسوب ہوگا اپنے باپ کی قوم کیطرف نہ ان کے آزاد کرنیوالیکی
طرف ۶ آزاد کرنیوالا میراث لینے مین مقدم ہی ذوی الارحام پر اور موخر ہی عصبہ
نسبی سے پس اگر آزاد کرنیوالا اول مرجاوے پہر اوسکے بعد آزاد کیا ہوا مرجاوے تو اس
آزاد کیی ہوئی کی میراث آزاد کرنیوالیکے اس عصبہ کو پہنچیگی جو سب سے نزدیک ہی (یعنی
اوسکے سب وارثوں کو نہین ملیگی) عورتوں کو ولاء عتاقہ نہین ملتی مگر اوسکی جسکو انہون
نے خود آزاد کیا ہو یا انکے آزاد کیے ہوئے نے آزاد کیا ہو اور انکے مکاتب کی اور
مکاتب کے مکاتب کی (یعنی عورتین اپنے مورث کے ترکہ مین سے ولا کا حصہ نہین
لے سکتین مثلا اگر کوئی شخص مرے اور کچہہ ترکہ چہوڑے اور اوسکے ترکہ مین سے ولا کا
مال بہی ہو اور وارث مرد اور عورتین ہون تو عورتوں کو ولا مین سے حصہ نملیگا اوسکے
مالک فقط مرد ہونگے ہان جسکو خود انہون نے آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو یا اس
یعنی عصبہ قریب
آزاد اور مکاتب نے کسی کو آزاد اور مکاتب کیا ہو اوسکی ولا عورتوں کو ملیگی بخلاف
مردوں کے کہ وہ مورث کی ولا مین سے بہی وارث ہوتے ہین ۱۲)

فصل

فصل ایک شخص ایک کے ہاتہہ پر اسلام لایا (یعنے اوسکی رہنمائی سے مسلمان
ہوا) اس شرط پر کہ نو مسلم کے مرنیکے بعد اوسکے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہو اور
اگر وہ نو مسلم کسیکا کچہہ نقصان کرے تو اس نقصان کا تاوان بہی وہی ہادی دیوے یا
ہادی کے سوا کسی غیر سے یہہ معاملہ کرلے تو درست ہی (غرض جسکے سبب اسلام کا قصد
کریگا اوسکو مولی موالات کہتے ہین بعد اس عقد کے) اگر نو مسلم جنایت کریگا تو تاوان

موسلے کو دینا ہو گا (اور اگر مر جاویگا) اور اسکا کوئی وارث نہوگا تو میراث بھی اسکو ملیگی اور موسلے الموالات میراث لینے مین ذوی الارحام کے بعد ہی (یعنے میت کی ذوی الارحام مین سے بھی اگر کوئی نہوگا تب اوسکو ترکہ پونہچیگا) جائز ہی اون مسلم کو کہ ایک مولی الموالات سے اوسکے سامنے عقد موالات فسخ کر کر دوسری سے منعقد کرے جبتک کہ اس پہلے نے اوسکے بدلے تاوان قصور ندیا ہو (اور اگر اوسکے عوض کچھ ڈنڈ بہر چکا ہو تو عقد موالات کا توڑنا درست نہوگا) آزاد کئے ہوئے غلام کو درست نہین ہے کہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ موسلے اسکا وہی آزاد کرنیوالا ہوگا نہ دوسرا) اگر عورت کسی سے عقد موالات کرے اور پہر جنے تو اوسکا لڑکا بھی ماں کے تابع ہوگا اس عقد مین (یعنے لڑکے کا مولی موالات بھی وہی ہوگا جو اسکی ماں کا ہو واللہ اعلم)

کتاب الاکراہ

اسمین کسی سے زبردستی کام لینے کا بیان ہے - اکراہ اوس کام کو کہتے ہین جس کو آدمی دوسری کے سبب سے کرے تو ظاہر ہے کہ وہ خود اوس کام پر راضی نہین اور زبردستی مین دو شرطین ہین اول یہہ کہ زبردستی کرنیوالا (مثلاً) بادشاہ ہو یا چور جس چیز سے کہ ڈراتا ہو اوسکے کرنے پر قادر ہو (مثلاً مار ڈالنے سے اگر ڈراتا ہو تو یہہ شرط ہی کہ مار ڈالنا اوسکے قابو مین ہو) دوسری شرط یہہ ہی کہ جسپر زبردستی ہو وہ اس شے کے واقع ہونے سے ڈرے (اب اسکے احکام بیان کئے جاتے ہین) اگر کسیکو دوسرے نے ڈرایا کہ تو یہہ چیز بیچڈال یا مول لیلے یا آزاد کر دے یا اجارہ دیدے ورنہ مین تجھکو مار ڈالونگا یا سخت مار مارونگا یا مہینہ دونون قید کر دونگا اور اوسنے ڈر کر اختیار کر لیا تو بعد اسکے اوسکو اختیار ہی چاہے اس بیع کو رکھے چاہے توڑ دے اور اس

بیع سے مالک اسوقت ثابت ہوگی جسوقت مبیع پر قبضہ ہو جائیگا (قبضہ سے پہلے مالک
نہوگی کیونکہ زبردستی کیوجہ سے بیع میں فساد آگیا ہے) قیمت اپنی خوشی سے لیلینا
بیع کی اجازت ہے جسطرح مبیع کا اپنی خوشی سے دیدینا اجازت ہے (یعنے اسصورت میں
حکم زبردستی کا نکیا جائیگا) اگر مشتری نے اپنی رغبت سے کچھ چیز مول لی مگر بائع
نے کسیکی زبردستی سے وہ فروخت کی اور وہ شے مشتری کے پاس جاتی رہی تو
مشتری کو اسکا دام نرخ بازار بائع کے حوالہ کرنا چاہیئے اور بائع کو یہہ بھی اختیار
ہے کہ جسنے اوسپر زبردستی کی ہو اوس سے چیز کا تاوان لے (مشتری سے دام لے)
اگر سور کا گوشت یا مردار کھانے یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کرے
یا باندھنے یا پیٹنے یا قید کرنے سے ڈراوے تو ان چیزوں کا کھانا پینا حلال
نہوگا اور اگر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈراوے تو انکا کھانا پینا
حلال ہو جائیگا بلکہ اگر نکھاویگا اور اپنے قتل پر یا عضو کے کٹنے پر صبر کریگا تو گنہگار
ہوگا۔ اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرنے یا عضو کے
کاٹ ڈالنے سے ڈراوے تو ان کاموں کے کرنے کی رخصت ہے اور اگر صبر کرے
اور یہہ کام نکرے تو ثواب دیا جائیگا اور سوا خوف قتل اور عضو کٹنے کے اور
باتوں سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہیں ہے اور جسکا مال تلف
ہووے وہ اوس سے لے سکتا ہے جسنے تلف پر زبردستی کی ہو۔ اگر زید نے عمرو کو ڈرایا
کہ بکر کو مار ڈال ورنہ میں تجھکو جان سے مار دیتا ہوں تو عمرو کو بکر کے مار ڈالنے
کی اجازت نہیں اگر مار ڈالیگا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سے نہیں لیا جاویگا
بلکہ فقط زید سے لیا جاویگا۔ اگر زید پر کسی نے زبردستی کی لونڈی کے

آزاد کرنے یا بیبی کے طلاق دینے پر اور اوسنے ایسا کیا تو آزادی اور طلاق
واقع ہو جائیگی اب زید اپنی زبردستی کرنیوالے سے قیمت لونڈی کی اور نصف مہر
بیبی کا لے اگر بغیر صحبت کئے طلاق دی ہے اور اگر اکراہ کیا جاویگا مرتد ہونے پر
تو بیبی اوسکی بائن نہو گی۔

کتاب الحجر

اسمین تصرف سے روکنے کا بیان ہے۔ حجر اسکو کہتے ہین کہ بچہ ہونے یا غلام
ہونے یا دیوانہ پن کے باعث قول کے تصرف سے شرعاً روکدیا جاوے اور فعل
مین روک نہو (یعنے اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پر منحصر ہے تب تو نا جائز
ہو جیسے معاملات ہین اور اگر ایسی بات کرے جو کرنے سے متعلق ہے تو وہ ممنوع
نہو مثلاً کسیکا نقصان کر دے تو اُسکا تاوان دینا پڑیگا) صحیح نہین ہے تصرف
بچہ اور غلام کا بے اذن ولی یا مالک کے اور نہ تصرف مجنون کا کسی حال مین
(نہ اذن سے نہ بغیر اذن کے) اگر عقد کرے انمین سے کوئی اور اُسکو عقد کی
سمجھ بھی ہو تو ولی کو اختیار ہے چاہے عقد کو رہنے دے چاہے فسخ کرے اور اگر
تلف کر دینگے کوئی شے تو اوسکے ضامن ہونگے۔ اقرار کرنا بچہ اور دیوانہ
کا معتبر نہین اور غلام کا اقرار غلام کے حق مین معتبر ہے نہ مالک کے حق مین
یعنی اگر غلام کسی مال کا اپنے ذمہ پر اقرار کرے تو اُس مال کا ادا کرنا اوسکے ذمہ
پر بعد آزادی کے لازم ہو جاویگا کیونکہ اُسوقت اُسکا مال بلکہ مالک سے بعد
آزادی کے اُسکا خود کا ہوگا) اور اگر اقرار کریگا حد کا یا قصاص کا اپنے ذمہ پر
تو اوسیوقت جاری کیجاویگی جو قولی تصرف کی مانع نہین۔ پس اگر بالغ ہو

سو وقت اسکو اسکا مال نہ دیا جاوے جبتک کہ ۲۵ برس کا نہو لے اور جو بیع و شرا
اس عرصہ مین کریگا وہ درست ہوگی جب ۲۵ برس کو پہنچ جاوے تب مال حوالہ کر دیا جاوے
گو بے تدبیر ہو اور بدکار ہو اور کاروبار سے غفلت کرے تبھی بائع تصرف نہین – اگر
قرضخواہ ایسے شخص سے اپنا قرض مانگین تو قید کیا جاوے تاکہ اپنا مال قرض مین
بیچے پس اگر اوسپر قرض بھی روپیہ ہو اور اسکا مال بھی روپیے ہون تو قرض بدون
اسکی اجازت کے اول روپیون سے ادا کر دیا جاوے اور اگر اوسپر قرض
اشرفیان ہین اور مال روپیہ ہو یا قرض روپیے ہین اور مال اشرفیان ہون تو اوسکے
روپیون اشرفیونکو بیچکر قرض ادا کر دیا جاوے اور اسباب اور زمین وغیرہ اوسکی
بے اجازت قرض کیواسطے نہ بیچے جاوین (لیکن قید کیا جاویگا تاکہ خود بیچ دے)
مفلسی بھی بائع تصرف نہین پس اگر کوئی چیز خریدی اور مفلس ہوگیا تو بیچنے والا قیمت
کے لینے مین اور قرضخواہون کی برابر ہے (یعنے وہ چیز بیچکر سبکو حصہ رسد دام ملینگے
یہ نہین کہ فقط بائع ہی کو وہ شے ملجاوے) **فصل** بالغ ہونا لڑکے کا ان
امور سے ثابت ہوتا ہے یا احتلام سے یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے
پس اگر یہ کوئی بات نہین ہے تو پوری اٹھارہ برسکی عمر مین بالغ ٹھہریگا۔ اور عورت
کا بالغ ہونا ان باتون سے ثابت ہوتا ہے یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال
سے اور اگر یہ باتین نہون تو جب پوری سترہ برسکی ہو جاوے اور بعض لڑکا لڑکی دونو
کے بالغ ہونے پر پندرہ برسکی عمر مین فتوی دیا جاتا ہے – کم سے کم عمر بالغ ہونیکی
صغیر کے حق مین بارہ برس ہین اور صغیرہ کے حق مین نو برس پس اگر قریب البلوغ
ہوگئے صغیر اور صغیرہ اور بولے کہ ہم بالغ ہوگئے تو انکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم انکا

بالعوض کا ساہو جائیگا+

کتاب الماذون

اسمین اذن دیئے ہوئے کا بیان ہے۔ اذن روک کے دور کرنے اور اپنے
منع کے حق کو ساقط کر دینیکو کہتے ہین اور اذن کسی وقت معین اور خاص مین منحصر نہین
رہتا اگر مالک نے خاص کسی تجارت کا اذن دیا ہو مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت
کرتے دیکھکر چپ ہو رہے تو اذن ثابت ہو جاتا ہے پس اگر مالک اسکو اذن عام دیدے یا کسی
خاص چیز کے مول لینے کا تو غلام کو درست ہے خریدنا بیچنا۔ خرید و فروخت کیواسطے
وکیل کرنا گرو رکھدینا گرو رکھ لینا ٹھیکہ لینا مضاربت کرنا اپنی ذات یا اسباب کو ٹھیکہ
مین دینا قرض یا غصب یا امانت کا اقرار کرنا مگر نکاح کرنا یا اپنے غلام لونڈی کا نکاح
کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور ہبہ کرنا صحیح نہوگا اور ماذون کو درست ہے کہ تھوڑا سا
کھانا تحفہ کے طور پر کسیکو بھیجدے یا جو اوسکو کہلا دے اوسکی دعوت کردے یا عیب کے
سبب چیز کا دام کم کر دے۔ ماذون کے ذمہ پر اگر قرض ہو جاوے تو وہ اوسکی ذات
سے متعلق ہوگا یعنی اگر مالک اوسکی طرف سے نہ دے تو قرض کے عوض مین فروخت ہوگا اور
سب قرضخواہونکو حصہ رسد بٹجاویگا اور اگر پھر بھی کچھ باقی رہیگا تو آزاد ہونیکے بعد اوسکا
مطالبہ اوس سے رہیگا ماذون کا تصرف مالک کے روکنے سے رکجائیگا بشرطیکہ اکثر
بازار والے اوسکے روکدینے سے مطلع ہو جاوین اور اگر مالک مرجاوے یا دیوانہ ہو جاوے
یا دین سے پھر کر دار الحرب مین چلا جاوے یا خود غلام ماذون بھاگجاوے تب بھی تصرف
سے رکجاویگا اور مالک اگر ماذون لونڈی کو ام ولد بنالے تو تصرف سے رکجاویگی لیکن
اگر مالک غلام ماذون کو مدبر کر دے تو اذن مین نقصان نہوگا اور ام ولد بنانے اور

مدبر کرنے سے مالک کو انکی قیمت قرضخواہونکو دینی ہوگی (اسلئے کہ ان دونوں کی بیع نا جائز ہے تو قرضخواہ اپنے قرضہ میں انکو بیچ نسکینگے اسلئے مالک کے ذمہ انکی قیمت دینی آویگی) اگر غلام ماذون بعد روکدینے کے اقرار کردے کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ دوسرے شخص کا ہے تو یہہ اقرار درست ہے۔ اگر ماذون کے پاس کا مال مع اسکی قیمت کے اسکے ذمہ کے قرض کو کافی نہو تو مالک اوسکے پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے یہہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہو اور مالک اوسکو آزاد کردیگا تو یہہ آزاد کرنا درست نہوگا ہاں اگر قرض اوسکی قیمت اور مال سے کم ہوگا تو آزاد کردینا اسکے غلام کا درست ہوگا۔ غلام ماذون جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ہاتھ کچھ بیچے تو بیع جب ہی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل سے (یعنے کم دام پر نہ بیچے) اسیطرح مالک اگر اوسکے ہاتھ کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچے تو درست ہے (زیادہ پر بیچنا درست نہیں اسلئے کہ قرضخواہونکی حق تلفی ہوگی) اگر مالک غلام ماذون قرضدار کے ہاتھ کچھہ بیع کرے اور قیمت لینے سے پیشتر بیع کو اوسکے حوالہ کردے تو اب قیمت اسکی جاتی رہی (اسلئے کہ جب بیع اپنے غلام کو دیدی تو ثمن اوسکے ذمہ قرض ہوگیا اور غلام مالک کا قرضدار ہو یہہ ہو نہیں سکتا) ہاں بیع کو اگر مالک ثمن لینے کے لئے روک رکھے تو درست ہے۔ اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کردے تو درست ہے مگر اسصورت مین غلام مذکور کی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بھی قرضخواہونکو دیدے اور پھر بھی قرض باقی رہے تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے آزادی کے بعد ہوگا۔ اگر ماذون قرضدار کو مالک فروخت کردے اور مشتری اسکو قرضخواہون سے چھپا دے (اونکے حوالہ نکرے) تو قرضخواہ اوسکی قیمت مالک سے پھر لینگے پھر اگر غلام

مذکور مالک سے کہے اس عیب کے باعث پھر آوے تو مالک نے جو کچھ قرضخواہوں کو
دیا ہو اون سے پھیر لیوے اور اوسکا قرض غلام مذکور سے متعلق رہیگا غلام کو اونکے
حوالہ کرے کہ اگر قرضخواہ چاہیں تو مشتری سے غلام کی قیمت بھر لیں جسنے اوسکو
چھپا دیا ہے یا اس بیع کو جائز رکھیں اور اسکا دام مشتری مذکور سے لے لیں۔ اگر
مالک غلام مذکور کو فروخت کر دیوے اور مشتری سے مالک کہدے کہ اسکے ذمہ
قرض ہے تو قرضخواہ کو اختیار ہے کہ اس بیع کو رد کر لیں اور اگر بیع کے بعد
مالک جاتا رہے تو مشتری قرضخواہوں کا مدعا علیہ نہ ہوگا (یعنی قرضخواہ اوس سے مواخذہ
نکرینگے بلکہ بائع کو جب پاویں مواخذہ کریں) اگر ایک غلام نے کسی شہر میں آکر کہا
کہ میں زید کا غلام ہوں اور خرید و فروخت کی تو اوسپر تجارت میں کل ہر چیز کا
مواخذہ لازم ہو جائیگا اور جو غلام مشغول ہو اگر وہ دین کے قرض میں فروخت نہوگا
جبتک کہ اوسکا مالک نہ آوے (اور اسلئے اذن دینے کا اقرار کرتا ہے)
پس اگر زید اوسکو تجارت کی اجازت دینے کا مقر ہوگا تب تو وہ قرض میں
فروخت ہوگا ورنہ نہوگا۔ اگر لڑکے یا کم سمجھ شخص کو جو خرید و فروخت کو
سمجھتے ہوں اونکا ولی خرید و فروخت کی اجازت دیدے تو اونکا حکم خرید و
فروخت میں غلام ماذون کا سا ہے

کتاب الغصب

اس میں (غصب یعنی) کسی چیز کو چھین لینے کا بیان ہے۔ غصب اسکو کہتے ہیں
کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف بحق طور پر رکھتا ہے اوسکو دوسرا شخص اپنے تصرف
ناحق سے دور کرے جیسے مثلاً کسی کا غلام چھین کر اوس سے اپنی خدمت کراوے یا جانور

چھین کر اوسپر اپنا بوجھہ لادے تو یہہ غصب مین داخل ہی اور اگر مالک فرش پر بیٹھا ہو
اور اوسپر کوئی جا بیٹھے تو یہہ غصب نہین (اسلیئے کہ اسمین مالک کے تصرف کو دور
نہین کیا۔ جس چیز کو غصب سے لیلیا ہو اوسکے احکام یہہ ہین) اگر وہ چیز بعینہٖ غاصب
اپنے چھیننے والیکے پاس موجود ہو تو واجب ہی کہ اوسکو جس جگہہ مین چھینا ہو اوسی
جگہہ مالک کو سپرد دے اور اگر چھینی ہوئی چیز غاصب کے پاس سے جاتی رہی ہو تو
اوسکی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ وہ چیز مثلی تھی تو اوس جیسی اور چیز دیدے
اور اگر اوس چیز کا مثل اسوقت نہ پایا جاتا ہو تو اوسکا دام جھگڑے کے دن جو
ٹھہرے وہ مدعی کے حوالہ کرے دوسرے یہہ کہ چیز کو قیمت کی چیزون مین سے ہو
تو اسصورت مین اسکا دام وہ دینا ہوگا جو چھیننے کے روز کا ہو۔ اگر غاصب نے دعوی
کیا کہ وہ چیز جاتی رہی تو قاضی اوسکو اتنے دنون تک قید رکھے کہ یقین ہو جاے
کہ اگر اوسکے پاس ہوتی تو اس اثنا مین ضرور ظاہر کر دیتا پھر اوسپر حکم کرے کہ اوس شی
کا عوض حوالہ کرے اور غصب مال منقول مین ہوا کرتا ہی پس اگر زمین کو غصب کیا اور وہ
غاصب کے پاس سے جاتی رہی (مثلا دریا برد ہو گئی) تو اسکا تاوان نہ دیگا ہان اگر مکان
مغصوب اسکے رہنے کے باعث یا زمین اسکے زراعت کرنے سے ناقص ہو جاویگی تو
جسقدر نقصان ہوگا وہ غاصب کے ذمہ پڑیگا جیسا منقول چیز کا حال ہی کہ اگر
غاصب کے استعمال کرنے سے اسمین کچھہ نقصان آجاویگا تو وہ غاصب کو دینا پڑیگا
اگر زمین مغصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے لیا ہو تو اوسکو خیرات کر دے اور یہی حال ہی
اوس نفع کا جو غاصب نے شی مغصوب مین تصرف کرنے سے پیدا کیا ہو یعنی مال کو بیع
سے تجارت وغیرہ کرکے نفع حاصل کرے (تو یہہ نفع بھی) خیرات کر دینا چاہیئے)

مغصوب چیز کو اگر غاصب اپنے تصرف سے کچھ کا کچھ کر دے تو وہ چیز اوسکی ملک ہو جاتی
ہے مگر اوس سے تاوان دینے کے پیشتر نفع لینا حلال نہیں مثلاً بکری چھین کر اوسکو ذبح
کیا ہو یا گیہوں مغصوب کو پیسی ہو یا لوہا چھین کر تلوار بنائی ہو یا سونے چاندی
کے سوا اور چیز تانبا وغیرہ چھین کر برتن بنا دیے ہوں یا ساکھو کی لکڑی چھین کر اوس پر عمارت
قائم کرے (تو ان اعمال سے ان چیزوں کا مالک تو ہو جاویگا مگر ان سے نفع جب حلال
ہوگا کہ اونکی قیمت مالک کو حوالہ کرے اور اگر چاندی سونا چھین کر برتن بنا لیگا تو اونکا
مالک بھی ہوگا) اگر غاصب نے گیہوں چھین کر بو بیج کی یا کپڑا چھین کر بہت سا پھاڑ ڈالا تو
مالک کو اختیار ہے کہ خواہ قیمت اونکی غاصب سے لیوے اور وہ چیزیں اوسکو حوالہ کرے
یا چیزیں آپ رکھے اور غاصب سے انکا نقصان بھر لیوے اور اگر تھوڑا سا پھاڑ دیا ہو تو اس
صورت میں مالک کپڑا آپ رکھے اور غاصب سے نقصان لیوے اگر غاصب نے کسی کی زمین میں
عمارت بنائی یا درخت لگا دیے تو عمارت و درخت اکھاڑ کر زمین مالک کو دیجاویگی اور
اگر اونکے اوکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک انکو رہنے دیگا اور اکھاڑنے
کے بعد جو دام اونکے ہوتے وہ غاصب کے حوالہ کرنے پڑینگے۔ اگر غاصب نے کپڑا لیکر
اوسکو رنگ لیا یا ستو چھین کر اوسمیں گھی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے سفید کپڑے
اور ستو کے دام غاصب سے بھر لے چاہے یہ چیزیں آپ لیلے اور جسقدر رنگ یا
گھی سے اونکا دام بڑھا ہو وہ غاصب کو دیدے **فصل** اگر غاصب نے مغصوب چیز کو
چھپا دیا اور اوسکی قیمت مالک کو دیدی تو اس چیز کا مالک ہو جاویگا۔ قیمت
کے بابمیں قول غاصب کا مع قسم معتبر ہے اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش
کرے تو اوسکے گواہ معتبر ہونگے اگر غاصب نے مغصوب کو چھپا کر اوسکی قیمت جو مالک نے

کہی یا اوسکے گواہون سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تھی اوسنے قسم کے انکار کیا اسبجہت سے وہ قیمت مالک کو پہر دی اور پہر وہ چیز ظاہر ہوئی تو معلوم ہوا کہ قیمت مذکور سے زیادہ کی ہے تو اسصورت مین وہ چیز غاصب ہی کی رہیگی مالک کو اختیار نہوگا (کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کرکے اس چیز کو خود لیلے) ہان اگر غاصب نے مغصوب کا دام اپنی قسم پر دیا ہوا اور پہر زیادہ کی نکلی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے اسی قیمت پر اکتفا کرے چاہے چیز کو لیلے اور قیمت مذکور غاصب کو پہیر دے۔ اگر غاصب غلام مغصوب کو بیچڈالے پہر غلام کا مالک غاصب سے اسکا تاوان لے تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلام مذکور کو آزاد کر دے اوسکے بعد مالک اُس سے غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا۔ مغصوب چیز مین جو چیزین بڑہین وہ غاصب کے پاس امانت ہونگی (مثلاً مغصوب لونڈی کے بچہ ہو یا باغ مغصوب مین پہل لگے تو بچہ اور میوہ دونو غاصب کے پاس امانت رہینگے یعنی اگر آپ سے جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور) اگر زیادتی کرکے اونکو ہلاک و برباد کر دیگا یا مالک کے مانگنے پر اونکو اوسکے حوالہ نکریگا اور جاتے رہینگے تو قیمت دینی آویگی۔ مغصوب لونڈی بچہ جننے سے جسقدر کم ہو جاویگی اُسکا تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اُسی سے نقصان پورا کیا جاویگا (یعنے لونڈی کے نقصان کی عوض مین وہ بچہ بھی مالک کو ملیگا) اگر غاصب نے مغصوب لونڈی سے زنا کیا پہر مالک کو پہیر دی اور بچہ پیدا ہونے سے وہ مر گئی تو غاصب سے اُس لونڈی کی قیمت لیجاویگی اور اگر آزاد عورت سے بزور زنا کیا اور وہ بچہ جننے مین مر گئی تو اسکا خونبہا زانی غاصب کو دینا ہوگا۔ مغصوب چیز کے

اختیار ہے کہ آلات اُن کا تاوان ضامن پر واجب نہ ہوگا (مثلاً اگر کسی شخص کو اپنا کوئی جانور یا پرندہ دیا
الہر جھین کر اسکو ہی ذبح کر دیا تو سزا اسکو مول لینے اور سدھنی کی اجرت اور سزا لازم ہوگی اگر غاصب
یا کسی مسلمان کی شراب یا سور چھین کر ضائع کر دے تو اُسکو سزا دی جاوے گا لیکن اگر
شراب ذمی کی تھی تو بھی ضامن ہونگے اور تلف کر دیگا تو قیمت دینی ہوگی اگر غاصب نے
مالک سے شراب چھین کر سرکہ بنا لیا یا مردار کی کھال چھین کر اسکو دباغت دی تو
مالک کو جتنا زیادہ ہو کہ جسے چیز غاصب سے لیلے اور جتنا کہ دباغت سے قیمت بڑھی ہو وہ
غاصب کو دیوے (غاصب کو دینا ہوگا اور اگر غاصب نے ان چیزوں کو تلف کر دیا تو تاوان میں
سرکہ کا دینا ہوگا اور سرکہ کی قیمت دینی پڑیگی) اور جو شخص گانے بجانے کے آلات توڑ ڈالے
جیسے ... یا ... تو اُسکو ان کی قیمت دینی ہوگی اور ان چیزوں
کی بیچنا ... کہتے ہیں کہ انکو بیچنے کے ... نباتک
... تاکہ شراب ... اگر کوئی شخص کسی کی ام ولد یا
مدبر لونڈی کو چھین لے اور وہ غاصب کے یہاں مر جاوے تو مدبر لونڈی کی قیمت دینی
ہوگی ام ولد کی نہیں ہوگی۔

کتاب الشفعہ

اس میں شفعہ کا بیان ہے شفعہ اسکو کہتے ہیں کہ جبکہ کوئی زمین مشتری کو پڑی
... کے عوض ... دوسرا شخص زمین کا مالک ہو جاوے
... زمین لیلیوے شفعہ اول خلیط کو پہنچتا ہے یعنی ایسے شریک کو جو مبیع
کی ذات میں شریک ہو پھر اسکو جو مبیع کے حقوق میں شریک ہو مثلاً گھاٹ اور راستہ
میں اگر یہ دونوں حق خاص ہوں (اور اگر سب لوگوں کے ہونگے تو انمیں حق شفعہ

اسکا نہین) پہر آسکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہی جو متصل مبیع کے ہو (اور امام
شافعیؒ کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین پہونچتا اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم
کا قول ہی کہ جارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالدَّارِ یعنے مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہے
اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہی) اور جسکی چہت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک کڑی
مین شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکھی ہو تو وہ اُس مکان کا ہمسایہ ہی (شریک
نہین ہے یعنی اگر کوئی شریک نہوگا تو اوسکو شفعہ پہونچیگا) شفعہ شفیعون کی گنتی
کے موافق ہوتا ہی (یعنے جتنے شفیع ہونگے اوتنی حصے برابر اوس زمین کے کرکے
ہر ایک کو ایک ایک پہونچیگا یہ نہوگا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہی اوسکو زیادہ ملے
اور کم سہام والے شریک کو کم ملے) شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہی اور طلب
شفعہ پر گواہ کر دینے سے مقرر ہو جاتا ہی اور زمین مبیع ملک مین شفیع کے یا مشتری
کی رضامندی سے آتی ہی یا قاضی کے حکم سے ؀

باب شفعہ کے طلب کرنیکے بیان مین - جب شفیع کو زمین کے فروخت
کرنیکی خبر ہو تو اوسی مجلس مین طلب شفعہ پر گواہ کر دے پہر بائع پر گواہ کرے اگر اوسنے
زمین مذکور مشتری کے حوالہ نکی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے (یعنے
اول گواہ کرے اپنی طلب پر پہر گواہ کرے بائع پر کہ یہ بیچتا ہی یا مشتری پر کہ
وہ خریدتا ہی یا زمین پر کہ یہ بکی ہے اور مین اوسکا شفیع ہون تم گواہ رہو کہ
مین اوسکو چاہتا ہون جب اسطرح گواہ کرچکے گا) تو اب طلب مین تاخیر کرنے سے
حق شفعہ کا جاتا نرہیگا (جب چاہی لیوے) جب شفیع قاضی کے یہان شفعہ
طلب کرے تو قاضی مدعا علیہ (یعنے مشتری سے) سوال کرے کہ جس زمین کی ملکیت

ست شفیع حق شفعہ کا طالب ہو وہ اسکی ملک ہی یا نہین اگر مشتری اقرار کرے کہ جس
زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہی وہ شفیع کی ملک ہی یا مشتری پر قسم لازم
ہوئی اور وہ قسم سے انکار کر گیا یا شفیع نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کردیے (تو ان
صورتون مین دعوے شفیع کا مسموع ہوگا) پھر قاضی مشتری سے زمین متنازعہ کے خریدنے
کی حال پوچھے کہ تو نے مول لی ہی یا نہین اگر وہ اقرار خریدنے کا کرے یا قسم کھانے
سے انکار کرے یا شفیع گواہون سے اوسکی خرید ثابت کردے تو قاضی حکم کردے کہ یہہ
زمین شفیع کو پہونچتی ہی اور مشتری سے اسکو دلادے - اور شفیع پر لازم نہین کہ دعوے شفعہ
کیوقت ثمن بھی لادے بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود کرنا زمین کے لینے کے لئے
ضرور ہی - اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اوسی پر نالش زمین کے دلاپانے
کی کرے اور قاضی شفیع کے گواہ نہ سنے جبتک کہ مشتری حاضر نہو جب مشتری حاضر ہو تو
اوسکے سامنے بیع کو توڑدے (اور زمین شفیع کو دلادے) اور زمین کی قیمت کا ضمان
بائع پر ہے (یعنے زمین اگر دوسری کی نکلے تو ثمن کا ضمان بائع دیگا مشتری سے سروکار
نہین) اور جو شخص خریدنے کے لئے وکیل ہو وہ شفیع کا مدعا علیہ ہوسکتا ہے جبتک کہ
زمین مبیع کو اپنے موکل کے سپرد نکردے (یعنے قاضی کے یہان شفیع اوس پر نالش طلب
شفعہ کی کرسکتا ہی) اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کردے تو اوسوقت وکیل سے کچھہ
سروکار نہین مدعا علیہ موکل ہی ہوگا - شفیع کو دیکھنے کے بعد اور عیب نکلنے پر مبیع
کے پھیردینے کا اختیار ہی گو مشتری نے بائع سے کہہ لیا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پھیرونگا
- اگر شفیع اور مشتری قیمت مبیع کی مختلف بتادین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر
دونو گواہ پیش کرین تو شفیع کے گواہ مقبول ہونگے - اگر مشتری کچھہ قیمت کہے اور

بائع اُس سے کم کہے اور ابھی بائع نے قیمت وصول نکی ہو تو شفیع اُسقدر قیمت دیوے جو بائع کہتا ہے اور اگر بائع قیمت مشتری سے لیچکا ہو تو شفیع اوسقدر کو لے جو مشتری بیان کرتا ہے۔ ثمن مین سے کچھہ کم کر دینا شفیع کے حق مین ظاہر ہوگا (یعنے اگر مشتری کے لئے بائع نے کچھہ ثمن کم کر دیا ہو تو شفیع بھی اوسیقدر کم کر لیگا) لیکن اگر بائع نے مشتری کو بالکل معاف کر دیا ہو یا مشتری نے کچھہ زیادہ ثمن سے دیا ہو تو یہہ دونو شفیع کے لئے لازم نہو نگے۔ اگر مشتری نے زمین کے عوض مین اسباب یا کوئی زمین دی ہو تو شفیع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آویگی اور اگر اسباب مثلی چیز مین سے ہوگا تو اُس جیسا دینا آویگا۔ اگر مشتری نے ثمن کے دینے کی کوئی مدت ٹھہرائی ہو تو شفیع کو اختیار ہے چاہے اوسیوقت دام دیکر زمین لیلے خواہ صبر کرے یہانتک کہ مدت گذر جاوے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے۔ اگر ذمی نے شراب یا سُور کے بدلے مین زمین خریدی ہو تو شفیع بھی اگر ذمی ہو تو شراب اور سُور دیکر اُسکو لیلے اور اگر شفیع مسلمان ہو تو اُن دونو کی قیمت دیکر لیوے۔ اگر مشتری نے زمین مبیع مین عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے ہون تو شفیع کو اگر وہ عمارت و درخت لینی منظور ہون تو ثمن زمین کے ساتھہ اونکی قیمت جسقدر لوگ دیوین مشتری کے حوالہ کرے ورنہ مشتری سے بزور اونکو اُکھڑوا ڈالے اور ثمن دیکر زمین لیلے۔ اگر زمین مشفوعہ مین عمارت و درخت شفیع سے لئے قائم کئے پھر وہ زمین دوسرے کی نکلی اور اوسنے لیلی تو شفیع بائع سے صرف زمین کا ثمن پھیرے (عمارت اور درخت کے دام اُس سے نہین پھیر سکتا) اگر زمین مبیع مین کوئی مکان تھا کہ وہ مشتری کے قبضہ مین آکر گر گیا یا درخت تھا کہ سوکھہ گیا تو شفیع کو زمین کا کُل ثمن دینا ہوویگا (اس نقصان کا اعتبار نکیا جاویگا) اگر مشتری زمین مبیع کے مکانکو توڑ ڈالے تو

شفیع بقدر حصہ ان کی قیمت دیکر زمین لیلے بقیہ مشتری کا رہیگا (اور سکے دام نہوئی) اگر مشتری
نے زمین اور اوسکے اندر کے درخت مع پھل مول لئے یا درختون پر پھل مشتری کے پاس
آکر لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پھلون کے لیگا اور اگر پھل پہلے سے لگے ہوئے
تھے مشتری نے اونکو توڑ لیا تو شفیع ثمن مین سے انکا دام کم کر دے ٭

باب ان چیزون کے بیان مین جنمین شفعہ ہوتا ہے اور جنمین نہین ہوتا۔ شفعہ اوسی چیز
مین متحقق ہوتا ہے جو مال کے بدلہ مین ملک مین آوے اور جس صورت مین کہ عوض مال نہوگا اوسمین
شفعہ بھی نہوگا (مثلاً کوئی مکان مہر مین لیا جاوے تو اوسمین شفعہ نہوگا) اسباب منقول
مین اور کشتی مین اور عمارت اور درخت مین جو بدون زمین کے فروخت ہون حق شفعہ
نہین ہوتا۔ مکان جو مہر ٹھہرا دیا ہو یا اجرت کے عوض مین کسیکو دیا ہو یا عورت
نے طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا خون کے مقدمہ مین کسی مکان پر صلح ہوئی
ہو یا غلام کے آزاد کرنیکے عوض مین کسیکی ملک مین آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے کو
ہبہ کر ڈالا ہو اور موہوب لہ سے اسکا عوض کچھ ٹھہرا لیا ہو تو ان صورتون مین حق شفعہ شفیع
کو نہین پہونچتا اگر مکان یا زمین اسطرح بیع ہوئی کہ بائع کو اوسکے پھیر لینے کا اختیار ہو
تو جبتک بائع کو اختیار رہیگا تب تک اوسمین شفعہ ثابت نہوگا۔ اگر بیع فاسد سے کوئی زمین
بکی تو جب تک اس بیع کے فسخ کرنے کا حق مشتری کو رہیگا تبتک اوسمین شفعہ نہوگا
ہان اگر مشتری اوس زمین مین مکان یا درخت تیار کرے اور حق فسخ جاتا رہے اوس
سے اوسمین البتہ شفعہ ثابت ہوگا۔ اگر شرکت کی زمین شریکون نے باہم تقسیم کی تو
اوسمین شفعہ نہوگا۔ اگر شفیع نے حق شفعہ مشتری کو دیدیا پھر زمین مبیع مشتری نے
بسبب خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کے بائع کو حاکم کے حکم سے پھیر دی

بیان (اُنہیں) حق شفعہ ثابت نہوگا ہان اگر بدون حاکم کے حکم کے واپس کی یا بائع
مشتری نے عیب کا اقالہ کر لیا ہو تو شفعہ ثابت ہوگا ۔

بیان شفعہ کی باطل کرنیوالی چیزوں کے بیان میں (جاننا چاہیے کہ شفعہ کی طلب کے دو طور
ہین (اول) طلب مواثبت (کہ بمقدار سننے خبر بیع کے اُٹھ کھڑا ہو) اور (اپنے شفعہ کے
طلب کرنے پر گواہ کر دے) (دوم) طلب تقریر کہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر
گواہ طلب شفعہ کی کر دے پس ان دونوں کے ترک سے شفعہ باطل ہو جاتا ہے (یعنے اگر
بیع کی خبر سنتے ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نکئے یا بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر
گواہ نکئے تو پہر اگر شفعہ طلب کریگا تو دعوی سنا نجاویگا) اگر شفیع مشتری سے کچھہ لیکر
شفعہ سے دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہے اور شفیع پر اُس عوض کا مشتری کو پہر دینا
واجب ہی شفیع اگر مر جاوے تو شفعہ باطل ہو گا اگر مشتری کے مرنے سے شفعہ باطل نہوگا
اگر شفیع نے کسی زمین کی بابت سے دعوی شفعہ کیا اور ہنوز قاضی نے حکم شفعہ کے
ملنے کا نہیں کیا تہا کہ شفیع نے وہ زمین بیچ ڈالی تو اسکا حق شفعہ باطل ہو جاویگا —
اور شفعہ نہین ہی اُس شخص کو جو کسیکے لیے وکالتہً فروخت کرے یا خود اوسکے لیے
فروخت ہوتی ہو (اول مسئلہ کیصورت یہہ ہی کہ بائع نے ایک مکان کے فروخت کا
زید کو وکیل کیا اور اوسنے مکان کو فروخت کیا مگر اُسکا شفیع بہی زید ہی تو اب زید کا شفعہ
بیع کا وکیل ہونے سے جاتا رہا اور دوسری کیصورت یہہ ہی کہ مکان کا بائع زید کا مضارب
ہی کہ اوسکے لیے مال فروخت کرتا ہی اگر مضارب مذکور مال مضاربت مین سے کسی مکان کو
بیچیگا تو زید کو اوسمین شفعہ نہ پہنچیگا) اگر زید نے ایک مکان بیچا اور عمرو نے مشتری
سے ضمانت درک کیا (یعنے یہہ کہا کہ اگر کسی کا نکلیگا تو مین ضامن ہون تو) اِس ضمانت

سے عمرو کا شفیع جاتا رہیگا۔ اور جو شخص کسیکے لیئے وکالۃً خریدے یا خود اوس کے
لئیے خرید واقع ہو تو اوسکو شفعہ پونہچیگا (یعنے خریدنے کا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہو یا
مضارب کسی مکان کو بال مضاربت سے خریدے ہو اور رب المال دعوی شفعہ کرے تو دعوی
مسموع ہوگا) اگر شفیع نے لوگون سے سنا کہ مکان ہزار روپیہ کو بکا تو اوسنے شفعہ طلب
نکیا لیکن پہر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بکا ہے یا گیہون خواہ جو کے عوض مین بکا ہی جنکی
قیمت ہزار یا زیادہ ہے تو اسصورت مین شفعہ کا دعوی کرسکتا ہی اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ اشرفیون
کے عوض مین فروخت ہوا ہے جنکی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہ پہونچیگا۔ اگر شفیع نے
سنا کہ مشتری زید ہے اور وہ شفعہ سے دست بردار ہوا پہر معلوم ہوا کہ مشتری عمرو ہے
تو اسکو شفعہ پونہچ سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی زمین اسطرح بیچی کہ جو جانب شفیع کیطرف
ملی تھی اوسمین سے ایک گز کم کرکے بیچا تھا (یعنے شفیع کیطرف کی گز بہر زمین فروخت نکی)
تو شفیع کو شفعہ نہ پونہچیگا (اسلیئے کہ شفعہ کی زمین زمین مبیع سے ملی ہوئی نرہی اور یہہ امر
شفعہ کے ساقط کرنے کا ایک حیلہ ہی) اگر مکان مین سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا چوتہائی
کسی ثمن کے عوض مشتری نے خریدا بعد اسکے باقی سہامونکو خرید لیا تو ہمسایہ کا
حق شفعہ صرف پہلے حصہ مین ہوگا باقی حصون مین نہوگا (اسلیئے کہ مشتری جب اول
خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہین رہا بلکہ اوس مکان کا شریک ہوگیا اور شریک
ہمسایہ سے مقدم ہوتا ہی اور یہہ صورت بھی شفعہ کے ساقط کرنیکی تدبیر ہے کہ اول ایک
سہام کو بہت سے دام دیکر لیلیا بعد اوسکے باقی ثمن سے بقیہ سہامونکو خرید لیا تاکہ ہمسایہ
باقی سہامونکو تو اسوجہ سے نلے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہوگیا ہی اور
اول سہام کو بسبب گرانی قیمت اور کارآمد نہونیکے نخریدے) اگر زمین کو ثمن کے عوض

خرید کرا ویسکے بدلمین کپڑا بائع کو دی تو شفیع کو شفعہ وہی ثمن دینا ہو گا نہ کپڑا۔
اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوۃ کے واجب ہونیکے لئی حیلہ کرنا مکروہ نہین
(لیکن علما کے نزدیک مختار یہہ ہے کہ اگر حیلہ شفیع کے ضرر سے بچنے کے لئی ہو تو اوسکا
کچہہ مضائقہ نہین جائز ہے اور اگر ایسا نہین تو مکروہ ہی باقی رہا زکوۃ کے ساقط کرنے
کی تدبیر تو وہ دینداری کے خلاف ہی چنانچہ دیندار پر یہہ امر مخفی نہین) اگر بائع ایک
ہو اور کئی مشتریونکے ہاتھہ اپنی زمین فروخت کری تو شفیع کو اختیار ہی کہ کچہہ مشتریونکا
حصہ لیلے اور بعض کا ترک کری اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھہ
بیچین تو شفیع کو اختیار نہین کہ بعض کا حصہ لیلے اور بعض کا چھوڑ دی۔ اگر مشتری
نے آدہا مکان بغیر تقسیم کیا ہوا لیا تو شفیع مشتری کا حصہ لیسکتا ہے جو بائع
تقسیم کر دی۔ اگر مالک کوئی مکان بیچے اور غلام ماذون قرضدار اوسکو شفعہ مین
لیلے تو درست ہی اسیطرح اسکا عکس بھی جائز ہی (یعنے مالک کو بھی حق شفعہ غلام
مدیون ماذون کے فروخت مین پونہچتا ہی) اگر کمسن لڑکے کا باپ یا وصی حق
شفعہ سی دست بردار ہون تو درست ہی اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لئی موکل کیطرف سے
حق شفعہ سی درگذری تب بھی درست ہے ؛

کتاب القسمۃ

اسمین مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے۔ جو حصہ سب چیز مین پہیلا ہوا ہی
اوسکو ایکجا کر دینے کا نام قسمت ہی (مثلاً نصف زمین کا حصہ جو متعین نہین کہ کونسا
ہے قطعہ خاص مین اوسکو علحدہ اور متعین کر دین تو یہہ قسمت ہو گی) پہر قسمت مین
دو باتین ہوتی ہین ایک حصہ کا جدا کرنا دوسری ایک حق سی دوسری حق کا بدلجانا

(اسلیے کہ حصہ دونو شریکون کا ہر جزو مین مشترک چیز کے موجود ہو تو بانٹنے مین
مبادلہ ضرور ہوگا) اور مثلی چیزون (یعنے کیلی اور موزونی وغیرہ کے بانٹنے)
مین جدا کرنے کو غلبہ ہے اسلیے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب
ہونے کیصورت مین مثلی چیزون مین لے سکتا ہی (کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنے
مین حاجت دوسرے کے آنے کی نہین) اور جو چیزین غیر مثلی ہین انکی تقسیم مین
مبادلہ کو غلبہ ہے اسوجہ سے ایک شریک دوسرے کی غیبت مین اپنا حصہ نہین
لے سکتا (کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے مین دونو بدلنے والون کی رضا
ہوتی ہے) اگر مال ایک جنس کا ہے جسمین بہت لوگ شریک ہین اور کوئی شریک درخواست
اسکی تقسیم کی ایک شریک جو دعوی کرے تو شریک منکر پر تقسیم کرنیکے لیے جبر کیا
جاویگا (اور شریکون کو اختیار ہوگا) لیکن اگر مال مختلف جنسون کا مشترک ہوگا تو حکم
زبردستی مجبور شریک پر تقسیم کے لیے نہوگا (اسلیے کہ ایک جنس ہونے مین تو
جدا کرنے کو غلبہ ہے پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کر سکتا ہے اور مختلف جنسون مین
مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لیے جبر نہین کر سکتا) مستحب ہے کہ قاضی ایک بانٹنے
والا مقرر کرے جو شرکا مین مال کو تقسیم کر دیا کرے اور ان سے اپنی اجرت نلے بلکہ
اسکا روزینہ بیت المال مین سے ملے۔ اگر بیت المال مین گنجایش نہو تو بانٹنے
والیکو اجرت شرکا سے بحسب شمار شریکون کے ملنی چاہیے (یعنے اجرت سہام پر
موقوف نہو بلکہ شرکا کی شمار پر ہو مثلاً اگر ایک مال مین دو شخص شریک ہون ایک
تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا امین دونون مین اسکو تقسیم کرے تو
اسکی اجرت دونون سے آدھون آدھ ہوگی تہائی اور دو تہائی نہوگی) —

بانٹنے والیکا عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضرور ہے۔ قسمت
کرنے کو ایک ہی شخص خاص نکرنا چاہیے کہ اوسکے سوا دوسرا تقسیم نکرسکے۔ ایک اسباب
کی تقسیم مین چند قسمت کرنیوالے شریک نہونے پاوین۔ اگر وارث کسی زمین کو میراث
مین ملنے کا اقرار کرین اور تقسیم کے خواہان ہون تو وہ زمین تقسیم نکیجاوے جبتک
وارث اپنے مورث کے مرنیکے اور وارثونکی شمار کے گواہ نگذارین۔ اور اگر چند شرکا
منقول چیز کی تقسیم کے خواستگار ہون یا یہہ کہین کہ یہہ زمین ہمنے خریدی ہے اسکی
تقسیم چاہتے ہین یا ملک کا دعوی کرین کہ ہماری ملک مین ہے (سبب ذکر نکرین کہ
کسوجہ سے ملک مین آئی) توان صورتونمین تقسیم کردینا درست ہے۔ اور اگر دو شریک
دعوی کرین کہ یہہ زمین ہماری تصرف مین ہے اسکو تقسیم کردو تو تقسیم نکیجاوے جبتک
کہ وہ توا اپنی ملکیت کے گواہ پیش نکرین۔ اگر دو وارثون نے گواہ گذرانے کہ ہمارا
مورث مرگیا اور اوسکے وارث اتنے ہی ہین جتنے ہم کہتے ہین اور مکان موروثی
اونکے قبضہ مین ہے اور اونکے ساتھہ ایک وارث ہے جو اسوقت موجود نہین یا صغیر
ہے اور درخواست تقسیم کی کرین تو قاضی اُسمکان کو تقسیم کردے اور غائب کیطرف
سے وکیل خواہ بچہ کیطرف سے وصی مقرر کردے کہ وہ اپنے موکل خواہ بچہ کا حصہ اپنے قبضہ
مین رکھے۔ اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہین وہ سب خریدار ہون اور ایک
مشتری اونمین سے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ مین غائب وارث کے یا
صغیر کے قبضہ مین ہو یا قاضی کے سامنے وارثونمین سے ایک ہی ہو اور باقی غائب
ہون توان سب صورتونمین مکان تقسیم نکیا جاویگا۔ اگر مال مشترک کی تقسیم کا
ایک شخص خواستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنے حصہ سے نفع لے سکتا ہے تو تقسیم

کر دیا جاویگا اور اگر سب کا نقصان متصور ہو تو قسمت نکیا جاویگا جبتک کہ سب راضی نہون
اور اگر بعضیون کا فائدہ ہوتا ہو اور بعضو نکو تھوڑا حصہ ملنے کی جہت سے نقصان ہوتا ہو
تو بعضو نمین اگر بڑا حصہ دار خواستگار تقسیم ہوگا تو تقسیم کر دیا جاویگا چھوٹے حصے
والے کی درخواست سے تقسیم نہوگا۔ اگر اسباب ایک جنس کا ہو تو شرکا مین تقسیم کر دیا
جاویگا گو سب راضی ہون یا نہون۔ اور اگر مال مشترک دو جنسین ہون خواہ جواہر یا
غلام یا حمام یا کنوان یا چکی ہو تو انکو قاضی بدون سب شرکا کی مرضی کے تقسیم نکرے
اگر مال مشترک کئی حویلیان ہون یا ایک مکان اور زمین زراعت ہو یا مکان اور
دکان ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز مین سب شریک مشترک
مین تقسیم کرنیوالے کو چاہیئے کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اسکا نقشہ کھینچے اور حصے برابر
درست لگاوے اور گز سے پیمایش کرے اور بلند عمارت کے دام لگاوے اور ہر ایک شریک کا حصہ
مع راہ آمد و رفت اور پانی کے حق کے جدا کر دے اور ان حصون پر نشان اول دوم
سوم لکھدے پھر شریکون کے نام لکھکر قرعہ ڈالدے جسکا نام پہلے نکلے اسکو پہلا
حصہ دے جسکا دوسری بار نکلے اوسکو دوسرا اور علی ہذا القیاس اور روپیونکو بدون
رضامندی شرکا کے قسمت مین داخل نکرے (اسلیے کہ روپیون مین کسیکے تقسیم
کرنیکی حاجت نہین انکا گن لینا کافی ہوتا ہے) اگر مکان یا زمین کی تقسیم ہوئی
اور ایک شریک کے پانی بہنیکا راہ یا آمد و رفت کا راستہ دوسرے کی ملک مین رہا
اور تقسیم کیوقت اسطرح نہین ٹھہر چکا تھا تو اگر ہو سکے تو اسکا راہ اوسی کی ملک مین
کو کر دیا جاوے اور اگر نہو سکے تو پھر تقسیم توڑ دیجاوے (اور از سر نو تقسیم ہو
کہ اوسمین وہ خلل نہ پڑے) اگر مال مشترک ایک مکان ہو جسکے اوپر بالاخانہ ہو

اور ایک مکان بدون بالاخانہ کے ہو اور ایک مکان صرف بالاخانہ ہی ہو تو اُن کی
تقسیم اسطرح ہوگی کہ ہر ایک کی علٰحدہ علٰحدہ قیمت لگاکر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کردئے
جاوینگے - اگر شرکا مین سے کوئی کہے کہ مین نے اپنا حق نہین پایا اور دو بانٹنے والے
گواہی حق پا لینے کی دیوین تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی - اگر اول ایک شریک نے
اقرار کیا کہ مین اپنا حصہ پاچکا پھر دعوی کیا کہ میرا اسقدر حصہ فلان شریک کے قبضہ
مین ہی تو بدون گواہی کے اُسکا قول معتبر نہوگا (اور) اگر دوسرے شریک سے کہا کہ مین اپنا
حق سارا پاچکا تہا مگر بعد کو تو نے کچھہ دبا لیا تو مدعا علیہ یعنی دوسرے شریک کا قول
قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنے حصے کے بہر پانے کا اقرار نکیا ہو اور
دعوے کرے کہ فلان جگہہ تک میرا حصہ ہی مدعا علیہ نے مجھے نہین دیا اور مدعا علیہ نے
اُسکو جہوٹا بتایا تو دونو کو قسم کہانی پڑیگی اور قسم کے بعد قسمت توڑ دیجاویگی
- اگر حاکم کو تقسیم مین بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دے - اگر شرکا مین مکان
تقسیم ہوگیا اور ایک شریک کے حصہ مین سے کچھہ سہام کا حقدار کوئی اور نکلا جسنے
اپنا حق اُس شریک سے لیلیا تو یہہ شریک دوسرے شریکون سے بقدر حقدار کے حصہ
کے دلا پاویگا اور تقسیم کو فسخ نکرینگے - اگر دو شریک ایک مکان یا دو مکانون
مین رہنے کی باری مقرر کرلین یا ایک غلام خواہ دو غلامون سے خدمت لینے کی نوبت
مقرر کرلین یا ایک احاطہ یا دو احاطہ کے کرایہ کی باری ٹھہرالین (مثلاً یون ٹھہرالین
کہ اِس گہر مین ایک مہینا ایک رہے اور ایک مہینا دوسرا یا ایک مہینے کا کرایہ
ایک لے ایک کا دوسرا یا غلام سے ایک مہینا ایک کام لے اور ایک مہینا دوسرا)
تو درست ہے - اگر ایک غلام کی یا دو غلامون کی اجرت مین یا ایک خچر یا دو خچرون

کے کرایہ مین یا اُنکی سواری مین یا کسی درخت کے پھل مین یا بکری کے دودہ مین کی
ٹھہرادین تو درست نہین ہے

شرائط صحت مزارعت

کتاب المزارعۃ

اسمین زراعت کا بیان ہے — زراعت اُس معاملہ کو کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار مین
سے کسیقدر کے عوض مین اوسکو کاشت کرایا جاوے اور اس معاملہ کی درستی کے لئے آٹھ
شرطین ہین اول زمین کا قابل زراعت ہونا دوم زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا
سوم مدت زراعت کا بیان کر دینا چہارم بیج کے مالک کا بیان کر دینا (کہ زمیندار کا
ہوگا یا کسان کا) پنجم اوسکی جنس بیان کرنی (کہ گیہون ہونگے یا جو) ششم کسان کے
حصہ کا ذکر ہو جانا (کہ کل پیداوار مین سے کسقدر ہوگا) ہفتم زمین کو خالی کر کے کسان
کے حوالہ کرنا ہشتم زمین کی پیداوار مین مالک اور کسان کا شریک رہنا نہم زمین
اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی
فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون (ان شرائط سے اگر کاشت کرائی
جاویگی تو درست ہوگی) اگر زمین اور بیل ایک کے ہون اور بیج اور محنت دوسرے کی
یا بیج ایک کا ہو اور باقی لوازم دوسرے کے یا بیج اور بیل ایک کے ہون اور باقی
دوسرے کے یا زمین کی پیداوار مین سے ایک کے لئے چند پیمانے معین کر دئے (سب کو
مشترک نرکھا) یا یون ٹھہرایا کہ جو کچھ پانی کی نالیون اور گولون کے قریب اوگینگے
وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہہ کہ بیج والا صرف اپنا بیج لیلے باقی دونون کے
بیچ مین رہے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار مین سے مجرا دیکر باقی مشترک رہے تو ان
سب صورتون مین مزارعت فاسد ہو جاویگی ہان اگر خراج معین پیمانے نہو گی بلکہ

پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تہائی یا چوتھائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی (پچھلی صورت مین) مزارعت فاسد مین پیداوار سب بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کو جسقدر اوسنے کام کیا ہوگا اوسکی مزدوری معمول کے موافق ملیگی اور (یہہ صورت اُسوقت ہے کہ زمین دوسرے کی نہو اور اگر زمین بھی اوسکی ہو تو) زمین کا کرایہ بھی ملیگا مگر یہہ مزدوری اور کرایہ اوسقدر سے زیادہ نہ دیا جاویگا جو آپسمین دونو کے ٹھہر چکا تھا — اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھہ درست ہو تو پیداوار اوسیطرح پر تقسیم ہوگی جو انہون نے آپسمین شرط کرلی ہو اور اگر زمین مین کچھہ پیدا نہو تو محنت کرنیوالیکو کچھہ نہ ملیگا — بعد معاملہ زراعت کے اگر دونو مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اُس سے بزور کام لیا جاویگا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اوسپر زبردستی نکیجاوے — اگر دونو عقد کرنیوالون مین سے کوئی مرجاوے تو مزارعت باطل ہو جاویگی — اگر بعد جو زراعت کے لئے معین کی تھی گذر جاوے اور کھیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی اُجرت اسجگہہ کے معمول کے موافق دینی ہوگی جبتک کہ کھیتی تیار ہو (یعنے زائد دنون کا کرایہ مثل اُسکی ذمہ ہوگا) کھیتی مین جو خرچ پڑے (مثلاً کاٹنے اور اٹھانے اور داین چلانے اور سیلانے مین) وہ دونو کے ذمہ حقوق کے موافق پڑیگا اور اگر شرط کرلین کہ سب خرچ کسان کے ذمہ رہے تو عقد فاسد ہو جاویگا ؛

کتاب المساقاة

اسمین درختونکو پانی دینے کے معاملہ کرنیکا بیان ہے — مساقات اُس عقد کو کہتے ہین کہ اپنے درخت کسی شخص کو پرورش کے لئے یہہ ٹھہرا کر دے کہ انمین جو پھل لگے وہ ہم دونو مین مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتون مین مثل مزارعت کے ہے —

میوہ کے درختوں اور انگوروں اور ترکاری اور بینگنوں کی جڑ و کمین کر
معاملہ کرنا درست ہی ۔ اگر پھل لگے درخت پرورش کو دے اور پھل اُسکے پورے
کر بالیاں تو بیے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر انکا بڑھنا
پورا ہو چکا ہو تو مساقات درست نہو گی جیسے مزارعت اگر کھیتی تیار ہو چکنے کے بعد
درست نہیں ہوتی ہے اور عقد مساقات جب فاسد ہو جاوے تو پھل سب
درخت والے کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملیگی ۔ یہ عقد
دونوں عقد والوں میں سے ایک کے مرجانے سے باطل ہو جاتا ہے اور عذر کے
سبب سے فسخ ہو جاتا ہے جیسے مزارعت عذر کے سبب فسخ ہو جاتی ہے اور عذر جیسے کہ
مثلاً کاریگر چور ہو یا بیمار ہو کہ کام نہ کر سکے

کتاب الذبائح

یعنی ذبح کئے ہوئے جانوروں کا بیان ہے ۔ ذبائح جمع ذبیحہ کی ہے اور ذبیحہ
اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح گلے کی رگوں کا کاٹنا ہے
مسلمان اور اہل کتاب (یعنی یہودی اور عیسائی کا) اور لڑکے اور عورت اور
گونگے اور ختنہ نہ کئے ہوئے شخص کا ذبیحہ (یعنی حلال کیا ہوا جانور) حلال ہے اور
آتش پرست اور بت پرست اور مرتد اور احرام والے کا ذبیحہ حرام ہے اور جو شخص کہ ذبح
کے وقت جانکر بسم اللہ کے چھوڑ دینے کا ذبیحہ درست نہیں لیکن اگر بھول کر
بسم اللہ نہ کہی ہو تو اسکا ذبیحہ حلال ہے (اور امام شافعی کے نزدیک اگر جانکر بھی
بسم اللہ نہ کہی ہو تو اسکا ذبیحہ حلال ہے) اور دلیل امام اعظم کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے
ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی مت کھاؤ ان جانوروں میں

سی کہ جسکے ذبح کیوقت خدا کا نام ذکر نکیا گیا ہو اور اگر بھولکر بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو حلال ہوگا اسلئے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہی کہ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنے میری امت سی بھول چوک معاف ہی) اور ذبح کیوقت خدا تعالی کے نام کے ساتھ اور کسیکا نام لینا یا یون کہنا کہ الٰہی اسکو فلانے کیطرف سی قبول کر ذبیحہ کو مکروہ کر دیتا ہے اور یہہ الفاظ اگر بسم اللہ سی اور جانور کے لٹانے سی پیشتر کہیگا تو مکروہ نہین اور ذبح کا مقام گلے سے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے بیچمین ہے اور ذبح مین نرخرا یعنی سانس کی رگ اور کہانے پینے کی رگ اور دو شہ رگین اوسکے آس پاس کی کاٹنی چاہیین اور ان چار و مین سی اگر تین بھی کٹجاوینگے تو کافی ہوگا اگرچہ ناخن سی یا دانت سے کہ بدن مین نہ لگے ہون علیحدہ ہون یا سینگ سی یا ہڈی سی یا نرکل کے پوست یا تیز پتھر سی یا ایسی چیز سے جو خون جاری کر دیوے ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدن مین لگے ہون تو اونسے ذبح درست نہوگا۔ ذبح کیواسطے چھری کا تیز کر لینا مستحب ہی۔ ذبح مین اتنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری پہونچ جاوے یا سر علیحدہ ہوجاوے مکروہ ہے (اور) گدی کیطرف سی بھی ذبح کرنا مکروہ ہی۔ اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہو تو اسکو ذبح کرنا چاہیئے اور جو چوپایہ پلاؤ کہ وحشی ہوکر بھاگجاوے یا کنوئین مین گر پڑے اور اُسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اُسکو زخم لگا دینا چاہیئے (کہ پھر ذبح کی حاجت نہوگی۔ اونٹ کے لئے نحر مسنون ہی (یعنے اوسکے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے نیزہ مارین) اور گاے بکری کا ذبح کرنا مسنون ہی اور اسکا اولٹا کرنا (کہ گاے بکری کو نحر کرین اور اونٹ کو ذبح کریں) مکروہ ہی (ایسا نکرنا چاہیئے) اور اگر ایسا کرین تو جانور حلال ہو جاویگا۔ مان کے ذبح ہونے سی اوسکے پیٹ کا بچہ ذبح

نہین ہوتا (یعنے اگر کسی گای بکری کو ذبح کیا اور اوسکے پیٹ کے اندر سے مرا ہوا
بچہ نکلا تو وہ ذبیحہ مین داخل نہوگا مردار ہوگا اور اگر زندہ بچہ نکلا تو اوسکو ذبح
کرنا چاہیئے ورنہ حرام ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک مان کے ذبح سے بچہ بھی
ذبح ہو جاتا ہے اور اسکا کہانا حلال ہے چنانچہ بعضی حدیثون سے ایسا ہی معلوم ہوتا
ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے منخنقہ کو حرام فرمایا ہے (یعنے
اُس جانور کو جو سانس رُک کر مرجاوے اور یہہ بچہ بھی ایسا ہی ہی کہ سانس گُہٹ کے
مرجاتا ہی یا اسمین شبہہ ہی کہ مان کے ذبح سے مرجاتا ہی یا سانس رُکنے سے اور جس چیز
مین شبہہ حلال اور حرام ہونیکا ہوتا ہے اسمین حرام ہونیکی طرف کو غلبہ ہوتا ہی اسلئے حرام ہی)

فصل اُن جانورون کے بیانمین جنکا کہانا درست ہی اور جنکا نا درست - درندون
مین سے کچلیون والے جانور یعنی بڑے دانت کے اور پرندون مین سے جو پنجہ سے
شکار کرین حرام ہین - جو کوا کہیتی کہاتا ہی (اور ناپاکی نہین کہاتا) حلال ہی مگر
کوا ابلق کہ مردار کہاتا ہی حرام ہی (اور کوا ابلق سے یہی ویسی کوا ہے کہ اسکی گردن
کا رنگ بہ نسبت پرون کے سفید ہوتا ہی کہانا حرام ہے) کفتار اور گوہ اور بجّو اور
کچھوا اور زمین مین رہنے والے جانور (جیسے چوہا اور سانپ اور بچھو) اور بستی کا گدہا
اور خچر اور گہوڑا حلال نہین (اور بستی کا گدہا اسلئے کہا کہ وحشی گدہا یعنی گورخر حلال
ہے) اور خرگوش حلال ہی - جس جانور کا کہانا درست نہین ذبح کرنے سے اسکا گوشت
اور پوست پاک ہو جاتا ہی (اگرچہ کہانا حرام ہی لیکن آدمی اور سؤر کو اگر ذبح بھی کرین
مُردار اور گوشت پاک نہوگا) پانی کے جانورون مین سے مچھلی کے سوا اور کوئی حلال نہین
اور اوسمین بھی یہہ شرط ہی کہ خود مرکر پانی پر نہ تیر آئی ہو (کہ اسکا کہانا حرام ہے)

اور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہی جیسی ٹیڑی (یعنی ٹڈی بغیر ذبح کئی ہوئے حلال ہے) اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سب جانور دریائی پیدایش کے حلال ہین اور دلیل امام اعظم یہ کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو وَیُحَرِّمُ عَلَیْہِمُ الْخَبَائِثَ یعنی حرام کرتا ہے اونپر خبیث چیزین اور مچھلی کے سوا دریائی جانور لطیف طبع ہونیکی نزدیک سب خبیث ہین اور یہہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ یعنی تمکو دریا کا شکار حلال ہے اِس سی مراد مچھلی ہی ہے کہ عرف مین اُسکے سوا اور چیز کا شکار نہین کرتے اور آنحضرت صلعم نے جس دوا مین مینڈک ہو اوسکے کہانیسے منع فرمایا اور کیکڑی کی بیع سی منع فرمایا) اگر ذبح کرنیوالیکو بکری خواہ دوسری جانور کی ثبوت حیات کا حال معلوم ہو اور ذبح کرنیسے وہ حرکت کری یا خون نکلے تو وہ حلال ہے اور اگر ان دونون مین سی کچھہ نہو تو حرام ہی اور اگر اوسکو ذبح کے وقت اُسکا جینا معلوم ہو تو حلال ہی اگرچہ حرکت نکری اور خون نہ نکلے *

کتاب الاضحیہ

اِسمین قربانی کا بیان ہے ۔ قربانی کرنا اُس مسلمان پر واجب ہی جو آزاد اور مقیم اور تونگر ہو قربانی اپنی طرف سی چاہیے مالدار لڑکے کی طرف سی اوسپر واجب نہین اور قربانی کم سی کم ایک بکری کی یا ساتوان حصہ بدنہ کا یعنی گائی اور اونٹ کا ہی عید اضحی کی صبح سے لیکر بارہوین تاریخ کی شام تک اُسکا وقت ہی ۔ شہر کا رہنی والا نماز عید سے پہلے قربانی ذبح نکری گانو والے کو اختیار ہی کہ نماز سے پہلے قربانی کر دے ۔ قربانی کا جانور اگر نے سینگ کا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ اُسکی قربانی درست ہی لیکن اندہا یا کانا اور اِتنا دبلا کہ ہڈیون مین گودا نہو اور لنگڑا اور کان اور دم اور آنکہہ اور چکی ہی

میں سے زیادہ حصہ کسی کا ہو تو درست نہیں۔ اونٹ کی اور گائے کی اور بھیڑ بکری ہی کی
قربانی درست ہے نر ہوں یا مادہ اونٹ کی عمر پانچ برس سے کم نہو اور گائے کی دو برس سے
کم نہو اور بکری سال بھر سے کم نہو اور بھیڑ میں سے وہ بھی درست ہے جسکی عمر چھ مہینے سے
زیادہ ہو بشرطیکہ بڑی بھیڑوں میں ملجاوے یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو اگر سات شریکوں
نے ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہی اور ایک اُن میں سے مر گیا اور اسکے وارثوں
نے کہا کہ اسکو میت کیطرف سے اور اپنی طرف سے ذبح کرلو تو یہ قربانی کرنی درست ہے۔ اگر
چھ آدمی قربانی کرنی چاہتے ہیں اور ساتواں شریک نصرانی یا مرتد ہے یا مسلمان ہے
کہ اوسکی نیت قربانی کرنے کی نہیں بلکہ گوشت کا شریک ہے تو یہ قربانی کسیکی طرف سے
درست نہوگی۔ قربانی کے گوشت میں سے آپ کھانا اور مفلس اور توانگر کو کھلانا اور رکھ
چھوڑنا درست ہے اور مستحب ہے کہ مفلسوں کو تہائی سے کم خیرات نکرے۔ قربانی کے چمڑے
کو خیرات کر دینا چاہیے یا اُسکا کوئی تھیلا یا چھلنی بنا لے کہ لوگوں کے کام آوے۔ اگر
ذبح کرنا جانتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ یہودی اور نصرانی سے
ذبح کرانا مکروہ ہے۔ اگر دو شخص غلطی سے ایک دوسرے کی قربانی کو ذبح کر دیں تو دونو
کیطرف سے قربانی ہو گئی اور کسیکو دونوں میں سے دوسرے کے جانور کی قیمت دینی نپڑیگی۔

کتاب الکراہیۃ

اسمیں ممنوع چیزوں کا بیان ہے۔ مکروہ چیز حرام کے قریب ہے اور امام محمد صاحب
نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے **فصل** کھانے پینے کی چیزوں کے
بیان میں۔ مکروہ ہے گدھی کا دودھ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا
اور پینا اور تیل اور خوشبو لگانا مردوں عورتوں سبکو مگر رانگ اور کانچ اور بلور اور

عقیق کے برتن مین کہانا پینا وغیرہ مکروہ نہین - جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر
یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اُسکا استعمال حلال ہے مگر اسطرح استعمال کرے کہ چاندی کی جگہہ
بچی رہی مثلا برتن کے کنارہ پر نہو کہ مُنہہ اوسپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہہ خالی
ہو) اور کافر کا قول حلال اور حرام ہونے مین مقبول ہوگا (مثلا کسی مسلمان کا خادم آتش پرست
ہو اور وہ گوشت لاوے اور کہے کہ یہہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے تو اُس مسلمان کو اوسکا
کہانا درست ہوگا) غلام اور لڑکے کا قول ہدیہ اور اذن کے باب مین مقبول ہے (مثلا
غلام یا لڑکا کہے کہ یہہ کہانا تمکو ہدیہ بھیجا ہے یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحب خانہ نے اندر
بلایا ہے تو اُسکا کہا مان لیا جاویگا) بدکار شخص کا قول معاملات مین مقبول ہے اور دین
کی باتو مین معتبر نہین (مثلا اگر مضاربت اور وکالت اور قاصدی اور تجارت مین بدکار
کچھہ کہیگا تو مان لینگے اور اگر پانی کی نجاست وغیرہ امور دینی مین کچھہ کہیگا تو نمانینگے)
اور جس شخص کی کوئی ضیافت ولیمہ مین کرے اور وہان راگ رنگ ہو تو یہہ شخص بیٹھکر
کہانا کہالے **مترجم** کہتا ہے کہ اس مسئلہ کی تفصیل یہہ ہے کہ اگر شخص مذکور اُن
لوگون مین سے ہو جنکے افعال کی سند لوگ پکڑتے ہون اور وہ راگ رنگ کو منع بھی کر سکتا
ہو تو وہ بیٹھے اور موقوف کرادے اور کہانا کہاوے اور اگر منع نہین کرسکتا تو شریک دعوت
نہو چلا آوے اور اگر عامی شخص ہے تو اُسکا حکم وہی ہے جو کتاب مین ہے اور یہہ سب
اُسوقت ہے کہ پہلے علم نہو اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ وہان بدعت ہے تو جانا ہی نچاہیے
کذا فی العینی **فصل** پہننے کے احکام کے بیان مین - مردونکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے
(یعنے جسکا تانا بانا دونو ریشم ہون) مردونکو (حرام ہے) عورتونکو حرام نہین اور
ریشمی کپڑے کی گوٹ بمقدار چار انگل کے مردون کو بھی حلال ہے - ریشمی کپڑے کا تکیہ

یا بچھونا مردونکو درست ہی — جس کپڑیکا تانا ریشم کا ہو اور بانا روئی یا اون کا ہو اس
کا پہننا مرد کو حلال ہے اور جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اسکا پہننا
مردونکو صرف لڑائی مین حلال ہے — مرد سونے چاندی کا زیور نہ پہنے کہ حرام ہی
ہان اگر چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضائقہ نہین — اور سوای
بادشاہ اور قاضی کے اور لوگونکے حق مین افضل یہہ ہے کہ انگوٹھی نہ پہنین — اور تانبہ
اور لوہے اور پیتل اور سونے کی انگوٹھی پہننی حرام ہی نگینہ کے سوراخ مین سونے
کی کیل لگانی اور دانتونکو چاندی کے تارون سی باندہنا درست ہی سونے کی تارون
سی درست نہین — لڑکونکو سونا اور ریشمی کپڑا پہنانا مکروہ ہی — وضو کا پانی خشک
کرنیکو رومال رکہنا یا ناک صاف کرنیکو کپڑا رکہنا یا بات کے یاد رکہنے کو
انگلی مین دہاگا باندہنا مکروہ نہین — فصل دیکہنے اور ہاتھ لگانیکے بیان مین — آزاد
عورت جو اجنبی ہو مرد کو اسکے چہرہ اور ہتیلیون کے سوا اور کچہہ دیکہنا درست
نہین اور جس مرد کو دیکہنے سے شہوت ہوتی ہو اسکو چہرہ کا دیکہنا بہی بچنا ہے مگر
حاکم اور گواہ اور نکاح کا پیام دینے والا (یعنے جو اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو
وہ) اگر چہرہ دیکہے تو مضائقہ نہین) اور طبیب کو بیماری کی جگہہ کا دیکہنا درست
ہے — مرد کا تمام بدن سوا ستر عورت (یعنے ناف سے زانو تک) کے مرد کو دیکہنا جایز
ہے اور عورت کا دیکہنا مرد اور عورت کو بہی ایسا ہی ہے (یعنے عورت دوسری
عورت یا مرد کے تمام بدنکو سوا ستر عورت کے دیکہہ سکتی ہی) مرد اپنی بیبی اور لونڈی
کے مکان مخصوص کو دیکہہ سکتا ہی اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور
پنڈلیون اور بازوونکو دیکہہ سکتا ہی مگر پیٹہہ اور پیٹ اور زانونکو دیکہنا درست

فصل

نہین - جن اعضا کو دیکھنا جائز ہی اُنکو ہاتھ لگانا بھی درست ہی - غیر کی لونڈی مثل
محرم عورت کے ہی (یعنے اُسکی سر اور بازو وغیرہ کا دیکھنا درست ہی) اور اگر اوسکو
خریدنے کا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکھنا درست ہی اُنکو ہاتھ بھی لگاوی گو شہوت ہو
- جب لونڈی بالغ ہو جاوی تو اوسکو صرف ایک تہمد بندھا کر مردون کے سامنے نہ آنے
دین (بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیے) اور خصی اور آلت کٹا ہوا اور ہیجڑا مرد و نہین
شمار ہین (یعنے دیکھنے اور ہاتھ لگانے مین جو مردونکو جائز ہی وہی اُنکو بھی درست
ہے) عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہی (یعنے عورتکو اُس سی بھی پردہ ضرور ہی)
مرد کو اپنی لونڈی سی بدون اجازت اور بی بی سے اوسکی اجازت کے ساتھ عزل
درست ہے (یعنے صحبت کیوقت انزال باہر کرنا لونڈی سی بلا اجازت اور بیبی سی با اجازت درست ہے

فصل عورت کے رحم کو صاف کرلینے کے بیان مین - جس شخص کی ملک مین کوئی
لونڈی آوی تو اوسکو اوسکے ساتھ صحبت کرنا اور ہاتھ لگانا اور اُسکی شرمگاہ کو
شہوت سی دیکھنا درست نہین جبتک کہ اُسکو ایک حیض نہ آچکے - ایک شخص کے پاس
دو بہنین اوسکی لونڈیان ہین اور اوسنی دونوکا بوسہ شہوت سی لے لیا تو اب اُنکو اُن مین
کسی کے ساتھ صحبت کرنی یا لوازم صحبت کرنے (مثلا مساس یا گلے چمٹانا) حرام ہے
جبتک کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنی اوپر حرام نکردے (یعنی جب تک ایک کو اپنی ملکیت سی
باہر نکردی) مثلا دوسری کے ہاتھ بیچدے یا ہبہ کردی یا کسیکے ساتھ اُسکا نکاح کردی
یا آزاد کردی تب تک دوسری سی صحبت نکرے - مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا
ایک تہمد باندھی ہوئی مکروہ ہے اور اگر تہمد پر کرتہ بھی پہنی ہو تو درست ہی جیسی ہاتھ ملانا جائز ہی

فصل بیع اور غلہ بھرنے اور احتکار وغیرہ کے بیان مین - آدمی کے پاخانہ کا

بیچنا مکروہ ہی مگر عمرو پر اوسکی بیع کرنا حرام نہین ہے ۔ اگر بکر نے عمرو سے کہا کہ یہ لونڈی
زید کی ہے اور اوسنے اوسکے بیچنے کے لئے مجھکو وکیل کیا ہی تو عمرو کو اوسکا خریدنا جائز
ہے گواہونکی گواہی پر خرید کو موقوف نرکھے (کہ وکالت ثابت ہو تو خرید کرون) ۔ اگر زید
کا قرضہ عمرو کے ذمہ ہوا اور دونو مسلمان ہین اور عمرو نے شراب بیچکر وہ قرضہ ادا
کیا تو زید کو شراب کا دام قرضہ مین لینا مکروہ ہی اور اگر عمرو کا ذمے تو شراب بیچکر
اگر قرضہ ادا کرے تو زید کو وہ دام لینے مکروہ نہین ہے ۔ آدمی کی غذا مثل گیہون جو
کے اور جانورونکی غذا مثل بھس وغیرہ کے گرانی کی نیت سے ایسے شہر مین بند کر رکھنا
مکروہ ہی جہان بند کر رکھنے سے لوگونکو تکلیف ہو لیکن اپنی زمین کا غلہ بند کر رکھنا اور
شہر سے تجارت کے لئے لا کر بند کر رکھنا مکروہ نہین ہے ۔ حاکم اپنی طرف سے نرخ مقرر نکرے مگر
جس صورت مین کہ غلہ فروش نہایت گران کر دین (اُسوقت نرخ مقرر کرنا درست ہی)
شراب بنانیوالے ہاتھ انگور کا شیرہ بیچنا جائز ہی اور نواح شہر مین گھر کا کرایہ دینا کہ کرایہ دار اُسمین
آگ کو پوجے یا یہودی خواہ نصرانی اُسکو اپنی عبادت گاہ مقرر کرین یا اُسمین شراب
بیچا کرے درست ہی (اور نواح شہر کی قید اسلئے ہی کہ خاص شہر کے اندر یہ امور بادشاہ
کی طرف سے ممنوع ہونے چاہئین اسلئے کہ یہ باتین شہر کے باہر ہی ہونگی تو انکے لئے وہان مکان
کرایہ دینا جائز ہے) ذمی کی مزدوری کرنی شراب اُٹھانے کے لئے جائز ہی (ابو حنیفہ
کے نزدیک مگر مکروہ ہی) شہر مکہ کے مکانونکی عمارت اور زمین کا بیچنا اور قرآن مجید مین
دس آیتون پر نشان (ع یا ے کا) کرنا اور اوسکے حروف پر نقطے اور اعراب لگانے
اور سونے چاندی سے اُسکو مزین کرنا اور ذمی کا مسجد کے اندر آنا اور ذمی کی بیماری پرسی
کرنی اور چرپایونکو بدھیا کرنا اور گدھون کو گھوڑیون پر خچر کی نسل کے لئے ڈالنا اور ڈالوانا

غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اسکی ضیافت ماننی اور اس سے سواری کا جانور مانگ لینا یہہ سب باتیں جائز ہیں۔ اور اگر غلام ماذون کسیکو کپڑا پہننے کو دے یا ہدیہ میں روپیہ اشرفی بھیجے تو مکروہ ہے۔ قصے کہنے والے آدمی کو زمانہ حال میں آنے دینا اور یوں دعا مانگنی کہ الٰہی عرش پر اپنی عزت کے انعقاد کی جگہہ کے طفیل سے یہہ کام کر دے یا یوں دعا کرنا کہ الٰہی بحق فلاں یہہ کام کر دے مکروہ ہے۔ شطرنج کھیلنا اور گولیوں سے کھیلنا اور تمام کھیل مکروہ ہیں اور غلامی کا نشان مثل لوہے کے طوق وغیرہ کے غلام گلے میں ڈالنا مکروہ ہے مگر اوسکو قید کرنا درست ہے۔ دوا کے لئے حقنہ کرنا۔ اور قاضی کا روزینہ بیت المال میں سے مقرر کرنا۔ اور لونڈی اور ام ولد کو بدون محرم سفر کرانا۔ اور جو چیزیں بچہ کے لئے ضروری ہوں اونکو اوسکے چچا خواہ ماں کا مول لینا یا بچہ دلانا جائز ہے اسیطرح جو شخص کوئی بچہ پالتا یا اوسے وہ بھی بچہ کی ضروریات کی بیع و شرا کر سکتا ہے۔ بچہ کو کسی کا مزدور کرانا یا نوکر رکھانا صرف ماں کو جائز ہے (دوسرے کو اختیار نہیں)

کتاب احیاء الموات

اسمیں ویران زمین کے زراعت کرنے کا بیان ہے۔ موات اس زمین کو کہتے ہیں جسمیں کھیتی پانی کے نہونے یا پانی کی کثرت کے باعث نہو سکے اور وہ زمین بستی سے دور ہو کہ چلانے کی آواز وہان سے بستی میں نہ پہونچے اور کسیکی ملک نہو پس ایسی زمین کو اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے اٹھاوے (یعنے کھیتی کے قابل کر لے) تو وہ زمین اوسکی ہو جاتی ہے۔ اگر موات زمین کے گرد کوئی پتھر وغیرہ رکھ دے یا اور کوئی نشان خندق وغیرہ کا کر دے تو اس سے اسکا مالک نہوگا اور آبادی کے قریب کی زمین کا زراعت

احیاء کے معنی زندہ کرنا اور موات زمین مردہ یعنی ویران کو کہتے ہیں جس سے کچھ فائدہ نہو ۱۲

سکے قابل کرنا جائز نہین (یعنے زراعت کے قابل کرنے سے اُسکا مالک نہوگا) ویران زمین
مین اگر کوئی شخص کنوان کہودے تو کنوئین کے سب طرف سے ۴۰ گز اُسکا حق ہوگا اور چشمہ
(یعنے تالاب وغیرہ) کا گرد چار طرف ۵۰۰ گز (ہوگا) پس اگر کوئی شخص کنوئین کے گرد
۴۰ گز کے اندر اور چشمہ کے گرد ۵۰۰ کے گز کے اندر دوسرا کنوان (یا چشمہ) بنانا چاہے تو
اُسکو بنانے نہ دینگے۔ نہر کا گرد اسقدر ہوتا ہے جو اُسکے مناسب ہو۔ دریا برآورد
زمین اگر ایسی ہو کہ پہر دہان دریا نہ آویگا تو اُسکا حکم موات کا ہے اور اگر احتمال دریا کے
پہر آنیکا ہو تو موات نہین۔ اگر موات زمین مین کوئی نہر کہود ے تو اُسکا گرد وہ کچہہ نہوگا (یعنے
صرف کنارونکی مٹی جس جگہہ پڑی ہے وہی اُسکا حق ہے اور کچہہ نہین) **فصل پانی
کے گہاٹ کے مسائل مین** گہاٹ مین سے کہیتی اور جانورون کے
لئے حصہ اور باری ہونیکا نام شرب ہے۔ بڑی نہرین مثلاً دجلہ اور فرات اور گنگا جنکا کسیکی
ملک نہین اُن سے اپنی زمین کو پانی دینا اور وضو کرنا اور پینا اور ان نہرون پر چکی قائم کرنی
اور ان نہرون سے نہر کہود کر اپنی زمین مین لانی بشرطیکہ عام لوگونکا ضرر نہو ہر شخص کو اختیار
ہے۔ اور جو نہرین کسیکی ملک ہون اونسے اور کنوؤن اور حوضون سے ہر شخص کو پانی
پینے اور اپنے جانورون کو پانی پلانیکا اختیار ہے مگر زمین کو سینچنے کا اختیار نہین اور اگر
بیلون کی کثرت سے نہر کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اونکو پانی پلانے سے مالک روک
سکتا ہے۔ اور پانی جو مٹکے وغیرہ مین رکہا ہوا ہو اُسکو بدون اجازت مالک کے کام
مین لانا درست نہین۔ اور چہوٹی نہرون کا صاف کرنا جو کسیکی ملک نہون بیت المال مین
سے چاہئے اور اگر بیت المال مین خرچ صفائی کا نہو تو لوگون سے اوسکے لئے بزور لینا
چاہئے۔ اور جو نہر کسیکی ملک ہو اوسکی صفائی اوسکے ذمہ لازم ہے اگر مالک انکار کرے

فصل پانی کے گہاٹ کے مسائل مین

توڑ ڈوالے اُس سے صاف کرائی جاوے - اور مشترک نہر کے کوڑے وغیرہ نکالنی کا خرچ
شریکون کے ذمہ ہی نہر کے اوپر کیجانب سے لینے شروع ہو منبع کیطرف سے ہوگا اُس جس شریک
کی زمین سے نہر آگے بڑھ جاویگی وہ صفائی کے خرچ سے بری ہوجاویگا - اور جو آدمی اور
جانور ایسی نہرونمین سے پانی پیتے ہون اونپر اوسکا صاف کرنا لازم نہین - گہاٹ پر آ پڑنے
پانی لینے کا دعوی کرنا بدون زمین کی ملکیت کے بھی درست ہی - کچھہ لوگو نمین ایک
نہر مشترک ہی اور وہ آپس سے پانی لینے مین جھگڑا کرین تو نہر مذکور مین ہر ایک شریک
کا حصہ اتنا ہوگا جتنی اوسکی زمین ہے (اور وہ مشترک رہیگی) شریکو نمین سے کسی کو
اختیار نہوگا کہ نہر مشترک مین سے دوسری نہر اپنی زمین مین کہود لاوے یا اوسپر پنچکی
لگاوے یا رہٹ یا چرخ سے پانی لیوے یا اوسپر پل باندہے یا نہر کے دہانہ کو چوڑا کرے
پانی کی تقسیم دنونکے اعتبار سے کرے اور پہلے قلابون کے اعتبار سے ہوچکی ہو یا
اپنے حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی دوسری زمین مین لیجاوے جسکا پانی دینا اس نہر مین
سے نہوتا ہو (اور یہ امور اگر شرکا کی رضامندی سے کرے تو مضائقہ نہین) بدون
رضامندی (کسیکو اختیار انکا حاصل نہین) پانی دینے کا حق میراث مین وارثونکو پہنچ
سکتا ہی اور بعینہ اُس سے نفع لینے کی وصیت دوسرونکو کردینی (کہ میرے بعد تو کام مین
لائیو) درست ہی مگر اُس حق کا بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین - اگر ایک شخص نے اپنے کہیت
کو پانی سے بہرا اور اُس سے اُسکی ہمسایہ کی زمین کو ضرر ہوا یا ڈوب گئی تو اُسپر اُس زمین کا کچھہ
تاوان دینا نہ آویگا ؞

شرابونکا بیان

کتاب الاشربة

اسمین شرابون کا ذکر ہے - شراب شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو نشہ کرے جائز

طرح کی شرابین حرام ہین اول خمر یعنے انگور کا کچا پانی جب خوب جوش مارنے لگے اور اسپر جہاگ
آجاوین تو اسمین سے تہوڑا اور بہت حرام ہوجاتا ہی دوسری شراب طلا ہی کہ انگور کو نچوڑ کر اتنا
پکا دین کہ ایک تہائی سے زیادہ اوڑ جاوے اور باقی جلجاوے تیسری شراب کا نام سکر ہی کہ تر
چہوہارونکو پانی مین بہگو دیا اس کچے پانی کو سکر کہتے ہین چوتھی شراب نقیع زبیب ہی یعنی کشمش
کو پانی مین ترکرکے بدون پکائے رہنے دیا جاوے یہہ تینون پہلی قسمین اگر اونمین جوش آجاوین اور کڑی ہوجاوین
تو حرام ہین اور انکی حرمت خمر کی نسبت کم ہی یعنے ان تینون کو اگر کوئی حلال جانیگا تو کافر
نہوگا بخلاف خمر کے (کہ اسکا حلال جاننے والا کافر ہے) اور چار قسمین حلال ہین ایک یہہ کہ
خشک چہوہارے خواہ کشمش پانی مین ترکرکے اس پانی کو جوش خفیف دیا جاوے تو یہہ پانی اگرچہ
اوٹہہ کہڑا ہو مگر اسمین سے اسقدر پینا کہ نشہ نلاوے جائز ہی اور خوشی اور کہیل کے لئے پینا بہی
درست نہین دوسری قسم یہہ ہی کہ خشک چہوہارون اور کشمش کو جدا جدا ترکرکے دونونکا
پانی ملاکر جوش خفیف کے بعد رکہہ چہوڑین یہانتک کہ اٹہہ کہڑا ہو تیسری یہہ کہ شہد یا انجیر یا
گیہون یا جو یا چینا پانی مین ترکرکے رکہہ چہوڑین جوش دین یا ندین اور یہہ پانی اٹہہ کہڑا ہو چوتھی
یہہ کہ انگور کے عرق کو اتنا پکا دین کہ دو تہائی اوڑ جاوے بعد اوسکے رکہہ چہوڑین کہ اٹہہ آوے
(اور ان چارون قسمون مین امام شافعیؒ کا اختلاف ہی اونکے نزدیک سب نشہ آور چیزین حرام
ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک یہہ چارون اگر نشہ نکرین اور کہیل اور ترنگ کی راہ سے نہ پیجاوین
تو حرام نہین یعنی مرض مین انکا استعمال کرنا درست ہی اسوجہہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہی کہ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ یعنی خمر تو خود حرام ہی اور
باقی شرابونکا نشہ حرام ہی اور باقی شرابون کا نشہ حرام ہی اس حدیث کو دارقطنی نے مرفوع
روایت کیا ہی اور نسائی نے ابن عباسؓ پر موقوف روایت کیا ہی کہ دوکے تو نبیذ اور شراب

کے کوزے اور قرنت اور نقیر مین نبیذ بنانا (یعنے کہجورون وغیرہ کا پانی ان برتنون مین رکہنا) حلال ہے (شروع اسلام مین ان برتنون مین نبیذ بنانا حرام ہوگیا تہا اسلیے کہ یہہ برتن شراب کے ہوتے تہی بعد اُسکی حرمت منسوخ ہوئی کہ برتن کی جہت سے حرام نہین بلکہ حرمت کا سبب نشہ ہے۔ اگر شراب خود بخود سرکہ ہوگئی یا کچہہ ڈالکر اوسکو سرکہ بنا لیا تو اُسکا کہانا جائز ہے۔ شراب کی تلچہٹ کا پینا اور اوسمین تر کرکے کنگہی کرنی (جیسے بعض عورتون کی عادت ہے) مکروہ ہے اور جو شخص تلچہٹ پیوے اوسپر حد نہ ماری جاوے جبتک کہ مست نہووے

کتاب الصید

اسمین شکار کرنیکے مسئلے ہین۔ شکار کرنا سکہائے ہوئے کتے اور چیتے اور باز اور سب سکہائے ہوئے شکاری جانورون سے حلال ہے۔ شکار کرنے مین تین باتین ضروری ہین اوّل تو جانور شکاری کی تعلیم اور کتے کا تعلیم یافتہ ہونا یہہ ہے کہ شکار کو پکڑکے خود نہ کہانے لگے جب تین بار ایسا کرے تو وہ تعلیم یافتہ ہوگیا اور باز کی تعلیم یہہ ہے کہ بلانے سے پہر آوے دوسری بات یہہ ہے کہ جب شکار پر جانور چہوڑا جاوے اُسوقت بسم اللہ کہکر چہوڑے تیسری یہہ کہ شکاری جانور کے کسی جگہہ مین زخم کردے۔ اگر شکار پکڑکر باز خود کہانے لگے تو اُس شکار کو کہانا جائز ہے اور اگر کتا یا چیتا کہانے لگے تو اُسکا کہانا درست نہین۔ اگر شکار کہیلنے والا شکار کو زندہ پاوے تو اُسکو ذبح کرے اگر زندہ پانے کی صورت مین ذبح نکریگا تو وہ شکار حرام ہوجاویگا اور یہی حال ہے اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ گلا گہونٹ کر مار ڈالے یا شکاری کتے کے ساتہہ بدون تعلیم کیا ہوا کتا یا کسی کافر غیر کتابی کا کتا یا ایسا کتا جسکے چہوڑنے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ نکہی ہو شکار مارنے مین شریک ہوگیا ہو تو شکار حرام ہوجاویگا۔ اگر ایک مسلمان نے اپنا کتا شکار پر چہوڑا اور

اگر کسی مجوسی نے بلکارا اور کتے نے بلکار پر تیز ہو کر شکار مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر کتے
کو مجوسی نے چھوڑا اور مسلمان نے بلکارا اور کتے نے بلکار سے تیز ہو کر شکار مار لیا تو بھی شکار
حرام ہوگا۔ اور اگر کتے کو کسی نے نہیں چھوڑا تھا بلکہ وہ آپ ہی شکار پر چلا تھا پھر اوسکو
کسی مسلمان نے بلکار دیا اور اوسنے چستی کر کے شکار مارا تو بھی شکار حلال ہوگا۔ اگر مسلمان
بسم اللہ کہکر شکار کے تیر مارے اور تیر سے وہ شکار زخمی ہو جاوے تو اوسکا کھانا درست ہوگا
۔ اور اگر شکار کو زندہ پاوے تو ذبح کر لے اور باوجود زندہ ملنے کے اگر ذبح نہ کیگا تو حرام
ہو جاویگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کھا کر وہ غائب ہو گیا اور شکاری اوسکو ڈھونڈھتا
رہا پھر زخمی مرا ہوا ملا تو حلال ہے اور اگر تیر مارنیکے بعد شکاری نے اوسکی جستجو نکی اور بیٹھ
رہا اور پھر وہ شکار مردہ پایا تو حلال نہو گا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانی میں گر گیا
یا کسی چھت پر یا پہاڑ پر گرا پھر وہاں سے زمین پر گر کر مر گیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول
ہی زمین پر گر کر مر جاویگا تو حلال رہیگا۔ اگر تیر کو لکڑی کیطرح مارا اور شکار مر گیا یا غلہ
اور گھولی سے شکار مارا تھ وہ تو حرام ہوگا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اوس سے کوئی عضو اوسکا
جدا ہو گیا تو شکار کھایا جاویگا اور وہ عضو نہیں کھایا جاویگا اور اگر شکار کو دو ٹکڑے
اسطرح کیا کہ تہائی سر کیطرف اور دو تہائی دم کیطرف ہوں تو سارا شکار کھایا جاویگا
(مثلاً اگر ہرن کو تلوار سے مارا اور اوسکی ایسی دو ٹکڑے ہو گئی کہ تہائی سر کی جانب رہی تو
سب کا کھانا درست ہے اور اگر ٹکڑے ایسے ہوں کہ سر کیجانب آدھے سے زیادہ رہی اور چوتڑوں
کیطرف کم رہی تو اس صورت میں چوتڑوں کیطرف کا حصہ نہ کھایا جاویگا) اور مجوسی اور بت
پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے (اسلئے کہ انکا ذبیحہ درست نہیں) اگر کسی نے شکار
کے تیر مارا اگر وہ شکست نہوا پھر اوسکے غیر نے تیر مارا اور شکار مر گیا تو وہ شکار غیر کا

ف

ہوگا اور اوسکا کہانا حلال ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈھیلا پڑ گیا تہا اور پہر عمرو
کے تیر سے مر گیا تو شکار زید کا ہوگا اور اوسکا کہانا حرام ہوگا (اسلیے کہ جب شکار مضمحل
ہوگیا تہا تو چاہیے تہا کہ اوسکو ذبح کرتا چونکہ مار ڈالا اسلیے حرام ہوگیا) اور عمرو اوس شکار
کے دام زید کو دیوے مگر اوسکی قیمت میں سے اوسقدر دام مجرا کرلے جو زید کے تیر کے
زخم سے اوسمین نقصان ہوا ہو۔ شکار کرنا سب جانوروں کا درست ہے خواہ گوشت
انکا کہایا جاتا ہو یا نہو (اسلیے کہ جنکا گوشت سے نفع نہیں اونکی ہڈی اور چمڑی سے
نفع ہوسکتا ہے)

کتاب الرہن

اِسمین گرو کرنے اور رکہنے کا بیان ہے۔ کسی حق کے عوض میں مثل قرض وغیرہ کے ایسی چیز کے روک رکہنے
کو رہن کہتے ہیں جس سے روکنے والا اپنا حق وصول کر سکے (اس سے یہہ نکلا کہ حدود و قصاص کی عوض میں اگر گرو
کریگا تو درست نہوگا اسلیے کہ گرو کی چیز سے حدود و قصاص کا ملنا ممکن نہیں) گرو کرنے والیکو راہن
کہتے ہیں اور جو گرو رکہتا ہے اوسے مرتہن بولتے ہیں اور گرو کی چیز کو مرہون) یہہ رہن
ایجاب اور قبول اور رہن کی چیز پر مرتہن کے قابض ہونے سے لازم ہو جاتا ہے مگر مرہون
چیز تقسیم کی ہوئی اور راہن کے تصرف اور ملک سے خالی ہونا چاہیے اگر راہن نے مرہون
چیز کو اپنی ملک و تصرف سے خالی کر کے مرتہن کے سامنے کر دیا اسطرح کہ وہ اوسکو لے سکے
یا بائع نے مبیع کو مشتری کے سامنے اسیطرح رکہدیا تو یہہ صورت قبضہ کرنے میں داخل
ہے۔ راہن کو اختیار ہے کہ اگر مرتہن نے شیء مرہونہ پر قبضہ نکیا ہو تو اپنے عقد رہن سے
رجوع کرے (یعنے اپنی چیز ہٹا لے اور گرو نہ رکہے) اور مرہون چیز اگر مرتہن کے پاس جاتی
رہے تو اوسکی قیمت اور قرض میں سے جونسا کم ہوگا اوتنا تاوان مرتہن کو دینا

اد ہیگا (یعنے اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آویگی اور اگر اوس شی کی قیمت کم
ہو وہی تو وہنی ہی دینی آویگی) اس سے یہہ معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ مرہون چیز ہلاک ہو
اور اوسکی قیمت اور راہن کے ذمہ جو قرضہ مرتہن کا چاہیئے دونوکی تعداد برابر ہو
اسصورتمین مرتہن اپنا روپیہ بہر چکا (کہ جتنا اسکا راہن کے ذمہ تہا وتنا ہی راہن کی چیز
کا اوسکے ذمہ ہوگیا) اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض کی راہن سے زیادہ ہو تب بہی
اپنا حق پاچکا اور جسقدر قرض سے زیادہ کی چیز وہ تہی وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت
ہے (یعنے اسکا تاوان کچہہ نہ دینا ہوگا) اور اگر قرض راہن کے ذمہ زیادہ تہا اور مرہون
کی قیمت کم تو اسصورتمین مقدار قیمت مرہون کی تو مرتہن گو پاچکا مگر باقی قرضہ راہن سے
وصول کریگا مرتہن کو اختیار ہے کہ بعد رہن کے راہن سے اپنے قرضہ کا تقاضا کرے اور
قرضہ کی بابت اوسکو قید کرے (غرضکہ رہن کر دینے سے یہہ نہیں ہوتا کہ قرضخواہ مانگنا
اور مواخذہ چہوڑ دے) رہن کے چہڑانے مین مرتہن کو حکم ہوگا کہ مرہون چیز پیش
کرے پہر راہن کو حکم ہوگا کہ قرضہ اسکا اول ادا کر دے (پہر اپنی چیز لیلے) اور جبکہ
مرہون چیز مرتہن کے پاس ہو اسکو اختیار ہے کہ راہن کو اوسکی بیچنے سے روکدے جبتک
کہ اپنا قرض اوس سے نہ بہر لے اور جب قرضہ وصول کر چکے تو مرہون کو اوسکے حوالہ کر دے
مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا یعنی اگر غلام وغیرہ ہو تو اوس سے کام لینا اور
اگر کوئی زیور ہو تو اوسمین پہننا اور کپڑا ہو تو اوسکو پہننا یا مرہون چیز کو مزدوری پر
چلانا یا آگے دینا درست نہین ہے مرہون چیز کی حفاظت مرتہن اپنے آپ کرے یا اپنی
جیسی حوالہ اپنے کا ہو تو وہ خادم ہو اوسکے متعلق ہو (یعنے خوراک پوشاک وغیرہ اور اوسکے
مرہون کرنے کے اوسکے سوا کسی اور سے حفاظت کراویگا یا کسیکو بطور امانت سپرد کریگا

یا اور کسیطرحکی زیادتی مرہون چیز پر کریگا اور وہ تلف ہو جاویگی تو مرتہن کو اسکی قیمت دینی آویگی۔ جس گہر مین مرتہن چیز کی حفاظت کرے اسکا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہو اور مرہون چیز کے چرانیوالے کی اُجرت اور اوسکے کہانے پینے کا دام اور اگر زمین خراجی ہو اُسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا ❊

باب اُن چیزونکے بیانمین جنکا رہن کرنا اور جنکے عوض رہن کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ غیر معین چیز کا بدون تقسیم رہن کرنا (مثلاً یون کہنا کہ اس گہر کا نصف یا تہائی گرو کرتا ہون بدون تقسیم کیے) درست نہین اسیطرح پہلون کا گرو کرنا بدون درخت کے اور کہیتی کا رہن کرنا بدون زمین کے اور زمین بین کے درخت کو بدون زمین کے گرو کرنا اور آزاد اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کو رہن کرنا درست نہین۔ اور امانت کے عوض مین کوئی چیز اپنی گرو رکہنی یا اس خوف سے کہ مبیع کسی اور کی نہ نکل آوے کوئی چیز بائع کی کر لینی یا مشتری نے ابہی مبیع پر قبضہ نہین کیا لہذا اُس سے اوسکی عوض کوئی چیز گرو کرنی درست نہین ہے رہن رکہنا اُس قرض کے عوض مین درست ہے جو واجب الادا ہو گو اوسکے ادا کا وعدہ دوسرے وقت پر ہوا ور اگر رب المال مضارب سے رأس المال کی عوض کوئی چیز رہن رکہ لے تو درست ہے اگر بیع صرف مین قیمت کے عوض کوئی چیز گرو رکہ لے یا بیع سلم مین جس چیز مین سلم کی ہے اُسکی قیمت کے بدلہ مین کوئی چیز گرو کر لے تو جائز ہے پس اگر ان صورتون مین مرہون چیز ہلاک ہو جاوے تو مرتہن اپنا حق لے چکا (اب راہن سے کچھ نہ پاویگا) باپ کو اختیار ہے کہ اپنے ذمہ کے قرضہ مین اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکہ لے چاندی سونے کو رہن رکہنا اور کیلی چیزون کو (مثل گیہون اور جو وغیرہ کے) اور

زدان کی چیزوں کو (مثل تانبے اور لوہے کے) گرو رکہنا درست ہی - اگر ایک جنس کو
دوسرے کی عوض رہن رکہا اور مرہون چیز جاتی رہی تو اوسیقدر قرض مین محسوب
ہو جاویگی اگرچہ کہرے کہوٹے کا اسمین اعتبار نہو گا (یعنے مرہون چیز اور جسکی عوض رہن
ہوا ہے اگر دونو ایک جنس ہون تو کہرے کہوٹے ہونیکا فرق دونو مین نکرنا چاہئیے)
اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا اس شرط پر کہ مشتری ثمن کے بدلے مین ایک
معین چیز بائع کے پاس رہن کردے پہر مشتری نے اس چیز کے گرو رکہنے سے انکار کیا
تو اب مشتری پر زور نکیا جاویگا (کہ خواہی نخواہی گرو کردے) مگر بائع کو اختیار ہے
کہ اگر مشتری ثمن نقد ادا نکرے یا اس شی کی قیمت جسکو رہن کرنا مشروط کیا تہا رہن
کے اعتبار سے ندیوے تو بیع کو توڑ ڈالے - اگر کوئی مشتری بائع سے کہے کہ جبتک مین
دام دون تم اس کپڑے کو رکہہ لو تو وہ کپڑا رہن ہو جاویگا (گو زبان سے لفظ صریح
رہن کا نکہا ہو) اگر دو غلامونکو ایک ساتہہ ہزار کے عوض مین گرو کیا ہو تو یہہ نہین
ہو سکتا کہ راہن اونمین سے ایک حصہ کا روپیہ ادا کرکے اوسکو پہیر لے جیسے یہہ نہین
درست ہے کہ مشتری ثمن مین سے کسیقدر ادا کرکے حصہ مبیع کو لیلے - اگر کسی شے
معین کو دو شخصون کے پاس رہن رکہا تو درست ہی مگر تلف ہونے کیصورت مین تاوان
دونو پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضہ کے ہوگا پس اگر راہن نے دونمین سے ایک کا قرض
ادا کر دیا تو وہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی (جسکا قرض ادا نہین کیا ہے) زید اور
عمرو دونو بکر سے غلام کے مدعی ہین (یعنے ہر ایک اوس سے یہہ کہتا ہے) کہ اس غلام
کو تو نے میرے پاس گرو رکہا تہا اور مین نے اوسپر قبضہ کر لیا تہا (اب فرمایا تا)
اور دونون نے اپنے دعوی کے گواہ گذرانے تو دونون کے گواہ باطل ہو جاوینگے

(بکر پر اسکا دعوی ثابت نہوگا) اگر راہن دو مرتہنون کے قبضہ مین غلام چھوڑکر مرجاے
اور دونو مرتہن گواہ بموجب بیان سابق گذرا نین (یعنے ہر ایک یہی ثابت کرے کہ
میت نے میرے پاس گرو رکہا ہی) تو استحسانًا وہ غلام دونون کے پاس اون دونون کے
حق کے عوضمین آدہا آدہا رہن رہیگا ٭

باب — مرہون چیز کو قرضخواہ کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکہنے کے
بیانمین — اگر راہن اور مرتہن مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر کے پاس رکہدین تو
درست ہی اور دونون مین سے کسیکو اوسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز جاتی
رہیگی تو تاوان مرتہن پر ہوگا (یعنے اسکا قرضہ راہن کے ذمہ سے ساقط ہوجاویگا)
اگر راہن قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر مرتہن یا اس معتبر شخص کو یا کسی اور کو مرہون
چیز کے فروخت کرنیکا وکیل کردے تو درست ہی اور اگر رہن کرتے وقت یہ وکالت
ٹھہر گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے معزول کرنے سے اور اوسکے مرنے سے اور مرتہن
کے مرجانے سے معزول نہوگا (بلکہ اوسکی وکالت بدستور قائم رہیگی) وکیل کو مرہون چیز
کا بیچنا راہن کے وارثون کے پیچھے بھی درست ہی — اگر وکیل مرجاوے تو اوسکی وکالت
باطل ہوجاویگی — راہن اور مرتہن مین سے کسیکو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار بدون
دوسرے کی رضامندی کے حاصل نہین — اگر مدت وعدہ کی پوری ہوجاوے اور
راہن حاضر نہو تو اوسکے وکیل پر شی مذکور کے فروخت کرنیکے لئے جبر کیا جاویگا جیسے
جوابدہی کے وکیل کا حال ہی کہ اگر موکل جوابدہی نکرے اور غائب ہوجاوے تو وکیل سے
جوابدہی بزور کرائی جاویگی — اگر معتبر شخص نے اوس شی کو بیچکر مرتہن کو اوسکا
دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور معتبر شخص سے اوسکا تاوان لیا گیا تو وہ

مرہون چیز کی قیمت یا راہن سے بھر لے یا مرتہن سے وہ دام وصول کرے جو اوسنے مستحق کو دلوائے گئے ہون - اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن کے یہان مرجاوے اور وہ کسی اور کے کا نکلے اور مالک راہن سے اسکی قیمت بھر لے تو اب مرہون مرتہن کے دین کے عوض مریگا (یعنے مرتہن کو اب راہن سے کچھہ نملیگا) اور اگر مالک مرتہن سے مرہون کا دام وصول کرے تو مرتہن یہہ دام جو مالک کو دئے اور اپنا قرضہ راہن سے لیوے (اسلئے کہ قبضہ بھی اوسین ہوا ہے +)

باب مرہون کے اندر تصرف کرنے اور اسمین نقصان ڈالنے اور مرہون کے دوسرونکا نقصان کر دینے کے بیان مین - اگر راہن نے مرہون کو بیچڈالا تو یہہ بیع مرتہن کی اجازت پر ملتوی رہیگی خواہ مرتہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی (یعنے اگر مرتہن اس بیع کی اجازت دیدے یا راہن مرتہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہوجاویگی) اگر راہن نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاویگا لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہین ہے تو راہن سے مرتہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاویگا اور اگر قرضہ کی میعاد ہے تو راہن سے غلام مذکور کی قیمت لیکر مرتہن کے پاس غلام کے عوض رکھہ دیجاویگی اور اگر راہن مفلس ہوگا کہ غلام کی قیمت نہین دے سکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرتہن کا قرض دونوںین سے جونسا کم ہو مرتہن کو کما دے اور جو کچھہ مرتہن کو دیوے اپنے مالک یعنی راہن سے لیوے (جسکی عوض مرتہن کو دیا تھا) اور اگر راہن مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اوسکا حکم مثل آزاد کر دینے کے ہے - اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرتہن اوسکی قیمت اجنبی سے وصول کرے اور یہہ قیمت مرتہن کے پاس رہن رہیگی - اگر مرتہن مرہون چیز راہن کو مانگے دے تو اوسکی تاوان سے بری ہو جاویگا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاویگی تو

صفت مین راہن کیطرح ہوگیا دیکھی ہی ان الراہن ہو مرتہن کو دیدے تو مرتہن پر تاوان نہیں آویگا
۔ اگر راہن یا مرتہن نے ایکدوسرے کی اجازت سے مرہونہ چیز کسیکو مانگی دیدی تو اسکا تاوان
مرتہن کے ذمہ نہیں اور دونو میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مانگنے والے سے اسکو واپس
لیکر بدستور گرو رکھے اگر راہن نے مالک سے کپڑا مانگا تو درست ہے لیکن اگر مالک مقدار
اور جنس اور شہر کو معین کر دے (مثلاً کہدے کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من
گیہون کے عوض یا فلان شہر مین رہن رکھنا) اور راہن مالک کے کہنے کے بموجب
نکرے تو مالک کو اختیار ہے چاہے اپنے کپڑے کے دام راہن سے لیوے خواہ مرتہن سے
اور اگر راہن مالک کے کہنے کے بموجب کرے اور وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہے
تو مرتہن کا اپنا دین بھر پاویگا اور راہن پر واجب ہوگا کہ جسقدر دین مرتہن کا اسکے
ذمہ سے ساقط ہوا ہے اوسیقدر حوالہ مالک کے کرے اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتہن سے طلب
کرے اور راہن مرتہن کا قرض ادا کر چکا ہو تو مرتہن اوسکے دینے مین تامل نکرے ۔ راہن
اور مرتہن اگر مرہون چیز کا نقصان کردین تو اسکا تاوان دینا ہوگا (یعنے اگر راہن اوسکو
تلف کر دیگا تو اسکی جگہہ اور چیز رہن کرنی پڑیگی یا مرتہن کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اگر مرتہن
اسکو تلف کریگا تو اسکا دین ساقط ہو جاویگا) مرہون چیز اگر راہن خواہ مرتہن کا کچہہ
نقصان کر دے یا اوسکے مال کو بگاڑ دے تو کچہہ تاوان نہوگا ۔ اگر ہزار روپیہ کا غلام
ہزار روپیہ کے عوض رہن رکہا اور دیون کے ادا کا مدت پر وعدہ ٹھہرا اس اثنا مین
غلام کی قیمت کم ہو کر سو روپیہ رہگئی اب اس غلام کو کسی نے مار ڈالا اور قاتل کو سو
روپیہ تاوان دینے آئے اور مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہو گئی تو مرتہن سو روپیہ
قاتل سے اپنے حق مین وصول کرلے اور راہن سے کچہہ نہ لیویگا اور اگر مرتہن راہن کی

اجازت سے اُسکو سو روپیہ کو بیچے ہے تو سو روپیہ مشتری سے لیوے اور نو سو راہن سے طلب کرے اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا غلام مار ڈالے جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل مقتول کی عوض میں مرتہن کو ملجاوے تو راہن اُس غلام کو تمام قرضہ کی عوض میں چھوڑا دے (یعنی جتنا قرض اُسکے ذمہ ہے سب مرتہن کو دیکر فک رہن کرے) اگر راہن مرجاوے تو اُسکا وصی مرہون کو بیچکر مرتہن کا قرضہ ادا کرے اور اگر اُسکا وصی کوئی نہو تو قاضی ایک وصی مقرر کر دے اور اُسکو مرہون کے بیچنے کا حکم کرے

فصل

دس روپیہ کا شیرۂ انگور دس روپیہ کے عوض میں رہن رکھا پھر وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہوگیا اور اس سرکہ کے دام بھی دس روپیہ ہیں تو یہہ سرکہ شیرہ کی عوض رہن رہیگا - اور اگر دس روپیہ کی بکری دس روپیہ کے عوض میں رکھی اور وہ مرگئی اور اُسکی کھال کو پکالیا اور کھال ایک روپیہ کی ہوئی تو یہہ کھال مرتہن کے پاس ایک روپیہ کی عوض رہن رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہینگے مرہون میں جو کچھہ بڑہے مثلاً لونڈی مرہونہ بچہ جنے اور درخت مرہون پر پھل لگے یا دودہ کا جانور دودہ دے یا اُسکی اون اوترے یہہ سب راہن کا ہوگا اور اصل کے ساتھہ گرو رہیگا اور اگر یہہ زیادہ ہوئی چیز جاتی رہیگی تو مفت جاویگی (یعنے اوسکے مقابل میں کچھہ قرض مرتہن کا ساقط نہوگا) اور اگر اصل جاتی رہے اور زیادتی بچرہے تو راہن اوسکے موافق دام حصہ رسد دیکر چھوڑالے اسطرح کہ اصل رہن کے وہ دام لگاوے جو مرتہن کے قبضہ کرنیکے دن تھے اور زیادتی کے وہ دام جو فک رہن کے روز ہوں اور ان دونو کے مجموعہ پر مرتہن کے قرضہ کو پھانٹے اب جسقدر اصل رہن کے مقابل پڑے وہ تو اوسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جسقدر زیادتی کے مقابل پڑے اوسقدر مرتہن کو دیکر اوسکو چھوڑالے - مرہون چیز کا زیادہ کرنا درست ہے

فصل

رہن کی چیز زیادہ کرنا درست ہے

عوض کے قرض کا ہر نا درست نہین (یعنے اگر ایک کپڑے کو دنش روپیہ کے عوض
رہن کیا ہی تو یہ سکتا ہی کہ اوسکے ساتھہ دوسرا کپڑا اور شامل کر دے یہ نہین ہوسکتا
کہ اسی کپڑے کو رہن بیشی دہ او دنش کی جگہہ بیس روپیہ کرے) اگر ایک غلام ہزار
روپیہ کے عوض رہن رکھا پہر دوسرا غلام اوسکی جگہہ پر مرتہن کے حوالہ کیا اور ان
دونو غلامونمین سے ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہی تو اِسصورتمین اول ہی غلام رہن
ہوگا دوسرا نہوگا لیکن اگر مرتہن اول کو راہن کے سپرد کر دے تو اب البتہ دوسرا
رہن ہوگا اور جبتک دونو مرتہن کے پاس ہین تو مرتہن دوسری غلام کے باب مین
امانت دار ہوگا (یعنے اگر وہ مر جاویگا تو اوسکا قرضہ ساقط نہوگا نہ تاوان دینا
ہوگا) ہان اگر دوسریکو اول کی جگہہ رہن کریگا تو تاوان دینا آویگا (اسلئے کہ اب
دوسرا غلام رہن ہوگیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا ہی)

کتاب الجنایات

اِسمین خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنے کا بیان ہی (قتل یعنی جان سے
مارڈالنے کی چار صورتین ہین اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول) قتل عمد (ہے)
یعنی جان بوجھکر کسیکو ہتھیار سے یا ایسی چیز سے مارے جو بدن کے اجزا جدا کر دے
مثلاً دہار دار لکڑی یا دہار دار پتھر یا بانس کی کھپاچ تیز سے قصداً مارے یا آگ سے
جلاوے اِس قتل کا حکم یہ ہی کہ قاتل گناہگار ہوتا ہی اور قصاص یعنی لازم آتا ہی
(یعنے قاتل بھی مقتول کے عوض مارا جاویگا) اور اِس قتل کا کفارہ نہین (یعنے
سوائی قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہین) لیکن اگر مقتول کے وارث معاف
کردین تو قاتل پرسے قصاص جاتا رہتا ہی (دوسرا) قتل شبہہ عمد (یعنے قصداً

مارنے کی مثل ہی) وہ اسطرح ہی کہ قاتل اُن چیزون کے سوا جزا ور پر ندکو ر ہو ئین (یعنے ہتہیار یا ایسی چیز جس سی بدن کے اجزا جدا ہو سکین) کسی اور چیز سے قصداً مار ی اِس قتل کا حکم یہ ہی کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہی اور کفارہ لازم آتا ہی اور اوسکو قبیلہ پر دیت مغلظہ لازم ہوتی ہے اور قاتل پر قصاص صورتین نہین تیسری قسم قتل خطا (یعنے چوک اور دہوکے سے مارنا قصداً نمارنا) اسکی یہہ صورت ہی کہ کسیکو اِس خیال سی تیر مارے یا کہ شکار ہی یا کافر جانکر مارا اور وہ مسلمان نکلا یا تیر نشانہ پر مارتا تہا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا اور کوئی اسیطرح کی صورت ہو مثلاً کوئی سوتا ہوا دوسرے پر گر پڑے اور وہ دوسرا شخص دبکر مرجاے اور اِس قتل کا حکم یہہ ہے کہ قاتل پر کفارہ اور اوسکے کنبے پر دیت لازم ہوتی ہی چوتھی قسم قتل بسبب (یعنے قاتل نے ایسا سبب کیا جس سی مقتول مرگیا) مثلاً قاتل نے دوسری کی ملک مین کنوا کہود ا اور اسمین کوئی گر کر مرگیا یا دوسری کی زمین مین پتہر رکہدیا اور اِس سی کوئی ٹہوکر کہاکر مرگیا اور اِس قتل کا حکم قاتل کے کنبے پر دیت ہی کفارہ قاتل پر نہین ان چارون صورتون مین صورتین اول کی قاتل کو مقتول کی میراث سی محروم کر دیتی ہین مگر پچہلی صورت سی یعنی سبب سی اگر قتل ہو گا تو قاتل میراث سی محروم نہوگا شبہہ عمد جان کے مار ڈالنی کے سوا اور اعضا کے نقصان مین حکم عمد کا رکہتا ہی (مثلاً اگر کوئی شخص مار دار پتہر یا لکڑی سی کسیکا ہاتہہ کاٹ ڈالے تو ایسا ہوگا کہ گویا چہری اور خنجر سے کاٹا اور قصاص اُس سی لازم ہوگا یعنی اُسکا ہاتہہ بہی کاٹا جاویگا ٭)

باب اُن صورتون کے بیانمین جنمین قصاص واجب ہوتا ہی یا نہین ہوتا

خون کا قصاص (یعنے عوض مین مار ڈالنا) ایسی شخص کے قصداً خون کرنے سی ہوتا ہی جسکے مار ڈالنی کی اجازت شریعت مین کبہی نہین اور وہ ہمیشہ کو قتل سی محفوظ ہی (یعنے

جسکا خون کرے وہ کافر حربی اور مستامن اور محصن زناکار اور مرتد نہو) آزاد شخص آزاد
اور غلام کے عوضمین مارا جاویگا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اوسکے عوضمین مارا
جاویگا مگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مار ڈالین تو اوسکے عوضمین نمارے جاوینگے
مرد اگر عورت کا خون کرے یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا تندرست
آدمی اندھے کو خواہ اپاہج کو یا جسکے ہاتھ پانو نہون اُسکو یا دیوانہ کو قتل کرے تو قصاص
لیا جاویگا بیٹا اگر باپ کو جان سے مار دے تو اُس سے قصاص لیا جاویگا (اور امام شافعیؒ
کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہین قتل کرتے
اور امام اعظمؒ کی دلیل قول اللہ تعالی کا ہے کہ النفس بالنفس یعنی جان کے عوض
جان اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی
کے عوضمین قتل فرمایا اور امام محمدؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے مسلمان کو
ذمی کے عوض قتل کیا اور بیہقی اور عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے
مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا) باپ اگر اپنے لڑکے کو مار ڈالے یا مان اپنے
بچہ کو مار ڈالے تو اُنکو لڑکے کے عوض نمارا جاویگا۔ اور دادا نانا اور دادی
نانی مثل باپ مان کے ہین (یعنے اگر اپنے پوتے یا نواسے کو مار ڈالین تو اُن سے قصاص
نلیا جاویگا) مالک اگر اپنے غلام یا مدبر یا مکاتب کو مار ڈالے یا اپنے بیٹے کے غلام کو
قتل کرے یا ایسے غلام کو قتل کرے جسمین تھوڑا قاتل کا ہے تو اُس سے قصاص نلیا
جاویگا اور جو شخص اپنے باپ پر قصاص کا وارث ہوجاوے تو قصاص جاتا رہتا ہے
(مثلاً ایک شخص نے اپنی بیبی کو مار ڈالا اور اُسکا لڑکا قصاص کا وارث ہے تو وہ باپ
سے قصاص نلیوے) قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہے (یعنے قاتل کو تلوار سے مارنا چاہئے

کو قاتل نے مقتول کو تیر یا خنجر سے مارا ہو) اگر مکاتب کو کوئی شخص قصداً مار ڈالے اور مکاتب
مذکور اتنا مال چھوڑے کہ بدل کتابت اُس سے ادا ہو سکے اور اسکے آقا کے سوا کوئی
اُسکا دوسرا وارث نہو یا اُسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو نچھوڑے
تو ان دونو صورتوں میں اوسکے قاتل سے قصاص لینگے (اسلیے کہ ان صورتوں میں قصاص کا
مدعی اسکا مالک ہوگا اوسیکے دعوے سے قصاص لینگے) اور اگر مکاتب مذکور مال بھی اتنا
چھوڑ مرے کہ بدل کتابت کے لئے کافی ہو اور مالک کے سوا دوسرا وارث بھی اُسکا ہو تو اسصورت میں قصاص اوسکے قاتل سے نہ لیا جاویگا (کیونکہ اسصورت میں مدعی میں شبہہ پڑ گیا ہے
اسلئے کہ اگر مال کے موجود ہونیکے باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہیں تو اُسکا مدعی وارث
ٹھہرتا ہے اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہیں پونہچا اس لحاظ سے اگر اوسکو غلام کہیں تو
مدعی قصاص کا اوسکا مالک ہوتا ہے پس مدعی میں شبہہ ہونیکی جہت سے قصاص ساقط ہو گیا
قاتل سے قیمت غلام مقتول کی لیکر اوسکے وارث کو دلائی جاویگی) اگر غلام مرہون کو کوئی
قتل کر ڈالے تو اُسکے قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا جبتک کہ راہن اور مرتہن دونوں
ملکر قصاص نکریں۔ اگر بیعقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو اوسکے باپ کو اختیار ہے کہ
قاتل سے اُسکا قصاص لے یا مال لیکر صلح کر لے لیکن اگر بے عقل کا ولی اُسکو مار ڈالے
تو اُسکو اوسکے خون کا معاف کرنا درست نہیں (مثلاً بیعقل کا لڑکا اگر اپنے باپ کو مار ڈالے
تو بیعقل کا باپ اپنے پوتے سے یا قصاص اپنے بیٹے کا لے یا مال لے یا معاف کرے)
اور اس مسئلہ میں قاضی باپ جیسا ہے (یعنے اگر بے عقل کا باپ نہو تو قاضی اوسکا
قصاص لے یا مال پر صلح کرے اور اگر بیعقل کا وصی ہو اور باپ نہو تو وصی کو بھی اختیار
ہے کہ مال پر صلح کرلے (قصاص کا اختیار نہیں) اور حضرت سمجھے اس حکم میں مانند بیعقل کی ہے

(اسکی صورت یہہ ہی کہ لڑکے کی ماں اپنی بچہ کو مار ڈالے تو بچہ کا باپ یا اُس سے
قصاص لے یا مال لے یا معاف کرے) اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونون
طرح کے ہین تو بالغونکو اختیار ہی کہ قاتل سے اپنی مورث کا قصاص لے لین انتظار نابالغون
کے بالغ ہونیکا نکرین۔ اگر کوئی شخص کسیکو کدال وغیرہ سی مار ڈالے تو اگر تیز طرف
سی ماریگا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر موٹھہ کیطرف سی ماریگا تو قصاص نہ لیا
جاویگا (اسلئی کہ موٹھہ کیطرف سی مارنا ایسا ہی جیسا پتھر اور لاٹھی سی مارنا ہی پس اس صورت
مین دیت واجب ہوتی ہی) اور یہی حال ہی اگر کسی کا گلا دبا کر یا پھانسی دیکر مار دی یا پانی مین
ڈبو دی (کہ اسصورتمین بھی قاتل کے کنبی پر دیت ہوتی ہی قصاص نہین ہوتا) اگر کسی شخص نے
دوسری کو قصداً زخمی کیا جس سی مجروح بہت دنون چارپائی سی نہ اٹھا اور آخر کو مر گیا
تو اس شخص سی اسکا قصاص لیا جاویگا (گو اُس زخم سی اسیوقت نہین مرا) اگر ایک شخص
نے اپنے زخم لگایا اور زید نے بھی مجروح پر ایک زخم لگایا اور شیر نے بھی اسکو زخمی کیا
اور ایک سانپ نے بھی اسکو کاٹا اور ان چار دن کے بعد وہ مر گیا تو زید پر اسکی تہائی دیت
لازم ہوگی (اسلئی کہ اسکی موت تین طرح کے فعلون سی ہوئی ایک اسطرحکا فعل ہی کہ اسکی
پر دنیا و آخرت دونومین کچھ نہین وہ تو شیر اور سانپ کا زخم ہی اور ایک فعل ایسا
ہے کہ اسکا مواخذہ صرف آخرت مین ہی دنیا مین نہین وہ اپنے آپکا زخم کرنا ہی اور
ایک ایسا ہی کہ اُسکی بازپرس دنیا و آخرت دونومین ہی وہ زید کا زخمی کرنا ہی پس
اُسکی دیت تین جگہہ بٹ گئی اور زید کو تہائی دینی آئی) جو شخص مسلمانون پر تلوار کھینچے
(یعنی اُنکے خون کا ارادہ کرتا ہی) تو اُسکا مار ڈالنا واجب ہی اور ایسی شخص کے مار ڈالنی
سے کچھہ واجب نہین ہوتا (نہ قصاص نہ دیت) اگر زید نے رات کو یا دن کو شہر مین یا غیر

مین عمرو پر ہتھیار کھینچا یا رات کو شہر مین یا دن کو غیر شہر مین اوسپر لاٹھی اوٹھائی اور عمرو
نے اُسکو مار ڈالا تو عمرو پر کچھ دیت یا قصاص لازم نہوگا اور اگر زید نے عمرو پر دن کو
شہر مین لاٹھی اوٹھائی تھی اور عمرو نے زید کو مار ڈالا تو عمرو سے بھی قصاص لیا جاویگا ۔ اگر
دیوانہ آدمی زید پر مثلاً ہتھیار کھینچے اور زید اسکو قصداً مار ڈالے تو زید پر اُس دیوانہ
کی دیت ادا کرنی واجب ہوگی اسیطرح اگر لڑکا کسی پر تلوار کھینچے اور وہ لڑکے کو مار ڈالے
تو اوسپر دیت واجب ہوگی ۔ اور اگر کوئی جانور کسی پر حملہ کرے اور وہ شخص جانور کو
مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے تئین ادا کرنی ہوگی اگر زید عمرو پر ایک تلوار کا ہاتھ
لگا کر چلا گیا اور بکر نے اگر اُسکو مار ڈالا تو بکر کو اوسکے عوض مین قتل کرینگے (لیکن یہ
حکم اوسصورت مین ہی کہ عمرو زید کے زخم سے زندہ رہی اور اچھا ہو جاوے) اگر کسیکے گھر مین
چور گھس آوے اور مال چرا کر باہر نکلے اور مالک اوسکے پیچھے پڑے اور چور کو مار ڈالے
تو مالک کے ذمہ کچھ لازم نہوگا

باب جان مار ڈالنے سے کم کے نقصانون کا قصاص (یعنے عوض) لینے کے
بیان مین ۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ پہونچے سے کاٹ ڈالا ہو تو زید کا ہاتھ بھی گٹے سے
اوڑا دیا جاویگا گو زید کا ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے بڑا ہو (اور پانو کا حال بھی یہی ہے کہ
اگر جوڑ پر سے کاٹا ہوگا تو اسکا پانو بھی جوڑ پر سے کاٹا جاویگا) اور اگر زید نے
عمرو کا تمام ناک کا حصہ یا کان کاٹ لیا یا آنکھ ایسی پھوڑ دی کہ اوسکا نور جاتا رہا اور آنکھ اپنی
جگہ قائم رہی تو زید سے قصاص لیا جاویگا اور اگر آنکھ بالکل نکال لے تو اوسمین قصاص
نہوگا بلکہ دیت ہوگی اور اگر دانت توڑ دیا ہو تو اوسکے دانت بھی توڑ دیے جاوینگے گو دانتون کے
بڑے چھوٹے ہونیکا فرق ہو ۔ جو زخم اسطرحکا ہو کہ اوسکا زخم دیکر زخمی کرنیوالے پر کر سکتی ہوی

تو اسکا عوض لیا جاویگا (اور جو زخم اسطرحکے نہون یعنی یکسان نہوسکتی ہون انمین قصاص نہوگا مثلاً) اگر زید عمرو کی ہڈی توڑ دی تو زید سے قصاص نہ لینگے (اسلئے کہ یہہ نہین ہوسکتا کہ جسطرح عمرو کی ہڈی ٹوٹی ہی اسیطرح زید کی بھی ٹوٹی اسیطرح اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھہ یا پانون کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھہ یا پانون کاٹے تو قصاص نہ لیا جاویگا (اسلئے کہ عورت مرد کے ہاتھہ پانو مین مماثلت نہین) اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتھہ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسری کا ہاتھہ کاٹے تو انمین مماثلت کے نہونے سے بھی قصاص نہین ہان مسلمان اور کافر کے ہاتھہ پانون یکسان ہین (اگر ایک دوسرےکے ہاتھہ پانو کاٹین گے تو عوض لیا جاویگا) اگر کوئی کسیکا ہاتھہ آدہی پونہچے سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہوگا (اسلئے کہ ہڈی ٹوٹنے مین برابری ممکن نہین) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہوگیا ہو تو اوسمین قصاص نہین اور زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص نہین (اسلئے کہ یہہ دونو چیزین سکڑتی پھیلتی ہین انمین مساوات ممکن نہین) لیکن اگر ساری کاٹی ہوگی تو البتہ قاتل سے قصاص لیا جاویگا۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھہ سوکہا ہوا ہے یا انگلیان چھوٹی ہین اور عمرو کا ہاتھہ اچھا اور انگلیان پوری تہین تو عمرو کو اختیار ہے چاہے زید سے قصاص لے یا قیمت اپنے ہاتھہ کی لیلے اور یہی حال ہے اگر زید نے عمرو کے سر مین زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو (اور عمرو کا ذرا سا ہو)

فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلح کرلین تو مال دینا قاتل پر اوسیوقت واجب ہوجائیگا اور قصاص ساقط ہوجاویگا۔ اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام ملکر زید کو مار ڈالین اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو سے کہین کہ زید کے وارثون

سوا اس خون کی صلح ہزار روپیہ کے عوض کر لو اور عمرو ایک غلام لیکے پر راضی کردے تو آزاد
شخص اپنے مالک غلام کو آدہا آدہا دینے پڑینگے (یعنے ہر واحد کے ذمہ پانسو ادا کرنے
ہونگے)۔ اگر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنے حصہ کے عوض مال لینے پر صلح کرلے
یا قاتل کو اپنا حق معاف کردے تو اسقدر مین بھی قصاص جاتا رہیگا اور باقی وارثون کو
خونبہا کا حصہ ہی ملیگا اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کرین تو سب قتل کئے جاوینگے اور
اگر ایک شخص کئی کو قتل کرے تو صرف اُس قاتل کا قتل کرنا کافی ہے پس اگر مقتولون
کے وارثون مین سے ایک مقتول کے وارث آوین اور قاتل سے قصاص کی درخواست
کرین تو اُسکے عوض مین قاتل کو قتل کیا جاویگا اور باقی مقتولون کے وارثون کا
حق ساقط ہوگا جیسے کہ قاتل کے مرنے سے حق قصاص کا جاتا رہتا ہے (اور قاتل
کے وارثون سے اُسکا مواخذہ نہین رہتا)۔ اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتھ کاٹا
ہو تو دونو کا ہاتھ کسی کا بلکہ ہاتھ کی دیت دونو سے لیجاویگی۔ اگر ایک شخص دو آدمیون
کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اُن دونو کو اختیار ہے کہ اُسکا ہاتھ کاٹین اور آدہی دیت ہاتھ
کی اُس سے وصول کرین اور اگر اُن دونو مین سے ایک حاضر ہوکر جواب ان مجرم کے ہاتھ
کٹنے کا ہو اور اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے تو دوسرا وارث خواہ نصف دیت ہاتھ کی پاویگا [illegible]
اگر کوئی غلام اقرار کرے کہ مین نے دانستہ خون کیا ہے تو اُس سے قصاص لیا جاوے
۔ اگر ایک شخص نے قصداً تیر دوسرے کے مارا اور وہ تیر دوسرے کو پار ہوکر تیسرے کے
لگا اور دونو مرگئے تو تیر مارنیوالے کو دوسرے کے عوض مین قتل کیا جاویگا اور تیسرے
شخص کے عوض مین اسکے وارثان کو دیت لازم ہوگی
فصل۔ اگر زید عمرو کا ہاتھ کاٹے اور پھر اسکو مار ڈالے تو زید سے دونو قصاص

کا مواخذہ ہوگا اگر چہ دونو جراحتین ایسی وابستہ کی ہون یا خطا ہی خواہ ایک وابستہ
کی ہو اور دوسری چوک مین ہوگئی ہو اور دونو کامون کے بیچ مین عمرو اچھا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو
(غرضکہ ان سب صورتون مین دونو جرمون کا مواخذہ اُس سی ہوگا) لیکن اگر چوک مین
ہاتھہ کاٹا ہو اور ابھی عمرو اُس سی اچھا نہوا تہا کہ چوک ہی سی اوسکو قتل کیا تو اس
صورتمین البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اسیطرح یہہ صورت ہی کہ زید نے
عمرو کے سَو کوڑے لگائی نوّے سی تو وہ اچھا ہوگیا مگر دس سی مرگیا تو اِسصورتمین
بھی ایک ہی دیت لازم آویگی - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹ ڈالا اور عمرو نے یہہ
ہاتھہ کاٹنا زید کو معاف کردیا اور پہر اوسی تکلیف مین مرگیا تو زید کو اُسکی دیت دینی
ہوگی اور اگر یون معاف کیا کہ یہہ ہاتھہ کاٹنا اور جو کچھہ اِس سی آگے ہو مین نے معاف
کیا یا یہہ کہا کہ یہہ تقصیر زید کی معاف کی اور مرگیا تو اِسصورتمین دیت زید پر نآویگی
اور اگر زید نے خطا ہی ہاتھہ کاٹا تھا اور عمرو نے معاف کردیا تو عمرو کی تہائی مال
مین سی دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ہاتھہ کاٹا تہا تو کل مال سی دیت معاف متصور
ہوگی - اگر ایکعورت نے زید کا ہاتھہ قصداً کاٹ ڈالا پہر زید نے اُس سی نکاح کیا اور مہر
اپنے ہاتھہ کا تاوان مقرر کیا اور اوسی تکلیف مین مرگیا تو عورتکو اُسکا مہر مثل ملیگا اور
دیت عورت کے مال مین سی دیجائیگی اور اگر خطا سی کاٹا ہوگا تو دیت ہاتھہ کی اُس
عورت کی قوم پر پڑیگی اور اگر زید نے اُس سی نکاح کیا اِسطرح کہ اِس ہاتھہ کا کٹنا اور جو کچھہ
اُس سی آیندہ کو پیش آوے یا اُس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا اور ہاتھہ کے درد سے
مرگیا تو عورتکو دونو صورتونمین مہر مثل ملیگا اور عورت پر کچھہ دینا لازم نہ آویگا اگر اوسنی
ہاتھہ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر براہ خطا کاٹا ہوگا تو عورت کی قوم پر سی مہر مثل ساقط ہوجائیگا

اور جو کچھ زید نے اپنی دیت سے چھوڑا ہوگا اسکا تہائی حصہ عورت کی قوم کو پہنچیگا دیت کے سبب سے (اسلئے کہ زید مرگیا تو معلوم ہوا کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت واجب تھی ہاتھ کی نتھی اور دیت مہر ہوسکتی ہے مگر چونکہ زید نکاح کیوقت بیمار تھا اور بیمار اگر کسی عورت سے کسی مال کی عوض مین نکاح کیا کرتا ہے تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہے اور جو کچھ مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہے اسکو وصیت مین شمار کیا کرتے ہین اور اسصورت مین عورت کو لیاقت وصیت کی نہین اسلئے کہ میت کی قاتل ہے اور قاتل کے حق مین وصیت نہین ہوسکتی تو ضرور ہوا کہ بقیہ وصیت زید کی اسعورت کے کنبہ کے لئے ہو دونی جب زید کی دیت عورت کے کنبے کے لئے وصیت ٹھہری تو عورت کا حق اس دیت مین صرف مہر مثل ہے اسلئے مہر مثل اوسکی قوم پر سے ساقط ہوا اور دیت کا تہائی حصہ اوسکے کنبے کو ملیگا لیکن بقیہ تہائی اسصورت مین ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھ دیت مین سے بچے وہ ترکہ میت کی تہائی ہوسکے تاکہ وصیت اسمین جاری ہوسکے) اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹا اور اوسکے عوض مین زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور پھر عمرو ہاتھ کے زخم سے مرگیا تو زید کو بھی قتل کیا جاویگا (یعنے ہاتھ کٹنے کے باعث جان کا قصاص اوسکو دینا پڑیگا) اگر مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اوسکو معاف کردے تو وارث مذکور کو قاتل کے ہاتھ کی دیت دینی ہوگی (اسلئے کہ اوسکا حق قصاص لینے کا تھا ہاتھ کاٹنے کا نتھا جب قصاص کو معاف کردیا تو ہاتھ کاٹنا اسکی طرف سے زیادتی ہوئی اسلئے ہاتھ کی دیت لازم آویگی)

باب خون کے باب مین گواہی دینے کا بیان جو شخص ایسی صورت مین کہ اسکا بھائی غائب ہوا اور مدعی ٹھہرا ہے گواہون کے باعث قصاص قاتل سے نہین لے سکتا (یعنے

باب خون کی گواہی کے بیان مین

اگر مقتول کے دو لڑکے ہون ایک تو موجود ہو اور ایک غائب موجود نے دعوی قتل
قاتل پر پیش کرکے گواہ گذرانے تو ان گواہون کے سبب سے قاتل سے قصاص لینے کو
جب وہ غائب لوٹ آوے تو گواہونکو پہر سے حاضر عدالت کرین تاکہ قاتل سے قصاص
دونو بھائی لیوین اور اگر قتل خطا سے ہوا ہو تو دیت ثابت کرنیکے لیے دوسرے بھائی کا
آجانا شرط نہین (موجود شخص گواہون سے قتل خطا ثابت کردے قاتل پر دیت لازم ہوجاویگی)
اسیطرح اگر اونکے باپ کا کسیکے ذمہ قرض ہو (اور موجود بھائی گواہون سے مدیون
کے ذمہ قرض ثابت کردے تو غائب کے آنے پر اوسکو گواہونکے دوبارہ گذرانے پر منحصر نہ ہوگا)
اگر صورت مذکورۂ بالا مین قاتل ثابت کردے کہ غائب شخص نے اپنا حق مجکو معاف کردیا
ہے (تو اس سے قصاص نہ لیا جاویگا) اور اگر دو بھائیون کا غلام مشترک مارا جاوے
اور ایک بھائی وہان موجود نہو تو قاتل سے بدون غائب کے موجود ہونیکے قصاص
نلینا چاہیے - اگر مقتول کے تین وارث ہین انمین سے دو نے گواہی دی کہ تیسرے نے
اپنا حق قاتل کو معاف کردیا تو یہہ گواہی لغو ہوگی پہر اگر قاتل نے اُن دونکو سچا کہا
تو قاتل سے دیت لیکے تینون وارثون کو ایک ایک تہائی برابر ملیگی اور اگر قاتل نے
اُنکو جہوٹا بتایا تو اُن دونو وارثونکو کچھہ نملیگا تیسرے کو تہائی دیت کی پہنچیگی - دو
گواہون نے یہہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پیٹا تہا اُسوقت سے وہ چارپائی
ہی پر پڑا رہا اور صحت نپائی یہانتک کہ مرگیا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا - اگر دونو
گواہ جگہہ اور وقت مین یا جس آلہ سے قتل کیا مثلاً لاٹھی خواہ ہتہیار مین اختلاف کرین
یا ایک گواہ کہے کہ لاٹھی سے مارا اور دوسرا کہے کہ مجکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو وہ
گواہی باطل ہوگی - اور اگر دونو گواہون نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اس قاتل نے

مارا اور ہمکو معلوم نہیں کہ کس کے تیر سے مارا تو قاتل پر دیت ہوگی اور یہی اگر دو قاتلوں
نے ایک مقتول کے مارنے کا اسطرح اقرار کیا کہ ہر ایک نے کہا کہ صرف میں نے
تنہا قتل کیا ہے اور مقتول کے وارث نے دعوی کیا کہ تم دونو نے ملکر قتل کیا ہے تو
وارث مذکور کو اختیار ہے کہ دونو کو قتل کرے اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ہوتی تو لغو
ہوتی (یعنے اگر دو گواہ گواہی دیں کہ اسکو زید نے تنہا مارا ہے اور دو کہیں کہ صرف
عمرو نے مارا ہے اور وارث کہے کہ عمرو اور زید دونوں نے ملکر مارا ہے تو اس صورت میں
چاروں گواہوں کی گواہی بیکار ہوگی)

باب قتل کی حالت کے بیان میں کہ کس وقت قتل معتبر ہوتا ہے دیت وغیرہ کے باب
میں تیر چلانے کا وقت معتبر ہے اس وقت مقتول جیسا ہوگا اسکے اعتبار سے دیت ہوگی
مثلاً اگر مسلمان پر تیر چلایا اور ہنوز تیر اسکے نہ لگا تھا کہ وہ مرتد ہوگیا اور تیر لگ
کر مرگیا تو دیت واجب ہوگی اسلیے کہ تیر چلانے کے وقت وہ مسلمان تھا اور اگر کافر کے تیر مارا
بعد اسکے تیر لگنے سے پیشتر مسلمان ہوگیا اور تیر سے مرگیا تو دیت نہ آویگی اسلیے کہ وہ تیر
چلانے کے وقت کافر تھا اور اگر غلام کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پیشتر آزاد ہوگیا
اور تیر سے جان بحق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی دیت نہ دینی ہوگی اسلیے کہ تیر پھینکنے
کے وقت غلام تھا گو تیر لگنے کے وقت اسکی مقتولیت کا حال بدل گیا اگر زید کو سنگسار
کرنے کا حکم ہوا اور عمرو نے اسکے پتھر پھینکا اور پتھر لگنے سے پیشتر کوئی گواہ
زنا کا اپنی گواہی سے پھر گیا پھر اسکے پتھر لگنے سے مرگیا تو عمرو پر اسکی دیت نہ آویگی
اسلیے کہ پتھر پھینکنے کا وقت استحقاق میں معتبر ہے پس جس وقت عمرو نے پتھر پھینکا
تھا اس وقت زید کا سنگسار کرنا واجب تھا گو بعد کو گواہ زنا پھر گئے اور زید قابل رجم

ترجمہ) اگر تیر چلانے والا حالت اسلام مین شکار کیطرف تیر چلا دیوے اور پھر مرتد ہو جاوے
اور مرتد ہونیکے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہو گا اور اگر حالت کفر مین تیر
چلایا اور پھر مسلمان ہو گیا تو شکار حرام ہو گا۔ اگر محرم آدمی شکار پر تیر ماری اور تیر لگنے
سے پیشتر حلال ہو جاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی (کیونکہ تیر مارنیکے وقت احرام باندھے
تھا) اور اگر تیر چلا کر احرام باندھ لیا پھر تیر شکار کے لگا اور مر گیا تو جزا واجب نہوگی
(اسلئے کہ تیر چلانے کے وقت محرم نتھا)*

كتاب الديات

اسمین دیتون کا یعنی خونبہا کی تعداد وغیرہ کا بیان ہے۔ قتل شبہہ عمد کی دیت سو
اونٹ چار طرحکے ہین ۲۵ ایسے جنکو دوسرا برس ہو اور ۲۵ جنکو تیسرا برس ہو اور ۲۵
جنکو چوتھا سال ہو اور ۲۵ جنکو پانچوان سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹون ہی سے ہوتی
ہے (کہ کئی طرحکے دینے پڑتے ہین اگر درم یا دینار سے دیت ادا کری تو ایک طرحکی
ولیکتا ہی) قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ طرحکے ۲۰ دوسری برس مین لگے
نر اور ۲۰ ایسی ہی جتنے کہ مادہ اور ۲۰ تیسری برسکے اور ۲۰ جو چوتھی سال مین لگے
اور ۲۰ جو پانچوین مین ہون (یا ہزار دینار یا دسہزار درم سو اونٹون کے عوض دیوے
اور قتل شبہہ عمد اور خطا دونو کا کفارہ وہ ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہے (یعنے
مسلمان بردہ کا آزاد کرنا اور اگر یہ نہو سکے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنی
کفارہ مین قتل کے کھانا مساکین کو کھلا دینا جائز نہین اور نہ ماں کے پیٹ کے اندر
کے بچہ کو آزاد کرنا درست ہے۔ ہان اگر بچہ دودہ پیتا ہو اور اسکے والدین مین
سے کوئی مسلمان ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ مین درست ہو گا (اور والدین مین سے

کسیکا مسلمان ہونا یا سلطنو ہو کہ بچہ بھی اوسکی نسبت سی مسلمان ہو وی عورت کی دیت
خواہ جان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھہ پانون وغیرہ کا مرد کی دیت سی آدھی ہی اور مسلمان
اور ذمی کی دیت برابر ہے **فصل** صورتون مفصلہ ذیل مین پوری دیت واجب ہوتی
ہے یعنی جان سی مارنے اور ناک کاٹنے اور زبان کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سپاری کاٹنے
اور عقل دور کرنے اور قوت سننی یا دیکھنی یا سونگھنی یا ذائقہ کے دور کرنے اور داڑہی
اور سر کو اسطرح مونڈنے مین کہ پہر بال نہ جمین اور دونون آنکھین پھوڑ ڈالنی اور دونو
ہاتھہ خواہ دونو پانو خواہ دونو کان خواہ دونو خصیے خواہ عورت کی دونو چھاتیان
کاٹ ڈالنے مین اور دونو ابرو کے مونڈ ڈالنے مین کہ پہر نہ جمین (دیت کامل دینی ہوگی)
ـ جو چیزین کہ دو دو ہین مثلاً آنکھہ اور کان اور ہاتھہ اور پانون
مین سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آویگی ـ
اگر دونون آنکھون کے چارون پلکون کے بال دور کردی تو پوری دیت ہوگی اور
ایک پلک کے بال دور کئی تو چوتھائی دیت دینی ہوگی ـ ہاتھہ اور پانو مین سی ایک
انگلی کے کاٹنے سی دیت کا دسوان حصہ ہوگا اور جن انگلیو مین تین پورین ہین اونکی ایک
پور کی دیت اونگلی کی دیت کی تہائی ہی اور جنمین دو پورین ہین مثلاً انگوٹھا تو اوسکی
پور کی دیت اونگلی کی دیت کی آدھی ہوگی ـ ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو
درم ہین ـ جو عضو کہ ضرب کے باعث بیکار ہو جاوی (یعنے جس کام کا تہا اوس سے
جاتا رہی) مثلاً ہاتھہ سوکھہ جاوی یا آنکہہ مین بینائی نرہی تو انمین پوری دیت لازم ہوگی
فصل زخمونکی دیت کے بیان مین ـ جس زخم سی کہ سر کی ہڈی کہلجاوی اوسکی دیت
بیسوان حصہ دیت کا ہی اور جس سی ہڈی سر کی ٹوٹجاوی تو دیت کا دسوان حصہ اور

جسسے ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوے اسکی دیت دسوان اور بیسوان حصہ دیت کا ہے
(یعنے دونو کا مجموعہ) اگر زخم مغز تک پونہچا ہو تو تہائی دیت کی اسکی دیت ہے
اسیطرح پیٹ کا زخم جو اندر تک پونہچے اوسکی بہی دیت تہائی ہے لیکن اگر سہہ کیطرف
پونہچ گیا ہو تو دو تہائی دیت کی اسکی دیت ہوگی۔ اور جس زخم سے صرف سر کی کہال
چہلجاوے اور خون نہ نکلے یا خون سچکے اور بہی نہین یا خون بہے یا کہال کٹجاوے یا گوشت
کٹجاوے یا ہڈی سکے پاس کی جہلی تک زخم پونہچ جاوے تو یہہ زخم اگر خطا سے ہوئے
ہون تو جو ایکمرد عادل انکی دیت دینے کو کہے اسقدر دیت دینی ہوگی۔ زخمون مین سوا اس
زخم کے جسسے ہڈی کہلجاوے اور دانستہ زخم کیا ہو اور کسی زخم مین قصاص نہین۔
ایک ہاتھہ کی سب انگلیونمین اگرچہ مع ہتہیلی کٹی ہون نصف دیت ہوگی اور اگر نصف
گہٹے تک کٹی ہون تو انگلیونمین نصف دیت ہوگی اور باقی مین مرد عادل کا قول۔ اگر
ہتہیلی مع ایک انگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیون کے ساتھہ
مین پانچوان حصہ دیت کا ہوگا اور ہتہیلی مین کچہہ واجب نہین۔ اگر کسیکی زائد انگلی
کاٹی یا بچہ کی آنکہہ مین چوٹ لگائی یا اسکا عضو تناسل کاٹا یا زبان کاٹی اور بچہ کے
دیکہنے سے آنکہہ کا حال اور بولنے سے زبان کا اور ہلنے سے ذکر کا حال معلوم ہوگیا کہ یہہ
اعضا اچہے ہین تو مرد عادل کے کہنے کے بموجب دینا پڑیگا (اور اگر اونکی صحت کا
حال معلوم نہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کے ہوگا جسکا بیان اوپر گذر چکا ہے
اگر زید نے عمرو کے سر پر زخم لگایا جسسے اوسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمے تو
زید کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت مین زخم کی دیت بہی آگئی اور اگر زخم مذکور
سے اوسکی سننے کی قوت یا دیکہنے کی یا بولنے کی بہی جاتی رہی تو انکی دیت اس دیت مین

وہ قتل نہوگی بلکہ اسکی دیت بھی ادا دینی پڑیگی۔ اگر زید نے عمرو کو ایسا زخم لگایا جس سے اوسکی
آنکھیں جاتی رہیں یا ایک اونگلی کٹ گئی اور دوسری اونگلی بھی بیکار ہوگئی یا اوپر کی پور کاٹی
اس سے نیچے کی باقی اونگلی سوکھ گئی یا ہاتھ ٹنڈا ہوگیا یا آدھا دانت توڑا اور باقی سیاہ
ہوگیا تو ان سب صورتوں میں قصاص لینا نچاہیے بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر قصور کی واجب ہوگی
اگر ایک شخص کا دانت دوسرے نے اکھاڑ ڈالا اور اوسکی جگہ ... نکل آیا تو دوسرے پر
کچھ تاوان نہیگا اور اگر دوسرے سے قصاص لیلیا بعد قصاص کے اوس شخص کا دانت
جم گیا تو اول پر دوسرے کے دانت کا تاوان واجب ہوگا اگر زید نے عمرو کو
زخم لگایا اور وہ زخم بھر گیا اور نہ اوسکا نشان بھی باقی رہا یا اوس پر بال جم آئے تو دیت بھی
عمرو مجروح ہوگیا تھا پھر اچھا ہوگیا اور نشان نرہا تو ... تاوان نہوگا
اور زخم کرنے کا قصاص جبتک کہ عمرو اچھا نہووے لینا نچاہیے واسطے کہ احتمال
ہے کہ زخم شاید بگڑ جاوے اور مجروح مرجاوے تو قصاص قتل کا علیہ کو جان سے
مار ڈالنا لازم آویگا) جس قتل عمد میں کہ شبہہ ہو ... جانا رہے (جیسے کوئی باپ بیٹے کو
قصداً مار ڈالے کہ اسمیں یہ شبہہ ہے کہ اگر کوئی ... تو خون کے بدلے وارث کو خون
کی بیع میں مارنا ہوگا) تو ایسی شکل میں مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال میں ہوگی
(اوسکی قوم کے مال پر نہ آویگی ... ہے اگر خون سے یا زخم سے مال پر صلح کی ہو
یا خون اور زخم قاتل نے اقرار کیا ہے ... ہو یا دیت میں ... سے کم ہو تو بھی
مال بھی قاتل کے مال میں سے دینا ہوگا) بچہ اور دیوانہ جو کچھ تقصیر خون اور زخم
کی قصداً کریں تو اسکا حکم خطا کا سا ہے اور اوسکی دیت اونکے کنبے پر ہوگی اور
اونپر کفارہ نہیں ہوتا ورنہ وہ مقتول کی میراث سے محروم ہوتے ہیں ؂

فصل حمل کے بچہ کے قتل کی صورتون مین - اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا اور اوسکا بچہ مرا ہوا گر پڑا تو مجرم پر ایک بردہ پوری دیت کے بیسوین حصہ کا دینا آویگا اور اگر جیتا بچہ گر کر مر جاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ گرا اور پھر وہ عورت مر جاوے تو دیت عورت کی اور بچہ کی عوض بردہ لازم آویگا اور اگر عورت پہلے مر جاوے پھر مردہ بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی - اور جو کہ اوسکے گرا دینے مین بردہ لازم ہوتا ہے اس سے وراثت لیجاوے (اسلئے کہ اوسکو حیات کا حکم ہے یعنی گویا زندہ پیدا ہوکر مر الیس میراث بھی اوسکے وارثونکو ملنی چاہئے) مگر مجرم اوسکے مال سے کچھ نہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بیبی حاملہ کے پیٹ پر مارا اور اس شخص کا لڑکا جو پیٹ مین تہا وہ مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبہ پر بردہ اُس بچہ کے عوض لازم ہوگا اور باپ کو اُس بچہ کی میراث نہ پہنچیگی - اور لونڈی کے پیٹ کے بچہ کی یہہ صورت ہے کہ اگر لڑکا گرا ہو تو یہہ دیکھا جاویگا کہ اگر جیتا ہو تو کتنے کا ہوتا جتنی قیمت کا ٹھہرتا اوسکا بیسوان حصہ مجرم کو دینا آویگا اور اگر لڑکی گری ہو تو بچہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم آویگا - اگر زید نے عمرو کی لونڈی کے پیٹ مین مارا پھر عمرو نے اوسکے حمل کو آزاد کر دیا بعد اسکے اس لونڈی کا وہ حمل گر گیا اور بچہ مر گیا تو زید کو زندگی کے حال کے اعتبار سے اسکی قیمت دینی آویگی اور بچہ کے عوض مین بردہ کا کفارہ لازم نہوگا - اگر عورت نے حمل گرانے کی دوا پی یا اپنی شرمگاہ مین کچھ رکھہ لیا جس سے بچہ گر گیا تو اگر خصم کا مدد و منع ہر کی اجازت سے کیا ہو گا تو عورت کے کنبہ پر بردہ دینا بیسوین حصہ دیت کا لازم ہوگا اور اجازت سے کیا ہو تو کچھہ لازم ہو گا ❋

فصل راہ مین اگر کوئی کچھ امر بناکرے اوسکے بیان مین - اگر کوئی شخص شارع عام کی
طرف بیت الخلا یا پرنالہ نکالے یا برج خواہ چبوترہ یا دوکان بنادے تو ہر شخص کو ان
چیزون کے توڑنیکا اختیار ہے کوچہ نافذہ مین گھر والیکو ایسے امور کرنے درست
ہین بشرطیکہ لوگونکو ضرر نہو اور سربند کوچہ مین بدون اوسکے باشندونکی اجازت کے
اسطرحکا تصرف جائز نہین - اگر ایسی چیزون کے کرنے سے کوئی مرجاوے تو اوسکی
دیت اوس شخص صاحب خانہ کے کنبے پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر راہ مین کنوان کھود
یا پتھر رکھدے اور ان کے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہوجاوے تو اوسکی دیت بھی اوس
شخص کے کنبے پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہوگا تو اوسکا تاوان اوس شخص کے مال
مین ہوگا (قوم پر دینا نہ آویگا) اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے رستہ مین پاخانہ وغیرہ
کے لئے کھتا بناوے یا اپنی ملک مین کھودے یا رستہ مین بلا اجازت بادشاہ کے لکڑی
رکھدے یا پل بناوے اور کوئی شخص قصداً اوس لکڑی اور پل پر ہوکر گذرے اور تلف ہوجاوے
تو ان سب صورتون مین تاوان نہ دینا ہوگا - اگر کوئی شخص راہ مین بوجھ اوٹھائے جاتا ہے
اور وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دبکر مر گیا تو اوس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادر
پہنے جاتا تھا اور اوسکے گرنے سے کوئی مرگیا تو تاوان نہوگا - اگر محلہ کے آدمیون
سے کسی نے وہانکی مسجد مین قندیل باندھی یا بورئے ڈالے یا کنکر بچھائے اور اس
سے کوئی آدمی مرگیا تو اوس شخص پر ضمان نہوگا اور اگر ان کامون کا کرنیوالا اوس
محلہ کا رہنے والا نہو تو ضامن ہوگا - اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا تھا کہ اوس سے
ٹکر دوسرا ہلاک ہوگیا تو بیٹھنے والا اگر اوسی محلہ کا ہو اگر نماز مین نہوگا تو ضمان دینا
نماز مین ہوگا تو ضمان لازم نہ آویگا +

فصل جھکی ہوئی دیوار کے بیان مین- اگر زید کی دیوار شارع عام کیطرفکو جھکی ہوئی ہوا ور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اوسکے تڑوا ڈالنے کو کہہ دیا ہوا ور جتنے عرصہ مین کہ وہ تڑوا سکتا تھا اوتنی مدت گذر گئی تو اب جو کچھہ اوس دیوار سے جان خواہ مال کا نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا- اور اگر اول ہی سے زید نے اوسکو جھکی ہوئی بنائی تھی تو اسصورتمین کسیکے کہنے وغیرہ کی کچھہ شرط نہین جو کچھہ اوس سے نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا- اگر دیوار کسیکے مکان کیطرفکو جھکی تو اوسکے تڑوانیکی درخواست اوس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار والے کو مہلت دی یا بری الذمہ کر دی تو درست ہے (یعنی پھر مالک کا نقصان ہوگا تو دیوار والیکو دینا نہ آویگا) بخلاف اسصورت کے کہ دیوار شارع عام کیطرفکو جھکے (کہ اس صورتمین کسی خاص آدمی کے مہلت دیدینا اور بری الذمہ کر دینے سے دیوار والے پر سے مواخذہ نجاویگا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیونکی ملک ہو اور انمین سے ایک پر گواہ کر دیئے گئے کہ تیری دیوار جھک گئی ہے اسکو تڑوا ڈال پھر وہ دیوار گری اور کوئی شخص دبکر مر گیا تو جس شخص سے توڑ ڈالنے کو کہہ دیا تھا اوسپر پانچوان حصہ دیت کا لازم ہوگا- اگر ایک احاطہ مین تین شریک ہین اور انمین سے ایک نے اوسمین کنوان کھدوایا یا دیوار بنائی اور اوس سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اوسکے ذمہ دو تہائی دیت کی دینی آویگی (اسلیئے کہ اپنے حصہ مین ان چیزون کے بنانے سے ضمان نہین لازم آتا مگر چونکہ اپنے دو شریکون کے حصہ مین بیجا امر کیا تو گویا غصب کی راہ سے کیا اسلیئے دو تہائی دیت کی دینی ہونگی*

باب جانور اگر کسیکا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسرے مسائل

سکے بیانہیں — اگر سوار کی سواری کا جانور کسی چیز یا آدمی اپنی ٹانگو نہیں یا سر
کی ٹکر سے یا منہ کے کاٹنے سے یا ٹاپ مارنے سے تلف کردے تو سوار پر ضمان آویگا لیکن اگر
جانور لات مارنے سے یا دم سے کچھہ نقصان کرے تو ضمان نہ آویگا مگر اُسصورت مین کہ سواری
کو راہ مین کہڑا کر دیا ہو (کہ اسصورت مین نقصان کا ضمان دینا پڑیگا) اگر جانور کی ٹانگون
سے کوئی کنکر یا گٹھلی اوچھلی یا خود اوسنے ٹانگون سے غبار یا چھوٹے ڈہیلے اُڑائے
اور اُنمین سے کسیکی آنکھہ مین کوئی کنکر گٹھلی وغیرہ جالگی اور اُسکی آنکھہ پھوٹ گئی تو سوار
پر ضمان نہوگا اور اگر جانور نے بڑے ڈہیلے اُڑائے تو ضمان ہوگا — اگر راہ مین جانور
کو لید پیشاب کرنیکے لئے کہڑا کیا اور اوسنے لید یا پیشاب کیا اور اوس سے کوئی تلف
ہوگیا تو سوار پر ضمان نہوگا — اور اگر کسی اور مطلب کو کہڑا کیا تہا اور جانور
نے لید موت دیا اور اُس سے کوئی ضائع ہوا تو ضمان ہوگا اور جو کام کہ اون
سے سوار پر ضمان آتا ہے اونہین سے جانور کے ہانکنے والے اور باگ نکیل تہام کر
لیجانیوالے پر بھی ضمان آتا ہے فرق اتنا ہے کہ اگر کوئی جان سے مر جاوے تو سوار کو کفارہ
دینا بھی لازم ہوتا ہے اور ہانکنے والے اور لیجانیوالے پر کفارہ لازم نہین — اگر دو
سوار یا دو پیادے آپسمین ٹکرا کر ایکدوسرے کے دہکے سے مر جاوین تو ہر شخص
کی دیت دوسرے کے کنبے پر ہوگی — اگر ایک شخص نے اپنے جانور کو پیچھے سے ہانکا اور
اُسکا زین کسی آدمی پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو ہانکنے والے پر دیت کا ضمان ہوگا —
اگر زید اونٹونکی قطار نکیل تہامے آگے لئے جاتا تہا اور ایک اونٹ کے پانو
تلے کوئی آدمی روندا گیا تو زید کے کنبے پر میت کی دیت آویگی اور اگر زید کے
ساتھہ بکر قطار کو پیچھے سے ہانکتا تہا تو میت کی دیت زید اور بکر دونو پر آویگی

اور اگر اونٹ مذکور کو کسی نے قطار مین باندھ دیا تہا تو جو کچھہ آگے سے لیجانیوالے
کے کنبی کو میت کے عوض دینا پڑے وہ اونٹ باندھنے والیکے کنبے سے بہر لین - اگر کوئی
شخص کسی جانور کو دوڑاوے اسطرح کہ پیچہے سے اوسے ہانکدے تو اول ہی دوڑنے
مین اگر آدمی یا مال کا نقصان ہو جاویگا وہ اُسکو دینا پڑیگا اور اگر پرند جانور کو اڑایا یا کتا
چہوڑا اور پیچہے سے نہ ہانکا یا چوپایہ خود بخود بہاگا اور اُن سے کسیکی جان یا مال کا نقصان ہوا دنکو
خواہ رات کو تو ضامن نہوگا - اگر قصائی کی بکری کی آنکہہ نکال لی تو جسقدر بکری کی قیمت
مین نقصان ہوگا وہ تاوان دینا پڑیگا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کی گاے اور اونٹ کی آنکہہ نکالی
تو اُسکا مثل دینا ہوگا اور اگر گہوڑے یا گدہے کی آنکہہ نکالی تو چوتہائی قیمت دینی ہوگی *

باب بردہ کے نقصان کے بیان مین یعنی وہ کسیکا نقصان کرے یا اُسکا کوئی نقصان
کرے - بردہ اگر بہت سے نقصان کرے تو واجب ہے کہ اُسکو یکبار مالک نقصان والونکو حوالہ کرے بشرطیکہ بردہ مذکور
حوالہ کرنیکے قابل ہو اور اگر وہ قابل حوالہ کرنیکے نرہا ہو (مثلاً بعد قصور کے مالک نے اُسکو آزاد کر دیا ہو)
تو مالک اُسکی ایک قیمت سب نقصان والونکو حوالہ کردے (یعنی سب نقصان والونکو ایک ایک قیمت مالک نہ دیوے بلکہ
ایک ہی قیمت سبکے حوالہ کردے) غلام نے قصداً کسیکا نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور اُسکے حوالہ کیا تو وہ اوس
غلام کا مالک سمجہا جاویگا جبتک مالک نے اسکے نقصان کا عوض لیکر چہوڑا اب اگر مالک تاوان نقصان لیکر چہوڑ دے اور غلام
پہر کسیکا نقصان کرے تو اسکا حکم مثل نقصان گزشتہ کے ہے (کہ مالک یا نقصان والے کو غلام دیدے یا
اسکے نقصان کا تاوان ادا کردے) اگر غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اسمین بہی
مالک یا دو نقصان والونکو غلام دیدے یا دونوکے نقصان کا تاوان دے - اگر
غلام نے قصور کیا اور مالک کو اُسکا علم نہوا اور اوسکو آزاد کر دیا تو مالک کو اُس نقصان
کے تاوان اور غلام کی قیمت مین سے جو کم ہوگا وہ دینا آویگا اور اگر اوسکی قصور کا

حال معلوم تہا اور آزاد کر دیا تو نقصان کا تاوان ہی دینا لازم ہوویگا۔ اسیطرح بیع کا حال ہے (کہ اگر قصور سے مطلع ہوکر غلام کو بیچ ڈالیگا تو قصور کا تاوان دینا پڑیگا) اور اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنے یا تیر مارنے یا اسکو زخمی کرنے پر مشروط کرے اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہو جاویگا اور مالک کو تاوان میت یا مجروح کا دینا ہوگا۔ اگر غلام نے کسی آزاد کا ہاتھ قصداً کاٹ لیا اور مالک نے وہ غلام اس آزاد کو دیڈالا اور اوسنے غلام مذکور کو آزاد کر دیا اور پہر اس ہاتھ کے درد مین مرگیا تو اس غلام کا دیڈالنا اس تقصیر سے صلح ہوگی (یعنی تاوان آزاد کے قتل کا مالک کے ذمہ کچہ نہوگا) ہان اگر آزاد نے اس غلام کو آزاد نکیا ہو اور ہاتھ کے درد سے مرگیا ہو تو غلام مالک کو پہیر دینگے اور غلام سے قصاص لینگے۔ اگر غلام ماذون قرضدار کسیکا نقصان خطا سے کرے اور مالک کو اوسکے قصور کی اطلاع نہو اور وہ اوسکو آزاد کر دے تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضدار کو دیدے اور ایک قیمت نقصان والے کو حوالہ کرے۔ اگر لونڈی ماذون قرضدار ہو اور بچہ جنے تو اوسکو مع بچہ کے قرضہ مین فروخت کیا جاویگا لیکن اگر ماذون لونڈی کسیکا نقصان کرے اور بچہ جنے تو نقصان والے کو (صرف لونڈی ملیگی) اوسکا بچہ نہ دلایا جاویگا۔ زید کا ایک غلام ہے اور عمرو نے اقرار کیا کہ اوسکے آقا نے اوسکو آزاد کر دیا ہے اب اگر غلام مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سے مار ڈالیگا تو عمرو کو اوس سے کچہ نہ ملیگا (اسلیے کہ عمرو کے گمان مین تو وہ آزاد تہا اسلیے مالک سے مواخذہ نرہا اور چونکہ وہ واقع مین غلام ہے اسلیے اوسکے کنبے والون سے دیت کا مطالبہ بیجا ہے) اگر آزاد کیے ہوے غلام نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیرے بہائی کو حالت غلامی مین قتل کیا ہے

اور اوسنے کہا کہ نہین بلکہ تو نے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہی (یعنے اسکا قصاص
یا دیت تیرے ذمہ ہی مالک کے ذمہ نہین) تو اسصورت مین غلام کا قول معتبر ہوگا (اور
اوس سے قصاص یا دیت کا مواخذہ نکیا جائیگا) - اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد
کے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی مین نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ
تو نے آزاد کرنیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہی (یعنے قصاص یا دیت تجھپر لازم ہے) تو لونڈی
کا قول معتبر ہوا اور یہی حال ہی اُن چیزونمین جو آزاد کی ہوئی لونڈی سے مالک نے لیوی
(اور دعوی کرے کہ مین نے آزادی سے پیشتر لی ہین اور لونڈی کہے کہ بعد آزادی
کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا) مگر اوس سے صحبت کرنے مین اور مزدوری کی کمائی
مین (اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا ہوگا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت سے ممنوع
تھا اوسنے ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مار ڈالنے کو کہا اور اوس لڑکے نے
مار ڈالا تو اُس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسیطرح اگر غلام کو کوئی کسیکے
مار ڈالنے کو کہے اور وہ مار ڈالے تو دیت اُسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے
وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا) ایک غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید کے
بھی دو وارث ہین اور عمرو کے بھی دو وارث ہین جنمین سے ایک ایک نے خون غلام
کو معاف کر دیا تو مالک اُس غلام کا آدھا زید اور عمرو کے اُن دو وارثونکو دیگا
جنھون نے معاف نکیا ہوا اور اگر آدھا غلام نہ دے تو دیت آدھی اون دونو
کو دیدے اور اگر زید کو غلام نے قصداً مار ڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو
وارثونمین سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دونون
وارثون کو اور آدھی دیت زید کے ایک وارث کو جسنے معاف نہین کیا حوالہ کرے یا

یا غلام کو اُن تینو کے حوالہ کرنے کہ تہائی تہائی لے لین (یعنے ایک حصہ زید کے ایک
وارث کا اور دو حصے عمرو کے دو وارثون کے) دو شخصون مین ایک غلام مشترک تھا
اُسنے اُن دونو کے رشتہ دار کو مار ڈالا اور اُن دونو مین سے ایک نے حصہ خون اُسکا
معاف کر دیا تو مقتول کا سب خون یونہی گیا (یعنے دوسرے مالک کو اوسکے ساتھی
معاف کرنیوالے پر کچھ مواخذہ نہین پہنچا) **فصل** ایک غلام کو کسی نے خطا سے
مار ڈالا تو قاتل سے اُسکی قیمت مالک کو دلائی جاویگی لیکن اگر اُسکی قیمت دسہزار درم کی
ہو تو اُسمین سے دس درم کم لینگے (تاکہ غلام کی خونبہا آزاد شخص کی دیت کی برابر نہو جاے)
اور اگر قیمت دسہزار سے زیادہ ہوگی تب بھی دس کم دسہزار دلاوینگے اور اگر لونڈی کو
کوئی مار ڈالے اور اوسکی قیمت پانچہزار درم ہو تب بھی دس کم پانچہزار دلائی جاوینگے
بخلاف اُس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہو اور غاصب کے پاس مر جاوے کہ اس صورت
مین غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی گو دسہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو
آزاد کے لئے نقصان کے عوض مین جتنی دیت ٹھہری ہوئی ہے ویسی ہی غلام کے نقصان
مین اوسکی قیمت مین سے ہوگی مثلاً اگر غلام کا ہاتھ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت
اُسکو دینی ہوگی (اسلئے کہ آزاد کے ہاتھ کاٹنے مین نصف دیت لازم ہوتی ہے) اگر کسی
غلام کا ہاتھ کسی نے کاٹ ڈالا اور اوسکے مالک نے اُسکو آزاد کر دیا اور آزاد ہونے کے
بعد وہ ہاتھ کے درد مین مر گیا اور اوسکے دوسرے وارث بھی ہین تو قاتل سے قصاص
نہ لیا جاویگا (اسواسطے کہ قصاص کا مدعی معین نہین رہا کہ مالک ہوگا یا وارث) اور اگر
اُسکا وارث اور کوئی نہو تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا (اسلئے کہ اسصورت مین مدعی صاف
کا مالک ہی ہے) اگر زید کے دو غلام ہین اور اوسنے دونو سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد

ہی پھر کسی نے اُن دونوں کے سر کو زخمی کر دیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ میں نے
اُنہیں سے غلام کو آزاد کیا تھا تو دونوں کے زخم کا تاوان مالک کو ملیگا۔ اگر زید عمرو کے
غلام کی دونوں آنکھیں پھوڑ دے تو عمرو کو اختیار ہی چاہی غلام زید کے حوالہ کرے
اور اُس سے پوری قیمت اُسکی لے یا غلام اندھا اپنے پاس رکھے اور زید سے کچھ نہ لے
(اسلئے کہ غلام جسم کے اعتبار سے تو زندہ آدمی ہی اور فائدہ کے اعتبار سے مردہ
اور آنکھیں پھوڑنے کی صورت میں تمام قیمت واجب ہوتی ہی اسلئے کہ وہ بدن اور آنکھیں
دونوں کی ہے پس اگر غلام کو رکھیگا تو آدمی ہونے کا اعتبار لحاظ کیا جاویگا اور فائدہ
اُسکا تابع متصور ہوگا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہیں پر المقصود یہیں اگر زید سے کچھ
لیگا تو بدل اور مبدل منہ دونوں اُسکے پاس ہو جاینگے اور یہ درست نہیں۔ اگر
مدبر یا اُم ولد کسیکا کچھ نقصان کر دیں تو مالک کو اُنکی قیمت اور تاوان میں سے
جونسا کم ہوگا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے اُنکی قیمت نقصان والیکو
دیچکا ہو اور پھر وہ نقصان کریں تو دوسرا نقصان والا پہلے نقصان والیکا شریک
اُنکی قیمت میں ہوگا جو مالک سے اوسکو ملی ہی اور اگر مالک نے بدون حکم قاضی کے
قیمت پہلے نقصان والیکو دی ہو تو دوسرے کو اختیار ہی کہ مالک سے اپنے نقصان
کے تاوان کا مواخذہ کرے یا پہلے نقصان والے سے ۔

باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غصب کرنے اور اُس اثنا میں اُنمیں نقصان
پڑجانے کے بیان میں۔ اگر ایک غلام کا ہاتھ کسی نے کاٹ ڈالا ہو پھر اوسکو کوئی
دوسرا شخص چھین لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ہاتھ کی تکلیف سے مرجاوے تو
غاصب پر ہاتھ کٹے غلام کی قیمت دینی آویگی صحیح سالم کی دینی نہ آویگی) اگر زید نے

کسیکا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کے یہان اسکا ہاتھ کاٹا اور وہ غلام گیا
اور زید اوسکے تاوان سے بری ہو گیا (یعنے اب تاوان عمرو پر دینا آویگا) ایک غلام
جسکو تجارت کی اجازت تھی آپ جیسے غلام کو چھین لیا اور دوسرا غلام اپنے غلام
غاصب کے پاس مر گیا تو غاصب پر قیمت دونون غلام کی آویگی (انکو آزاد ہونیکے بعد ادا
کرے) عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہان خالد کا
قصور کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا اور اب زید کا اوسنے نقصان کیا تو بکر اس مدبر کے
دام آدھون آدھ خالد اور زید کو حوالہ کرے یعنی غلام مذکور کی نصف قیمت اول عمرو
سے لیکر خالد کو دے (اسلئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تھا زید اوسکا
مزاحم اور شریک تھا پھر بکر عمرو سے آدھی قیمت غلام مدبر کی اور لے اور کچھ آپ رکھے)
اور اس صورت کے عکس مین غاصب سے نصف قیمت ایکبار لیجا دیگی (یعنے اگر مدبر نے
بکر کے یہان زید کا نقصان کر لیا تھا کہ عمرو نے اسکو غصب کیا اب عمرو کے یہان
خالد کا بگاڑ کیا تو اس صورت مین عمرو سے صرف آدھی قیمت لیجا دیگی) اور غلام مثل مدبر کے
ہی حکم مین صرف اتنا فرق ہی کہ غلام کی صورت مین مالک کو غلام حوالہ کرنا پڑتا ہے
قصور والونکو اور مدبر کی صورت مین اوسکی قیمت دینی پڑتی ہی۔ اگر عمرو نے بکر کا مدبر
غصب کیا اور عمرو کے یہان اوسنے زید کا بگاڑ کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا مگر عمرو
دوبارہ اسکو چھین لیگیا اس دفعہ اوسنے خالد کا نقصان کیا تو بکر پر مدبر مذکور کی قیمت
زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پوری قیمت مدبر کی عمرو سے بھر لیگا اور اسمین سے
نصف زید کو دیدے اور یہہ نصف جو زید کو دیا اوسکو عمرو سے پھر وصول کرے غاصب سے
قسم ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اوسکے یہان آکر ناگہانی یا بخار سے مر گیا تو غاصب پر تاوان

نہو گا اور اگر بجلی اوسپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مرگیا تو اوسکی دیت غاصب کی قوم پر
ہوگی اور یہی حال ہو اگر کسی لڑکے کی سپرد کوئی غلام کیا جاے وامانت کے طور پر اور وہ
لڑکا اُس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبے پر غلام کی قیمت آوے گی اور اگر لڑکے کو
کھانا امانت سپرد کیا جاے اور وہ کھالے تو ضامن نہو گا +

کتاب القسامۃ

اسمین قسامہ یعنی خون کے باب مین جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہو اُسکا ذکر ہے
- اگر کسی محلہ مین مقتول پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہین تو مقتول کا وارث اون
محلہ والون مین سے ۵۰ آدمیونکو چہانٹے اور اُن سے یہہ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ ہمنے
اسکو قتل کیا نہ اوسکے قاتل کو جانتے ہین اگر اسطرح کی قسم کہا لین تو محلہ والون پر اُس
مقتول کی دیت ہوگی اور اگر خون کا وارث اُسی محلہ مین رہتا ہو تو اوسکو قسم نہ دی
جاویگی اور جو شخص قسم کہانے سے انکار کرے اُسکو قید کیا جاے یہانتک کہ قسم
کہاے اور اگر محلہ کے قسم کہانیوالے ۵۰ نہون تو موجود شخصونکو مکرر قسمین دیکر
۵۰ قسمین پوری کرلیجاوینگی (مثلا اگر ۴۰ ہون تو دس آدمیونکو دو بار قسم
دینگے اور باقی کو ایکبار اور اگر دس ہی ہون تو سبکو پانچ پانچ بار قسم دینگے)
لڑکے اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہین (یعنے خون کے مقدمہ
مین انکو قسم نہ دینی چاہیئے) اور جس صورت مین کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہو
یا یہہ کہ ناک سے یا منہ سے یا مقام پاخانہ سے خون جاری ہو تو اُسصورت مین محلہ
والون پر قسم واجب ہوگی نہ اُس میت کی دیت دینی ہوگی (ناک منہ مقام پاخانہ
سے خون جاری ہونے کیصورت مین دیت نہونیکی وجہ یہہ ہے کہ انمین احتمال بیماری

اہی تیری ماسٹا لیا) بت نہوگا) لیکن اگر ناک ہو یا کانون سے خون جلتا ہو تو قسامہ
واجب ہوگا (دلیل کہ آنکھوں سے خون بدون چوٹ نہیں بہتا) اگر مقتول کسی جانور پر
لدا ہوا پا یا گیا اور اس جانور کو کوئی آگے سے پکڑے لئے جاتا ہو یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا
اوسپر سوار ہو تو اس ساتھ والے کے کنبے پر مرد کی دیت ہوگی - اگر کوئی جانور
جس پر مقتول شخص ہے دونوں گانو کے درمیان ہو کر نکلا اور کوئی
اوس کے ساتھ نہ تھا تو جو گانو نزدیک ہوگا اوسپر قسم اور دیت
لازم ہوگی (اور اگر دونو برابر فاصلہ پر ہوں تو دونو پر لازم ہوگی) اگر مقتول آدمی کسی
کے مکان میں پایا جاوے تو مالک مکان پر قسامہ ہوگا (جیسے قسمیں کہا گیا) اور دیت
اوسکے کنبے پر لازم ہوگی - قسامہ زمیندار و نپر واجب ہے نہ رہنے والوں اور خریدنے والوں
پر (جیسے جن لوگوں کو بادشاہ نے زمین دی ہو ان لوگوں پر قسم واجب ہے جو باشندے اور
خریدار میں سے ہوں وہ نپر واجب نہیں لیکن اگر زمیندار و نمیں سے کوئی نرہا ہو تو اس
صورتمیں خریدنے والوں پر قسم ہوگی - اگر مقتول کسی حویلی مشترک میں پایا جاوے اور ہر ایک
کا حصہ یکسان نہیں (کوئی نصف کا شریک ہے کوئی چوتھائی وغیرہ کا) تو قسامہ اور
دیت شریکوں مکے عددوں کے اعتبار سے ہوگی (نہ اونکی ملکیت کے سہاموں کے
اعتبار سے) اگر ایسی حویلی میں مقتول ملا کہ اوسکی بیع ہو چکی تھی مگر مشتری کے قبضہ
میں نہیں آئی تھی تو دیت بائع کی قوم پر ہوگی اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہوئی تھی
تو وہ حویلی جسکے قبضہ میں ہوگی اوسکے کنبے پر دیت لازم آویگی (خواہ قابض بائع
ہو یا مشتری) لیکن قابض کی قوم دیت تلے نہ آئیگی جبتک کہ اثبات کے گواہ
نہ گذرین کہ یہ حویلی قابض کی ملکیت ہے (ورنہ صرف مکان میں رہنے سے بدون ملکیت

کے دیت اسکی طرف سی لازم نہوگی) اگر کشتی مین مقتول ملے تو جو اسمین سوار اور ملاح
ہون اونپر قسامہ اور دیت ہوگی اور کسی محلہ کی مسجد مین اگر ملے تو محلہ والو پر ہوگی
اور اگر شارع عام یا جامع مسجد مین ملے تو قسامہ اسکے متعلق نہین اور دیت بیت المال
مین سے دیجاویگی۔ اگر جنگل مین مقتول ملے یا بیچ مین دریا کے پایا جاوی تو اسکی کچھ
پرسش نہوگی (نہ قسم ہوگی نہ دیت) اور اگر دریا کناری لگا ہوا یا پڑا ہوا ملے تو جو
گانو وہان سے زیادہ نزدیک ہوگا اوسپر قسامہ لازم آویگا۔ اگر خون کے وارث نے
اہل محلہ کی سوا کسی اور پر دعوی خون کا کیا تو قسامہ اُس محلہ والونپر سے جاتا رہیگا اور اگر محلہ والون ہی مین ایک
شخص معین پر دعوی کیا تو قسامہ اُنپر سے نجاویگا۔ اگر ایک قوم تلوارین کھینچکر بھڑین اور ایک مقتول کو چھوڑ کر جدا
ہون تو قسامہ محلہ والونپر ہوگا جہان لڑائی ہوئی لیکن اگر خون کا وارث اُن لوگونپر جو تلوارین لیکر لڑے
تھے دعوی کری یا انہین سے ایک شخص معین پر مدعی ہو تو البتہ محلہ والونپر قسامہ نہوگا۔ محلہ والون مین
سے قسم والے نے بیان کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلا زید نے مارا ہے تو اسکو اسطور پر قسم دی
جاویگی کہ بخدا مین نے مقتول کو نہین مارا اور نہ سوا زید کے اسکے قاتل کو جانون۔ محلہ
والون مین سے اگر کچھ لوگ گواہی دین کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہے یا اُس محلہ کے ایک شخص
معین کا نام لین کہ ہم مین سے فلان شخص نے مارا ہے تو یہہ گواہی باطل ہوگی

کتاب المعاقل

اسمین دیتون کا بیان ہے (کہ کون کون آدمی دیت دین) معاقل جمع معقلہ کی ہے
جسکے معنی دیت ہین۔ جو خونبہا کہ نفس قتل پر دینا آتا ہے وہ عاقلہ پر ہوتا ہے (نفس
قتل کی قید سے وہ خونبہا نکل گیا جو صلح کی راہ سے دیا جاوے یا شبہہ کی راہ سے مثلاً
باپ اپنے بیٹے کو عمداً مار ڈالے کیونکہ ان دونو صورتون مین خونبہا خاص قاتل کے

مال مین ہوتا ہی نہ عاقلہ پر) اگر قاتل روزینہ دار یا سپاہی بادشاہی ہو تو اوسکی عاقلہ
وہ لوگ ہین جنکے نام دفتر بادشاہی مین ہون (یعنے بادشاہ کے دفتر مین اگر چاکر
قوم کے روزینہ دار خواہ فوج کے لوگ لکھی ہون اور اونمین سی کوئی قاتل ہو تو باقی
لوگ اوسکے عاقلہ ہین) دیت کا روپیہ انکی تنخواہ سی تین برس کے عرصہ مین وصول کیا
جاوی اور اگر اونکی تنخواہ تین برس سی زیادہ عرصہ مین یا کم مین وصول ہو تو اسیوقت
دیت کو مجرا کرلین - اور اگر قاتل دفتر والون مین سی نہو تو اسکا عاقلہ اسکا قبیلہ یعنی
برادری والے رشتہ دار ہین دیت ان سی تین برس مین بچھانٹ کرلیجاویگی اور ایک
شخص سے سال بھر کے عرصہ مین ایکدرم خواہ ایکدرم اور ایکدرم کی تہائی سے
زیادہ نلیا جاویگا تو اس حساب سی ایک آدمی سی تین برس کے عرصہ مین چار درم سے
زیادہ نہین لیا جاویگا اگر اس قبیلہ کے لوگ اتنے نہون کہ اسحساب سی پڑت پڑی
بلکہ کم ہون اور چار درم سی زیادہ اونپر پڑتا ہو تو انمین عصبات کی ترتیب سے
دوسرا قبیلہ انکا رشتہ دار ملا لیا جاویگا (یعنے اول بھائیونکو پھر بھتیجون کو پھر چچون
کو پھر اونکے بیٹونکو) قاتل کو منجملہ عاقلہ کے شمار کیا جاویگا (یعنے جیسی اورون سی
دیت وصول ہوگی ویسی ہی اس سی بھی لیجاویگی) آزاد کئی ہوئی کا عاقلہ اسکے
آزاد کرنیوالے کی برادری ہی - اور مولے موالات کا عاقلہ وہ ہی جسکے ہاتھ پر
وہ مسلمان ہوا ہو اور اوسکے کنبے کے لوگ - غلام کے بگاڑ کرنے کا تاوان
عاقلہ پر نہین اور نہ اس قصور کا کہ آدمی جانکر کری اور نہ اسکا جو صلح کری یا اقرار
کری کہ انمین صرف مدعا علیہ پر تاوان ہوتا ہی لیکن اگر مدعا علیہ کے اقرار کی
تصدیق عاقلہ کری تو عاقلہ پر تاوان ہوگا - اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ خطا

کی راہ سے کرے تو اسکا تاوان اوسکی برادری پر ہوگا (یعنے خطا کی راہ سے بگاڑ کرنے مین برادری پر دیت آتی برابر ہے خواہ آزاد کا نقصان ہووے یا غلام کا)

کتاب الوصایا

(اسمین وصیتون کا بیان ہے) اور وصیت وہ ہی کہ اپنی مرنیکے بعد کسیکے لئے کچھہ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہی اوسکو مُوصِی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین اور جسکے لئے وصیت کی ہو اوسے موصی لہٗ کہتے ہین اور جس شخص کو وصیت کی تعمیل کے لئے کہا ہو اوسکو وصی کہتے ہین) - وصیت مرنیکے بعد کے زمانہ مین کسی چیز کے مالک کرنے کو کہتے ہین اور وصیت کرنا مستحب ہی - میت کے مال متروک کی تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین - قاتل کے لئے وصیت درست نہین (یعنے موصی اپنی قاتل کے لئے کچھہ وصیت کرے تو جائز نہوگی) تو ورث اپنے وارث کے لئے اگر وصیت کرے تو درست نہین بشرطیکہ دوسرے وارث جائز نہ کہین (لیکن اگر اور وارث اس وصیت کو جائز کہین تو درست ہی) مسلمان اگر ذمی کے لئے وصیت کرے یا ذمی مسلمان کے لئے تو درست ہی - وصیت کا قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہئے اور اگر اوسکی زندگی مین موصی لہٗ اسکو قبول کرے یا قبول کرلے تو باطل ہی (بلکہ موت کے بعد کا اعتبار ہے) - اور مستحب ہی کہ مال کی تہائی سے وصیت کم کرے - اور جب موصی لہٗ وصیت کی چیز کو قبول کرلے تو وہ اوسکی ملک مین آجاتی ہے ہان اگر موصی لہٗ موصی کے مرنیکے بعد ہی مرجاوے اور نوبت قبول وصیت کی نہ پونہچے تو بدون قبول کے بھی ملک موصی لہٗ کی ثابت ہوجاویگی - قرضدار کا قرض اگر اوسکے مال کا

بحصہ ہو (یعنی اسکی برابر ہو یا زائد) تو ایسی قرضدار کی وصیت درست نہین - اسیطرح
لڑکا اور مکاتب اگر کچھ وصیت کرین تو درست نہین - حمل کے لئے کچھ مال کی وصیت کی
(مثلاً یون کہنا کہ میرا اسقدر مال اس پیٹ کے بچہ کو ملے) اور حمل کی وصیت کسی اور کو
کرنی (مثلاً یہ کہنا کہ میری لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدیا)
درست ہے بشرطیکہ بچہ وصیت کیوقت سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہو (اور اگر چھ مہینے یا زیادہ
مین ہوگا تو وصیت دونو صورتونمین نہوسکیگی اسلئے کہ وصیت کیوقت حمل کا یقین نہوگا)
حمل کے واسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین - اگر لونڈی کی وصیت کی اور اوسکے حمل کو
خارج رکہا تو درست ہے (موصی لہ کو لونڈی ملیگی حمل کا بچہ نملیگا) موصی اپنی وصیت سے
قول اور فعل سے پہر سکتا ہے (قول سے اسطرح کہ کہے کہ مین نے جو وصیت کی تہی اوس سے
رجوع کی - اور فعل سے) اسطرح کہ جس چیز کی وصیت کی تہی اوسکو بیچ ڈالا یا ہبہ کردیا
یا کپڑا تہا اوسکو سونت لیا یا بکری تہی اوسکو ذبح کرلیا - اگر موصی وصیت سے انکار
کرے تو اس سے رجوع ثابت نہوگا (مثلاً یون کہے کہ مین نے وصیت نہین کی اور
موصی لہ گواہون سے ثابت کردے کہ وصیت کی تہی تو موصی لہ کو وصیت کی چیز پہنچیگی)

باب اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنیکے بیان مین - اگر موصی نے تہائی مال کی
زید کے لئے وصیت کی اور دوسری تہائی عمرو کے لئے اور وارثون نے دو تہائی
کی وصیت درست نرکہی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہوجاویگی - اگر زید کے
لئے تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لئے چھٹے حصہ کی اور وارثون نے جائز نرکہا
تو تہائی ترکہ موصی کا زید و عمرو کو اسطرح تقسیم ہوگا کہ تین حصے کرکے دو حصے زید کو اور
ایک حصہ عمرو کو دیا جاویگا - اگر زید کے لئے کل مال کی وصیت کی اور عمرو کے لئے تہائی

مال کی اور ورثہ نے وصیت کو جائز نرکہا تو ترکہ موصی کی تہائی زید و عمرو مین آدہوں آدہ
تقسیم ہوگی۔ موصی لہکو ترکہ کی تہائی سے زیادہ حصہ نہ ٹہرایا جاویگا مگر تین صورتون مین
اول محابات کی صورتین (محابات بیع مین رعایت کرنیکو کہتے ہین کہ ہزار کا مال مثلاً سو
کو دیڈالے پس اگر موصی کے دو غلام ہون جنمین سے ایک کی قیمت بارہ سو ہوا ور ایک
کی چہہ سو اور وہ وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھہ دوسو کو بیچڈالنا
اور چہہ سو کا عمرو کے ہاتہہ سو کو بیچڈالنا اور دوسرا کوئی مال اوسکے پاس نہوا اور
اوسکے وارث اس وصیت کو جائز نرکہین پس چونکہ صورت مذکور مین زید کے ساتھہ
ہزار روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اوسکے لئے وصیت کئے اور عمرو کے ساتھہ
جو پانسو کی رعایت کی ہے گویا اوسکو پانسو کی وصیت کی ہے تو کل ترکہ مین سے تہائی
لیکر یعنی دونو غلامونکی قیمت جو اٹہارہ سو ہوتے ہین اوسکی تہائی چہہ سو روپیہ
زید و عمرو مین بموجب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنی زید کا حصہ عمرو سے دونا تہا
تو اسقدر کی تہائی عمرو کو دینگے اور دو تہائی زید کو یعنی دو سو عمرو کو ملین گے اور چار سو
زید کو حالانکہ اس نظر سے کہ زید کو ہزار کی وصیت ہے جو تہائی ترکہ سے زائد ہے اوپر کے
قاعدہ کے بموجب تہائی مین دونو شریک برابر کے ہوکر ہر ایک کو ۳۰۰ ملنی چاہئین
مگر محابات کیوجہ سے اوپر کا قاعدہ جاری نہوا) دوم سعایت کی صورتین (اور اوسکی
کیفیت یہہ ہے کہ موصی کے دو غلام ہون ایک دو ہزار کا دوسرا ایک ہزار کا اور وہ وصیت
انکے آزاد کرنیکی کرجاوے اور سوا ان غلامون کے اور کچہہ مال اوسکا نہوا ور اوسکے وارث
وصیت کو جائز نرکہین تو کل ترکہ کی تہائی سے یہہ وصیت جاری ہوگی یعنی بقدر ہزار
کے آزاد ہونگے اور دو تہائی اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار ورثہ کو کما دینگے اور ہزار کی

آزادی مین وصیت کے موجب ہر ایک کو حصہ ملیگا دونوکو برابر نہ ملیگا) تسویم دراہم
مرسلہ یعنی مطلق کیصورت مین (جنوصیت قبہ مال کی تہائی اور چوتھائی کی نہو مثلاً
زید کو چہتی دینے کی وصیت کی اور عمرو کو نصف کی اور اوسکے پاس ان دیون
کے سوا اور مال نہو تو در صورت نارضامندی ورثہ کے وصیت مذکور تہائی مال
سے جاری ہوگی اور زید و عمرو کو موافق اونکی وصیت کے حصہ رسد ترکہ کی تہائی مین
سے دیا جاویگا برابر نہ دیا جائیگا) اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میرے بیٹے کا حصہ
ملے تو یہہ وصیت باطل ہے (اسلئے کہ بیٹے کا حصہ کسیکو نہین پونہچ سکتا) ہان اگر
یون وصیت کرے کہ میرے بیٹے کے حصہ کی برابر اوسکو دینا تو درست ہے اسصورت
مین اگر موصی کے دو بیٹے ہون تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا (اسلئے کہ بیٹے کا حصہ تو
آدہا ہے وہ تو اوسکو مل نہین سکتا کیونکہ تہائی سے بڑہجاویگا اسی جہت سے تہائی
مال دیا جاویگا اور اب بھی اونکا حصہ بیٹونکی برابر ہی رہیگا) اور اگر یہہ وصیت کی
کہ میرے مال کا ایک سہام یا ایک جز فلانے کو دینا تو اسکا بیان کرنا ورثہ کے
اختیار مین ہے (جو نسا سہام چاہین موصی لہ کو دین) - اگر یہہ کہا کہ میرے مال کی
تہائی فلانے کے لئے ہے پہر دوبارہ کہا کہ فلانے کے لئے میرے مال کی تہائی ہے
(یعنے ایک تہائی ایک شخص کے لئے دوبار کہی) تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملیگی
(اس سے زیادہ نملیگا) اسیطرح اگر مال کے چہٹے حصہ کو موصی لہ کے لئے مکرر کہے تو اوسکو
ایک چہٹا حصہ ملیگا (دو حصے نملین گے) اگر یون وصیت کی کہ میرے نقد روپیون یا
بکریون مین سے تہائی فلان کو دینا پہر دو تہائی روپئے خواہ بکریان تلف ہوجاوین
تو موصی لہ باقی بکریان یا روپئے لیگا اور اگر غلامون یا تھانون یا گہرونکی نسبت ایسا

کہا تہا اور اونمین سے دو تہائی جاتے رہے تو اب موصی لہ کو (باقی نہ ملینگے بلکہ) باقی کی تہائی ملیگی - اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلان کو دینا اور ترکہ مال موجود اور لوگونکے ذمہ قرض ہی پس اگر مال موجود کی تہائی ہزار روپیہ ہوسکتی ہون تب ہزار روپیہ موصی لہ کو دیدین اور اگر موجود مال اتنا نہو تو جسقدر اُسکی تہائی ہو دو موصی لہ کو حوالہ کرین اور پہر قرض مین سے جسقدر آتا جاوی اوسکی تہائی اوسکو دیتی رہین یہانتک کہ ہزار پوری ہوجاوین - اگر وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اوسوقت زندہ نہو تو تہائی سارا زید کو ملیگی اور اگر یون کہا کہ میرے مال کی تہائی مین شریک زید ہی اور عمرو اور عمرو زندہ نہو تو زید کو چہٹا حصہ ملیگا (اور عمرو کو کچہہ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے) - اگر یہہ کہا کہ فلانے کو میرا تہائی مال ہی اور مال موصی کے پاس کچہہ نہین تو موصی اپنے مرنے کیوقت جس چیز کا مالک ہوگا اوسکی تہائی موصی لہ کو پونہچیگی - اگر وصیت کی کہ میرے مال مین سے تہائی میری تین ام ولد کو اور فقیرون اور مسکینونکو دینا تو تہائی ترکہ پانچ حصے کرکے تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیرون کو اور ایک مسکینون کو دیا جاویگا - اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا تو ترکہ کی تہائی مین سے آدہا زید کو اور آدہا مسکینونکو ملیگا - اگر سو روپیہ کی وصیت زید کو کی اور سو کی عمرو کو پہر بکر سے کہا کہ مین نے تجہے ان دونو کا شریک کیا تو بکر کو دونو سو مین سے تہائی ملیگا (یعنے سو کی تہائی زید سے لے اور سو کی عمرو سے اسصورت مین ہر ایک کا حصہ مساوی ہوگا کہ ہر ایک کے پاس سو کی دو تہائی ہونگی) اور اگر زید کو وصیت چار سو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا کہ تجہکو دونو کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سے آدہا حصہ ملیگا (یعنے زید کو ... بہم

کی وصیت تھی دوسو اوسکے حصہ مین سے اور عمرو کو دو سو کی تھی سو اوسکے حصہ
مین سے بکر کو ملین گے غرضکہ بکر کو تین سو اور زید کو دو سو اور عمرو کو سو ملینگے
- اگر موصی نے اپنے وارثون سی کہا کہ زید کا مجہپر قرض ہے اور وارثون نے اسکا
قول مان لیا تو یہہ تہائی ترکہ مین ہوگا (یعنی اگر زید دعوی قرض کا کریگا تو تہائی
تک سماعت ہوگی ترکہ کی تہائی سی زائد مین دعوی مقبول نہوگا) اگر موصی نے
اول اپنے ذمہ زید کے دین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتین کین تو
موصی کے مال کی ایک تہائی وصیت والون کے لئے اور دو تہائیان وارثون کے
لئے علیحدہ کرکے دونو جماعتون سی کہین کہ تمکو اپنے حصہ مین سی جسقدر قرضہ کے
مدعی زید کو سچا ٹھہرانا ہو بیان کرو جب وہ دونو گروہ بیان کر دین تو ہر ایک
کے حصہ مین سی اوسیقدر زید کو دیدیوین اور اہل وصیت کی تہائی مین سی جسقدر
بچے اوسکو وہ تقسیم حصہ رسد کرین اور ورثہ کی دو تہائی مین سی جو رہے وہ اوسکو
بانٹ لین - اگر موصی نے کسیقدر مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنے ایک وارث
کو کی تو اجنبی کو مال موصی بہ کا آدہا ملیگا اور وارث کے لئے وصیت باطل ہوگی
(اسلئے کہ وارث کے لئے وصیت درست نہین) اگر تین تہان مختلف صفت کے
(یعنی ایک بہت عمدہ اور ایک میانہ اور ایک گہٹیا) زید اور عمرو اور بکر کو تینو
وصیت کئے اور انمین سی ایک جاتا رہا اور یہہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا
اور وارث میت تینون موصی لہ مین سی ہر ایک سی کہتا ہی کہ تیرے ہی حصہ کا گیا
تو اسصورت مین وصیت باطل ہوگی کسیکو کچہہ نہ ملیگا لیکن اگر میت کا وارث دونو
باقی کے تہان اُن تینون کے سامنے لار کہے اور کہدے کہ انکو آپسمین تقسیم کر لو

تو وصیت جائز ہے اور زید کو عمدہ تہان کی دو تہائی ملینگے اور بکر کو دو تہائی گہٹیا
تہان کی اور عمرو ایک تہائی اچہی کی لے اور ایک تہائی بُری کی (یعنے ان دونوں باقی
تہانونکو دو آدمی نہین لے سکتے مگر بطور مذکورہ بالا تینون تقسیم کر سکتے ہین اور اگر وہ
ڈالکریا آپس مین راضی ہوکر وہی شخص اونکو لے لیوین تو ہوسکتا ہی) اگر ایک حویلی مشترک
مین سے موصی نے ایک کوٹھری کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرنیکے
تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری موصی بہ موصی ہی کے حصہ مین پڑی تو وہ زید کو ملیگی اور اگر
وہ کسی اور شریک کے حصہ مین آگئی تو موصی کے حصہ مین سے اسقدر زمین جتنی کوٹھری مین
ہے زید کو دیجاویگی اور اس باب مین اقرار کا حال مثل وصیت کے ہی (یعنے اگر بکر اپنی مشترک
حویلی مین سے کسی خاص کوٹھری کا عمرو کے لئے اقرار کرے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر وہ کوٹھری
بکر کے حصہ مین پڑی تو بعینہ اوسیکو حوالہ عمرو کے کرے ورنہ جسقدر زمین کوٹھری مین ہو
اُسقدر اپنے حصہ مین سے اوسکی عوض دیدے) اگر زید نے عمرو کے مال مین سے ہزار روپیہ
معین کی وصیت بکر کو کردی اور مالک مال یعنی عمرو نے موصی کے مرنیکے بعد اُسکی
وصیت جائز رکہی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدیے تو درست ہی مگر عمرو کو اختیار ہی کہ اجازت کے
بعد چاہے تو روپیہ ندے۔ موصی کے دو بیٹے اگر اُسکا مال باہم بانٹ لین اور پہر اُنمین
سے ایک اقرار کرے کہ ہمارے باپ نے تیسرے کی وصیت کی تہی تو اِس اقرار سے صرف مُقر
کے حصہ کی تہائی مین وصیت جاری ہوگی (دوسرے بہائی کے حصہ مین جاری نہوگی)
اگر عمرو کے لئے لونڈی دینے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد اوسکے بچہ ہوا تو اگر
اُس لونڈی اور اوسکے بچہ کی قیمت ملکر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہو تو دونو عمرو کو ملینگے
اور اگر دونو کی قیمت ترکہ کی تہائی سے زائد ہو تو اول عمرو لونڈی لے اور پہر جسقدر اُسمین

تہائی ترکہ کی کمی رہی وہ بچہ بہین پورا کرے (یعنے اوسکو دام کرکے ترکہ کی تہائی پورا کرکے باقی بچہا وارثونکو پہیر دے) موصی نے اپنے بیٹے کافر یا دوسرے کے غلام کے لئے اپنے مرض مین وصیت کی پہر وہ کافر مسلمان ہوگیا یا اوسکا بیٹا جو غلام تہا آزاد ہوگیا تو یہہ وصیت باطل ہے اسیطرح اگر بیٹا کافر ہو یا دوسرے کا غلام ہو تو اوسکو کچہہ ہبہ کرنا یا اوسکے لئے اقرار کرنا باطل ہے)۔ اپاہج اور فالج زدہ اور لنجا اور سِل کی بیماری والا اگر اوسکا مرض بڑہجاوے اور اس مرض سے اوسکے مرنیکا خوف نہو تو تمام مال سے اوسکا ہبہ کرنا معتبر ہوگا (اسلئے کہ اسطرحکا مریض تندرست کے حکم مین ہی) اور اگر مرض مذکور سے اوسکے مرجانیکا ڈر ہو تو صرف تہائی مال سے ہبہ کرنا معتبر ہوگا*

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیانمین۔ مرض موت مین اپنے غلام کو آزاد کرنا یا اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسیکو کچہہ ہبہ کرنا وصیت کے حکم مین ہی (یعنے یہہ امور مریض کے تہائی مال مین سے جاری ہونگے) اور اگر اوسکے وارث اوسکے غلام کی آزادی جائز کہین تو وہ وارثون کے لئے کچہہ کہا دیں۔ زید کے دو غلام ہین سالم اور غانم اور اوسنے مرض موت مین سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پہر غانم کو آزاد کر دیا اور اول کی فروخت مین جتنی رعایت کی ہی اور دوسرے کی قیمت ہر ایک زید کے ترکہ کی تہائی کے برابر ہی تو اسصورتمین سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہو (کہ اوسمین معاوضہ ہی یعنی سالم کی فروخت جائز ہوگی اور غانم آزاد نکیا جاویگا) اور اگر پہلے غانم کو آزاد کیا پہر سالم کو رعایت کے ساتہہ بیچا تو اب دونو باتین برابر ہین (خواہ اسکا اعتبار کرین خواہ اسکا) موصی نے وصیت کی کہ ان خاص سو روپیون کے عوض میری طرفسے ایک غلام آزاد کر دینا اور اونمین سے ایک روپیہ جاتا رہا تو وصیت

مذکور جاری ہوگی بخلاف وصیت حج کے (کہ اگر معین رد پیون سے حج اپنی طرف سے کرنے کی وصیت کرے اور اونمین سے کچھہ جاتے رہیں تو وصیت اوسکی دوسرے روپیون سے جاری کرینگے) اگر اپنے غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد غلام نے کسیکا نقصان کیا اور وارثون نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان والیکے حوالہ کیا تو وصیت باطل ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنے مال سے ادا کردین تو وصیت باطل نہوگی (یعنے غلام آزاد ہو جاویگا) اگر موصی اپنے مال کی تہائی زید کو وصیت کرے اور ترکہ مین ایک غلام بھی ہے جسکو زید کہتا ہے کہ موصی نے ایام صحت مین آزاد کیا ہے اور وارث کہتا ہے کہ مرض موت مین اسکو آزاد کیا ہے (یعنی یہہ غلام بھی داخل وصیت ہے) تو اسصورت مین وارث کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم نہوگا تو زید کو کچھہ نہ پہنچیگا (اسلئے کہ وصیت تہائی مال مین ہوتی ہے وہ غلام کے آزاد کرنے سے پوری ہوگئی اور اگر غلام کی قیمت تہائی ترکہ سے کم ہو تو جسقدر غلام کی قیمت سے ترکہ کی تہائی زیادہ ہوگی اسقدر زید کو ملیگا) یا زید گواہون سے ثابت کردے کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالتمین آزاد کیا تھا تو اب پوری تہائی ترکہ کی زید کو ملیگی - ایک شخص نے میت پر دعوی کیا کہ میرا قرضا اوسکے ذمہ تھا اور اوسکے غلام نے یہہ دعوی کیا کہ مجھکو آزاد کر مرا ہے اور وارث نے دونو کا کہنا معتبر جانا اور مال اُس میت کا اور کچھہ نہین تو غلام اپنی قیمت کما دے اور آزاد ہو جاوے (اور یہہ) قیمت قرضخواہ کے حوالہ کیجاوے - اگر موصی نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالے کے میرے ذمہ ہین اونکو ادا کرنا تو اول فرائض ادا کئے جاوینگے بعد اوسکے واجبات گو موصی نے اپنے کہنے مین فرائض کو پیچھے کہا ہو پس حج اور زکوۃ اور کفارے پہلے ادا ہونگے اور اگر حقوق قوت مین برابر ہون (یعنے سب فرض

ایک طرحکے ہون یا واجب یکسان ہون) تو اول وہ ادا کیا جاویگا جو موصی کی زبان سے اول نکلا ہوگا اور جو بعد کہا ہوگا وہ بعد ادا کرینگے - اگر موصی نے اپنی طرفسے حج فرض کرانیکی وصیت کی ہو تو اوسکے وارث کسی شخص کو موصی کے شہر سے حج کرنیکو سوار کرکے روانہ کرین اور اگر خرچ اُس شہر سے نائب بہیجنے کو کافی نہو تو جہان سے کافی ہو وہان سے نائب روانہ کرین - ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ سے چلکر راہ مین مرگیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو اوسکے نائب کو اُسکے شہر سے حج کے لئے روانہ کرینگے (جہان وہ مرا ہے وہان سے روانہ نکرینگے) اور دوسرے کیطرفسے حج کرنیوالیکا حال بھی ایسا ہی ہے (یعنے اگر وہ رستہ مین مرجاوے تو دوبارہ حج کے لئے نائب اُسکے وطن سے کسیکو روانہ کرنا پڑیگا مرنے کے مقام سے روانہ نکرینگے +)

باب رشتہ دارون وغیرہ کے لئے وصیت کرنیکے بیانمین - موصی کے ہمسائے وہ ہونگے جنکے گہر اوسکے گہر سے ملے ہون اور اوسکے سسرے وہ ہونگے جو اُسکی بیبی کے رشتہ دار محرم ہون (یعنی جنکا نکاح اُسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو) اور اوسکے داماد وہ ہونگے جو اُن عورتون کے شوہر ہون جنسے اوسکا نکاح نہین ہوسکتا اور اوسکی اہل اوسکی بیبی ہوگی اور آل سب گہر کے لوگ اور جنس باپ کے گہر والے ہونگے (یعنے اگر وصیت کریگا کہ میرا مال ہمسایون کو یا میرے سسرون یا داماد ون یا اہل یا آل یا جنس کو دیا تو اونسے یہہ لوگ مراد ہونگے اسیطرح اگر یون کہے کہ میرا مال فلانے کے اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دیا تو ان الفاظ سے وہی لوگ سمجہے جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئے - اگر اپنے قرابت والون یا اقارب یا

ذوی الارحام یا اپنے خاندانیونکو وصیت کی تو اول جو سبسے قریب ہو اوسکو دینگے اور اگر وہ نہو تو جو اوسکے بعد قریب تر ہو اوسکو دینگے اور اس وصیت مین مان اور باپ اور لڑکا اور جو موصی کا وارث ہوسکتا ہے داخل نہین (اسلئے کہ وصیت وارث کے لئے درست نہین) اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہونگے (اسلئے کہ جمع کا لفظ موصی نے کہا ہے وہ ایک پر نہین ہوسکتا) اگر موصی نے اقارب کے لئے وصیت کی اور اوسکے دو چچا اور دو ماموں ہین تو وصیت مذکورہ دونو چچا کو ہوگی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو آدہی چچا کو اور آدہی دونو ماموں کو ملیگی اور اگر ایک چچا پھوپھی ہو تو دونو کو برابر نصف نصف ملیگی۔ اگر کہے کہ فلانے کی اولاد کو اسقدر دینا تو مرد اور عورت کو برابر ملیگا اور اگر کہے کہ فلان کے وارثونکو دینا تو مرد کو دو حصے اور عورتکو ایک حصہ ملیگا (اسلئے کہ وارثونکا حصہ اسیطرح ہے)

(اسلئے کہ وصیت مین لفظ جمع ہو تنہا چچی برابر دونون ماموون کے ہوگی بخلاف اول صورت کے کہ اوسمین دو چچا ہین اور جمع کا اطلاق دو پر ہوسکتا ہے)

باب غلام کی خدمت اور مکانکی سکونت اور درختون کے میوہ کی وصیت کیکو کرنیکے بیان مین۔ اپنے غلام کی خدمت اور مکان مین رہنے کی وصیت کرنی دوسرے کیلئے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زائد نہو تو موصی لہ کے حوالہ کر دیا جاویگا کہ اوسکی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی سے زائد ہو تو دو روز وارثون کی خدمت کرے اور ایک روز موصی لہ کی (یعنی اپنی مالیت کے حساب سے خدمت کرے جسقدر کہ مالیت وصیت مین آوے اوتنی موصی لہ کی خدمت کرے اور باقی ورثہ کی)۔ اگر موصی لہ مرجاوے تو غلام موصی کے وارثون کو پہیر دیا جاویگا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجاوے تو وصیت باطل ہوگی۔ اگر موصی نے اپنے باغ کے میوہ کی وصیت کی اور مرگیا اور باغ مین میوہ

موجود ہی تو موصی لہ کو وہی میوہ موجود ملیگا اور اگر موصی نے وصیت مین لفظ
ہمیشہ بھی کہا تھا تو موصی لہ کو میوہ موجود اور جو آگے کو اُس باغ مین ہو سب ملیگا
جیسے یون کہی کہ باغ کی آمدنی دیجاوے (تو جو پیداوار اُسوقت ہوگی یا آگے کو وہ سب
موصی لہ کو ملیگی) اگر اپنی بکری کی اُون یا بچون یا دودہ کی وصیت کی تو جسقدر اُسمین
سے موصی بہ موصی کے مرنیکے وقت موجود ہوگی وہ موصی لہ کو ملیگی خواہ لفظ ہمیشہ
کہا ہو یا نہ کہا ہو ❊

باب ذمی کے وصیت کرنیکے بیان مین ۔ اگر ذمی اپنی گہر کو حالت صحت مین گرجا
نصارے کا یا یہودیون کی عبادت گاہ بنادی تو اوسکے مرنیکے بعد وہ مکان اُسکے
وارثونکو میراث مین ملیگا اور اگر یون وصیت کی کہ میری مکان کو بعد میرے فلان قوم کا
گرجا بنا دینا تو یہہ وصیت اوسکے مال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی
عبادت گاہ بنانے کو نہ کہی بلکہ غیر معین قوم کے لئے عبادت گاہ کی وصیت کرے
تو درست ہے اسیطرح اگر کافر مستامن اپنے تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ ذمی
کے لئے کری تو درست ہے ❊

باب وصی کرنیکے بیان مین (یعنے کسیکو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثون
مین تقسیم کردی اور جسکے ذمہ میت کا حق آتا ہو اُس سے وصول کرلے اور جو باتین وہ
کہہ مرا ہو اُنکی تعمیل کردے) ۔ ایک شخص نے دوسری کو اپنا وصی کیا اور اوسنے موصی
کے سامنے وصی ہونا منظور کرلیا اور اوسکی سامنے پہر انکار کردیا تو اس انکار سے وصی نرہیگا
اور اگر سامنے انکار نکرے اور اوسکے بعد انکار کری تو وصی ہونا رد نہوگا ۔ وصی اگر موصی
کے ترکہ کو فروخت کری تو یہہ بیع کرنا اپنے وصی ہونیکو منظور کرلینا ہے ۔ اگر موصی مرجاوے

اور وصی کہے کہ مجھے وصی ہونا قبول نہین اور پہر قبول کرلے تو درست ہی بشرطیکہ قاضی
اوسکے انکار کرنے کی جہت سے اوسکو وصی ہونے سے برطرف نکر دے ورنہ پہر اُسکا قبول
کرنا معتبر نہوگا۔ اگر دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اُسکو
معزول کرکے دوسرا وصی اوسکی جگہہ مقرر کرے اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے
اور اوسکے وارث صغیر سن ہون تو وصی کرنا درست ہے اور اگر وارث بالغ ہون تو
غلام کو وصی کرنا درست نہین۔ اگر وصی وصیت کی بجا آوری سے عاجز ہو (یعنے
اوسکے حقوق ادا نکرسکے) تو قاضی اوسکے ساتھہ دوسرے شخص کو کردے تاکہ اُسکی
اعانت سے وصیت کی تعمیل کرے۔ وصی اگر دو ہون تو ایک کا فعل بدون دوسرے کی
ہوئے باطل ہوگا لیکن مردہ کے دفن کے لوازم اور کفن خریدنا اور صغیر سن وارثون
کے لئے اونکی حاجت کی چیز مول لینی اور اُنکو اگر کوئی کچھہ دے اوسکو لے لینا اور
امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا قرضہ ادا کرنا اور معین وصیت کا جاری کرنا
اور معین غلام کا آزاد کرنا اور میت کے حقوق مین جوابدہی کرنی (یہہ امور اگر دو وصیون
مین سے ایک بھی کریگا تو درست ہونگے) وصی کا وصی دونو ترکون مین وصی ہوتا ہے
(یعنے اگر زید نے عمرو کو وصی کیا تہا اور عمرو نے مرتے دم بکر کو وصی کر دیا تو بکر
زید اور عمرو دونوں کے ترکون کا وصی ہوگا) وارثون کیطرف سے موصی لہ سے مال کی
تقسیم وصی کو جائز ہے اور اُسکا عکس درست نہین (یعنے موصی نے اگر زید کو کچھہ
مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہون تو وصی وارثون کیطرف سے
اُنکا حصہ موصی لہ کے حصہ سے جدا کرسکتا ہے اور اگر موصی لہ نہو اور وارث ہون تو
موصی لہ کا حصہ وارثون سے تقسیم نہین کرسکتا) اور اگر وارثون سے موصی لہ کا حصہ لے لیا

اور وہ وصی کے پاس جاتا رہا تو موصی لہ باقی مال کی تہائی وارثون سے لیگا۔
اگر موصی نے اپنی طرف سے حج کرانیکی وصیت کی تہی اور وصی نے مال وارثون مین
تقسیم کر دیا اور حج کرنے کا خرچ اپنے پاس رکہا اور اوسکے پاس سے وہ خرچ جاتا
رہا یا وہ خرچ حج کرنے والیکو دیدیا تہا اوسکے پاس سے جاتا رہا تو اب باقی ترکہ کی
تہائی مین سے موصی کی طرف سے حج کرایا جاویگا۔ اگر موصی لہ غائب ہو تو قاضی کو جائز
ہے کہ وارثون مین مال تقسیم کر دے اور موصی لہ کا حصہ آپ اپنے پاس رکہے۔ وصی کو
جائز ہے کہ موصی کے قرضخواہ اگر موجود نہون تو اونکے پیٹھہ پیچھے ترکہ کے غلام کو
فروخت کر دے۔ اگر موصی نے وصیت کی تہی کہ میرا غلام بیچکر اوسکی قیمت خیرات کر دو
اور وصی نے غلام کو فروخت کر دیا اور قیمت اپنے پاس رکہی اور وہ تلف ہو گئی پہر
غلام کسی اور کا نکلا تو وصی کو اوسکی قیمت مشتری کو پہیر دینی ہو گی اور جو کچھہ مشتری
کو دیوے وہ ترکہ موصی مین سے لیلے۔ اگر موصی کا ایک وارث صغیر سن لڑکا ہو اور
اوسکے حصہ مین کوئی غلام آوے اور وصی اوس غلام کو بیچکر اوسکی قیمت اپنے پاس رکہے
اور اوسکے پاس سے دام جاتے رہین اور وہ غلام کسی اور حقدار کا نکلے تو لڑکا وہ دام
اور وارثون سے لیوے۔ لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسرے پر حوالہ کرے یعنی اوتارے
(مثلاً لڑکے کا مال زید کے ذمہ ہے اور وہ عمرو پر اوتار دے) تو وصی کو اوس حوالہ کا
قبول کرنا درست ہے بشرطیکہ حوالہ مذکور لڑکے کے حق مین بہتر ہو۔ وصی اگر لڑکے کے
مال کو فروخت کرے یا اوسکے مال سے کچھہ خریدے اور اوسمین کچھہ نقصان ہو تو اگر ایسا نقصان
اوس جیسے معاملات مین لوگونکو ہو جایا کرتا ہو تو وصی کی بیع و شرا درست ہو گی (اور اگر
بہت سا نقصان ہو گا تو بیع و شرا مذکور درست نہو گی) وارث بالغ کے پیٹھہ پیچھے اگر وصی

اسکی چیز بیچڈالے تو جائز ہی لیکن زمین اور عقار کی بیع درست نہوگی — وصی کو جائز
کہ موصی کے مال مین سوداگری نکرے — اور کیسے مال کے تصرف مین اوسکے دادا
کی نسبت کر اوسکے باپ کا وصی بہتر ہے (یعنے باپ کے وصی کے ہوتے ہوئے
دادا کو تصرف کرنا پوتے کے مال مین اچھا نہین) لیکن اگر باپ نے کسی کو وصی نکیا
ہو تو دادا اس لڑکے کے مال مین تصرف کرنے مین باپ کی مانند ہے ؛

فصل وصی کے گواہی دینے کے بیان مین — بکر اور عمرو میت کے دو بیٹون
نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ہمارے ساتھ مین وصی کیا ہی (یعنے تین
شخصونکو وصی کیا ہے) تو یہہ گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے (بہت کے استحسانًا)
(اور بکر اور عمرو اسکی گواہی دین تو البتہ زید کا وصی ہونا ثابت ہوگا) (استحسانا) اسیطرح اگر
موصی کے دو بیٹے گواہی دین کہ میت نے زید کو اپنا وصی کیا ہو اور زید وصی
ہونے کا منکر ہو تو ان بیٹون کی گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونے کا
دعوی کرے تو البتہ گواہی اون دونو کی مقبول ہوگی اسیطرح اگر دو وصی گواہی دین
کہ فلان مال صغیر سن کے وارث کا ہی یا یہہ مال فلان وارث بالغ کا ہی (میت کی
ترکہ مین سی نہین تو یہہ گواہی لغو ہوگی) — اگر زید اور عمرو یہہ گواہی دین کہ بکر و خالد
کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین اور بکر اور خالد یہہ گواہی دین کہ زید
اور عمرو کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین تو یہہ گواہیان مقبول ہونگی —
اگر وصیت کے باب مین اسیطرح گواہیان ہون (مثلا زید و عمر گواہی دین کہ میت نے
ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لئی کی ہی اور بکر اور خالد گواہی دین کہ زید اور
عمرو کے لئی میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہی) تو یہہ گواہیان لغو ہونگی اور مقبول نہونگی

بیان خنثی

کتاب الخنثے

اسمین خنثے کا بیان ہے - خنثے اوسکو کہتے ہین جسکے مرد اور عورت دونون کی علامتین (یعنے ذکر اور فرج دونون) ہون پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد کا حکم ہے اور دوسرے مقام سے پیشاب کرے تو عورت کا حکم ہے اور اگر دونو مقامون سے پیشاب کرے تو جس مقام سے اوّل پیشاب نکلتا ہو ویسا ہی حکم ہوگا اور اگر دونون مقامون سے پیشاب برابر نکلتا ہو تو وہ خنثی مشکل ہے (اور زیادہ ہونیکی تمیز اسمین نہین ہوسکتی) اور ایک راہ سے بہت پیشاب کا نکلنا معتبر نہین (یعنے اس سے زیادہ کا حکم نہین ہوسکتا اور یہہ علامتین بالغ ہونے سے پیشتر کی ہین) - اب بالغ ہونے پر اگر اوسکے داڑہی نکلی یا عورتون سے صحبت کی تو مرد ہوگا اور اگر چہاتیان ابہرین یا چہاتیون مین دودہ آگیا یا حیض اوسکو ہوا یا حمل رہ گیا یا اوس سے مرد صحبت کرسکتا ہے تو عورت ہوگی - اور اگر کوئی علامت مرد وعورت کی ظاہر نہووے یا دونو علامتین نمود ہوئین تو خنثی مشکل ہوگا - خنثے مشکل نماز مین مردونکی صف کے پیچہے اور عورتون کے آگے کہڑا ہو اور اوسکے مال مین سے ایک لونڈی خریدی جاوے جو اوسکی ختنہ کرے اور اگر اوسکی پاس مال نہو تو بیت المال مین سے لونڈی خریدین اور ختنہ کے بعد لونڈی بیچ ڈالی جاوے - خنثی مشکل کو بیٹے اور بیٹی کے حصہ مین سے جو نسا کم ہوگا وہ ملیگا مثلاً اگر ایک شخص مرے اور ایک بیٹا اور ایک خنثی مشکل چھوڑے تو بیٹے کو دو حصے ملینگے اور خنثی کو ایک حصہ -

مسائل متفرقہ

مسائل متفرقہ گونگے کا اشارہ کرنا اور لکھنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع و شرا اور قصاص مین مثل زبان کے بیان کے ہے مگر حد کے باب مین اسکا اشارہ اور لکھنا معتبر نہینا (مثلاً اگر کسیکو اشارہ سے یا لکہنے سے زنا کی تہمت لگاوے تو اوسکو حد نمارینگے

اور اگر خون قصداً کر نیکا اقرار کریگا تو اُس سے قصاص لینگے بخلاف اُس شخص کے جسکی
زبان گویائی کے بعد بند ہوگئی ہو (کہ اسکا اشارہ اور لکھدینا مثل بیان زبانی کے
معتبر نہوگا) اگر بہت سی بکریان بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی مری ہوئی ہوین اور آپس مین ملجاوین
تو اُنمین اگر ذبح کی ہوئی بہت ہون تو دل سے اٹکل کرکے اُنمین سے کہا لے اور اگر مری
ہوئی زیادہ ہون تو اُنمین سے نکہاوے - ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ایک پاک کپڑے
خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک کی تری اُس پاک مین آگئی مگر اتنی ہے کہ اگر اوسکو
نچوڑین تو کچھہ نہ نکلے تو وہ پاک کپڑا اُس تری سے ناپاک نہوگا - بکری کا سر خون مین
لتہڑا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اوسپر سے جاتا رہے اور اوسکا شوربا تیار کیا جاوے تو اوسکا
کہانا درست ہے نجاست کے دور کرنے مین جلا دینا مثل پانی سے دہو ڈالنے کے ہے
- اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدے اور نہ لیا کرے تو درست ہے لیکن اگر پیداوار
کا عشر یعنی دہ یکی مالک کے لئے مقرر کردے تو درست نہوگا - اگر بادشاہ اپنے ملک کی
زمین کسی قوم کو دیدے کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہے - اگر ایک شخص نے روزہ قضاء
رمضان کا رکہا اور یہہ نہ نیت کی کہ فلان روزہ خاص کا ہے تو یہہ روزہ قضاء مین محسوب
ہوگا جیسی نماز قضا پڑہی اور یہہ نیت نکی کہ یہہ شروع کی نماز ہے یا پچہلی قضا نماز ہے
مین کی ہے اسیطرح اگر روزہ قضاء رکہا اور نیت کی کہ دو رمضان کے دو روزے ہون جنکا
ہے (تو ایک رمضان کے ایک روزہ مین محسوب ہوگا) اگر روزہ دار کسیکا تہوک
نگلجاوے تو جو شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا آویگا ورنہ کفارہ
نہوگا روزہ کی قضا ہوگی - بعض حاجیون کا جان سے مارا جانا حج کرنیوالے کے لئے
اُس سال حج کو نجانے کیواسطے عذر ہے (اسلئے کہ راستہ مین امن نرہا) اگر کسی عورت سے

کہا نہ تو زن من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اوسنے جواب دیا کہ شدم یعنے
ہو گئی تو نکاح نہوگا اور اگر کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تو نے اپنے آپکو
میری بیبی بنایا اور اوسنے جواب دیا کہ گردانیدم یعنی بنایا اور زوج نے پہر کہا کہ پذیرفتم
یعنے مین نے قبول کیا تو نکاح ہو جاویگا۔ اگر کسی شخص نے دوسری سے کہا کہ دختر خویش
را بپسر من ارزانی داشتی یعنی تو نے اپنی لڑکی میرے بیٹے کو دی اور اوسنے کہا کہ داشتم
یعنی دی تو نکاح نہوگا۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ
شوہر اوسکے ساتھ ہی رہتا ہو تو نافرمانی مین داخل ہے (عورت کے لئے نان نفقہ
شوہر پر واجب نہوگا) اور اگر شوہر غصب کئے مکان مین رہتا ہو اور اسوقت عورت اسکو پاس
آنے سے روکے تو نافرمان نہوگی (اسکا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوگا) عورت کا شوہر
سے یہہ کہنا کہ مین تیری لونڈی کے ساتھ نہین رہتی اور مکان علیحدہ چاہتی ہون عورت
کو نہ چاہئے۔ ایکعورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ طلاق کن یعنی طلاق دیدے اور اوسنے
جواب مین کہا کہ داده گیر یا کرده گیر یا داده باد یا کرده باد یعنی دی ہوئی اور کی ہوئی
سمجہہ لے یا ہوجیو تو طلاق واقع نہوگی لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کریگا تو ہو جاویگی
اور اگر شوہر کہے کہ دی ہے اور کی ہے تو طلاق پڑجاویگی خواہ نیت کرے یا نہ کرے اور اگر کہے کہ دی ہوئی جان یا
کی ہوئی فرض کر تو نہ پڑیگی گو نیت طلاق کی کرے۔ اگر بیبی کے تذکرہ کیوقت شوہر کہے کہ وہ مجہکو نباید
تا عمر بہر نہین چاہئے تو طلاق بدون نیت کے نہ پڑیگی۔ شوہر نے اگر اپنی بیبی سے کہا کہ حیلہ زنان کن یعنی
تو عورتون کا حیلہ کر تو یہہ تین طلاقون کا اقرار ہوا اور اگر یہہ کہا کہ حیلہ خویش کن یعنی
اپنا حیلہ کر تو اسکا اقرار نہوگا۔ عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجہکو مہر بخشا
مجہسے تو تنہا نہ لے اور شوہر اوسی مجلس مین اسکو طلاق دیدے تو اسکا مہر ساقط ہو جاویگا

ورنہ ساقط نہوگا (کیونکہ مہر کو طلاق کا عوض کیا تہا جب طلاق نہوئی تو مہر بھی ساقط
نہوا) اگر آقا نے اپنی غلام سے کہا کہ ایسے مالک یا لونڈی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون
تو وہ ان الفاظ سے آزاد نہونگے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھپر قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا
تو اللہ تعالی کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر یون کہا کہ مجھپر طلاق کی قسم ہے کہ یہہ کام
نکرونگا تو یہہ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا (اُس شخص کو وہ کام نکرنا چاہیئے اگر کریگا تو
اوسکی بی بی کو طلاق پڑجاویگی) اور اگر شوہر کہے کہ مین نے یہہ جہوٹ کہا تہا تو اُسکا
قول نمانینگے (طلاق پڑجاویگی)۔ اور اگر کہے کہ مجھپر گہر کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا
تو یہہ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹاؤ ہی اور
بائع نے کہا دیتا ہون تو بیع فسخ ہوگئی اگر کسی نے یون کہا کہ بخارا مین جبتک مین
ہون اگر فلان کام کرون تو ایسا ہو پہر بخارا سے چلا گیا اور دوبارہ آکر اُس کام کو
کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اگر کسی نے گدہی فروخت کی تو اُسکا بچہ اوسکی بیع مین داخل
نہوگا۔ جس زمین کی بابت جہگڑا ہوا وسکو قبضہ والیکے تصرف سے نکالنا چاہیئے جبتک
کہ مدعی اسبات کے گواہ نگذرانے کہ یہہ زمین میری ملک ہے۔ جو زمین قاضی کی حکومت
سے باہر ہو اوسکے باب مین قاضی کو حکم کرنا نچاہیئے۔ جب دعوی صحیح ہوا اور
گواہ ٹھیک ٹھیک ہون اور قاضی گواہ سنکر جو حکم اُس مقدمہ مین کردے پھر کہے کہ
مین نے اپنے حکم سے رجوع کیا یا مجھکو پہلے فیصلہ کے خلاف ثابت ہوا یا مین گواہون
کے دم مین آگیا یا مین نے اپنا حکم باطل کر دیا یا اور ایسا ہی کلمہ کہے تو معتبر نہوگا
اور وہی پہلا حکم جو دیچکا ہو جاری رہیگا۔ اگر زید نے کچہہ لوگونکو جتا دیا اور یہی
عمرو سے جو مدعا علیہ ہے کسی چیز کا سوال کیا اور عمرو نے اُسکا اقرار کر دیا تو اگرچہ

لوگ عمرو کو دیکھتے ہوں اور اسکی گفتگو سنتے ہوں اور عمرو اونکو نہ دیکھتا ہو تو ان لوگونکی
گواہی عمرو کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر عمرو کی کلام تو انہوں نے سنی مگر اسکو دیکھا
نہیں تو اوسکے اقرار کی گواہی درست نہوگی ۔ بائع نے ایک زمین فروخت کی اور اسکا
کوئی رشتہ دار موجود ہو اور بیع کی اسکو خبر ہے مرنے کے بعد اگر وہ رشتہ دار اوس
زمین کا دعویٰ کریگا کہ میری ہے تو سنا نجاویگا ۔ ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو بخشدیا
اور مرگئی پھر اوسکے وارثوں نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے مہر
اپنے مرض موت میں بخشا تھا (یعنے وصیت کے حکم میں ہے) اور خاوند نے کہا
حالت صحت میں بخشا تہا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا ۔ زید نے عمرو کے قرض یا کسی
چیز کا اپنے ذمہ اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے تو جھوٹا اقرار کیا تہا تو عمرو سے یہ قسم
لیجاویگی کہ زید اقرار میں جھوٹا تہا اور میں اپنے دعوے میں باطل پر نہیں ہوں ۔
اقرار کرنا ملک کا سبب نہیں ہوتا ہے (یعنے اگر کسیکے لئے کچھ مال کا اقرار کرے اور وہ واقع
میں اسکا نہیں تو جسکے لئے اقرار کیا ہوگا اوسکو اس مال کا لینا درست نہوگا
اس معاملہ میں جو اوسکے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہے ہاں اگر اقرار کرنیوالا اپنی
خوشی سے دیدے تو لے لے کہ یہ از سر نو مالک کرتا ہے) اگر ایک شخص نے دوسرے
سے کہا کہ میں نے اس چیز کے بیچنے کا تجھکو وکیل کیا اور دوسرا اوسکو سنکر چپ ہو رہا
(نہ اقرار کیا نہ انکار کیا) تو وکیل ہو جاویگا ۔ اگر ایک شخص نے اپنی بیبی کو اوسکی
طلاق دینے کا وکیل کیا تو پھر شوہر کو اس عورت کے معزول کرنیکا اختیار نہیں
زید نے عمرو سے یہ کہا کہ میں نے تجھکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ جب میں تجھکو
وکالت سے معزول کروں تب تو میرا وکیل ہے پس اس صورت میں اگر زید عمرو کو معزول کرنا

چاہی تو معزول کرسکیگا للہذا یون کہی کہ مین نے تجھی معزول کیا پھر اوسکے بعد معزول کرنے کی

دوسری دفعہ معزول کرنیکو کہنا اسلئی ہی کہ جو وکالت معزول کرنے پر مشروط کی تھی

وہ بھی برطرف ہو جاوی) ---- اور اگر یون کہا تھا کہ جتنی دفعہ مین تجھی معزول کرون

اوتنی ہی بار تو میرا وکیل ہے تو اوسکے معزول کرنے کو یون کہی کہ مین نے جو

وکالت مشروط کی تھی اوس سی رجوع کیا اور جو وکالت اب ہی اوس سی معزول کیا

جس صورت مین کہ صلح دین سی دین کے عوض ہو تو اوسصورتمین (صلح کے جائز ہونے

کے لئی جس دین پر صلح ہوتی ہو اوسکا قبضہ کرنا شرط ہی اوسی مجلس مین) ورنہ صلح

درست نہوگی اور اگر صلح ایک اسباب سی دوسری اسباب معین کے عوض کی یا دین

سے اسباب معین کے عوض کی تو ان صورتون مین اوسی مجلس مین) قبضہ کرنا شرط

نہین (دین سے دین کے بدلے صلح کرنے کی صورت یہہ ہی کہ مثلاً زید کے ہزار

روپیہ عمرو پر آتے ہین اور عمرو نے انکار کر دیا پھر حجت کے بعد دس اشرفیون پر

دس روز کے وعدہ پر دونون نے صلح کر لی تو دس اشرفیان زید اگر اوسی مجلس

مین لے لیگا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی) ایک شخص نے ایک یتیم کے مکان پر

دعوی کیا اوسکے باپ نے اوس یتیم کا کسیقدر مال دیکر صلح کر لی تو اگر مدعی کے

پاس اوسکے دعوی کے گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گھر کی قیمت کے برابر

یا کسیقدر زائد ہو کہ اتنی کی لوگ پروا نکرتے ہون تب تو یہہ صلح درست ہوگی اور اگر مدعی

کے پاس گواہ نہونگے یا گواہ ہون مگر عادل نہون تو صلح ناجائز ہوگی - مدعی نے

اول بیان کیا کہ میری پاس گواہ نہین پھر گواہ پیش کئی یا گواہ نے اول کہا کہ میری گواہی

نہین ہی پھر گواہی دیدی تو یہہ گواہی مقبول ہوگی - اگر بادشاہ نے امام کو حکم

دی ہو تو امام کو اختیار ہی کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا دیدے بشرطیکہ راستہ چلنے والونکو ضرر نہو۔ جس شخص پر بادشاہ نے ڈنڈ ڈالا ہو اور یہ نکہا ہو کہ اپنا مال بیچکر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچکر تاوان ادا کرے تو اوسکی بیع درست ہو گی اور (اگر بادشاہ نے کہدیا ہو کہ اپنا مال بیچکر ڈنڈ ادا کرے اور اسصورت مین فروخت کرے تو یہہ بیع درست نہو گی اسلئے کہ زبردستی سے ہوئی اوسکی رضا سے نہین ہوئی اور اگر اسصورت مین بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض کرے تو درست ہو گی کیونکہ نارضامندی اور زبردستی نرہی) ۔ اگر اپنی بیبی کو مار سے ڈرایا تاکہ وہ مہر بخشدے اور شوہر اوسکے مارنے پر قادر بھی ہو تو اسصورت مین اگر بخشدیگی تو یہہ ہبہ درست نہو گا (کہ زبردستی سے ہوا اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہوا اور وہ عورت مہر بخشدے تو درست ہے اسلئے کہ زبردستی ثابت نہوئی) اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کی تو طلاق ہو جاویگی اور خلع کے عوض کا مال لازم نہو گا ۔ ایکعورت کے ذمہ زید کا کچھہ قرض ہے اوسنے اپنے مہر مین وہ قرضہ شوہر پر اوتار دیا پھر شوہر کو مہر بخشدیا تو یہہ ہبہ درست نہو گا ۔ زید نے اپنی ملک مین کنواں یا پاخانہ کا کھتا بنایا اوس سے اوسکی ہمسایہ کی دیوار کو تری پونہچی اور ہمسایہ نے اوسکے ہٹائے جانے کی درخواست کی تو زید پر اوسکے ہٹالینے کے لئے جبر نکیا جاویگا اور اگر ہمسایہ کی دیوار گر پڑیگی تو زید پر اوسکا تاوان نہو گا ۔ شوہر نے اپنی بیبی کے احاطہ مین اپنی مال سے اوسکی اجازت لیکر عمارت بنائی تو یہہ عمارت اوسکی بیبی کی ہو گی اور جو کچھہ اسمین خرچ پڑا ہو گا وہ عورت کے ذمہ قرض ہو گا اور اگر عمارت اپنے لئے بدون اجازت کے بنائی تو عمارت شوہر کی ہو گی اور اگر بی بی کے لئے مکان بدون اوسکی اجازت کے بنایا تو مکان بی بی کا

ہوگا اور روپیہ جو فائدہ میں لگا وہ سلوک کے طور پر ہوگا (یعنے بطور احسان کے قرض
نہوگا) ۔ اگر کسی قرضخواہ نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص نے دھمکی دیکر اسکے ہاتھ سے
قرضدار کو چھین کر چھوڑ دیا تو یہ چھوڑنے والا قرض کا ذمہ دار نہوگا ۔ کسی شخص کے
پاس دوسرے آدمی کا مال ہے اور بادشاہ نے اُس سے کہا کہ یہ مال مجھکو دیدے ورنہ
تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا یا پچاس کوڑے مارونگا اور وہ شخص مال بادشاہ کے حوالہ کردے
تو اُس مال کا تاوان مالک کے لئے اوسکو نہ دینا آویگا ۔ شکاری نے بسم اللہ کہکر برچھی
گاڑ دی کہ گورخر کا شکار کرے اور دوسرے دن آکر گورخر کو زخمی اور مرا ہوا دیکھا تو
اُسکا کھانا درست نہیں ۔ حلال جانور کی سات چیزیں کھانی مکروہ ہیں اوّل نر کا آلہ دوم
کپورے سوم غدود چہارم پھکنا پنجم پتہ ششم خون جاری ہفتم [illegible]
پیٹھ کی ہڈی کا گودا (واضح ہو کہ خون روان مطلق حرام ہے اور باقی سات چیزیں مکروہ
ہیں) غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور پڑی پائی مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار
ہے (جسکو چاہے قرض کے طور پر دیدے) ۔ جس لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہو کہ اگر
کوئی دیکھے تو ختنہ کیا ہوا جانے اور اوسکے ذکر کی کھال مشکل ہے کٹنی معلوم ہو تو
اُسکی ختنہ نکرنی چاہیے اسیطرح اگر کوئی بوڑھا شخص مسلمان ہوا اور تجربہ کار لوگ کہیں کہ اسمین
طاقت ختنہ کی نہیں تو اُسکی ختنہ بھی نکریں ۔ ختنہ کے لئے مستحب وقت ساتواں سال
ہے ۔ گھوڑ دوڑ کرنی اور اونٹوں کو آپسمین دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا
ہے یا تیر چلانا کہ کسکا نشانہ پر لگتا ہے درست ہے اور دونوطرف سے شرط بدنی حرام ہے
(یعنے اگر زید اور عمرو گھوڑ دوڑ کریں اور یہ بدیں کہ زید کا گھوڑا آگے نکلے تو عمرو دس
روپیہ دے اور عمرو کا نکلے تو زید دس روپیہ دے تو یہ حرام ہے) اور اگر شرط ایک ہی طرفسے ہو (مثلاً زید کا گھوڑا آگے نکلجاویگا

تو کروہ ہے تنزیہی جاوینگے) یہہ حرام نہین پیغمبرون اور فرشتون کے سوا دوسرے شخصون پر درود و سلام بھیجنا نچاہیے لیکن اونکے ساتھہ مین مضایقہ نہین مثلاً یون کہنا چاہیے کہ اللہم صل وسلم علے فلان یعنی الہی درود اور سلام بھیج فلان شخص پر بلکہ یون کہے تو درست ہی کہ اللہم صل وسلم علے محمد و علی فلان یعنی الہی درود و سلام بھیج اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر) کافرون کے تیوہار (مثلاً نوروز اور مہرگان) کے نام سے (کہ شروع ماہ جیساکہہ اور کاتک کا نام ہے) کسیکو کچھہ دینا جائز نہین۔ گوشہ دار ٹوپی کے پہننے مین مضایقہ نہین سیاہ کپڑی کا پہننا اور عمامہ کا شملہ دونو مونڈہون کے درمیان مین آدہی کمر تک رکہنا مستحب ہی۔ بوڑہے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم کا بڑہکر چلنا جائز ہی۔ حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ چلے مین ایکبار ختم کرلیا کرے (یعنے پڑہنے مین جلدی نہ کرے)

سنہ تیرہ سو ستر

کتاب الفرائض

اسمین میت کے وارثون کے حصے جاننے کا بیان ہے (مردہ کے مال سے اول وہ قرض ادا کرنا چاہیے جو اس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچھہ روپیون کے عوض گرو ہوا اور اسکا ترکہ اور کچھہ نہو تو اول رہن کا روپیہ اس مال سے ادا ہوگا بعد اسکے وہ ترتیب ہی جو کتاب والا کہتا ہی) ترکہ میت سے اوسکے کفن و دفن کا سرانجام پہلے کیا جاوے پہر جو کچھہ بچے اس سے اسکا قرض ادا کیا جاوے پہر باقی مین سے اوسکی وصیت پوری کیجاوے پہر جو بچے اسکو وارثون مین تقسیم کرنا چاہیے اور وارث (تین طرح کے ہین فرض والے اور عصبے اور ذوی الارحام)

(فرض والونکا بیان) فرض والے (وہ وارث) ہین جنکا حصہ کلام مجید مین (یا شریعت مین) ٹھہر چکا ہی (اور وہ بارہ آدمی ہین اَوّل میت کا) باپ ہی (اوسکو) میت کے پسر خواہ پوتے یا پرپوتے (یعنے اولاد مذکر کے) ساتھ مین چہٹا حصہ ملتا ہی (اور اگر میت کی بیٹی یا پوتی یا پرپوتی یعنی مونث اولاد ہو تو چہٹا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والون سے کچھہ بچرہے وہ بھی ملیگا اور اگر میت کی اولاد نہ مذکر ہو نہ مونث تو باپ عصبہ ہوگا) دُوسرا صحیح دادا جسکا ناتا اگر میت سے بیان کرین تو اوس ناتے مین میت کی مان نہ آوے (مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ) تو ایسے دادا اور باپ کا حکم فرض مین ایک ہی (یعنے اگر باپ نہو تو دادا کے وہی تین حال ہین جو اوپر مذکور ہوئی) لیکن (دو باتو نمین دادا اور باپ مین فرق ہی اَوّل یہہ کہ) اگر میت کے مان باپ اور شوہر یا بی بی بچے تو مان کو دو نو صورتو نمین شوہر کے حصہ کے بعد جو باقی بچتا ہی اوسکی تہائی ملتی ہے دادا کے ہوتے یہہ صورت نہوگی (مثلاً ایک عورت مری اور اوسنے شوہر اور مان باپ چہوڑے تو اسمین شوہر کو نصف ترکہ پہنچیگا اور مان کو نصف کا تہائی یعنے چہٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور اگر اسصورت مین باپ کی جگہہ دادا ہو تو نصف ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی مان کو اور باقی بچا دادا کو ملیگا یا ایک مرد مرا اور اوسنے ایک بی بی اور ماں باپ چہوڑے اسصورتمین چوتہائی بی بی کو دیکر باقی کی تہائی مان کو اور پہر جو کچہہ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہہ دادا ہو تو مان کو کل ترکہ کی تہائی ملتی ہے دُوسرا فرق یہہ ہی کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی مان کو یعنی دادی کو حصہ نہین ملتا) اور دادا کے ہوتے ہوئے دادی محروم نہین ہوتی (اور باتو نمین باپ دادا یکسان ہین) چنانچہ بہائی بہنونکو دادا کے ہوتے ہوئے کچہہ نہین ملتا (جیسے باپ کی ہوتے

ہو تو چھٹا حصہ ملتا ہے تیسری اہل فرض میت کی ماں (ہے اسکو) میت کی اولاد خواہ اولاد
کی اولاد کے ساتھ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور مذکر ہو یا مونث) اور نیز (میت کے) دو
یا زیادہ بھائی یا بہن کے ساتھ (خواہ حقیقی ہوں خواہ علاتی خواہ اخیافی) نہ ہونے کی
ولی اولاد کے ساتھ (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملتا ہے اور میت کے باپ اور دادا پردادا ہی
کے ساتھ تہائی اس مال کا ملیگا جتنا زید یا بیبی کو دیکر بچے (چنانچہ اسکی مثالیں
پہلے اور لکھ دی ہیں) چوتھی اہل فرض) میت کی جدہ صحیحہ (ہے) جسکا نانا میت سے درمیان
نہ آتا ہو یعنی نانا میت کا نہ آوے (تو وہ دادی پرنانی اور پردادی اور
[illegible] نانی کی ماں یا دادی کی ہو گی اور جدہ (کبھی) ایک ہو یا بہت ہوں
[illegible] دو نانے ہوں اور جسکا صرف ایک نانا ہو
[illegible] (دو نانے اس طرح) ہو سکتی ہیں مثلاً دادی کی ماں بھی وہی ہو اور نانی کی
ماں بھی [illegible] مسماۃ ہندہ کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہے اور پھر ان دونوں کا آپس
میں نکاح ہو گیا تو انکی اولاد کا رشتہ ہندہ سے دو قرابت کا ہو گا) اور جس جدہ کا
نانا میت سے دور ہو وہ قریب کے نانے والی سے محروم ہو جاویگی اور سب جدات خواہ
دور کی ہوں خواہ نزدیک کی باپ کے ہوتے ہوئے محروم رہتی ہیں (پانچواں اہل
فرض میت کا شوہر (ہے) اسکو بیبی کے ترکہ کا نصف ملتا ہے اور میت کی اولاد کے
ہوتے ہوئے ترکہ کا چہارم ملتا ہے خواہ اولاد کتنی ہی نیچے کی ہو (چھٹی اہل فرض میت
کی بیبی (ہے اس) کو شوہر کے مال میں سے چہارم ملتا ہے اگر شوہر کے اولاد نہو اور اولاد
کے ساتھ میں خواہ کتنی ہی نیچے کی ہو بیبی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے (اور بیبیاں دو یا
تین ہوں تو انکا حصہ زیادہ نہو گا چوتھائی بے اولاد کے اور آٹھواں مع اولاد کے

سب آپس میں تقسیم کر لیں (تیسا نوع فرض والی بیٹی (ہے اور وہ) اگر ایک ہو تو ترکہ کا
آدھا اسکو ملیگا اور دو بیٹیاں یا زیادہ ہوں تو ترکہ کی دو تہائیاں پاوینگی اور
(اگر وارث بیٹا اور بیٹی دونو ہوں تو) بیٹوں کے ساتھہ (ملکر بیٹیاں) عصبہ ہو جاتی ہیں
اور اسصورت میں بیٹی کو پسر کے حصہ سے آدھا ملتا ہے (یعنے کوئی حصہ مقرر ہی نہیں رہتا بلکہ ایک
پسر کا حصہ جسقدر ہو اوسکا آدھا بیٹی کو ملتا ہے) پوتا مثل میت کے بیٹے کے ہے جسکے
بیٹا ہو اور بیٹی کے ہوتے ہوئے پوتے کو کچھہ نہیں ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھہ
ہو تو جو بعد کرنے قریب تر میت سے ہوگا اسکو باقی ملیگا (یعنے آدھا بیٹی کو دیکر باقی پوتے
کو ملیگا اسلئے کہ عصبہ ہو اور کنز میں اقرب ذکر اسلئے کہا کہ ولد الابن پوتی کو بھی کہہ
سکتے ہیں مگر اونکو باقی نہیں ملتا) اوسکا حال آگے آتا ہے (آٹھویں فرض والی میت
کی پوتی (ہے یہ) کو سگی بیٹی کے ساتھہ چھٹا حصہ ملتا ہے تاکہ دو تہائی کامل ہو جاوے
(کیونکہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے تو وہ دو تہائی جو بیٹیوں کا حق ہے وہ ان دونوں کو
ملیگا اسطرح کہ آدھا بیٹی کو دینگے اور چھٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونوں ملکر دو تہائی ہو جاوین
پس) پوتی ایک ہو یا زیادہ (ایک بیٹی کے ساتھہ میں چھٹا حصہ پاویگی) اور اگر بیٹیاں
ایک سے زیادہ ہوں تو پوتیاں محروم رہینگی لیکن اگر اسصورت میں پوتیوں کے ساتھہ
میں یا ان سے نیچے کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنی ساتھہ والیوں اور اوپر والیوں کو سوائے
فرض والی بیٹیوں کے عصبہ کر دیتا ہے اور مرد کو دونا حصہ عورت سے ملجاتا ہے اور جو
اس سے نیچے ہوں انکو کچھہ نہیں پہنچتا (مثلاً اگر میت کے دو بیٹیاں اور ایک پوتی
اور ایک پڑپوتا اور ایک پڑپوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہوں تو بیٹیوں کو دو ثلث
ملینگے اور ایک تہائی ترکہ کی جو بچا وہ پڑپوتے کے سبب سے پڑپوتی اور پوتی

اور ہر دو بیتے مین مرد کو عورت سے دونا تقسیم ہوجاویگی اور پوتے کی پوتی جو اوس
سے نیچے درجہ مین ہی اوسکو کچھہ نملیگا حاصل یہہ کہ پوتیون کی چھہ حالتین ہین اگر
اونکے ساتھہ بیٹی کوئی نہو تو ایک پوتی کو آدہا اور دو کو دو تہائی اور اگر اونکے
ساتھہ ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر دو بیٹیان ہون تو محروم ہونگی اور اگر
اونکے ساتھہ لڑکا ہو تو سوائی فرض والیون کے برابر اور پڑوالیون کو عصبہ کر دیتا
ہے اور مال مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو ایک اکہرا تقسیم ہوتا ہی اور اگر میت کے بیٹا
ہو تو پوتیونکو کچھہ نہین پہنچتا (ساتوین اہل فرض) میت کی حقیقی بہنین ہین اونکا حال
بیٹیون کا سا ہی جس صورت مین کہ بیٹیان اور پوتیان نہون (یعنے بہن ایک ہو
تو آدہا مال پاویگی اور دو ہون تو دو تہائی) اور بھائی اگر اونکے ساتھہ ہو تو مرد
کو عورت کی نسبت دونا حصہ ملیگا) بھائیون کے ساتھہ مین عصبہ ہوجاتی ہین اور
اگر بہنون کے ساتھہ مین بیٹیان یا پوتیان ہونگی تب بھی بہنین عصبہ رہینگی (اور
فرض والون سے بچا مال پاوینگے آٹھوین فرض والی) علاتی بہنین (ہین) اونکا
حال پوتیون کا سا ہی (یعنے جو حال پوتیون کا) بیٹیون کے ساتہہ (تہا وہ حال
علاتی بہنون کا سگی بہنون کے ساتھہ ہی کہ اگر سگی بہنین نہون تب تو ایک علاتی
بہن کو آدہا اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھہ مین چھٹا حصہ
خواہ علاتی بہن ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنون کے ساتھہ مین کچھہ نہین
ملتا ہان اگر اونکے ساتھہ علاتی بہائی اس صورت مین ہو تو وہ انکو عصبہ کرتا ہی اور
عصبہ کے ساتھہ مین اونکو مرد کے حصہ سے آدہا ملتا ہے اور بیٹیون اور پوتیون
کے ساتھہ مین علاتی بہنین بھی عصبہ ہوجاتی ہین (اور اوسوقت اہل فرض سے

جو مال بچتا ہی وہ اسکو پہنچتا ہی خواہ ایک ہو یا زیادہ (گیارہوین اہل فرض) میت کی اخیافی بہن (ہے) اور (بارہوین اہل فرض اخیافی) بھائی (ہے ان دونو کا یہہ حال ہے کہ اگر) ایک ہو تو چھٹا حصہ پاتا ہے اور زیادہ ہوون تو تہائی مال کی ملتی ہی اور انمین عورت مرد کا برابر حصہ ہی (یہہ نہین کہ مرد کو عورت سے دونا ملے) بھائی اور بہن خواہ حقیقی ہون یا علاتی یا اخیافی میت کے پسر اور پوتے اور پروتے وغیرہ اولاد نر کے ہوتے ہوئے خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے کچھہ نپاوینگے اور سگی بیٹی اور پوتی (یعنی میت کی اولاد مونث) صرف اخیافی بہن بھائی کو محروم کرتی ہے (سگی اور علاتی کو نہین کرتی)

(عصبون کا بیان) عصبہ اوس وارث کو کہتے ہین کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لیوی اور اگر فرض والونکے ساتھہ ہو تو باقی مال لیوی (جو اون سے بچا) اور عصبہ دو قسم ہی ایک نسب کا یعنی بباعث میت کی قرابت کے دوسرا عصبہ سبب کا یعنی میت کا آزاد کرنیوالا نسبی عصبہ دوسری سے میراث مین مقدم ہی اور (اوسکی ترتیب یون ہی کہ) سب سے زیادہ حقدار بیٹا ہی پھر پوتا پھر پرپوتا پھر اوسکی اولاد نر کتنے ہی نیچے کی ہو پھر باپ پھر دادا پھر پردادا کتنے ہی اوپر کا ہو پھر سگا بھائی پھر علاتی بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا (پھر میت کے چچا تائی پھر باپ کے چچا تائی پھر دادا کے چچا تائے ترتیب سابق (یعنے سگے اول اور علاتی بعد ہونگے ان) عصبات نسبی کے بعد عصبہ سبب (یعنی آزاد کرنیوالا) میت (کا اوس) کے مال کا حقدار ہی اور اگر وہ نہو تو اوسکی عصبون کو اسی ترتیب سے پہونچیگا (یعنے اول اوسکی اولاد نر پھر باپ یا دادا پھر بھائی وغیرہ کہ جیسا اوپر بیان ہوا) جو عورتین ایسی ہین کہ حصہ انکا آدہا اور تہائی ہے (یعنے بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاتی بہنین) وہ اپنے

عصبون کا بیان

بھائیون کے ساتھ مین عصبہ ہو جاتی ہین اونکے سوا اور عورتین اپنی بھائیون کے ساتھ
مین حصہ نہین ہوتین (اور جب اونکے ساتھ اونکے بھائی ہوتے ہین تو مال اُنکے بیچ
اسطرح تقسیم ہوتا ہی کہ مرد عورت سی دونا پاوی بخلاف اخیافی بہنون کے جنکا حصہ باوا
اور دو تہائی نہین تو اُنمین مال کی تقسیم بہ مرد و عورت مین برابر ہے) جس شخص کا ناتا
میت سی کسیکے ذریعہ سی ہوتا ہی وہ اُس ذریعہ کے ہوتے ہوے مال نہین پاتا (مثلاً
پوتا یا دادا کہ انکا رشتہ میت سی بذریعہ بیٹے یا باپ کے ہی تو بیٹے کے ہوتے پوتا اور باپ
کے ہوتے دادا حصہ نپاویگا) مگر اخیافی بہن بھائی (اس قاعدہ سی خارج ہین اونکا
رشتہ میت سی بذریعہ مان کے ہی اور مان اونکے ہوتے ہوے بھی محروم نہین ہوتے)
جو شخص محجوب ہو (یعنے کسی رشتہ دار قریب کے جہت سی جو نکہ لیسر محروم ہی) وہ دوسرے
کو محجوب کرسکتا ہی مثلاً اگر میت کا باپ اور ماں اور دو بھائی ہون وہ بہین ہون تو
(باپ وجود یکہ باپ کے ہوتے بھائی کو کچھ نہ ملیگا مگر وہ ماں کے حصہ کو تہائی
سے چھٹا کردینگے (اگر یہ نہوتے تو ماں کو تہائی ملتا انکے سبب ماں کے حصہ
مین نقصان ہوگیا گو وہ خود محروم ہین) جو شخص غلام ہونے کی جہت سی یا میت
کو اپنے ہاتھ سی قتل کرنیکے باعث سی یا دین کے اختلاف کی جہت سی یا دار کے جدا ہونے
کی جہت سی محروم ہو وہ دوسرے کو محروم نہین کرسکتا (مثلاً میت کا بیٹا اگر دوسرے کا
غلام ہو یا میت کا قاتل ہو یا کافر ہو یا دار الحرب مین رہتا ہو تو میت کے اور وارثون
مثلاً بھائی بہن وغیرہ کو محروم نکریگا) ایک کافر دوسرے کافر کا وارث ہوتا ہی جسطرح
ایک مسلمان دوسرے کا وارث ہوتا ہی خواہ نسب کی جہت سی (مثلاً باپ بیٹا بہن بھائی ہونیکی جہت سی) یا سبب
علاقہ سی (مثلاً شوہر اور بیبی ہونیسی یا آزاد کرنے سی وارث ہو اور دونون سی بھی وارث

ہوتا ہو مثلاً شوہر اپنی بیبی کو آزاد کرے یا وہ اپنی ہو تو شوہر ہونے کی جہت سے اور آزاد کرنے
کے سبب سے دونوں سے وارث ہوگا) اگر کافر کی دو قرابتیں ہیں جس سے ایک محجوب ہو اور ایک حاجب
تو وہ حاجب کی قرابت سے میراث پاویگا نہ محجوب کی (مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی سے نکاح
کیا اور اس سے لڑکا ہوا تو جب لڑکا اس کافر سے دو قرابت رکھتا ہو اسکا بیٹا بھی ہے
اور نواسا بھی مگر نواسہ ہونے کی قرابت محجوب ہے اور بیٹے کی قرابت حاجب تو اس کافر کی
میراث بیٹے ہونے کی جہت سے پاویگا نہ نواسے ہونے کے سبب سے) کافر اگر اپنے محرم
سے نکاح کرلے (مثلاً ماں سے یا بیٹی سے) تو شوہر ہونے کی میراث اسکو نہ ملیگی حرام
کی اولاد اور وہ بچہ جسکی جہت سے شوہر و بیبی میں لعان ہوا ہو وہ ماں ہی کیطرف سے
میراث پاوینگے (یعنی ماں کے ترکہ میں سے اُنکو حصہ ملیگا باپ کے ترکہ میں سے نہ ملیگا کیونکہ
باپ سے انکا رشتہ علیحدہ ہوگیا ہے) حمل کیواسطے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کرلیا جاویگا (یعنی اگر
میت کی جورو حاملہ ہو اور وارث خواہاں تقسیم ترکہ ہوں تو حمل کے لئے ایک پسر کا حصہ رکھ
چھوڑینگے باقی مال بانٹ دینگے) پھر وہ بچہ آدھے سے زیادہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوکر
اگر مر جاویگا تو وارث ہوگا اور اگر تھوڑا ہی سا نکل کر مر جاویگا تو وارث نہوگا چند
شخص اگر جلجاویں یا ڈوب کر مرجاویں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہونگے ہاں اگر یہ
معلوم ہوجاوے کہ فلانا پہلے مرا اور فلانا پیچھے تو ان میں وراثت جاری ہوگی

(ذوی الارحام کا بیان) ذوی الارحام اُن رشتہ دار کو کہتے ہیں جنکا حصہ شریعت
میں مقرر نہو اور نہ وہ عصبہ ہو ذوی رحم کسی فرضوالے اور عصبہ کے ساتھ میں وارث نہیں
ہوتا بجز شوہر یا بیبی کے ساتھ کے اسلئے کہ اُنپر ان کا رد نہیں ہوتا اسلئے اگر شوہر یا بیبی
کے ساتھ میں ذوی رحم ہوگا تو باوجود یکہ وہ دونوں صاحب فرض ہیں مگر انکے ساتھ میں

ذوی الارحام کا بیان

بدہ وارث ہوتا ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ شوہر یا بیبی کو بچا مال دوبارہ نہیں دیتے
بخلاف اور فرض والون کے کہ اگر اونکے حصون سے کچھ مال بچتا ہے تو وہ پھر انہین کو حصہ
رسد دیا جاتا ہے پس جب شوہر یا بیبی کو دیکر کچھ بچے اور وہ انکو ہٹایا نہین جاتا تو میت
کا وارث بجز ذو رحم کے اور کون رہا اسیلیے اونکے ساتھ مین وارث ہوتا ہے ذوی الارحام
کی ترتیب مثل عصبات کی ترتیب کے ہے (یعنے اول میت کی فروع یعنی بیٹیون پوتیون
کی اولاد گو نیچے کی ہون پھر اسکے اصول یعنی جد فاسد اور جدات فاسدہ کتنی ہی اوپر کے
ہون پھر اوسکے ماں باپ کے فروع یعنی عینی یا علاتی یا اخیافی بہن بھائیونکی اولاد
پھر اوسکے جد اور جدہ کی فروع یعنی ماموں خالہ پھوپھی تائے اور چچا کی لڑکیان
پھر باپ کے ماموں خالہ وغیرہ) - ذوی الارحام مین درجہ کے قرب سے ترجیح
ہوتی ہے (یعنی قریب کے رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور والیکو نملیگا اگر قرب مین
برابر ہون تو) پھر اسباب کو دیکھتے ہین کہ اسکی اصل وارث ہے یا نہین اگر وارث ہو تو اسکو
مقدم کرتے ہین اوسپر جسکی اصل وارث نہو مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور ہمشیر زادی کا بیٹا
اگر موجود رہین تو مال برادرزادہ کی دختر کو ملیگا اسلئے کہ اسکی اصل یعنی برادرزادہ عصبہ ہے اور ہمشیر زادی کے
پسر کو نملیگا اسلئے کہ اسکی اصل یعنی ہمشیر زادی وارث نہین ذو رحم ہے) جسوقت کہ ذوی الارحام کی جہت قرابت میت سے مختلف
ہو تو جسکی قرابت باپ کیطرف سے ہوگی اوسکو دونا ملیگا اور جسکی ماں کیطرف سے ہوگی اسکو
ایک حصہ ملیگا (مثلاً اگر میت اپنے باپ کا نانا اور ماں کا دادا چھوڑے تو اول کو دو تہائی
اور دوم کو ایک ملیگی) ذوی الارحام کی اصلین اگر ایک سے ہون تو ترکہ کو اونکی گنتی
پر تقسیم کرینگے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو بہنونکی اولاد ہو تو بیٹے بھانجون
بھانجیون کو شمار کرکے ترکہ برابر تقسیم کر دین اگر سب مذکر ہون یا سب مونث اور اگر

کچھہ مرد کچھہ عورتین ہون تو مرد کو دونا حصہ عورتونکی نسبت دیوین) اور اگر اولاد
اصول متفق نہون (یعنے بعضونکی اصل مرد ہوا اور بعضون کی عورت) تو شمار شخصون
کا (اسوقت بھی) اونہین سے ہوگا مگر جس درجہ مین کہ پہلے اختلاف ہوا ہی مرد
و عورت کا فرق اوسمین کرلیا جاویگا (مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک
نواسہ کی بیٹی بچے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلئے کہ
اول جہان اختلاف ہوا ہی وہان ایک جا نواسی ہے اور دوسری جا نواسا
اسلئے تہائی عورت کے اعتبار سے ہوئی اور دو تہائی مرد کے اعتبار سے
اور شمار پچھلون کی بموجب ہوتی ہے یعنی مثلاً اگر پہلی صورت مین چار بیٹیان ہون اور
دوسری مین تین ہون تو پہلی صورت والیونکو وہی ایک تہائی چار حصہ مساوی
مین تقسیم کردیجاویگی اور دوسری صورت والیونکو دو تہائی تین جگہہ تقسیم ایک
کردیجاویگی) حصے (جو کلام مجید مین) مقرر (ہین وہ چھہ ہین تین ایک قسم کے
یعنے) آدہا چوتھائی آٹھوان اور (تین دوسری قسم کے یعنی) دو تہائی تہائی
اور چھٹا اور اونکے مخرج (یعنے ایسے عدد کہ اونسے یہہ حصے نکل سکین سات ہین)
آدہی کے لئی دو کا عدد ہی (پس جسکو نصف مال پونہچتا ہو چاہیئے کہ مال کے دو سہام
مقرر کرلین اور چوتھائی کے لئی چار کا عدد ہی اور آٹھوین حصہ کے لئی آٹھہ کا عدد
ہے اور دو تہائی اور تہائی کے لئی تین کا عدد ہی اور چھٹے حصہ کے لئی چھہ کا
(اور ان دو قسمون مین پچھلا عدد اپنے پہلے حصونکا بھی مخرج ہوسکتا ہی مثلاً چار کا
عدد آدہی کا بھی مخرج ہی اور آٹھہ کا عدد چوتھائی اور آدہی کا مخرج ہے اور
چھہ تہائی کا مخرج ہے) اور ایک دوسرے کے ملنے سے بارہ اور چوبیس مخرج ہوتے

ہین (یعنے ایک قسم کو سہم جب دو سہم کی برابر ہو خواہ سب حصون سے ملے خواہ ایک سہم
تو اوس کی صورتین تین ہین پہلی یہ کہ آدھا اور دوسری قسم سے ملے یعنی تہائی دو تہائی چھٹا
دوسری یہ کہ جو چوتھائی دوسری قسم سے ملے یعنی تہائی یا دو ثلث تو بارہ مخرج ہوتا ہے تیسری یہ کہ
آٹھواں جب دوسری قسم کے ساتھ ہو یعنے آٹھواں چوبیس سے ہوتا ہے) اور مخارج زیادہ ہو جاتے
ہین حصوں سے مخرج کے کبھی یہ کہ چھٹا (یعنے جس صورت مین کہ عدد حصون کے مخرج
کا کم ہو اور سہام اوسکے زیادہ ہو جائین تو کمی مخارج مین زیادہ کر دیا جاتا ہے
تاکہ سب حصے والون کو پہنچے) اور یہ پہنچ جانا بقدر بڑھانے کو عول کہتے ہین اور
یہ بات تین مخرجون مین ہوتی ہے جو چھ بارہ چوبیس کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین
پس چھ کا عدد دس تک عول کو پہنچ جاتا ہے طاق اور جفت دونون (مثلاً ایک میت کا خاوند
اور دو بہنین سگی ہین تو یہان خاوند کا نصف اور بہنون کا دو ثلث ہے عدد چھ
سے دو تو نکل سکتے ہین لیکن چھ کا آدھا تین اور دو تہائی چار مجموعہ سہامون کا
سات ہوا تو چھ کا عول کر کے سات بنا دینگے یہ طاق ہوا اور ترکہ کے سہام سات کر کے
تقسیم کیے جاوینگے اور اگر مثال مذکور مین میت کی مان بھی ہو تو چھٹا حصہ یعنی ایک
اوسکو بھی ملنا چاہیے تو سہام آٹھ ہو جاوینگے پس چھ کا عول آٹھ کر دینگے
یہ عول جفت ہوا اور اگر ایک بہن اخیافی بھی مثال مین ہو تو ایک سہام اوسکا ہوگا
اور تعداد سہامون کی نو ہو جاوینگی اور یہ عول طاق ہوگا اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو چھ
کا عول دس ہونا چاہیے) اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر طاق ہوتا ہے جفت نہین
ہوتا یعنی تیرہ پندرہ سترہ تین عول ہوتے ہین مثلاً ایک میت کی بیوی اور دو بہنین
علاتی اور ایک ماں زندہ ہو تو بارہ سے بیوی کا چوتھائی اور بہنونکا دو تہائی اور ماں

بحث عول

تو چھٹا حصہ ہوا اور یہہ سب حصے بارہ میں سے نکل سکتے ہیں کیونکہ بارہ کی چوتھائی تین اور
دو ثلث آٹھ اور چھٹا حصہ دو ہیں اور یہہ کل تیرہ ہوئے تو بارہ کا عول تیرہ کیا جاویگا
اور اگر ان وارثوں میں ایک اخیافی بہن بھی ہو تو چھٹا حصہ بارہ کا یعنی دو سہام اسکو بھی
ملینگے پس تیرہ سہام ہو نگے اور بارہ کا عول پندرہ کر لیا جاویگا اور اگر
دو بہنیں اخیافی ہوں تو سہام سترہ ہو نگے اور عول بھی سترہ ہوگا ۲۴ کا عول صرف
ایک ہی ہوتا ہے یعنی ستائیس (اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک میت کی بیوی) اور دو بیٹیاں
اور ماں اور باپ وارث رہیں یہاں سب وارثوں کے حصے ۲۴ سے نکل سکتے ہیں یہاں
اونکے سہام یعنی تین سہام بیوی کے اور سولہ سہام بیٹیوں کے اور چار چار ماں باپ
کے ملکر ۲۷ سہام ہوئے ہیں پس ۲۴ کا عول ۲۷ کر لیا جاتا ہے اور اس مسئلہ کو
منبریہ کہتے ہیں اور یہہ عول سب اعداد کی تلاش سے اتنے ہی نکلے ہیں) — اگر ایک
فرقہ کا حصہ اوسکے شخصوں یعنی مستحقوں پر پورا نہ تقسیم ہو (مثلاً ۴ سہام حصے کے چار
ہوں اور اونکے لینے والے چھ ہوں) تو اگر دونوں میں توافق کی نسبت ہو تو مستحقوں کے
شمار کا وفق لیکر اصل مسئلہ میں (جو مخرج سب حصوں کا قرار دیا گیا تھا) ضرب کرینگے
(جیسے اوپر کی مثال میں ۴ اور ۶ میں توافق ہے یعنی دونوں نصف ہو سکتے ہیں تو چھ
کے وفق تین کو مخرج اصلی میں ضرب کرینگے) اور اگر دونوں میں توافق نہو (بلکہ تباین
ہو) تو کل عدد مخرج اصلی میں ضرب کرینگے اور جو کچھ حاصل ضرب ہوگا وہ مسئلہ کا مخرج
ہوگا (اوس میں سے ہر ایک کو پورا حصہ پہونچیگا) — اور اگر کسر کئی جگہہ ہو (یعنی وارث کئی فرقے
ہوں اور ہر فرقہ پر اوسکے سہام ٹھیک نہ بٹیں کسر پڑے) اور وہ فرقے آپس میں تماثل
رکھتے ہوں (یعنی شمار میں برابر ہوں) تو ایک فرقہ کی شمار کو اصل مسئلہ میں ضرب

کر لینا چاہیے اور اگر وے آپسمین متداخل ہون تو جنکی شمار سب مین زیادہ ہو اُنکے
عدد کو اصل مسئلہ مین ضرب کرلین اور اگر توافق رکھتے ہون تو ایک کی شمار کے وفق
کو دوسری مین ضرب کرین اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین اور اگر سب فریقون
کی تعداد آپسمین متبائن ہو تو ایک کی تعداد کو دوسری کی تعداد مین (ضرب کرین اور حاصل
ضرب کو تیسری کی تعداد مین) اور حاصل (اخیر کو اصل مسئلہ مین (ضرب و تصحیح مسئلہ
کی کرین) اور (اگر اصل مسئلہ عول (رکھتا ہو تو عول) مین ضرب کرنا چاہیے (واضح ہو کہ
دو عدد دونمین چار نسبتون مین سے ایک ہوا کرتی ہی تماثل یا تداخل یا توافق یا تباین
تماثل دونو عددون کے برابر ہونے کو کہتے ہین جیسے چار چار یا دس دس اور تداخل
اُسکو کہتے ہین کہ دو عدد دونمین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹجاوے کسر نہ پڑے یا یہ کہ اگر
چھوٹے کو اُسمین سے نکالتے چلے جاوین تو دو بار یا زیادہ مین بڑا عدد ہوچکے مثلاً ۲۵
اور پانچ مین تداخل ہی کہ ۲۵ پانچ پر پورا بٹجاتا ہی یا پچیس مین سے پانچ پانچ اگر کم کرتی
جاوین تو پانچ دفعہ مین ۲۵ فنا ہو جاویگا اور توافق اوسکو کہتے ہین کہ دو عددون
کو کوئی تیسرا عدد ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونو کو عدد چار
فنا کرتا ہی اور اس تیسرے عدد مثلاً چار کو وفق کہتے ہین اور ان دونو عددون مین
توافق بالربع کہلاتا ہی اور ایک کے ربع کو ضرب کرنا پڑتا ہی اور اگر تہائی مین توافق
ہون تو ایک کی تہائی کو ضرب کرتے ہین اور علے ہذا القیاس اور تباین اُسکو کہتے ہین
کہ کوئی تیسرا عدد بھی اُن دونو کو فنا نکرے صرف عدد ایک ان دونو کو فنا کرے جیسے نو
اور دس مین اور ترکیب ان تینون نسبتون اخیر کے معلوم کرنیکی یہہ ہی کہ بڑے
عدد کو چھوٹے پر تقسیم کرین اگر اول تقسیم مین کچھہ نہ بچے تو تداخل ہے اور اگر کچھہ باقی

رد کا بیان

رہی تو باقی پر چھوٹے کو تقسیم کرین اور پھر بھی بچے تو دوسری باقی پر پہلی باقی کو تقسیم کرین اور اسیطرح کرتے جاوین اگر کسی تقسیم مین کچھ نہ رہی تو دیکھین کہ اوس کا مقسوم علیہ کیا ہی اگر ۲ ہون تو دونو عدد وہین توافق بالنصف ہوگا اور اگر ۳ ہو تو بالثلث اور علے ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم مین یا اور کسی تقسیم مین عدد ایک بچرہی تو ان دونو عدد وہین تباین ہوگا) - اور اگر وارثون کے سہام اصل مسئلہ سی کم ہون اور اس جہت سی کچھہ مال بچرہے تو وہ مال اہل فرض کو موافق اونکے حصون کے دیدینا چاہیے لیکن شوہر یا بیبی کو اس مقدار زائد مین سی کچھہ نہ ملیگا (اور وارثونکو مال زائد اسطرح دیتے ہین کہ جن وارثو نپر رد ہوسکتا ہی اگر وہ ایک جنس کے ہون تو مسئلہ کو اُنکی شمار کے موافق کرلینگے مثلاً (اگر) میت کی وارث دو بیٹیان یا دو بہنین ہون (تو چونکہ انکا حصہ دو تہائی تہا اسجہت سی مسئلہ تین سی ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنی دو بیٹیون خواہ بہنونکو ملینگے اور باقی ایک تہائی زائد رہیگا اسکو بھی اونپر ہٹا دینی کی ضرورت ہوئی اسلئے چونکہ ایک جنس کے حصہ دار تھے اونکی شمار کے موافق مال کے دو حصے کرکے ایک ایک ہر ایک کو دینگے اس ہٹا دینی کو رد کہتے ہین) - اگر جن وارثون پر رد ہوسکتا ہو وہ کئی جنس کے ہون تو مسئلہ اونکے سہامونکی شمار سے ہوگا (یعنے اصل مسئلہ مین سی جسقدر سہام اونکو پونہچی ہون انکو جمع کرکے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جاویگا) مثلاً اگر دو سدس جمع ہون (جیسی میت کی جدہ اور اخیافی بہن رہی تو اصل مسئلہ چھہ سے ہوگا اور اسمین سی ایک ایک سہام دونو وارثون کو ملیگا اور دونو کا مجموعہ دو ہین) تو مسئلہ دو سی کیا جاویگا (اور اگر تہائی اور سدس جمع ہون) تو مسئلہ تین سی ہوگا (جیسی جدہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنین جمع ہون کہ جدہ کو چھٹا حصہ اور دو

باپ کا اخیافی بہنوں کو تہائی ملتا ہے اور دونو کے سہام الرجہ سے نکالین تو تین ہوتے
ہین اسلئے مسئلہ تین سے ہوگا اور اگر نصف اور سدس سے ہون تو مسئلہ چار سے ہوگا
مثلاً جدہ اور سگی بہن وارث ہوان تو جدہ کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ہے اور چھ مین سے
دونو کے سہام ملکر چار ہین تو چار سے مسئلہ کرکے ایک جدہ کو اور تین بہن کو دیئے)
اور اگر دو تہائی اور چھٹا حصہ جمع ہون یا نصف اور دو چھٹے حصے ہون یا نصف اور
ایک تہائی ہو تو ان تینون صورتون مین مسئلہ پانچ سے ہوگا (اول کی مثال دو سگی
بہنین اور ایک جدہ ہے کہ چھ مین سے چار بہنون کے اور ایک جدہ کا اور دو تو
ملکر پانچ ہوتے دوسری کی مثال سے ماں اور بیٹی اور پوتی کہ چھٹا ماں کا اور آدھا
بیٹی کا اور چھٹا پوتی کا اور چھ مین سے یہ سہام نکالین تو سب ملکر پانچ ہوتے ہین
اور تیسری کی مثال جیسے سگی بہن اور ماں کہ بہن کو نصف اور ماں کا ایک تہائی
ہے اور چھ مین سے دونو کے سہامون کا مجموعہ پانچ ہے) اور اگر وارث ایک جنس
کے ہون اور ان کے ساتھ [illegible] مین کسی کو بھی نہ ہو (جسکو مال رد نہین کرسکتے)
تو ان صورتین شوہر یا بیوی ہے کہ جنکا [illegible] مخرج نکالکر اسکا حصہ اس مین سے دیدینا
چاہیئے اور باقی کو ایک جنس کے وارثون پر تقسیم کر دینا چاہیئے (اگر تقسیم
ہو سکتی ہو) جیسے میت کا شوہر اور تین بیٹیان ہون تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہے
مگر سہام دونو کے گیارہ ہین اسلئے ضرورت رد کی ہوئی تو شوہر کا حصہ جو تہائی
تھا اسکا مخرج چار ہے اور اس مین سے اسکا حصہ ایک سہام اسکو دیکر باقی تین
سہام جو بچے تین بیٹیون کو برابر ایک ایک پہنچ گیا) اور اگر باقی سہام ایک جنس
کے وارثون پر [illegible] اور سہام [illegible] اور انکے شمار مین توافق ہو تو [illegible]

کے وفق کو شوہر یا بیبی کے کمتر مخرج مین ضرب کرینگے مثلا اوپر کی مثال مین بیٹیان چھہ
ہون تو تین سہام انپر پورے پورے تقسیم نہونگے اور تین اور چھہ مین تداخل ہے جسکو علم
فرائض کے ایسے مقام مین توافق سے تعبیر کرتے ہین یعنی انمین توافق بالثلث ہو لینگے
پس چھہ کا وفق یعنے دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار مین ضرب کیا تو آٹھہ ہوے انمین
سے دو سہام شوہر کے اور چھہ سہام چھون بیٹیون کے ہوگئے) اور اگر سہامون مین
توافق یا تداخل نہو بلکہ تباین ہو تو کل شمار ورثہ کو کمتر مخرج مذکور مین ضرب کرنا چاہیے
مثلا مثال مذکور مین تعداد بیٹیونکی پانچ ہو (تو تین سہامون اور پانچ مین تباین ہے
اسلیے پانچ کو چار مین ضرب کرینگے ۲۰ ہونگے بیس مین سے پانچ شوہر کو اور پندرہ
بیٹیونکو یعنی ہر ایک کو تین تین ملینگے) اور اگر شوہر یا بیبی کے ساتھہ مین دو جنس کے
وارث ہون تو جبر رد ہوسکتا ہے (اونکے مسئلہ کے نکالنے کا طور اوپر گذر چکا ہے اس
قاعدے کے بموجب سہامون سے) انکا مسئلہ نکال لینا چاہیے پھر شوہر یا بیبی کو اقل
مخرج سے اسکا حصہ دیکر باقی کو اس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا چاہیے (اگر بٹ سکے)
مثلا میت کی ایک بیبی اور چار جدات اور چھہ اخیافی بہنین ہون (کہ اسصورت مین اقل
مخرج بیبی کے حصے کا چار ہے اسمین سے ایک اسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی بہنون کا
مسئلہ جو نکالا تو چھٹا حصہ جدات کا اور تہائی بہنون کا ہے اسلیے انکا مسئلہ تین سے ہوا
اب تین پر مخرج بیبی کی ہوئی تین کو جو بانٹا تو پورا ہے یعنی ایک جدات کا اور دو بہنونکا
حصہ ہوا اب بموجب قواعد گذشتہ انکی تصحیح کرلو یعنی ایک چار جدات پر نہین تقسیم ہوسکتا
نہ دو حصے بہنون پر اسلیے اول حصون اور شمار حصہ دارونمین نسبت دیکھی تو چار جو شمار
جدات کی ہے اوسمین اور اونکے حصے کے سہام ایک مین تباین ہے اور چھہ جو بہنون کی تعداد

اور وہ بین جو اونکے سہام مین ہے اصل بینے توافق بالنصف ہی تو جہ کا نصف لیا گیا
تین ہوے اب دونو تعداد ونمین جو نسبت دیکھی یعنی چار اور تین مین تو تباین ہوا پس ایک
کو دوسرے ۳ مین ضرب کیا بارہ ہوے اور بارہ کو اصل مخرج ۴ مین ضرب کیا تو ۴۸ ہوے
اس سے سب کو سہام پورے تو صحیح نکلے یعنی بارہ بیبی کو اور بارہ چارون جدات کو
یعنے ہر ایک کو تین تین اور ۲۴ چہون بہنونکو یعنی ہر ایک کو چار چار اور تصحیح مسئلہ مین
اس قاعدہ کا یاد رکہنا چاہیے کہ اول سہامون اور تعداد مین نسبت دیکھتے ہین پہر
جنسیں کی تعداد ونمین نسبت دیکھتے ہین اور سب موجب مثال گذشتہ تقسیم کرتے ہین =
اور اگر کسر مخرج سے شوہر یا بیبی کے حصہ کے بعد باقی بچا ہوا وارثان مختلف کے
سہامون پر پورا نہ بٹے تو جو کسر رہ ہو سکتا ہو اونکے سہام کو شوہر یا بیبی کے فرض کے
مخرج مین ضرب کرنا چاہیے پہر ایک کا حصہ دریافت کرنیکے لئے شوہر یا بیبی کے سہام
کو جو کسر رہ ہو سکتا ہو اونکے مسئلہ مین ضرب کرو اور انہین سہی ہر فریق کے سہام کو جو
وضع شوہر یا بیبی کی باقی مین ضرب کرو جیسے اس مثال مین کہ میت کی چار بیبیان اور
نو لڑکیان اور چہ جدات ہون (کیونکہ کل مسئلہ ۲۴ سے ہوتا ہی مگر سہام ۳ تین مین سے)
مسئلہ اصل مخرج ۸ بیبیون سے یعنی آٹھہ سے کرکے ایک اونکو دیا اور سات جو بچے اونکو ج وغیرہ
مین دو لڑکیون اور جدات کے سہامون پر یعنی پانچ پر تقسیم نہین ہوتے اس لئے پانچ
کو آٹھہ مین ضرب دیا تو چالیس ہوے اب بیبیونکا سہام جو ایک تہا اوسکو پانچ مین ضرب دیا
تو پانچ ہوے یہ حصہ بیبیونکا ہوا اور ۳۵ لڑکیون اور جدات کے رہے یعنی سات جدات کے
اور ۲۸ لڑکیون کے ۔ اب ہر فریق کے سہام جو اپنے مستحق پر پورے منقسم ہوتے ہین موجب
قاعدہ سابق کے تصحیح مسئلہ کی کرکے اونکو پورا بانٹ دینگے (یعنے اول سہامون

اور تعداد اشخاص مین نسبت دیکھی سب جگہہ تباین پایا پہر بیبیون اور لڑکیون کی تعداد مین نسبت
دیکھی تو ۳ اور ۹ مین تباین پایا دونو کو آپسمین ضرب کر لیا ۳۶ ہوئے پہر ۳۶ اور جدات کی
تعداد مین نسبت دیکھی تو تداخل پایا اسلیئے ۳۶ کو اصل مسئلہ یعنی ۲۴ کو ضرب دیا تو کل تصحیح
۸۶۴ ہوئے اب ہر ایک کے سہام کو ۳۶ مین ضرب کر لو ہر ایک کا سہام ہو جاویگا مثلاً
بیبیون کے سہام پانچ تھے انکو ۳۶ مین ضرب دیا ۱۸۰ ہوئے یہہ حصہ چارون زوجہ کا
ہوا ہر ایک ۴۵ پاویگی اور جدات کے سہام ۴ تھے انکو ۳۶ مین ضرب دیا تو ۱۴۴
ہوئے یہہ حصہ چہون جدات کا ہوا ہر ایک کو ۲۴ ہونگے اور ۲۸ جو سہام لڑکیو نکے
تھے انکو ۳۶ مین ضرب دیئے سے ۱۰۰۸ یہہ حصہ نو لڑکیون کا ہوا اور ہر ایک کو انمین سے
۱۱۲ پونہچینگے)۔

بیان مناسخہ

اگر مال کے تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مرجاوے تو (مناسخہ
کرنا چاہیئے اور اوسکی صورت یہہ ہے) پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشتہ کے
کرلین اور سہام ہر وارث کا اسمین سے دیدین پہر دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح
کرین اور جو کچہہ اوسکو پہلی تصحیح سے سہام ملے ہون اُن سہامو نمین اور دوسری
تصحیح مین نسبت دیکھین اگر وہ سہام دوسری تصحیح پر پوری بٹجا دین تو حاجت ضرب
کی نہوگی دونو مسئلہ تصحیح اول سے درست ہوجاوینگے (مثلاً ایک شخص مرے اور ماں اور
زوجہ اور ایک چچا وارث چھوڑے اور پہر اوسکی زوجہ مرے اور ایک سگا بھائی اور
سگی بہن وارث رہین تو پہلے میت اول کے مسئلہ کو جو دیکہا تو ۱۲ سے نکلتا ہے
جسمین سے چار سہام یعنی تہائی ماں کو اور تین زوجہ کو اور باقی پانچ سہام چچا کو
ملینگے اور دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہوئی جسمین سے دو اوسکے بہائی کو
اور ایک بہن کو پونہچتی ہین اور تین ہی سہام زوجہ کو تصحیح اول سے ملے تھے پس وہ تصحیح

ثانی پر پوری تقسیم ہو گئی تو اب حاجت ضرب کی نہین نانی کے ۱۲ سہام کرکے ہم میت
کی ماں کو اور تین چچا کو اور دو سالے اور ایک سالی کو دو دو سہام) اور اگر دوسری تصحیح
کے عدد پر میت ثانی کے سہام پورے نہین ہوتے اور دونون مین نسبت دیکھین اگر دونون
مین توافق ہو تو دوسری وفق تصحیح ثانی کا لیکر تصحیح اول مین ضرب کرین (جیسے پہلی مثال
مین ماں مرجاوے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی اور ایک بہن وارث چھوڑے تو پہلی
میت کی تصحیح تو ۱۲ سے تھی اور اسمین سے چار ماں کو ملے تھے اب اسکے وارثوں کی جو
تصحیح کی تو چھ سے ہوتی ہے جسمین سے تین اسکی بیٹی کو اور دو بھائی کو اور ایک بہن
کو ملتا ہے اور اس چھ اور چار مین نسبت توافق بالنصف کی ہے اسلیے ۶ کا وفق
یعنی ۳ لیکر تصحیح اول یعنے ۱۲ مین ضرب کرینگے تو ۳۶ کل دونو مسئلونکی تصحیح
ہو جاویگی اور اگر دوم تصحیح اور میت دوم کے سہاموں مین مداخل ہو اور تصحیح ثانی
کے عدد زیادہ ہوں تو اسکو حکم توافق کا ہوگا یعنی بموجب سہام میت ثانی کے
وفق تصحیح ثانی کا نکالکر (اسکو مسئلہ اول کی تصحیح مین ضرب کرنا چاہیے) اور اگر تصحیح دوم
اور میت دوم کے سہاموں مین تباین ہو تو کل تصحیح اول مین ضرب کرنا چاہیے (مثلاً
مثال گذشتہ مین چچا مرجاوے اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں وارث چھوڑے تو اسکی
تصحیح چار سے ہوگی اور اسکے سہام میت اول سے پانچ تھے اور ان دونو مین تباین ہے
تو کل چار کو تصحیح اول ۱۲ مین ضرب کرکے ۴۸ کو دونو مسئلونکی تصحیح کہین گے
جب معلوم ہو جاوے کہ دونوں مسئلوں کی تصحیح یہ عدد ہوا تو میت اول کے
وارثوں کے سہام (تباین کی صورت مین) تصحیح دوم کے کل مین ضرب کرو اور (توافق
کی صورت مین) اسکے وفق مین (غرضکہ جس عدد مین تصحیح اول کو ضرب کیا ہوا سی عدد

اسکے وارثون کے سہام کو ضرب کرو حاصل ضرب وارثونکا حصہ ہوگا) اور میت
ثانی کے وارثون کے سہام کو (درصورت تباین اوسکے) کل مافی الیدمین (یعنے
جو سہام اوسکو میت اول سے ملے تھے اُنمین ضرب کرو) اور (درصورت توافق) ماسکے
الیدکی وفق مین (حاصل ضرب ازان میت ثانی کے سہام تصحیح کل مین سے ہونگے- اور
اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثون مین سے اُس عدد مین ضرب کرو جسمین
اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہی تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا (جاننا چاہیے کہ پہلے
جو وارثون کے سہام دریافت کرنے کی ترکیب لکھی ہی اُس سے مراد کل سہام کل
وارثونکے ہین اب اس بیانمین ترکیب ہر فرقہ کے علیحدہ علیحدہ حصہ معلوم کرنے
کی بیان کی مگر مناسخہ مین کل سہامون کے دریافت کرنیکی چندان ضرورت نہین
ہوتی لہذا ترکیب دوم استعمال کرنی کافی ہے) اور میت ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی
اسیطرح معلوم کرنا چاہیے کہ ہر وارث کے سہام کو کل مافی الیہ یا اوسکے وفق
مین ضرب دیکھنا چاہیے اب ہر فریق مین سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہین
تو دیکھین کہ اصل مسئلہ سے اُس فریق کو کتنے سہام ملے ہین جتنے اوسکے سہام اصل
مسئلہ مین سے ہون انکو اُس فرقہ کی شمار سے نسبت لگاوین کہ اُن سہامون سے ایک کو
کتنا ملتا ہی جتنا حساب سے پڑے دتنا ہی اُس عدد مین سے جو اصل مسئلہ مین ضرب ہوا ہے
اُسکو دیدین (مثلاً مثال بالا مین میت کی چار بیبیان اور نو لڑکیان اور چھہ جدات
تھین انکا اصل مسئلہ ۲۴ تھا اور اوسکو ۳۶ مین ضرب کرکے تصحیح کی تھی ۸۶۴ —
اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلہ مین سے ۵ تھے اور پانچ مین سے ۴ کو دیکھا تو سوا سوا
ہوتا ہی اگر ۳۶ کو سوایا کرین تو ۴۵ ہوتے ہین یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہی لیکن

سہل ترکیب یہہ ہی کہ ہر فریق کے سہام بموجب بیان سابق کے دریافت کرکے انکو اس
فریق کے شمار پر تقسیم کرین خارج قسمت ایک کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکور مین
چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب کئی ہوئی ۳۶ مین ہین یعنی ۱۸۰ اور اسکو اگر ۴ پر تقسیم
کردین تو خارج قسمت ۴۵ ہوتے ہین جو حصہ ایک زوجہ کا ہی۔ اور اگر مناسخہ مین
دو سے زیادہ میت ہون تو دو میتون کی تصحیح بموجب بیان سابق کرکے اسکو بجای
میت اول کے شمار کرین اور سوم کو بجای دوم اور وہی قواعد عمل مین لاوین جو اوپر
مذکور ہوئی اگر میت کے ترکہ کو وارثون مین تقسیم کرنا ہو تو تصحیح مین سے جتنا ایک وارث کو
پہونچے اسکو کل ترکہ مین ضرب کرو اور حاصل ضرب کو تصحیح پر بانٹ دو خارج قسمت وارث
مذکور کا حصہ ترکہ مین سے ہوگا مثلاً مثال گذشتہ بالا مین میت کے چار زوجات اور لڑکیان
اور جدہ جدات تہین اور تصحیح ۱۴۴۰ سے تھی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۴۵ اور لڑکی کا ۱۱۲
اور جدہ کا ۴۲ تہا اگر ترکہ میت کا نوے روپیہ فرض کرین اور دریافت کیا چاہین کہ ہر
وارث کا کیا حصہ ہوگا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۴۵ اسکی سہام تہی
اسکو کل ترکہ یعنی ۹۰ مین ضرب کیا تو ۴۰۵۰ ہوئی اسکو تصحیح پر یعنی ۱۴۴۰ پر تقسیم
کیا خارج قسمت ۲ ہوئی ۱۱۷۰ بچی اسکے آنے کئی تو ۱۸۷۲۰ ہوئی اور انکو پہر ۱۴۴۰
پر بانٹا تو ۱۳ خارج قسمت ہوئی اور کچہہ نہ بچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ دو روپیہ
تیرہ آنے ہوتے ہین اور لڑکی کے حصے ۱۱۲ کو ۹۰ مین ضرب دیا ۱۰۰۸۰ ہوئی انکو
۱۴۴۰ پر تقسیم کیا تو پورے سات نکلے معلوم ہوا کہ ہر لڑکی کا حصہ سات روپیہ ہین اور
جدہ کا حصہ ۴۲ ہی انکو ۹۰ مین ضرب دیا تو ۳۷۸۰ ہوئی اسکو ۱۴۴۰ پر بانٹا تو
۲ نکلی اور ۹۰۰ بچی اسکے آنے کئی ۱۴۴۰۰ ہوئی اور ۱۴۴۰ پر بانٹنے سے ۱۰ آنے

خارج قسمت ہوئی اِسی سے معلوم ہوا کہ ہر جدہ کا حصہ ۳ روپیہ ۱۰ آنہ ہوتے ہیں)
۔ اِسی طرح (اگر) قرضخواہوں کا مختلف قرضہ (میت کے ذمہ ہو اور اُسکا ترکہ سب کو
وفا نکرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجای تصحیح کرنا چاہیے کہ ہر شخص کے قرض کی مقدار
کو بجای ہر وارث کے سہاموں کے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکہ میں ضرب دیکر مجموع
قرضوں پر) بانٹ دینا چاہیے (خارج کی تعداد اُس قرضخواہ کو ملیگی مثلاً زید کا قرضہ
میت کے ذمہ ۴۰ روپیہ اور عمرو کا ۱۲۰ روپیہ اور بکر کا ۸۰ روپیہ اور خالد کا ۶۰
روپیہ ہے اور ترکہ میت کا کل سَو روپیہ ہی تو اب کُل قرضوں کی جمع کرکے جو دیکھا تو
۳۰۰ ہوئی اسکو بجای تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ اسطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ
یعنی ۴۰ کو ترکہ میں یعنی ۱۰۰ میں ضرب دیا ۴۰۰۰ ہوئی اُسکو ۳۰۰ پر تقسیم کیا تو ۱۳ روپیہ
پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پائی زید کا حصہ ہوا اور علی ہذا القیاس
اوروں کا حصہ نکال سکتے ہیں) ۔ اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی کچھ مال لیکر صلح کرے
تو اُسکو ایسا سمجھو کہ گویا وارثوں میں تہا ہی نہیں اور ترکہ میں سے وہ مال نکال ڈالو جسپر
اُسنے صلح کی ہو اور باقی کو باقی وارثوں میں تقسیم کر دو (یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع اُس وارث
کے کرنی چاہیے پھر اوسکے سہام تصحیح میں سے خارج کردینے چاہییں تو گویا بعد نکالنے کے
جتنے رہینگے وہی تصحیح اصل سمجھی جاویگی اور باقی ترکہ کو بقیہ وارثوں میں بموجب قواعد
مندرجہ بالا تقسیم کر دینا چاہیے) وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ◆

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم عفی عنہ

ہوئی فقہی مسائل میں کتاب بے نظیر احسن	نہو وے سیر جسکی دیکھنے سی نفس شائق کا
سن ختم اِسکا میں چاہا تو ہاتف غیب سی بولا	لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا

۱۲۸۴ھ

تمہید طبع بار دوم

جب اول بار یہ ترجمہ چھپ کر منتشر ہوا تو چند احباب نے فرمایا کہ بعض جا اس ترجمہ کی عبارت کتب مطبوعہ حال سے مختلف ہے اسلیے میں نے اسے بعینہ حرف بحرف کتب مطبوعہ کے موافق اس ترجمہ کو کر دیا اور بہت جگہ محو و اثبات کرنا پڑا جن لوگوں کے پاس اول بار کا چھپا ہوا نسخہ موجود ہو انکو اس دفعہ کے طبع کے موافق کر لیں کہ یہ نہایت صحیح ہے اور عربی سے بھی مطابق کر لیا گیا ہے

اشتہار

اس ترجمہ کے حقوق [illegible] صاحب ولد مولوی [illegible] صاحب تاجر کتب بریلوی کو [illegible] اور دیگر اہل مطابع کو چھاپنا نہیں [illegible] بدون اجازت مالکان صاحب حقوق اسکو طبع کریں

پرانی سند [illegible] نسخہ مطبوعہ مطبع [illegible] [illegible]

بمقام [illegible] مطبع [illegible] بریلی [illegible]